

صفحہ	مضمون ابواب	صفحہ	مضمون ابواب
۱۹۳	برزخ کے بیان میں	۱۹۳	برزخ کے بیان میں
۱۹۵	کتاب المسائل	۱۹۵	کتاب المسائل
۱۹۷	مال غنیمت کا بیان	۱۹۷	کتاب الایمان
۱۹۸	فصل غنیمت کی تقسیم کا بیان	۱۹۸	دعویٰ و خروج و غیرہ پر قسم
۱۹۹	کافرون کے غلبہ کا بیان	۱۹۹	اکل و شرب پر قسم
۲۰۱	مستامن کے بیان میں	۲۰۱	طلاق و ازادی کی قسمیں
۲۰۲	فصل مستامین کو برس و زیادہ و تہہ وین	۲۰۲	مستامین و غزوہ و نکاح و زنا و
۲۰۳	وہابی و خراج و جزیرہ کا بیان	۲۰۳	نماز کی قسمیں
۲۰۷	مرد و ان کے بیان میں	۲۰۷	ضرب و قتل و غیرہ کی قسمیں
۲۰۸	بغیوں کے بیان میں	۲۰۸	کتاب الخیال و
۲۰۹	کتاب القسط	۲۰۹	محبت کو قسمی ہو جب حد ہو
۲۱۰	کتاب اللطیفہ	۲۱۰	شہادت زنا اور اس کی ہر بنا
۲۱۱	کتاب الاشیاف	۲۱۱	شراب پینے کی حد
۲۱۲	کتاب الفقہ	۲۱۲	تہمت زنا کی حد
۲۱۳	کتاب الشریک	۲۱۳	تغزیر
۲۱۶	فصل شرکت کو قسمی درست نہیں	۲۱۶	کتاب الشریقہ
۲۱۷	کتاب الوقف	۲۱۷	فصل موقوفہ جگہ کے بیان میں
۲۱۹	مسجد کے احکام	۲۱۹	فصل ہاتھ کاٹنے کے بیان میں

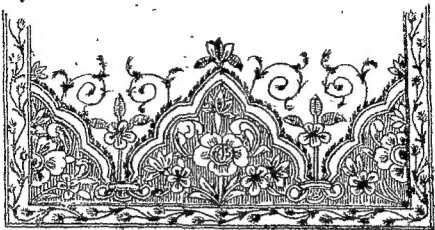
جلد دوم

۲۲۲	فصل جب مشتری قبضہ کر لے	۲۲۲	کتاب اللبوع
۲۲۳	آقالہ کے بیان میں	۲۲۳	فصل بی بی میں کیا چیز بدین ذکر و حیل
۲۲۴	تولیہ و راجعہ کے بیان میں	۲۲۴	موتی ہے
۲۲۵	غیر مقبول کی بیع کی بیان میں	۲۲۵	جاکر دینے کے بیان میں
۲۲۶	ربو کے بیان میں	۲۲۶	بیع کے دینے کا اختیار
۲۲۷	بیع عین جو حقوق داخل ہوتے ہیں	۲۲۷	عین کے بیع کی دوسری کا اختیار
۲۲۸	بیع کا اگر کوئی اور مدعی ہو	۲۲۸	بیع قاسد کے بیان میں

صفحہ	مضمون ابواب	صفحہ	مضمون ابواب
۲۴۲	ایک پھر بر دو خصوص کا دعویٰ کرنا	۲۴۳	فصل اجنبی کی بیع میں
۲۹۶	رشتہ کے ثبوت میں	۲۴۴	بدنی کے بیان میں
۲۹۷	کے کتاب الاقرار	۲۴۶	مسائل متفرقہ بیع
۳۰۱	اقرار میں استنکار	۲۴۷	بیع نقد کے بیان میں
۳۰۲	مرد میں کے اقرار کا بیان	۲۵۲	کے کتاب الکفالة
۳۰۳	کے کتاب الصلح	۲۵۶	فصل
۳۰۵	فصل دعویٰ صلح کے بیان میں	۲۵۹	مرد و مخنون کو اور غلام کے ضامن ہونے
۳۰۶	قرض و حیلہ اور صلح کرنا کا بیان	۲۶۰	کے کتاب الحوالہ
۳۰۷	دو قرضوں میں صلح کی صلح کے	۲۶۱	کے کتاب الفضلاء
۳۰۸	بیان میں	۲۶۳	فصل جب مدعی کا حق ثابت ہو
۳۰۹	کے کتاب المضاربات	۲۶۴	ایک قاضی کا دوسرے قاضی کو خط لکھنا
۳۱۱	مضارب کے مضاربہ کر کے یا نہیں	۲۶۶	پیچیدگی کے بیان میں
۳۱۲	فصل کرنسی باتوں و مضاربہ نہیں جاتی	۲۶۷	مسائل متفرقہ
۳۱۳	کے کتاب التودیع	۲۶۸	کے کتاب الشہادۃ
۳۱۴	کے کتاب العاقبۃ	۲۶۹	کرن لوگوں کی گواہی مقبول ہوتی ہے
۳۱۵	کے کتاب الہب	۲۷۰	دو گواہوں کی گواہی کے اختلاف میں
۳۱۶	دوسری بیع کے بیان میں	۲۷۱	گواہی پر گواہی دینے کا بیان
۳۱۷	فصل شہر و طہرہ	۲۷۲	گواہی پر جانے کے بیان میں
۳۱۸	کے کتاب الحجۃ	۲۷۳	کے کتاب الوکالۃ
۳۱۹	اجارہ میں جو اقسام درست ہیں	۲۷۴	وکیل کی خرید و فروخت کے بیان میں
۳۲۰	اجارہ فاسد کے بیان میں	۲۷۵	فصل وکیل بیع و شرا کو کن لوگوں سے
۳۲۱	اجر کے ضامن ہونے کا بیان	۲۷۶	مسائل متفرقہ
۳۲۲	ٹھیکہ توڑ دینے کے بیان میں	۲۷۷	جگر و مال کی وکالت کا بیان
۳۲۳	مسائل متفرقہ	۲۷۸	وکیل کے برطرف کرتے ہیں
۳۲۴	کے کتاب المکات	۲۷۹	کے کتاب المدعی
۳۲۵	افعال جائز مکات کے بیان میں	۲۸۰	بہم قسم کہانی کے بیان میں
۳۲۶	فصل	۲۸۱	فصل

صفحہ	مضمون ابواب	صفحہ	مضمون ابواب
۳۶۹	اولیٰ کے کہان کے مسائل	۳۶۹	مشترک غلام کے ملائمت کر کے ہیں
۳۷۰	غالب الاسترینہ	۳۷۰	مکاتب کے رکے و نکات سے عالج ہو کر
۳۷۱	غالب الصبیحہ	۳۷۱	غالب الکلیہ
۳۷۲	غالب اللہقن	۳۷۲	فصل
۳۷۳	کونسی خیر و نکار جن کرنا درست ہو	۳۷۳	غالب الکلیہ
۳۷۴	مریضوں کو دوا دینے کے پاس رکھنا	۳۷۴	غالب الکلیہ
۳۷۵	نعرہ مریضوں و نقضان کے بیان میں	۳۷۵	فصل بالغ پر عے کی حد
۳۷۶	مریضوں کے متغیر ہو جانے میں	۳۷۶	غالب الماذلی
۳۷۷	غالب الخلیات	۳۷۷	غالب الغصہ
۳۷۸	عورت ہٹا دے و جوب قصاص	۳۷۸	فصل
۳۷۹	ہلاکت کے سوا نقصانوں کا بیان	۳۷۹	غالب الشفو
۳۸۰	فصل	۳۸۰	طلب شفیہ کے بیان میں
۳۸۱	فصل	۳۸۱	اشیاء شفیہ میں
۳۸۲	خون کی گواہی کے بیان میں	۳۸۲	اشیاء مطلقہ شفیہ میں
۳۸۳	اختیار حالت قتل	۳۸۳	غالب الفسیمہ
۳۸۴	غالب الکلیہ	۳۸۴	غالب الکلیہ
۳۸۵	فصل باری دیت میں	۳۸۵	غالب المساقاۃ
۳۸۶	فصل زنا و غیرہ کی دیت میں	۳۸۶	غالب المذللہ
۳۸۷	فصل کچھ حمل کے قتل میں	۳۸۷	فصل کونسی جانور و گناہا و درست ہو
۳۸۸	فصل زنا میں نیا ام کر شیکا بیان	۳۸۸	غالب الکلیہ
۳۸۹	فصل چنگی ہوئی دیوار کا بیان	۳۸۹	غالب الکلیہ
۳۹۰	اگر جانور کسی کا نقصان کرے	۳۹۰	فصل کہانے بننے کے بیان میں
۳۹۱	برودہ کے نقصان میں	۳۹۱	فصل احکام شمس کے بیان میں
۳۹۲	فصل	۳۹۲	فصل دیہی و اور انہ کے بیان میں
۳۹۳	غلام مذکور و عیرہ کے قصص کر کے میں	۳۹۳	فصل عورت کے رحم کے متاثر ہونے میں
۳۹۴	غالب الفسیمہ	۳۹۴	فصل مردانہ نیم اور غلام نیم کر میں
۳۹۵	غالب المعامل	۳۹۵	غالب الکلیہ

چند روز خدہ خدہ اور فارسی سے قاصر ہیں اور نیز زبان اردو میں فائدہ عوام کے حق میں دینا
 اس لئے اس آخر سے اس کتاب کا ترجمہ زبان اردو میں لکھا گیا اور اسرار غریب زبان
 مولوی محمد منیر کا سبب میں زیادہ تر باعث اس سلسلہ کی تحریک کا ہوا چنانچہ نبیون البدوت
 توفیقہ عرصہ قلیل میں اسکا ترجمہ سلیس و یامدارہ کردہ و میں کیا اللہ عالم میں مجھ احسن اسل کنا
 اس ترجمہ میں میں نے التزام کیا ہے کہ حق الواقع اردو کا محاورہ و مادہ سہو و سادہ اور عبارت
 فارسی شاہ صاحب پر حرم کا مطلب بھی چھوٹے سپاہی گرشاہ صاحب کا ترجمہ حامل العین تھا اس
 ترجمہ میں میں نے کفر کو لکھنا زائد جا کر مشترکہ ترجمہ برائے کیا اور عبارت شرح کو وہ خط و خط
 اس شکل میں () لکھ دیا ہے دوسری جگہ کہ جعفر عبارت فارسی شاہ صاحب نے لکھی تھی اور
 پر میں نے کفایت کی مان جعفر کچھ مضمون زائد درکار تھا اور سکو خود اپنی طرف مشورہ کر کے
 یا تو دخل کتاب کر دیا یا حاشیہ پر معافی الفاظ مشککہ و محل مطلق فقہا کو لکھ دیا ہے لیکن
 فراغ میں کس قدر توفیق نفس عبارت میں اپنی طرف سے کر دی ہے کہ اس کے مسائل و بحثوں کی
 اکثر حاجت رہتی ہے اور انھیں متنازعہ سبب میں مناسب نہیں اور بعض جا کچھ مثالین جو شاہ
 صاحب نے بحال فتوح مسائل شامل انداز فرمادی ہیں میں نے سب سے بڑا دسی ہیں اور میں اس
 کی تہذیب میں ایک سی ہیں اور احکام مختلف اور کے دلائل بھی بنایہ و شرح و تہذیب اور دوسری
 شریک زبان سے حاشیہ پر لکھ دی ہیں حاصل مجھ کہ میں نے اپنی دانست میں نفس کتاب
 کی توفیق و تشریح میں کوئی توفیق نہیں جو اللہ تعالیٰ اسکو قبول فرمادی اور میری لکھی باقیات
 مسائل میں سے کئی اسد ناظرین بالانصاف سے مجھ سے کہ دعا خیر فرمادی فرماوین اور اگر
 اس خود خط کی غلطی اب بھی نظر سے گذری تو اسکی اصلاح فرماوین واللہ العباد و لاہ و آخر
 و صلے اللہ علی کل عبد مسلم و السلام علی من اتبع الهدی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ

وہیاجشاہ اسلم صاحب

سپاس بیقیان تبار بارگاہ رب العزت کے ہی جو عالم اور عالم والو نگاہ پروردگار سے
 اور دروید محمد اس پیغمبر پر جو کہ آدم اور بنی آدم سے ہر یک ہے اور اسکا نام پاک محمد
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و اصابہ و بارک وسلم بعد حمد و صلوة کے بندہ درگاہ کریم اہل اللہ
 بن شیخ عبد الرحیم مخفرت کریم اللہ اسکو اور اسکو ملن باپ کو اور سلوک کریم اسپر اور
 یہ کہتا ہوں کہ عقائد اسلام کے درست کر نیکی بعد سب زیادہ ضروری سیکھنا علم
 فقہ کا ہوا اور سب باب میں سب کتابوں اور مستونوں سے مشہور و معروف ترک کر اللہ تعالیٰ
 مولفہ امام بہام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود بنی کی جو کہ اسکی عبارت مشکل
 تھی اور مستندوں کو مسائل کا سمجھنا اس سے دشوار تھا اسکو اسکا ترجمہ باقی فارسی میں بعض
 ضروری کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ طلبہ کو اسکا پڑھنا آسانی اور سہولیت سے ہو جس سے ہر توفیق
 اللہ ہی سے ہو اور وہی رفیق ہر ایک امر میں ہے

اس طبع جباری کو کہتے ہیں جبکہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو۔ دن و رات جیسے
 آپ نے عمل کیا ہو مگر پیشہ کیا ہو پس اس طرح کی چیز میں سو وضو میں (ان) دو نمازوں کا
 پونچھون تک ابتداء وضو میں نہ ہونا چاہیے اور وضو کے شروع میں بسم اللہ کہنا بھی سنت
 ہے۔ دوسرے میں جو تین تشریحی مسائل کرنا چاہئے کئی کرنا یا پھر تین ناک میں پانی دینا چاہیے
 اور تیسرا درختوں میں غلال کرنا ساتویں ہر عضو کا تین بار نہ ہونا چھوٹے وضو کا دل سے ارادہ
 کرنا تین بار دوسرا ایک دفعہ مسح کرنا دسویں دو نوکوں کا مسح کرنا ستر کے مسح کے پھر ہوسنی پانی سے
 سو گیا رہو میں اس ترتیب کی رعایت رکھتی جو قرآن مجید میں مذکور ہے اور تیسویں جھٹکا لگانا
 دروازہ فائدہ دل سے ارادہ کرنا اور ترتیب اور پے در پے ہونا اور ام شافعی کے نزدیک ہر
 جو اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہما کے نزدیک سب سے اور انکی دلیل یہ ہے کہ وضو کی آیت میں کہ
 تین جھٹکے دہونے اور مسح کرنا کے اور کوئی بات نہ گور نہیں اور کلام مجید پر احسان
 حدیثوں سے کچھ پڑا لینا درست نہیں اور کچھ جو حدیث شریف میں آیا ہو کہ انما الاحمال
 بالسنیات یہاں مراد عملوں کا ثواب ہے نہ انکی درستی اور اگر درستی اعمال ہی مراد
 ہوتی تو چاہیے تھا کہ بدن اور کپڑے اور مکان کو پاک کرنا اور برہنگی کو چھپانا اور قبلہ کی
 طرف منہ کرنا بدعت کے درست نہ ہوتا حالانکہ کچھ چیزیں بدعت ہیں کچھ درست ہیں
 اور کچھ بات ٹھہری ہوتی ہے کہ عمل کا ثواب بدعت کے حاصل نہیں ہوتا اختلاف
 عمل کی صحت کے کہ وہ بدعت ہی ہو جاتی ہے اور حرفت کہ فاعل اس میں
 وہ اسوہ ہو کہ نماز پر کھڑے ہو نیکی ارادہ سے پھر سب اعضا کو دھونا چاہیے اس سے کچھ
 معلوم نہیں ہوتا کہ بعض اعضا کو پہلے اور بعض کو پیچھے ہو دینا سب طرح لگاتار دھونا ہی
 آیت سے نہیں نکلتا ایک زیادہ بات ہو اور نہ متواتر اور مشہور حدیثوں سے ثابت ہو اور

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہل فرمانا اس کے مسنون ہونے پر دلالت کرتا ہی اور دستور کے مستحب
 (بھیہ بین کہ اعضا کے دھونے میں) دھو سو شروع کرنا اور گردن کا سہم کرنا (اور مستحب
 اس فعل کو کہتے ہیں جسکو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت شریف کے طور پر کیا ہو) اور وضو کو
 توڑنا ہونسی نا پاک چیز کا مسئلے کے بدن سو کھنا (جاننا چاہیے کہ جو چیز بدن سے نکلتی ہے
 اسکی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ مقام پاخانہ یا پیشاب سے نکلتے وہ تو بلا خلاف تھوڑی سی بہت
 وضو کو توڑتی جو دوسری وہ کہ ان دو ہیو مقاموں کے سوا کسی اور جگہ سے نکلتے جیسے قح
 اور خون اور پیب تنے میں بہت ہونا شرط ہو اور خون اور پیب میں زخم کے منہ سے نکلتے جانا
 شرط ہو اس دوسری قسم میں امام شافعی کا خلاف ہو اور دلیل امام اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی
 انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز میں قے کرے یا اس کے نکسیر نہتے ٹوٹا سکا چاہے
 کہ نماز پر سے ہٹو اور وضو کر کے پہر اپنی اسی نماز کو پورا کر لے) اور منہ بھر کرے کا ہونا
 بھی وضو کو توڑتا ہو اگر چہ ریت ہو یا جاما ہو خون یا کہنا یا پانی لیکن اگر بلغم یا خون یا
 ہو جس پر تھوک غالب ہو تو وہ وضو کو نہ توڑے گا (یعنی اگر تھوک ملے تو نہ وضو توڑے گا)
 ہو گا تو نہ وضو توڑے گا اور اگر سرخ رہے گا تو نہ وضو توڑے گا کیونکہ خون غالب ہے) اور پی کا مثلاً
 (جب قے کا سبب ہوتا ہے) کئی بار کی قے کو جمع کر دیتا ہے (یعنی اگر قے تھوڑی تھوڑی چند
 بار ہو تو نہ دیکھنا چاہیے کہ اگر مثلاً ایک ہی دفعہ ہو تو نہ جمع کرے اجماع کو ایک جانا چاہیے
 اور نہ جدا اور جس قدر میں وضو توڑے کے لیے بھر منہ ہونا شرط ہے) اور لیٹے ہوئی سونا
 اور دو سو میں زمین پر ٹکا کر اور پانو و منی طرح کو نکال کر سونا (بھی وضو کو توڑتا ہے) اگر
 کھڑا ہو یا رکوع میں سونے لگا وضو نہ توڑے گا) اور بیہوشی اور دیوانہ پن اور مست ہونا (وضو کو
 حاکمین توڑتا ہے) خصوصاً بالحق یا غیو اسے اور لیٹنے والے سے نہیں) اور بالغ نمازی کا اگر

سو منسنا اگر چہ سلام پہیرنے کی وقت ہو (وضو کو توڑنا ہو) واضح ہو کہ آواز منہ سے
 کے باعث وضو کا جاتا رہنا شرط ہی اس بات پر کہ نماز سی باقی ہو نہ لڑکا اور نماز بھو
 رکوع اور جہدہ والی ہو جائزہ کی نماز نہ ہو اس واسطے کہ وضو کا ٹوٹنا کھلانے سے ظاہر
 قیاس کے خلاف ہی تو صحیحہ نص میں آیا ہو اسی پر موقوف رکعتیں اسکے سوا میں اسکا حکم
 لینگے اور زوٹ حدیث میں یوں وارد ہو کہ ایک نذر شخص نماز جماعت کی صف کے سامنے گر پڑا
 لوگ اس پر آواز سی منہ سے آنحضرت مسلم نے فرمایا کہ جو کوئی آواز سے ہنسا ہو چاہے کہ وضو
 اور نماز کو پہر سے ادا کرے اور مباشرت ناحشہ (بھی وضو کو توڑتی ہی یعنی مرد و عورت
 بدون آڑ اور حجاب کی ایسی طرح ملین کہ ایک کی شرکاء دوسرے کی شرکاء سے مجامعت) اور محرم
 میں سے کثیر کا نکلنا وضو کو نہیں توڑتا اور ذکر کو اور عورت کو تھک لگانا (اسلمی کہ جب آنحضرت
 مسلم سے کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ذکر تجہ میں سو ایک گوشت کا ٹکڑا ہی ہو یعنی جس پر
 تھک لگانے سے وضو نہیں جاتا ایسی ہی ذکر کے چوٹے سے نہیں جاتا اور تیر بات ہو کہ
 آنحضرت مسلم اپنی بعض ازواج طاہرات کا حالت وضو میں بوسہ لیتی تھی اور وضو نماز کے
 لئے دوبارہ نہ کرتے تھے اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا خلاف ہی فطرت غسل کے
 بیان میں (غسل میں فرض نہ کا دھونا اندر سے اور نا کین پانی ڈالنا اور تمام بدن کا دھونا
 اور بد کو ملنا اور جب کو غتہ نہ ہو ہی ہو ا دس کو اپنی زائد جڑے میں پانی کا ڈالنا فرض نہیں
 اور غسل میں سنت یہ ہے کہ دل اپنی دونوں تھقین بار دھو کر پہر اپنی شرکاء کو اور بجا
 ظاہر ہی کو دھو کر وضو کرے (اور پانچ دھونیکو بعد پر رکھی پہر اپنی تمام بدن پر تین بار پانی
 بہا دے) (جانشا چاہے کہ اگر غسل تھق خواہ پھر پر رکھی تو ضرور نہیں کہ پانچ دھونا پیچھے
 رکھی اس واسطے کہ پانچ پر خراب نہ ہونگے اور انکا سبکے بعد دھونا اسی مصلحت کے لئے ہے)

اور عورت کے بالوں کی جڑ اگر تر ہو جاوے تو گندہ ہو مگر بالوں کا کھولنا ضرور نہیں۔ اور غسل
 فرض ہو اس منی کے نکلنے پر جو کوہر نکلے اور اپنی جگہ سے جدا ہو کیوقت لذت کے متلا
 جہ ہو (یعنی لذت اور شہوت اپنی جگہ سے جدا ہونے کیوقت شرط ہے نہ ذکر سے باہر نکلنے
 کیوقت) اور (غیر غسل فرض ہی) جبکہ ذکر کا سریشا بگاہ یا متام باخانہ میں غائب ہو جاوے
 (اور اس صورت میں) غسل فاعل اور مفعول دونوں پر واجب ہے (وہ صبح ہو کہ ذکر کا داخل کرنا مقام
 پاخانہ مرد و عورت میں حرام و ناجائز ہے لیکن اگر اس امر یا شائستہ کے مرتکب ہو جاوے تو
 غسل دونوں پر واجب ہوتا ہے) اور فرض ہے عیض کے موقوف پر (جو خون معمولی عورت
 کا ہوتا ہے) اور نفاس کے بند ہونے پر (جو بچہ ہونیکے بعد خون ظاہر ہوتا ہے اور) واجب
 نہیں مذی کے نکلنے کیوقت (جو پتلا پانی ہوتا ہے اور عورت کے چہرے کیوقت ذکر سے
 تیزی کے بعد نکلتا ہے) اور نہ وہی کے نکلنے کیوقت (جو شاپیکر نیکے بعد کا تر یا پیشاب
 نکلتا ہے) اور نہ خواب میں صحبت کرنے سے پردہ نری نکلنے کے۔ اور غسل کرنا ہمیشہ مرد و
 عید تک لٹو اور حرام باندھنی کیوہو اور عرفہ کے روز نہ سنت ہے اور واجب ہے غسل دنیا مرد و
 کو اور اس شخص کو جو حالت ناپاکی میں مسلمان ہوا ہو اور اگر ناپاک تھا تو (صرف مسلمان
 ہونیکے لئے غسل) مستحب ہے (جائنا چاہئے کہ شریعت میں واجب ایسا حکم ہے جو ثابت
 ہوا ہو ایسی دلیل جو میں شبہ ہو اس کے ترک کرنا پائے کو فاسق شمار کرتے ہیں اور اس کے
 منکر کو کافر نہیں جانتے پانی کے میلے) مینہ کے پانی اور چشمہ اور دریا کے
 پانی سو وضو کیا جاوے اگرچہ کوئی پاک چیز اس کی تین صفوں میں سے ہے (جو رنگ و بو
 اور مزہ نہیں) ایک کو بدل دے خواہ بہت دنوں رہنے کے باعث بدبو دار ہو جاوے مگر جو پانی
 کہ تون کے گرنے سے بد گیا ہو یا سوین کوئی خیر کائنات سے متغیر ہو یا ہو یا کسی درخت

خواہ میوہ سب کھا لایا ہو (جیسے گنے کاربن اور ترپوز کا پانی) یا دوسری چیز کے
 اجزا پانی پر غالب ہو جادوین (جیسے سونو) تو (ایسی پانی سے) وہ ضرور نہیں ہوگا اور نہ اس
 ٹھہرے ہوئی پانی سے جسمین ناپاکی ہو اور وہ وہ درودہ ہو اور وہ درودہ ہوئی صورت
 میں وہ پانی ایسا ہو جیسا بہتا پانی (اور بہتے پانی کی کیفیت یہ ہے کہ تنکا بہا لیجاوے
 (دافع ہو کہ اصل میں سکہ کی جگہ ہو کہ بڑی حروف اور بڑی جسمیں کے نزدیک پاک ہیں
 اور سلف کے ناموں نے ان کے طولی عرض میں سے ہر ایک کی مقدار کو دیکھا اور گہراؤ
 کو اس قدر کہ چلو پہرنے سے زمین کھلے جادو ٹھہرا یا ہو یعنی چار و نصف او سکے کپڑی
 کے گز سے چوچہ مٹی یا چوچس اچل کا ہوتا ہو دس گز ہو اور بعض گز شامی گز کو ختم کیا
 کیا ہے جو سات شمش اور ایک کپڑی اور گلی کا ہوتا ہو جس میں پانی کا طول
 زیادہ ہو اور عرض کم یا گہرا بہت ہو اور چوڑا کم مگر پیمائش کے حساب سے اگر ضبط کیا
 جادو تو کسر وہ درودہ ہو جاتا ہو تو بعض روایات میں ایسے پانی پر وہ درودہ کا حکم
 لکایا ہے اور مخفی نہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک پانی خواہ تھوڑا ہو یا بہت ناپاک
 نہیں ہوتا جب اثر رنگ اور بو اور مزہ نجاست کا اس میں ظاہر نہ ہو اور امام شافعی کے
 نزدیک پانی کا ناپاک نہ ہوتا علمین کی مقدار پر مخصوص ہے جو تخمیناً پانچ مشکین متوسط ہوتی
 ہیں اور امام اعظم نے دلیلوں کا خلاف ملاحظہ فرما کر وہ درودہ اختیار کیا ہے جس میں
 نہ مہون ہو زیادہ تر احتیاط ہو اور حدیثوں اور آثار سبکی و سوا ظاہر اور پاک ہی ہیں وہ
 درودہ پانی سے وضو کیا جادو بشرطیکہ ناپاکی کا اثر یعنی مزہ اور رنگ اور بو اس میں معلوم
 نہ ہو اور پانی میں اگر ایسا جانور مر جادو جس میں خون جاری نہ ہو جیسے مچھر اور گھٹی اور تر
 اور چھوڑا اور چھلی اور ہینڈک اور کیکڑا تو پانی کو ناپاک نہیں کرتا اور جو پانی کہ لوہا

کے لئے استعمال کیا گیا ہو (مثلاً اس سے وضو کر دھو کیا ہو) یا حکمی ناپاکی کے دور کرنے
 میں جس طرح کیا ہو (مثلاً جو وضو ہو جانے پر اس سے وضو کیا ہو) اور یہ پانی کسی جگہ میں
 (مثلاً زمین پر یا کسی برتن میں) ٹھہر جاوے تو وہ خود پاک ہی مگر پاک کرنے والا نہیں
 (یعنی بدن یا کپڑا ایسے پانی سے غسل میں بہرہ جادے تو اس کا دھونا ضرور نہیں الا وہ
 اس سے وضو کرنا درست نہیں اس لئے کہ وہ پاک کرنا لا نہیں لیکن اگر اس سے غسل پانی
 سے خفیہ نجاست کو دھو ڈالیں تو پاک ہو جاوے گی کیونکہ نجاست حقیقی کے دور کرنے
 میں یہی شرط ہے کہ نہینے والی چیز اور پاک اور نجاست کو دور کرنے والی ہو اور یہ سب پانی
 سے غسل پانی میں موجود ہیں گو کہ اس سے نجاست حکمی پاک نہیں ہوتی) اور کنوئین کے مسئلہ
 میں تین مذہب ہیں ج ح ط (جیم علامت نجاست کی ہے آجہ علامت بحال خود
 رہنے کی اور ط علامت طہارت کی اختصار کے لئے حروف کو رکھ لیا ہے اس کی تفصیل
 یہ ہے کہ اگر کوئی مرد ناپاک ہو اپنے بدن پر نجاست حقیقی نہ کہتا ہو کنوئین میں گرجاؤ
 یا ڈول نکالنے کو نہیں غوطہ مارے تو امام اعظم کے نزدیک کنوئین کا پانی ناپاک
 ہو جاتا ہے اور آدمی بھی ناپاک رہتا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک کنوئین
 بحال خود پاک ہے اور آدمی بدستور ناپاک اور امام محمد کے نزدیک کنوئین اور آدمی دونوں
 پاک ہیں) اور جو چتر کہہ دیا جادو یہ پاک ہو جاتا ہے مگر سودا در آدمی کا چتر
 (پاک نہیں ہوتا) بابت یہ ہے کہ چتر سے کی رطوبت اور بدبو اور اس کا شر جاننا دوسری خواہ
 مٹی ملنے سے خواہ آفتاب میں سوکھا نہ ہو دور کر دیا جاوے اور معلوم رہے کہ یہ
 حکم مرد ہی جانور کے چتر کا ہے ورنہ فہم کئی ہوئی جانور کا چتر بدون دباغت
 بھی پاک ہے) اور آدمی اور مردہ جانور کے بال اور پٹیاں پاک ہیں (اس لئے

اگر کوئی مرد ناپاک ہو اپنے بدن پر
 نجاست حقیقی نہ کہتا ہو کنوئین میں
 گرجاؤ یا ڈول نکالنے کو نہیں غوطہ
 مارے تو امام اعظم کے نزدیک کنوئین
 کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے اور آدمی
 بھی ناپاک رہتا ہے اور امام ابو یوسف
 کے نزدیک کنوئین بحال خود پاک ہے

کہ انہیں جان نہیں کیونکہ انکو بذات خود در معلوم نہیں ہو جاتا تو مر جانا باعث حجت نہیں
 ہر نیک۔ کتوئین کے مسائل کتوئین میں اگر ناپاکی گر پڑے تو اسکا پانی کہیں پیا
 جاوے الا اونٹ یا بکری کی دوینگین اور کبوتر اور چڑیا کی بیٹ سی پانی نہ نکالا
 جاوے (اور تین سنگینو میں اختلاف ہے) اور جو جانور کہا تو جاتے ہیں انکا پیشا
 نجس ہے ہرگز پینا چاہیے (اور امام محمد کے نزدیک پاک ہے اور امام ابو یوسف کے
 نزدیک دو کیو اسطے اسکا پینا جائز ہے اور امام اعظم کے نزدیک ناجائز) اور
 جو چیز باعث یوسو ہو جانے کا نہ ہو وہ ناپاک نہیں (یعنی تھوڑی سی قریبان
 اور پیپ کہ پہو نہوں اگر پانی میں گر جاوے یا کپڑا اور بدن انہیں بھر جاوے تو ناپاک
 نہیں ہوتا) اور چوسے کی مانند جانور کے مرجانے سے ۴۰ ڈول بیچ کی راس کے
 نکالنے چاہئیں اور ہم ۴۰ ڈول کبوتر کی برابر کے مرنے سے اور بکری جیسے جانور کے
 مرنے کیسی جانور پہو لجاوے اور چٹانسی (خواہ چوہا ہو یا بڑا) تمام پانی کا کہیں چٹا چٹا ہو اور اگر
 تمام پانی کا نکالنا نہ ہو سکے (مثلاً کنواں چشمہ اور ہو کہ اسکا پانی ٹوٹا نہ ہو) تو دو سو
 ڈول نکالے جاوے۔ اور چوہا اگر کچھ لجاوے یا پھٹ جاوے اور اسکو گرنیکا وقت
 معلوم نہ ہو تو کتوئین کو تین دن رات سے ناپاک کر دیتا ہے اور اگر کھولا نہ ہو تو ایک دن
 رات سے (مترجم کہتا ہے کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہو کہ جسوقت جانور کو کتوئین
 میں دیکھیں اسوقت سے ناپاک تصور ہو گا خواہ کھولا ہو یا نہ ہو) اور پسینے کا چال
 مثل جوٹھے کی ہے اور آدمی اور گھوڑے اور ان جانوروں کا جو ٹھا جٹکا
 کہا یا جانا ہو پاک ہے اور کتو اور سٹور اور درندہ چوہا لکھا جو ٹھا مثل شیر اور حیات
 اور بھیرے کا جو ٹھا ناپاک ہے اور بلی اور گلیو نہیں پھرنے والی مرغی کا اور درندہ

پرندہ نکلا (مثل باز اور خیرہ کی) اور گہر کے رہنے والے جانور نکلا (جو ٹھٹھا مثل چوہہ اور
سلاپ کی) مکروہ ہے (کہ طہارت میں نقصان رکھتا ہے مگر نقصان بہت نہیں) اور گدے
اور خچر کے جوٹھے (کے پاک ہونے اور ناپاک ہونے) میں شک ہے (یعنی بعض دلیلین کی
پاک کی کو چاہتی ہیں اور بعض ان کی ناپاکی کو پس) اُس سے وضو کر کے تیمم بھی کرے اگر پاک پانی
میسر نہ ہو اور (وضو اور تیمم میں سے) جسکو اول کرے درست ہے بخلاف اُس پانی کو جس میں
خراتکے ہوں (انہیں علماء کا اختلاف ہے بعض اُس سے وضو جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز
اور یہ اختلاف پیوستہ ہیں کہ پانی پتلا اور بہتا ہو اور کھٹا اور شہ آدر اور گار پانی
ہو درہر ایک کے نزدیک اُس سے وضو کرنا جائز نہیں) *

باب تیمم کے بیانیہ میں جس صورت میں کہ نمازی پانی سے ایک میل دور ہو یا مرض یا سفر
سے ضرور کہتا ہو یا درندہ یا دشمن یا پیاس کا خوف ہو یا سامان پانی کا مثل ڈول اور
رستی کے نہ کہتا ہو (ایسی صورتیں) تیمم کرے (وضو ہو کہ میل کی مقدار چار ہزار گز ہے
۴۰۰۰ انگل کے گز سو۔ اور تیمم کی صورت یہ ہے کہ جنس میں پر جو پاک ہو گو خبار نہ کہتی ہو
نیت تیمم کر کے دو ضرب لگا دو اول ضرب کے بعد اپنی تمام منہ پر ہاتھ پھیرے اور دوم
ضرب کے بعد دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک ہاتھ پھیرے اگرچہ ناپاک ہو یا حیض والی
حوت ہو (یعنی انکو بھی وضو میں چاہئیں) اور اگر باوجود میسر ہو جنس میں کے خبار سے تیمم کر لیتا ہے
ہو (اور بدو نیت کو تیمم جائز نہیں۔ مگر یہ کہ جنس زمین ان چیزوں سے مراد جو نہ جلیں نہ
جلیں جیسے خاک اور ریت اور پتھر اور سرمہ اور انکی مثل ہیں) پس کافر کا تیمم کرنا بیکار ہے
نہ وضو کرنا (اسلئے کہ تیمم میں نیت شرط ہے نہ وضو میں اور کافر اپنے کفر کی جہت سے نیت
کا اہل نہیں) اور تیمم کو اسلام سے مرد ہونا نہیں توڑتا (اسوا سلیکہ تیمم کی وقت ایسا تھا

کہ اسکی نیت درست تھی، بلکہ جو چیز وضو کو توڑتی ہے اور نمازی کا قدرت پانا ایسی پانی
 پر جو اسکی حاجت ضروری ہو پھر سے ابتدا یتیم کرنے کو منع کرتا ہے اور پہلے اگر یتیم کیا
 ہو وہ اس قدرت سے جاتا رہتا ہے۔ اور جس شخص کو توقع پانی ملنے کی ہو وہ آخر وقت
 تک نماز نہ پڑھے اور یتیم کرنا وقت سے پہلے اور دو فرضوں کے لیے اور نماز جنازہ اور
 عیدین کے جانے پہنچنے کے خوف سے درست ہے اگرچہ بنا ہی کے طور پر ہو (یعنی نماز
 تو وضو سے شروع کی تھی الا نماز میں جو وضو ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ یتیم کر کے اسی نماز کو
 پورا کر لے) اور جمعہ کے جاتے رہنے اور وقتی نماز کے جاتے رہنے کے خوف سے یتیم
 درست نہیں (اسلمو کہ ان دونوں نمازوں کا بدلہ موجود ہے کہ جمعہ کا بدلہ ظہر ہے اور وقت
 کی نماز کا بدلہ اسکی فضا اور جنازہ اور عیدین کی نمازوں کا کچھ بدلہ نہیں فائز
 جانا چاہیے کہ امام شافعی کے نزدیک تیمم طہارت ضروری ہے یعنی ضرورت کیواسطے
 مشروع ہوا چوبیس وقت سے پہلے اور دو فرضوں کیواسطے اسکی کچھ ضرورت نہیں
 اسلمو ان کے نزدیک تیمم وقت سے پہلے اور دو فرضوں کیواسطے جائز تھا گا اور امام
 اعظم کے نزدیک تیمم صرف طہارت ہی مگر اوسمین پانی کا نہ ہونا یا نلنا شرط ہی نہیں
 کے موجود ہونے پر پانی اور مٹی پاک کرنے میں ایک حکم کہتی ہے خواہ وقت سے
 پہلے ہو یا نہیں اور ارشاد آنحضرت صلیم کا کہ خاک مسلمان کی پاک کرنیوالی ہے اگرچہ
 دس برس تک استعمال کرے ظاہر میں تاہم اسی بات کو کرتی ہو جو امام اعظم فرماتے ہیں
 اور اگر نماز ہی اپنے جنبہ میں پانی بھول جاوے اور (اسیو جیسی) تیمم کر کے نماز ادا کرے
 (اور نماز کے بعد یاد آوے کہ پانی تھا) تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اور پانی کو مقدار
 ایک تیر کی تلاش کرے اگر بھید گمان ہو کہ پانی نزدیک ہی ورنہ تلاش نہ کرے۔ اور اگر فقیہ

علم
 شافعی
 تیمم کی وجہ سے

کے پاس پانی ہو تو اس سے طلب کرے اگر وہ نہ ہو تو تیمم کرے اور اگر بدو ن ائمہ جہی کے نہ ہو اور اسکے پاس دام ہوں تو تیمم نہ کرے ورنہ تیمم کرے (یعنی اگر وہ دام زیادہ ہو یا نمازی کے پاس اجماع ہوں تو تیمم جائز ہوگا) اور اگر نمازی کے اکثر اعضاء (جنگلوں میں یا چاہیے) زخمی ہوں تو تیمم کرے اور اگر اکثر درست ہوں تو او کو دھو دے اور ہوتے اور تیمم میں تسبیح نہ کرے (مثلاً اس طرح نکوے کہ منہ پر تیمم کرے اور ماتھو کو دھوے یا ماتھوں پر تیمم کرے اور منہ کو دھوے) *

بج
بج
بج
بج

باب دوموزن پر تسبیح کر کے یا ن میں مسح کرنا موز و نہر اگرچہ عورت ہو ورنہ ہی کرنا پاک کے لئے درست نہیں اور شرط تسبیح کرنے کی یہ ہے کہ وہ موز و نہر کی سی طرح بہنا ہو ورنہ کہ حدیث کی وقت و وضو کامل ہو (گو موز و نہر کی وقت کامل ہو مثلاً ایک شخص نے پانی پر موز کی تسبیح لے کر اپنے باقی وضو تمام کیا پھر موز وضو ہوا تو اس صورت میں یہ شخص موز وضو کرنے کی وقت و وضو کامل رکھتا تھا اگرچہ موز کی تسبیح کی وقت و وضو ناقص تھا) ایک اسکواں موز و نہر مسح کرنا درست ہے اور بدت مسح کی مقیم کیو سطلو ایک نرات اور فر کیو سطلو تین نرات حدیث کے شروع میں ہے۔ اور صورت موز و نہر مسح کرنا بھی ہے کہ جیسے ہوئی یا تھہ کی تین انگلیاں موز و نہر کے اوپر کی جانب پانوں کی انگلیوں پر رکھ کر ایک بار پڑھ لیں ایک کہینچہ ہے۔ اور بہت بچھن مسح کی نافع ہو اور وہ بقدر پانوں کے تین چوٹی اور انگلیوں کے اوپر اور اس سے کتر بچھن نافع نہیں (اگر ایک موزہ میں کئی جگہ پھین ہو تو اس کو ایک جا کیا جائیگا یعنی اگر سب ملکر مقدار تین انگلیوں کی ہو جائیگی تو مسح کی نافع ہوگی اور اس سے کتر نافع ہوگی) اور دو موز و نہر (اگر تھوڑی تھوڑی بچھن ہوگی) تو ایکجا ایکجا دیگی لیکن (اگر سب سے) دو موز و نہر (تھوڑی تھوڑی ہو تو وہ) جمع کیا دیگی (یعنی اگر وہ)

موزہ کی نجاست مقدار ایک درم ہو جاوے گی تو اوپر بدون پاک کتو مسح درست ہوگا
 اگر سیطرہ برہنگی کا حال ہے کہ اگر تھوڑی تھوڑی کٹی جگہ ہو کھلتی ہو تو اسکو جمع کر کے
 حساب کرنا چاہیے اگر چوتھائی عضو کی برابر ہو تو نماز جائز ہوگی ورنہ نماز درست ہوگی
 اور جو چیز وضو کو ٹوڑتی ہے و مسح کو ٹوڑتی ہے اور مسح کو موزہ کا نکالنا اور دست مسح
 کا پورا ہونا بھی توڑتا ہے بشرطیکہ مدت پوری ہونے پر سرری کے باعث پاؤں کے جاتے
 رہنے کا خوف نہ ہو (اور اگر خوف ہوگا تو مسح بجال خود رہیگا) اور موزہ کو نکالنے اور دست
 مسح پورا ہونے کے بعد صرف دو نو پاؤں دو پاؤں (یعنی اگر وضو اسوقت موجود ہو تو
 ساری وضو کا پھر سے کرنا ضرور نہیں) اور بہت سی پاؤں کا موزہ سی یا ہر چلا آنا بھی نکالنا
 ہے (یعنی موزہ کے نکالنے میں ساری پاؤں کا نکالنا مقبر نہیں اگر اکثر حصہ نکل آوے گا تو یہی
 مسح جاتا رہیگا) اور اگر کسی مقیم نے مسح کیا اور موزہ ایک نہ رات نہ ہوا تھا کہ وہ مسافر ہو گیا
 تو اس صورت میں وہ تین رات مسح کرے اور اگر مسافر مسح کرتا تھا اور ایک رات کے بعد
 مقیم ہو گیا تو وہ موزہ کو نکال کر پاؤں دو ہو دی اور اگر ایک دن رات پورا نہ ہوا تھا کہ مقیم ہو گیا
 تو ایک دن رات کو پورا کرے۔ اور مسح کرنا موزہ کے اوپر کے موزہ پر اور چڑھنے کے
 جرابوں پر جنہیں جوئے کی شکل کا چمڑا لگا ہوا ایسی سخت ہوں کہ بغیر باندھ ہی پٹنڈی پر ٹھہر جائے
 درست ہے۔ اور مسح کرنا پگڑی اور ٹوپی اور برقعہ اور دستا فون پر درست نہیں۔ اور
 ٹوٹی پٹی کی بندش پر اور زخم کی پٹی پر یا سیطرہ کلی اور چیز پر (مثل نعل کی پٹی کے)
 مسح کرنا دہونیکے حکم میں ہی مبنی اس کے کہ کوئی وقت معین نہیں اور غسل کے ساتھ
 جمع ہو سکتا ہے (اس طرح کہ بعض اعضا کو دہونہ اور بعض پر مسح کریں) اور یہ مسح پٹی کا
 درست ہے اگرچہ پٹی کو بیوضو باندھا ہو۔ اور مسح تمام پٹی پر کر ہی خواہ اسکو نیچو زخم ہو یا نہ

پس اگر (پٹی یا پھانا جس پر مسح کیا تھا) بیاض رخم کے اچھے ہو جانیکے گڑبڑ تو مسح باطل ہو جاوے گا اور بدو ن اچھا ہو تو گرنے تو مسح بخدا دیگا۔ اور روزہ کے مسح کرنے اور سر پر مسح کر لینے نیت کی احتیاج نہیں (یعنی مسح تیمم کی طرح نہیں ہو کہ بدو ن نیت کے جائز نہ ہو سکے) +

بہارِ نبی
جہیز

باب حیض کے بیان میں۔ حیض اُس خون کو کہتے ہیں جو ایسی عورت کے رحم میں بہے جو مرض اور تکین ہو سلامت ہو (اِس سے معلوم ہوا کہ جو خون مرض سے یا تکین میں لگے گا اُسکو حیض نہ کہیں گے بلکہ اُسکا نام استحاضہ ہی) اور مدت حیض کی کم سے کم تین دنزات سے اور زیادہ سے زیادہ دس دنزات اور جو خون تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ ہو وہ استحاضہ ہی۔ اور سفید یا خالص کے سوا جو رنگ ہو وہ حیض ہے اور حیض نماز اور روزہ کا مانع ہے مگر عورت روزہ کی نسیا کرے نماز کی قضا کرے (یعنی ان ایام کی نماز معاف ہے) اور آٹھ تین مسجد کے اندر جانا اور خانہ کعبہ کے گرد پھرنا اور زنا سے لیکر عورت کے زنا تک مرد کو نزدیک کرنا اور قرآن کا پڑھنا اور اُسکو ماتمہ لگانا ممنوع ہے مگر غلات کے ساتھ (ماتمہ لگانا منع نہیں) اور بیوض ہونا بھی ماتمہ لگانے کا مانع ہے (مگر قرآن پڑھنے کا مانع نہیں) اور ناپاکی اور نفاس و دغ وغیرہ مانع ہے (یعنی ناپاکی اور نفاس اور نفاس کی حالت میں قرآن کا پڑھنا اور اُسکو ماتمہ لگانا و بیوض ہونا ممنوع ہیں اور بیوض ہونے کی حالت میں چونا ممنوع ہے اور پڑھنا جائز) اور عورت سے صحبت کیجا و بیوض ہونے کے جس صورت میں کہ خون حیض اکثر مدت (یعنی دس روز) پر منقطع ہوا ہو اور جس صورت میں کہ کثرت کے بعد (یعنی تین روز سے لیکر نو روز تک کے پیچھے) بند ہوا ہو تو صحبت کیجا و بیوض ہونے تک کہ عورت غسل کرے یا خون بند ہونے پر کثرت وقت نماز کا گذر جاوے (یعنی

اگر خون دس روز کے بعد بند ہوا ہے تو صحبت کرنی مرد کو درست ہو اگرچہ عورت
 نے غسل کیا ہو اور اگر خون دس روز سے کم مدت میں بند ہوا ہے تو صحبت کرنی چاہیے
 نہیں جب تک کہ غسل نہ کرے یا تا وقت گزر جاوے کہ او میں بہانا اور نماز کی نیت
 ہو سکے اور پاک ہو جانا دو خون کے درمیان خون کی مدت میں حیض اور نفاس
 ہی ہے (یعنی اگر عورت مدت حیض و نفاس میں کچھ نہ نکو پاک ہو جاوے اور خون بند
 ہو جاوے تو اسکو حکم پاک ہو گا نہ ہو گا بلکہ وہی حیض و نفاس ہو گا) اور کثرت مدت پاک
 ہونے کی ہندو دن بہن اور زیادہ مدت کی کچھ انتہا نہیں مگر جس صورت میں کہ خون ہمیشہ
 جاری رہے اور اس عورت کی کوئی عادت مقرر ہوئی (یعنی پاک رہنے کے لئے زیادہ مدت
 کی کچھ حد مقرر نہیں حتیٰ کہ بعض عورتیں برسوں تک پاک حتیٰ میں لیکن اگر کسی کو خون مستحاضہ
 جاری ہو جاوے اور پاک رہنے کے لئے اسکی کچھ عادت مقرر تھی تو ایسی صورتیں اسکی عادت
 کی حد تک کو پاک رہنے کی مدت کہیں گے) اور خون استحاضہ مانند دام کی تکرار ہو نماز اور
 روزہ اور صحبت کا مانع نہیں اور اگر خون کثرت حیض و نفاس ہو جاوے تو جب قدر
 اسکی عادت قدیم سے بڑھیاوے استحاضہ ہو گا۔ اور اگر عورت کو پہلی ہی پہل استحاضہ چلا
 تو اسکا حیض دس دن کا ہو گا اور نفاس ہم دن کا۔ اور جو عورت استحاضہ رکھتی ہو
 اور جس شخص کا پیشاب جاری ہو یا پیٹ چلتا ہو یا ریم نکلتی رہتی ہو یا کسیر بند ہوتی ہو
 یا زخم کا خون نہ تھتا ہو ایسی شخص پر فرض کیوقت وضو نہ کرین اور اس وضو نماز فرض
 اور نفل اور کرین اور یہ وضو مستحاضہ کے نکلنے سے جاتا رہتا ہو (یعنی دوسری
 نماز کیوقت آنے پر نہیں جاتا جیسا کہ بعض علما کا قول ہو اور وضو کے بعد وہی عذر
 واقع ہونے سے) اور یہ حکم اس صورت میں ہو کہ ان عذر والوں پر کوئی فرض کا

وقت ایسا گندہ جو حسین غرض کو رائگوں ہو (ورنہ معذور نہ کہلاوینگے اور ان کا دھرم صنف
 مذکور ہو جاتا رہیگا) اور نفاس وہ خون جو بچہ کے پیدائش کے بعد آیا کرتا ہو اور
 جو خون کہ حاملہ عورت کو آتا ہو وہ استخاضہ ہوتا ہے۔ اور میٹ جو گرثا ہے اگر
 انہیں بعض اعضا موجود ہوں تو اسکا حکم بچہ کا ہے (اوسکے بعد کا خون نفاس ہوگا
 اور اگر محض گوشت کا تو ٹھکڑا ہو تو وہ بچہ نہیں اور نہ اوسکے بعد کا خون نفاس ہے)
 اور کثرت نفاس کی کچھ نہیں (میان شک کہ بعض عورتوں کو ایک گنہہ بھی نہیں ہوتا) اور
 انکی زیادہ سے زیادہ مدت ہم زور ہو (اور ہم سے بھی اگر بڑھ جاوے تو) جیسے بڑھ گیا
 وہ استخاضہ ہوگا۔ اور جڑواں بچہ کے ہونے میں مدت نفاس کی اول سے ہوتی ہے
 (دوسرے بچہ سے نہیں ہوتی) *

بہنیں
 بچہ

باب نجاستون کے بیان میں۔ بدن اور کپڑا پانی سے اور ہر ہنسی خیر نجاست کی دور
 کر نیوالی سے پاک ہو جاتا ہے مثلاً سرکہ اور گلاب سے (اگر وہ بدین تو پاک ہو جاتا ہے مگر
 نیل سے پاک نہیں ہوتا اور موزہ پر اگر نجاست گارہی گئی ہو تو خاک پر گر گئے سے پاک
 ہو جاتا ہے اور اگر گارہی ہو (مثلاً شراب یا چشما بگجاوے) تو (موزہ کو) دھونا چاہیے
 ۔ اور خشک نمی رگڑنے سے پاک ہوتی ہے اور اگر خشک نہ ہو بلکہ تر ہو تو دھوئی جاوے (مٹی)
 ہو کہ امام شافعی کے نزدیک منی پاک ہے دھونے اور رگڑنے کی حاجت نہیں رکھتی (عصمت
 کی لطافت کی جہت سے) دھونا مضافۃ نہیں اور امام مالک کے نزدیک پاک ہے بدن
 دھونے کے صرف رگڑنے سے پاک نہیں ہوتی اور امام اعظم کے نزدیک بھی ناپاک
 اگر تر ہو تو دھونا چاہیے اور اگر خشک ہو تو رگڑنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے اور بھہرہ سب
 سب ہوں سے ہترے اسکو کہ منی کا پاک ہونا ایسی صورتیں کہ غسل کا باعث ہے اور

اختلاف جو معنی کہتے ہیں کہ چار زم استعداد کے طور پر کام دہی جس سے سرخورت کم سو کم ہو
 جیادہ اور بعض کہتے ہیں کہ جو کچھ ابرہہ اور اسکی چوتھائی مراد جو جسو دامن اور شہین اور
 پردہ اور پچھا اور کلی کہ ہر ایک جدا کرا ہے جو ان میں بہرہ و اسکی چوتھائی یعنی پانچ
 اور بعض چوتھائی کو ایک بالشت لہذا اور ایک بالشت چوڑا کہتے ہیں اور اسکو سب سے
 زیادہ مناسب بانٹتے ہیں اور جو شایست کہ شو جہتی پر وہ استعداد ہونے سے کہ اسکا جسم
 بنا مار سہ پاک ہو جاتی ہے مگر جیسا کہ دور دور ہو مشکل ہو مثلاً دیک اور پوچھا سکتی ہو تو وہ
 تین بارہ ہونے اور ہر دفعہ چھڑنے سے پاک ہو جاتی ہے اسبطرہ وہ پنجائست جو شو جہتی ہو
 اور جس میں کچھ نا ملکن ہو مثلاً بوریا اور پچھو نا اور پھر تو ایسی چیزیں ہیں بارہ ہو کر
 خشک کرتے سے پاک ہوتی ہیں (یعنی ہر دفعہ دھو کر اسچوڑ دے کہ شہین سے پانی پکنا
 معروف ہو جادہ ہی اور مستون ہو بعد پاخانہ پھر نیسے استجا کسی پاک کر تو ایلی خیر مثل چہ
 (اور ایٹ اور ڈو پیلہ وغیرہ کے کرا) اور اسکے لگو کوئی شمار مستون نہیں اور بعد استجا
 کے ہیکہ کا دہو ہا مستحب ہو (جاننا چاہیے کہ مستجانب طاق عدد امام شافعی کے نزدیک
 مستون ہے کہ تین یا پانچ یا سات ڈو پیلے ہوں اور امام اعظم کے نزدیک پاک ہو ضروری
 ہے نہ شمار اور لفظ دیکر بعض حدیثوں میں آیا ہو وہ ایک پر بھی بولا جاتا ہے اور کچھ جو
 حدیث میں آیا ہو کہ جو کوئی ڈو پیلے کے لگو جائے طاق ہے جسے بہ کیا اسکی اچھا کیا
 اور جسے نہ کیا تو اسپر کچھ حرج نہیں کچھ حدیث دلالت کرتی ہے کہ طاق شمار مستون
 نہیں بلکہ مستحب ہی اور مقام پاخانہ کا دہو نا واجب ہے جس صورت میں کہ شجاست مقام
 پاخانہ سے پھر جادہ اور برہنی میں وہی مقدار مقبض ہے جو پاک کی تابع ہے (یعنی مقدار
 ایک درم یا چھتالی کے عرصہ کی برابر) مقام پاخانہ سوزنا (ہو جادہ یا سوزنا کہ اول مقام کا

(جو سرجی کے بعد پیدا ہوتی ہو اور امام شافعی کے نزدیک شفق اسی سرخی کا نام ہے جو
 سرخ کے پہلے ہوتی ہے اور امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نماز
 عتبات پر ہے ایسے وقت میں کہ آسمان کے کنارے سیاہ اور تاریک ہو جاوے اور
 یہ صورت شفق سفید کے جانے کے پہلے منظر نہیں ہوتی اور عشا اور وتر کا وقت
 شفق کے جاتے رہنے کے بعد سورج صبح صادق کے نمود ہونے تک ہو اور وتر کا
 مار بشتا سے پہلے نہ پڑھنا چاہیے اسلئے کہ ان دونوں میں ترتیب ضروری ہے
 اگرچہ دونوں کا وقت ایک ہی) اور جس شخص کو عشا اور وتر کا وقت نکلے پھر وہ
 دسپردا جب مہین ہوتے (مثلاً بعض زمین کے حصوں میں صبح صادق صادق شفق کے
 رد ہوتی ہی ہو جاتی ہے تو ایسی جگہ کے رہنے والے پر عشا اور وتر واجب نہیں)
 یہ سب جو نماز فجر کو اگر مہین کی ظہر کو دیکر پڑھنا اور عصر کو زیر می پڑھنا بشرطیکہ آفتاب
 کا رنگ زردی مائل نہ ہو اور عشا کو ایک تہائی رات تک ٹھیک کرنا اور وتر کو آخر شب تک
 دیکر کرنا ایسی شخص کے لئے جس کو اپنی جاگنے پر اعتماد ہو (فائدہ امام شافعی کے نزدیک
 نمازوں میں جلدی کرنی مستحب ہو اور امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ حدیث میں وارد ہو ہے
 کہ صبح کی نماز رکعتی میں پڑھو اور ظہر کی نماز تہند سے وقت میں) اور جائز ہے کہ ظہر اور عصر
 کو اول وقت پڑھنا اور جن نمازوں کے شروع میں عین ہو (یعنی عصر اور عشا کو) اگر
 دن جلد پڑھنا اور بارہ کے ضمن میں دو رکعتی ہو اور نمازوں کو دیکر پڑھنا (یعنی فجر
 اور ظہر اور مغرب کے لئے) اور وہاں میں تاخیر کرنی مستحب ہو اور آفتاب کے نکلنے کے وقت
 اور ٹھیک دوپہر میں (جب آفتاب ستر ہو) اور اس کے ڈالنے کے وقت نماز اور بعد نماز
 اور نماز جنازہ مشروط ہو کہ رات کی اور رات کی (یعنی غروب کے وقت پڑھنی درست ہے) اور

بعد نماز فجر اور عصر کے نفل پر بھی منوع ہو مگر نماز عشاء اور سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ
 ان دونوں وقتوں میں درست ہو اور سوا ہی دو رکعت سنت فجر کے صبح صادق ہو جائے
 پر نفل پڑھنا اور قبل نماز مغرب کے اور امام کے خطبہ پڑھنے کی حالت میں جب تک کہ روز
 نفل پڑھنا ممنوع ہے (اور شافعی کے نزدیک جمعہ کی سنتین خطبہ کی وقت درست
 ہیں اور دلیل امام عظیم کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنی سنانہی کو
 کہے کہ چپ رہ اور امام خطبہ پڑھ رہا ہے تو حرکت نہ کرنا ہے پس جس صورت میں کہ
 اچھی بات کے امر کرنے میں جو واجب ہو آپ لغو کا حکم فرمایا ہو تو نفل کے باب
 میں کیا تصور کرنا چاہیے علاوہ اسکے نماز خطبہ سنی ہو روکتی بھی ہو) اور دو
 نماز و نجا کی وقت میں اکٹھا پڑھنا عذر کے ساتھ منوع ہو (یعنی جو جہل اور مہینہ
 کے دو نماز و نجا ایک ساتھ نہ پڑھیں اور شافعی اور مالک کے نزدیک جمع کرنا درست
 ہو اسلئے کہ حدیث شریف میں دو نماز و نجا جمع کرنا وارد ہوا ہے اور دلیل امام عظیم
 کی یہ ہے کہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس خدا کی جسے سوا کوئی معبود برحق نہیں
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی نماز بجز اس کے وقت کے اور کسی وقت میں نہیں
 پڑھی مگر دو نمازین صبح کی ہیں فجر و عصر کو عرفات میں اور مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں
 اور جو روزائیں کہ دو نمازوں کے جمع کرنے میں وارد ہوئی ہیں وہ اکٹھا پڑھنا ظاہر
 کی رو سے تھا نہ وقت کے اعتبار سے یعنی آپ نے آخر وقت ظہر میں نماز ظہر پڑھی اور
 اول وقت عصر میں نماز عصر پڑھی اور عشاء میں کہ اول کو آخر وقت میں پڑھا اور
 دوم اول وقت میں تو ظاہر کی رو سے اکٹھا ہو گئیں اور حقیقت میں ہر ایک اپنی وقت
 میں ہوئی واللہ اعلم)

ماں اذان کے یا انھیں سنا اذان کہنا واسطے فرض نماز دن کے بدوین دوبار
 کہنے شہادتین کے بعد بدوین رگ کی آواز کے سنت ہو (اور امام شافعی کے نزدیک
 ترجیح مسلمین پر اور وہ اس طرح ہو کہ اول شہادتین یعنی اشہدان لا الہ الا اللہ اور
 اشہدان محمد رسول اللہ کو دو دو بار آہستہ آہستہ کہنے پر دو دو بار بلند آواز کو
 کہ اس واسطے کہ آنحضرت معلوم نے اسی محذورہ کو اس طرح سکھایا تھا اور امام اعظم کے
 نزدیک ترجیح سنت نہیں ہے بلکہ عبد اللہ بن زید وغیرہ کی روایت میں ترجیح نہیں ہے اور
 اسی محذورہ کو سکھانے کی وجہ یہ تھی کہ شروع اسلام میں انھوں نے شہادتین کے
 ظاہر کہنے سے شرم کر کے جو کہ آہستہ آواز کہتے تھے آپ حضرت مسلم نے انکو ارشاد
 فرمایا کہ بلند آواز سے کہو پس آج آہستہ کہنا اصل اذان میں داخل تھا واللہ اعلم
 اور مؤذن سیم کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد اہل بیت علیہم السلام دو بار زیادہ
 کہے گئے اور کثیر شل تہات کی ہو اور اسکو حی علی الفلاح کے بعد قدامت اہل بیت
 دو بار زیادہ کہی اور اذان کے کلمات کو جدا جدا کہی (یعنی ہر کلمہ کے بعد کچھ وقفہ
 کرے) اور کثرت کے کلمات جلد جلد کہی (بدوین سیم میں وقفہ کر کے) اور خود لوگوں میں
 قبلہ کی طرف لوگوں سے کہی اور اذان کو پچیس کو مپانین کلام کرے اور جب حی علی الفلاح کہی
 تو آیت منہ واپس اور بائیں پھر اوی اور اذان کے منارہ میں کہو مکر اذان کہی (تاکہ
 اسکی کمر کیوں میں ہو لوگوں کو آواز پوسے) اور اپنی انگلیاں کانوں میں رکھے (تاکہ
 آواز خوب اور بچی سکے) اور خوب کہی اور اذان اور پچیس کے سیم میں پچیس جاوے
 لیکن سنت کی اذان کے بعد نہ پچیس ہو (تاکہ نماز مغرب کی تاخیر جو کہ وہ ہو لازم نہ
 آوے واضح ہو کہ خوب اسکو کہتے ہیں کہ اذان کے بعد لوگوں کی تاکید کے بعد دوسری

اور کہیں تاکہ لوگ جلد چلے آدین جس کی صلوة مثلاً پکار کر کہنا کرتے ہیں اور درمیان
 میں تنویب صرف اذان صحیح میں لکھی ہو مگر عتابہ حاشیہ ہدایہ میں بطور یہ کہ تنویب
 نماز و نمازین مکر وہ ہو کیونکہ حضرت رضی علیہ السلام فرمادی ہیں کہ آپ نے کسی نماز کو نماز
 عتابہ میں تنویب کہتے سنا تو فرمایا کہ اس پر عتابی کو مسجد سے نکال دو اور اس طرح مجاہد
 حضرت ابن عمر سے اسکا یہ عتہ ہونا نقل کیا ہے اور قضا نماز کے لیے اذان اور تحبیر
 دو نو کہی اور اس طرح (بہت سی قضا نمازین اگر ادا کرے) تو سب سے پہلی کے لئے
 اذان اور تکبیر دونوں کے اور باقی نمازوں میں اذان کے لیے اسکو احتیاج ہے
 (یعنی چاہیے تو اذان اور تکبیر دونوں کے چاہیے صرف تکبیر کہیں کرے) اور وقت
 سے پہلے اذان نہ پکارتے اور اگر ایسا ہو جائے کہ وقت پر دوبارہ کہی جاوے
 (اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا خلاف ہے اور امام عظیم کی دلیل یہ ہے کہ اذان اسلئے
 ہو کہ لوگوں کو وقت نماز ہو جائیگی خبر ہو اور وقت سے پہلے کہنے میں یہ مضمون نہیں
 رہتا) اور مکر وہ یا پاک آدمی کا اذان اور تکبیر کہنا اور بیوقوف کا تحبیر کہنا اور عتہ
 اور بدکار شخص کا (جو فتن میں مشہور ہو) اور بیٹے بونٹے مرد کا اور متوالے کا اذان
 کہنا مکر وہ ہے مگر غلام اور لڑکے اور حرام آدمی اور ناکارہ اور گناہ کا اذان کہنا
 مکر وہ نہیں اور مسافر کو اذان اور تکبیر دونوں کا چوڑ دینا مکر وہ ہے اور جو شخص اپنے
 گھر میں شہر کے اندر نماز پڑھے اسکو دونوں کا چوڑ دینا مکر وہ نہیں اور اذان
 اور تکبیر ان دونوں کے لیے مستحب ہیں عورتوں کی واسطے مستحب نہیں (یعنی اگر عورت
 جماعت کی نماز پڑھیں اور اذان اور تحبیر کہیں تو مکر وہ نہیں)

باب نماز کی شرطوں کے بیان میں
 (جاننا چاہیے کہ شرط اسکو کہتے ہیں جو کام میں

خارج ہو اور وہ کام اور سہر موقوف ہو اس طرح کہ جب تک شرط نہ ہو لے وہ کام درست
 نہ ہو نماز کی شرطین بھرتن کہ نماز ہی کے بدن کا نجاست حکمی اور نجاست حقیقی سہر پاک
 ہونا اور کپڑے اور نماز کی چنگیہ ظاہر ہونا اور برہنگی کو ڈانگنا اور برہنگی مرد کے لمبو
 یاف کے پیچھے سے لیکر گھٹنوں کے پیچھے تک ہو اور آزاد عورت کے لٹو سوا ہی چہرہ
 اور دونو تھیلیاں اور دونو پانوں کے تمام بدن برہنگی ہو سبکا ڈانگنا واجب ہو۔ اور نماز
 میں حدت کی جو محتاجی پٹلی کا کھلا رہنا مانع نماز کی درستی کا ہو اس طرح منکسر بال اور کٹا
 اور دان اور شرکاء کا حال ہو (کہ اگر انہیں ہو جو محتاجی کسی کی کھلا ہو گی نماز درست
 نہ ہو گی) اور نوٹ ہی برہنگی کے ڈانگنے میں مثل مرد کے ہو (فرق اتنا ہی) کہ نوٹ ہی کا
 پیٹ اور شیعہ بھی برہنگی میں داخل ہو (مرد کا نہیں) اور اگر نماز ہی کو ایسا کپڑا لگا
 جو پٹا ہی پاک ہو اور اس سے نماز ننگے بدن پر غلی تو نماز درست نہ ہو گی اور اگر جو محتاجی ہو
 کم پاک ہو تو نماز ہی کو اختیار ہو (جاہر ننگے بدن نماز پر ہو خواہ اس کپڑے کو ہینکر چہ
 نلے) اور اگر کپڑا بالکل میسر نہ ہو تو چاہیے کہ نماز ہینکر پڑھے اور یہ کو ح اور سجدہ
 اشارہ سہرا کرے اور ہینکر اشارہ ہو پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ کپڑے جو کریم
 اور سجدہ کے پر ہو اور نماز کی شرطیت ہو نے فصل (یعنی نماز کے ساتھ ہی نیت کر لی جائے)
 اور نیت میں ضروری ہے کہ اپنی دل سے یہ بات مانے کہ کو کسی نماز پڑھتا ہو (یعنی یہ
 لازم نہیں کہ زبان سے نیت کے الفاظ کہی) اور سنون اور قتلون اور زائد کے لمبو
 مطلق نماز کی نیت کافی ہو اور فرضوں کے لمبو فرضوں کا معین کرنا مثلاً عیب کے زمر
 (بالظہر کے فرض کو دل میں جان لینا) ضروری اور متعدی امام کے بھی پڑھنے کے بھی
 نیت کہے۔ اور نماز جنازہ میں نماز کی نیت خدا کیواسطی اور دعا کی فردہ کے لمبو کر

اور نماز کی شرط قبلہ کیلئے نہ کرنا ہو تو جو شخص کہہ کارہنے والا ہو مسکو ٹھیک کہ گیا عمارت
 کیلئے نہ کرنا فرض ہے اور جو کہ میں نہ رہا ہو وہ اسکی طرف کو نہ کرے (یعنی اسکی
 لئے نہ در نہیں کہ ایسی طرح کہ اگر ہو کہ خاص عمارت کیلئے نہ کرے اسکا منہ ہو بلکہ کہ
 کی سمت کو نہ کر لینا کافی ہے) اور جو شخص شمس یا زہرہ کا حرف رکھتا ہو وہ (جو
 طرف کو ہو سکے نماز پڑھے) اور جس شخص کو قبلہ معلوم ہو وہ داخل کرے اور اسی طرف کو
 کہتا ہو جاوے اور اگر اٹکل میں غلطی ہو جاوے تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اور اگر غلطی میں
 نماز میں معلوم ہو تو نماز ہی میں قبلہ کی طرف کو پھر جاوے اور اگر چند مقتدیوں نے مختلف
 سمتیں قبلہ کے لئے اٹکل کیں اور امام کا حال کسیکو معلوم نہیں (کہ اسکا منہ کی طرف کو ہے)
 تو انکے لئے کافی ہے (اور جس شخص کو حال اپنے امام کا معلوم ہو اور انوسکے خلاف
 منہ کئے ہو تو اسکی نماز درست نہوگی) *

باب نماز کی صفت پانچ (یعنی خود نماز اور اوسکے اندر کے احوال میں)
 نماز کے فرض بھی ہیں اللہ اکبر کہنکر نماز میں داخل ہونا اور کہنا ہونا اور قرآن کا پڑھنا
 اور رکوع کرنا اور سجدہ کرنا اور آخر کو التحیات پڑھنے کی قدر پیشنا اور نماز میں سے
 اپنے فعل سے باز آنا اور نماز کے واجبات بھی ہیں سورۃ الحمد کا پڑھنا اور دو رکعت
 سورت (خواہ ایک آیت ایسی یا تین چوٹی آیتوں کا الحمد کے ساتھ) ملانا اور پہلی دو
 رکعتوں کو قرآن پڑھنے کے لئے معین کرنا اور جو فعل ایک رکعت میں کرے میں ان میں ترتیب
 کا لحاظ رکھنا (جیسو سجدہ ہو کہ اگر دو سجدہ کو چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کے لئے
 اٹھ کھڑا ہو تو نماز فاسد نہوگی بلکہ ناقص ہو جاوے گی مگر ترتیب غیر کر افعال میں مثلاً
 رکوع اور قیام میں فرض ہو اوسکے چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی) اور ارکان کو درست

نماز کی صفت پانچ

کرنا (یعنی رکعت اور سجدہ تین اچھی طرح ٹھہرنا) اور پہلی دفعہ بیٹھنا اور اُلتیات پڑھنا
 اور لفظ اَللّٰہُمَّ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ (آخر نماز میں) کہنا اور دو غار قنوت نماز وتر میں اور
 دو نوحید وکی نماز میں تحسین کہنی اور آہستہ اور بکار کر پڑھنا جن نمازوں میں کہ آہستہ
 اور بکار کر پڑھنا ہو اور نماز کی سنتیں جیسے کہ کبیر تحریر کے لکھ دو نو نمازوں کا اٹھانا اور
 اپنی اُٹھنا کو کہلار کہنا اور امام کو بکار کر اللہ اکبر کہنا اور سبحانک اللّٰہم آخر تک پڑھنا
 اور اَعُوذُ بِاَللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا اور (آخر الحمد میں)
 آمین کہنا اور ان منسکوں پر شیعہ کہنا اور آجی و جی و اُمّہ کو بامین اُمّہ پر بات کے سچ کہنا
 اور رکوع میں جانے کو اور اس سے پہلے اُٹھنا یا کھڑا ہونا کہلار کہنا اور رکوع کے اندر تین بار
 سبحان خیرائی العظیم کہنا اور رکوع میں اپنے دو نو گھیسو کو دو نو ماتھوسہ کرنا اور اُنکی
 اُٹھنا کو کہلار کہنا اور سجدہ کے لکھ (اور اس سے اُٹھنا کو اسطی) اللہ اکبر کہنا اور آمین میں
 بار سبحان خیرائی اللّٰہ علی کہنا اور دو نو ماتھون اور دو نو گھیسو کو سجدہ کی وقت زمین پر کہنا
 (اور اُلتیات میں) بامین پاؤں کو بچھنا اور فاسنے کو کہلار کہنا اور رکوع اور سجدہ کے
 دُسیا تین کہلار کہنا اور دو نو سجدہ دن کے سچ میں بیٹھنا اور آنحضرت معلّم پر درود پڑھنا
 اور اللّٰہ تعالیٰ سے دعا مانگنا اور نماز کے مستحبات میں کہ سجدہ کی جگہ کی طرف فکرا کو
 دینا اور جہاں کی وقت اپنا متہ بند کر لینا اور اللہ اکبر کہنے کی وقت استینوں میں سے کسی دو نو
 ماتھوں کو نکالنا اور جھدڑ ہو سکے کھانسی کو ٹالنا اور جب کبیر میں حی علی الصّلا کہنا جاوے
 اس وقت کہلار کہنا (اور جب قد قامت لہو کہنا جاوے اس وقت امام کو نماز کا شروع کرنا
 فصل اور جب نماز میں آیا جائے تو (نماز ہی کو چاہیے کہ اللہ اکبر کہے اور دو نو ماتھہ اپنی
 کانوں کی برابر رکھ لے اور اگر نماز کے شروع میں (اللہ اکبر کی جگہ) سبحان اللّٰہ

یا لا الہ الا اللہ کیا یا فارسی میں کہا کہ اللہ بزرگترست (تو کا درست) (جو کی) اور یہی حال ہو اگر
 قرآن کو فارسی میں پڑھی اور صورت میں کہ (جہی میں پڑھی ہو) چاہے ہو یا جانور نہ کہ کر لے
 بسم اللہ فارسی میں کہے۔ اور اگر شروع نماز میں اللہ اعظمی کہیگا تو نماز درست نہوگی۔
 ہزار ہوں دانستہ تھے کہ بانی پر تائید کے پیچھے رکھے (فائدہ مترجم کہتا ہے کہ مجھ سے درست
 مردوں کے لیے اور عزت مآتوں کو مندرجہ ہوں تک ٹھانویں اور ساتھ سینہ پر رکھے) اور
 دعا میں تفضل (یعنی سبحانک اللہ اعزک) اور قرآن پڑھنے کے لیے اعوذ باللہ
 بھی آہستہ کہی (یعنی اعوذ باللہ قرآن پڑھنے کے تابع ہے) اس سے یہ نکلا کہ سہو
 (یعنی جس کو ایک درگت امام کے ساتھ ملی جو نہ پڑھے اس کے ملامت اور) اعوذ پڑھے
 (اسو اسطیکہ جو نماز اور سکور گئی ہو اس میں قرات قرآن کر گیا) اور مقتدی اعوذ پڑھے
 (جس نے امام کے ساتھ نماز شروع کی ہو اسطیکہ اس کو قرآن پڑھنا نہیں) اور عید کی
 تکبیر کے پیچھے اعوذ پڑھے (اسطیکہ کہ پہلی رکعت میں قرآن پڑھنا تکبیر و
 کے بعد ہی) اور ہر رکعت میں آہستہ سو بسم اللہ کہی اور بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ہو
 سورتوں کے بعد اگر نیکے لیا کرتی ہو تو الحمد کا کراہے نہ کسی اور صورت کا (اور اس
 مسئلہ میں امام شافعی کا خلاف ہو وہ اسطیکہ الحمد کا پڑھنے میں اور دلیل امام اعظم کی یہ ہے
 کہ صحیح بخاری اور مسلم میں اللہ عز و جل ہو کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پیچھے اور حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان کے پیچھے مگر میں نے ان میں سے کسی کو نہ سنا کہ بسم اللہ
 پڑھتے ہوں بلکہ الحمد سے شروع قرات کیا کرتے تھے اور ان میں جیسی روایتیں بہت ہر دی
 میں اگر بسم اللہ الحمد کا جز ہوتی تو پکار کے پڑھنے کی نماز و نہیں الحمد کی طرح اس کو بھی پکار کر
 پڑھتے اور حدیث قدسی میں وارد ہے کہ نماز میں کسی سے خدا تعالیٰ اور بندہ میں جب بندہ

کیا ہو الحمد للہ رب العالمین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کو بندہ نے میری تعریف کی اور اس
 کو اسکو تسلیم کیا اس کو بھی معلوم ہوا ہو کہ سورۃ فاتحہ الحمد للہ سے شروع ہوتی ہے
 نہ بسم اللہ ہی (پھر الحمد اور ایک سورت یا تین آیتیں پڑھے اور امام اور مقتدی الحمد کے
 بعد آجستہ ہو آمین کہیں اور اللہ اکبر (دونوں) بے حد کے کہیں (یعنی اللہ کے الف ک
 کہتے تھیں) اسکو کہ مشابہ جزو استعظام کے ہو جا دیکھا اور وہ درست نہیں اور نہ اکبر کی تہا
 بر یا دین (اور اللہ اکبر کے بعد کو غم کرے اور اپنے دونوں ماتھے دونوں اوپر رکھے اور
 انجلیان ماتھوں کی کٹلی رکھے اور پیشہ کو برابر رکھے اور سر کو سر زمین کے ساتھ ہموار کرے
 اور دو غم میں تین بار سبحان ربی العظیم کہے سر اوٹھا دی اور امام سر اوٹھائے ہوئے
 متبع اللہ راسخ محمد پر کفایت کرے اور مقتدی اور اکیلا پڑھنے والا رکعت لکھ لکھیں
 نہ پھر اللہ اکبر کہے اور اپنی دونوں اوڑھیں پر رکھے پھر دونوں ماتھے پھر منہ کو دونوں ہتھیلیوں
 کے درمیان رکھے اور اپنی من کا لٹا کرے (یعنی جب سجدہ سر اوٹھا دی تو اول سر اوٹھا دی
 دونوں ماتھے پھر دونوں اوڑھیں اور سجدہ زمین پاک اور ماتھا دونوں زمین کو لگین اور
 انہیں سو ایک پر کفایت کرنا یا پکڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا کر دے اور سجدہ میں اپنی دونوں
 ہتھیلوں کو ظاہر رکھے (یعنی بازووں کو پہلو سے چمکدے جس کے اوڑھیں پیٹ کو رانوں سے
 دور رکھے اور اپنی دونوں پاؤں کی اوٹھلیاں قبلہ رخ رکھے) اور سجدہ میں تین بار سبحان ربی
 العظیم کہے اور عزت اونچی نہ اوپر ہو بلکہ پیٹ کو اپنے دونوں رانوں سے ملتا ہوا کہ پھر اللہ اکبر
 کہتا ہوا اپنا سر اوٹھا دی اور آرام سے بیٹھی پھر اللہ اکبر کہے دو سجدہ آرام کے ساتھ
 کرے اور کھڑی ہوئی کے الی اللہ اکبر کہے (اور) بدون کسی چیز کے سہارا اور بدون پیشہ
 کے (دونوں سر رکعت کے کسی کھڑا ہو یعنی اٹھنے میں ماتھے پر زور نہ دی اور دو سجدہ کے بعد

جانبہ استراحت مگر یعنی آرام کے لئے نہ بیٹھے) اور وہ دوسری رکعت پیش پہلی رکعت کے
 ہوا اتنا فرق ہے کہ دوسری رکعت میں سبحانک اللہم اور الحمد للہ پڑھو اور اپنا ہاتھ
 سوا کر فتنہ سمیع (یعنی آٹھ جگہ) کے اور جگہ اور تھاوی (ف) سے مراد فتنہ شام نماز
 شروع نماز میں اللہ اکبر کہنے کی وقت قی قنوت و ترکہ وقت حج عیدین کی تکبیرات میں
 اس استلام یعنی بڑھنے کی وقت حجر اسود کے ص صفا پر اللہ اکبر کہنے کی وقت ہم
 مرقہ پر اللہ اکبر کہتے ہوئے عرفات میں حج جہر و کو تہرارتے میں۔ جانا چاہیے
 کہ امام شافعی کے نزدیک دونوں مقاموں کا اٹھانا ہرگز ہونے اور نہ کو م کے لئے اللہ اکبر
 کہنے کی وقت ہر رکعت میں سنون ہو اور امام اعظم کے نزدیک شروع کی تکبیر میں آٹھ
 اٹھائیں نہ اس کے سوا دوسری تکبیر میں بلیل قولی پیغمبر خدا صلعم کے کہ آٹھ نہ اٹھائے
 جاذین مگر آٹھ جگہ جو نہ کر ہو میں روایت کیا اسکو حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے اور عبد
 بن مسعود آٹھ نہ اٹھاتے تھے مگر شروع نماز میں اللہ اکبر کی وقت روایت کیا اسکو ابو داؤد
 ترمذی نے) پہر جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہوا پنا بایان پانو
 بچھا کر اوپر بیٹھے اور دہن پانو کو کھرا رکھے اور پانو کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے
 اور اپنا دونوں ہاتھ دونوں طرف پر رکھے اور ہاتھوں کی انگلیاں کھلی رکھی اور عورت
 دونوں ہاتھوں کو اپنی طرف کو نکال کر چوڑوں پر بیٹھے اور التیات (دہ پڑھی جو عبد اللہ
 بن مسعود مروی ہو واضح ہو کہ اشارہ شہادت کی انگلی سے) اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہُ اَشْهَدُ
 تک پڑھی کی وقت التیات میں بہت سی حدیثوں میں مروی ہو اور اکثر علماء کا عمل ہے
 چنانچہ علماء و فضیلہ بھی اسکو اختیار کیا ہو اور اس اشارہ کی کیفیت حدیث کی کتابوں میں
 چند طور پر ثابت ہوئی ہو اور جو طور کہ ظاہر مذہب امام اعظم کے خلاف نہیں یعنی اس کے

طایر مذہب میں انگریزوں کا کہنا پایا جاتا ہے جو طرہ امتداد کا اس کے خلاف نہیں سمجھ کر
 شہادت کی صورت انگشت تہاوت سے اشارہ کرے اور اور دو انگوٹھ کر کے خواہ بند کر لے
 اور بعد اشارہ کے کہو کہ یہ اور یہ طرہ حدیث سے زیادہ تر موافق معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم
 اور بعد پہلی دو رکعتوں کے اور رکعتوں میں دستار محمد پر کفایت کرے (مردت بخلاوی)
 اور آخر کا بیٹھا مثل اول بیٹھنے کے ہی (اور شافعی کے نزدیک دو سر تا عید میں چوتھوں
 پر بیٹھے بیس سو مرتب بیٹھتی ہیں اور دلیل امام اعظم کی ہے کہ حضرت انس سے مروی ہے
 کہ رسول خدا مسلم نے نماز میں گتے کی طرح بیٹھے اور چوتھوں پر بیٹھتے ہی منع فرمایا اس
 روایت کو احمد نے بیان کیا ہے اور فاضل بن رافع سے منقول ہے کہ آنحضرت مسلم نے ایک
 اعرابی کو فرمایا کہ جب تو بیٹھے نماز میں اپنی بائیں پانوں پر بیٹھ سکو بھی احمد نے روایت
 کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ صورت دو نو قعدوں میں بیٹھنا ہی والدہ اعلم اور
 التعمیات پڑھ کر اور پیغمبر خدا مسلم پر درود بھیجے اور ایسی دعا مانگے جو مشائخہ قرآن وحد
 کے ہونہ لوگوں کے کلام سے اور (بعد دعا کے) امام کے ساتھ سلام پہر مثل تجر کے
 (یعنی طبع تحریر اپنی امام کے ساتھ کرے) سلام بھی امام ہی کے ساتھ پہری
 اور داسنے بائیں سلام پہرنے میں لوگوں کی اور کلام کا تبیل کی نیت کرے (کہ انہ سلام کشا
 ہوں) اور جس وقت امام ہو دہن خواہ بائیں اس طرف اس کی بھی نیت کرے اور اگر ٹھیک سامنے
 ہو تو اس کی نیت دو طرف سے کرے اور امام اپنی دونوں طرف کے سلام میں لوگوں کی اور کلام کے
 کی نیت کرے۔ اور قراءت فجر کی نماز میں اور پہلی دو رکعتوں میں مترب کی اور عشا کی پکار
 پڑھ کر تو تعنا ہی پڑھتا ہو اور جمعہ اور دو نو عیدوں کی نماز میں (بھی پکار کر پڑھے) اور انکی
 سے اور نماز و نہیں قراءت آہستہ پڑھیں جو دن کو نفل پڑھنے والا (کہ وہ بھی قراءت آہستہ

۴۰
 صحیح بخاری

پڑھے) اور جو شخص ایسی نماز جس میں پکار کر پڑھنا چاہے اکیلا پڑھے اسکو اختیار ہے
 (چاہے پکار کر پڑھے چاہے آہستہ پڑھے) جیسے رات کو نفلین پڑھنے والا (مختار ہے
 پکار کر پڑھے چاہے آہستہ) اور اگر عشا کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں سورہ چوڑی
 تو اسکو دو رکعتوں پہلی میں الحمد کے ساتھ پکار کر پڑھے اور اگر (پہلی دو رکعتوں میں)
 الحمد نہ پڑھے ہو تو (الحمد کی) قضا (پہلی دو رکعتوں میں) کرے (اسلئے کہ الحمد کو دو فہم
 پہلی رکعتوں میں پڑھنا پڑیگا) اور فرض ایک آیت کا پڑھنا ہے (اور امام شافعی وغیرہ کے
 نزدیک سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور انکی دلیل آنحضرت مسلم کا ارشاد ہے کہ اُس
 شخص کی نماز نہیں جسو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اور امام عظیم کی دلیل قول خداوندی ہے فَاَقْرَأْ
 مَا كُنْتَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی پڑھ جو قصہ ہو سکے قرآن اور کلام الہی پر احادیث سنو زیادتی
 کرتی درست نہیں الاحادیث احاد پر عمل کرنا لازم ہوتا ہے اسلئے الحمد کے پڑھنے کو وجہ
 ٹھہرایا ہو اور آنحضرت مسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ پڑھ جو کچھ تیرے پاس ہو قرآن کو
 یعنی جو کچھ بتھے یاد ہو کچھ حدیث بھی الحمد کے فرض ہونے پر دلالت کرتی ہو اسلئے کہ اس
 حدیث کے آخر میں وارد ہوا ہے کہ پھر تیری نماز تمام ہوئی) اور قراءت کی سنت سفر میں
 سورہ الحمد اور ایک سورت ہو جو نسی چاہے اور حضرتین (یعنی ٹھہری رہنی کی صورت میں)
 اگر فوج اور ظہر کی نماز ہو تو ان میں دراز مفصل سورتین (مسنون) ہیں اور اگر عشا ہو تو
 میانہ سورتین مفصل اور اگر مغرب ہو تو چھوٹی مفصل سورتین (پڑھنی سنت ہیں مخفی تر ہے کہ
 سورہ حجرات سے آخر کلام مجید تک جتنی سورتین میں انکو مفصل کہتے ہیں ان میں سے حجرات
 سے لیکر سورہ اہل سائر ذات البروج تک دراز مفصل کہلاتی ہیں اور وہ ان سے لیکر
 کم یکن تک میانہ اور وہ ان سے سورہ ناس تک چھوٹی) اور نماز فجر میں صرف اول گیت

کہ دراز کیا جائے (نہ اس کے سوا اور کسی نماز میں یعنی صبح کی نماز میں اول رکعت کو دراز
 کی نسبت زیادہ بڑھانا چاہیے اور نماز و نہیں ایسا نکرنا چاہیے بلکہ دو رکعت میں
 مسافری پڑھیں) اور کسی نماز کے لئے کوئی سورت قرآن کی مقرر نہیں ہوئی (یعنی
 ایسا نپا نہیں کہ کسی نماز کے لئے کوئی خاص سورت مقرر کر لیں اور اس کے سوا دوسری
 سورت کبھی نہ پڑھیں) اور مقتدی ہی سترت فکر و بلکہ چپکا سنے جاوے اگر خیر امام
 آیت رغبت یا آیت خوف کی پڑھے یا خطیب پڑھنے والا خطیب پڑھے یا آنحضرت
 صلعم پروردیجے (ان سب صورتوں میں چپکا سننا چاہیے لیکن کہتے ہیں کہ
 جب خطیب پڑھے یا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** پڑھیں تو اس کے بعد چپکا
 کہ آہستہ درود بیجے) اور (امام اور خطیب کسی دور کا شخص اور پاس کا) (ان حکم میں)
 برابر ہیں (یعنی خواہ امام کا پڑھنا اور خطیب پاس ہو نیکی جہت سے سنا ہو خواہ دور ہو
 کے سبب سوزنا ہو دو دو حالوں میں کچھ پڑھے اور چپکے جاننا چاہیے کہ امام شافعی
 کے نزدیک مقتدی پر قرأت الحمد کی وجہ سے دلیل ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے **لَا تَسْلُوْهُ إِلَّا بِعَاطَةِ الْكُتَابِ** اور اسباب میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں اور دلیل امام
 اعظم کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَكُمْ** آیت
 کی روشنی مقتدی کو سننا اور چپکنا لازم ہے اور آنحضرت صلعم فرماتے ہیں جس کی
 امام ہو تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہو اس کو معلوم ہوا کہ مقتدی کو الحمد کا پڑھنا
 حکماً ثابت ہے اور حضرت علی فرماتے ہیں کہ جو کوئی امام کے پیچھے پڑھتا ہو وہ خطرت
 سلیم کو چرکتا ہو یعنی طبع سلیم کے خلاف چلتا ہو اس کو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق
 نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے اور حدیث جابر سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ

اسی طرح اس
 دور میں اس
 دور میں اس

ان کی روایت
 ہے

ان کی روایت
 ہے

بیان

امام کے چھوٹے بڑے گروہ کا ذکر ہے یا نہیں۔ روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے
 یا سید امامت کے بیان میں۔ جماعت سنت مکررہ ہو۔ امام کے لکھوائی تروہ جو سب میں زیادہ
 عالم ہو اسکو کہتے ہیں وہ جو قرآن سب سے اچھا پڑھتا ہو اسکو کہتے ہیں وہ جو زیادہ پڑھتا ہو اسکو کہتے ہیں جو سب میں
 عزیز زیادہ رکھتا ہو (اور امام شافعی کے نزدیک قرآن کا اچھا پڑھنے والا عالم پر قدیم
 ہے اور امام عظیم کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کو حکم امامت کا
 فرمایا اسلئے کہ آپ عظیم زیادہ رکھتے تھے قرآن کے قاری سب سے زیادہ تھے کیونکہ صحابہ
 میں قرآن مجید سب سے اچھا بالاتفاق حضرت ابی بن کعب پڑھتے تھے اور بعد ازاں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر بعد مبارک میں ہوا تھا اور اسی سے لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت
 کا استحقاق ثابت کیا جو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی وقت میں قرآن کے عمدہ پڑھنے
 والے زیادہ علم والے سمجھے تھے اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ علم والے
 کو مقدم فرمایا بخلاف اس زمانہ کے کہ بہت سے قاری جاہل نہ ہوتے ہیں علاوہ ازیں
 قراءت پر صرف ایک رکن نماز کا موقوف ہو اور علم نماز سب ارکان منحصر ہیں) اور بندہ
 اور گنوار اور فاسق شقیں (جو بگڑی ہیں مشہور ہو) اور بدعتی (جو بدعتیں سمجھتے ہیں)
 و جماعت کے خلاف رکھتا ہے) اور اندھا اور عراقرضہ (جو اس عیب میں مشہور ہوگا)
 یہاں ان سب کا امام ہونا مکروہ ہے اور نماز کو اتنا لمبا کرنا (جس سے لوگ گھبرا جائیں) اور
 جماعت صرف عورتوں کی مکروہ ہو اور اگر (عورتیں) جماعت کریں تو امام صفت سے
 اندر کھڑا ہو مخلوق کی جماعت کی طرح (کہ انکا امام بھی صفت میں رہے جو آگے نہ بڑھے)
 اور مقتدی اگر ایک ہو تو امام کے وہی طرف کھڑا ہو اور وہ (خواہ زیادہ ہوں) تو
 اس کے چھو کھڑے ہوں۔ اور اول مرد صفت باندہ ہیں مرد دوسری صفت میں لڑکے

(کہڑے ہوں) اور نیچے پیچھے عورتیں (صفت کریں) اور اگر جس نماز میں رکوع اور سجدہ
ہو نامہ مرد کی برابر ایک ہی جگہ میں بدون آڑ کے عورت بالغ کہڑی ہو جاوے اور
یت اسکی برابر کرے اور ادا بھی اذ سکے ساتھ کرے اور امام نے عورت کے امام
مرد کی نیت کرنی ہو تو اس عورت میں مرد کی نماز جاتی رہیگی (اور نماز جتا رہے میں یہ حکم نہیں
اوس میں وہ نو کی نماز ہو جاوے گی اور امام شافعی کے نزدیک پہلی صورت میں نماز نہیں جاتی
اور امام اعظم کے قول کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت کو نیچے
کر و جان کہ اللہ تعالیٰ نے اذ کو مضر کیا ہے اس حکم کے مخاطب مرد ہیں پس عورت
یہ کہہ کر بالائین وہ مرد برابر عورت کی کہڑا ہو یا اس کو سفر فرض تمام کو چھوڑا ہے نہ عورت نے
اسلو مرد کی نماز جاتی رہی اور یہ سب شبہ طہین کہ مذکور ہوئی ہیں اس واسطے ہیں کہ مرد عورت
کی نماز میں اتحاد اسی طرح ہو جاوے اور عورتیں جاعنون میں حاضر نہ رہیں (یعنی خوف
فتنہ کی جہت سے) اور نا جائز ہو افتد اگر نا مرد کو عورت یا لڑکے کے پیچھے اور باک کو
غلبہ والیکا (مثلاً بسکو سلسل بول ہو یا ریج نہ تہمتی ہو یا پیٹ چلتا ہو اچھو شخص کو ایسے
لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے) اور پڑھی ہوئی کو ایسے کا افتد جو قدرت پڑھو
کی نہ کہتا ہو اور کہڑا ہوئی کو ننگے کا جو ستر نہ کہتا ہو اور تندرست کو ایسے شخص کا
جو رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرے اور فرض پڑھو والیکو نفل پڑھو والیکا یا اس شخص کا
کہ دوسرے فرض پڑھتا ہو (اسلمی کہ مجھ سے مقتدی اپنا امام کی نسبت عمدہ حال کہتے
ہیں پس امامت اسی طرح ہو جاوے گی) اور افتد وضو والیکا نیم والیکو چھوڑو اور وہ لیکا کھ
کر سوا کچھ اور کہڑا ہو لیکا میٹھو والیکو چھوڑو یا کبرے کے پیچھے اور اتارہ کر نیوالے کا اپنے
جیسے شخص کے چھوڑو اور نفل پڑھنے والیکا فرض پڑھنے والیکے پیچھے نماز کو خراب نہیں کرتا

لا تہدی

(یعنی جائز ہے) اور اگر (مقتدی کو بعد نماز کے) معلوم ہو کہ امام بیوض تھا تو (اپنی) نماز کو پھر سید پڑھئے۔ اور اگر ایک ان پڑھ اور ایک پڑھا ہو کسی ایک پڑھے یا کچھ نماز پڑھیں یا امام پڑھا ہو پچھلی دو رکعتوں میں کسی ان پڑھ آدمی کو خلیفہ کر دے تو سب کی نماز جاتی رہیگی (اس لیے کہ پڑھ سونے کے ہوتے ان پڑھ کی امامت جائز نہیں ہوتی اور یہی حال ہے اگر پڑھا شخص ان پڑھ کو پڑھے ہو تو ان پر خلیفہ کر دے اور پچھلی رکعتوں کی قید منسوخ لگا دے کہ اس حکم میں مبالغہ ہو جاوے یعنی باوجودیکہ پچھلی رکعتوں میں قنوت نہیں اور نہیں اگر خلیفہ کر گیا تو نماز جاتی رہیگی تو اگر پہلی دو رکعتوں میں کہ قنوت فرض ہو چکا ہو کر گیا تو بطریق اولیٰ نماز فاسد ہو جاوے گی) *

باب نماز میں بیوض ہو جانے کے بیان میں۔ جس شخص کا وضو (نماز میں) ہو جاوے وہ وضو کرے اور جب جگہ سے نماز چھوڑی ہو وہاں سے شروع کرے اور اگر امام ہو تو اپنا خلیفہ کسی کو کر دے اور یہی حال ہو اگر قنات سے رکعتوں کو (یعنی اس کو بھی چاہیے کہ خلیفہ کر دے تاکہ لوگوں کو قنات سے نماز پڑھا دے اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا خلاف ہوا نہ کے نزدیک جتنی پہلے پڑھی ہو وہ جاتی رہی ہے سرسری پڑھو اور امام اعظم کی دلیل حضرت مسلم کا ارشاد ہے کہ جس کسی کو آجاوے تے یا کہ سیر تو چاہیے کہ نماز سے بیٹھے اور وضو کرے اور پھر اپنی نماز پر بنا کرے یعنی جتنی پہلے پڑھ لی ہو اس میں اور ملا کر پوری کر دے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس میں حکام مضمون حضرات ابو بکر اور عمر اور علی اور ابن مسعود اور سلمان رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے) اور اگر وضو ٹوٹنے کے خیال سے مسجد کے باہر نکلا دے یا دیوانہ ہو جاوے یا خواب میں انزال ہو جاوے یا بیہوش ہو جاوے تو ان صورتوں میں نماز از سر نو پڑھے (پہلے کی نماز کو پورا کرے) اس لیے کہ

بعد ازیں بہت کسر ہو کر فی مین انگو عادت کے موافق امور پر قیاس کرنا چاہیے اور اگر ایسی
 چیز ہے کے بعد وضو ٹوٹا تو وضو کر کے سلام پیرے (اسلمو کہ لفظ سلام واجب تھا
 اُسکے ذمہ پر باقی ہے) اور اگر نہ ہو وضو ٹوڑ دیا یا بات کی تو نماز پوری ہو گئی (کیونکہ اسے
 فعل سے نماز کے باہر اتنا فرض تھا وہ ادا ہو گیا) اور اگر نماز میں شیم مالالانی دیکھ لے
 یا سج کرنے والے کی مدت میں سج پوری ہو جاوے یا موزہ کو تھوڑی سی عمل سے نکال دے (تو نماز
 باطل ہو جاوے گی اور تھوڑی سی عمل کی شرط اسلمو ہو کہ اگر عمل بہت ہو گا تو عمل ہی سے نماز
 باطل ہو جاوے گی طہارت قدم کے دور ہونے پر منحصر نہ ہوگی) یا آن پڑھ نماز میں کوئی ہوش
 سیکھ لے یا تنگے کو کپڑا مل جاوے یا اشارہ سے پڑھنے والا رکوع اور سجدہ پر قادر ہو یا خدا
 ترتیب کو نقصان دے یا آجادی یا پڑھنے والا کسی آن پڑھ کو نائب کر دے یا صبح کی نماز
 میں آفتاب نکل آوے یا جمعہ کی نماز میں عصر کا وقت آجادی یا زخم اچھا ہو کر پٹی گر پڑے
 یا عذر والیکا عذر (مثل سلسلہ لول اور پٹ چلنے کے) دور ہو جاوے تو (ان سب
 صورتوں میں) نماز باطل ہو جاوے گی۔ اور جائز ہے نائب بنانا مسبوق کیا (اور مسبوق وہ
 ہے جس کو امام کے ساتھ کچھ نماز نپائی ہو) پس (مسبوق) جب امام کی نماز تمام کر چکے وہ ایسی
 شخص کو اپنا نائب کرے جس کو امام کے ساتھ پوری نماز نپائی ہو (اور کوئی بزرگ کہتے ہیں) یہ
 مرد متدبر ہو کہ سلام پیرے (اور مسبوق اپنی نماز پوری کرے) اور مسبوق اگر کوئی کام نماز کے خلا کر گیا
 یا مثلاً وضو ہو جاوے یا کھلا دے یا اور ایسا ہی کام کرے تو اس (مسبوق) کی نماز
 باقی رہے گی نہ اور لوگوں کی (اسلمو کہ جب کسی بزرگ کو اپنا نائب کر دے یا تو امام مدد کر ہو گا
 نہ جگہ مسبوق اب جو کام نماز کا منسد مسبوق سے سرزد ہو گا اس سے صرف مسبوق کی نماز
 جاوے گی نہ اور لوگوں کی) جیسے اگر امام نے اپنی نماز تمام کر نیکی وقت قہقہہ کیا تو اسے مسبوق میں

بھی نماز مسبوق کی جانی رہیگی (اسلٹو کہ مجھ فعل نماز کا مفسد امام کی طر ف سے مسبوق کی نماز کے پیچ میں ہوا ہو گا امام کی نماز کے ختم کیوقت ہوا ہو) اور اگر امام مسجد میں ہو چکا ہو اور باتین کرنے لگے تو نماز نہیں بائیکسی (یعنی ان دو نو صور تو نہیں امام کی نماز تمام ہو گئی اسلٹو کہ اپنی فصل سے نماز سے باہر ہو گیا کوئی رکن اس کے ذمہ پر باقی نہیں رہا اسلٹو مسبوق کی نماز بھی فاسد نہ ہوئی کیونکہ نماز کے پیچ میں کوئی مفسد پیش نہیں ہوا بخلاف چکا کر نہیںے کے نماز کے اندر کہ وہ مفسد نماز ہے امام کے حق میں بھی اور رک اس مسبوق کو حق میں بھی اور اگر کو عین خواہ مسجد میں ہو وضو ہوا ہو تو وضو کر کے پہلی نماز پڑھا کرے اور جس کو عین خواہ مسجد میں ہو وضو ہوا ہو اس کو دوبارہ کرے (اسلٹو کہ اس کا کچھ اعتبار نہیں آید جو عین خواہ اس کو دوبارہ ادا کرنا چاہیے)۔ اور اگر نماز ہی کو حالت رکوع خواہ مسجد میں یا دایا کہ ایک سجدہ رہ گیا ہو اور اس پر بھی سجدہ کو ادا کیا تو جس کو عین خواہ مسجد میں وہ یا دایا ہو اس کو دوبارہ ادا کرے اور اگر مقتدی ایک ہی تواب ہر نیچے لٹو ہی متعین ہو جاتا ہو بدون نیت کے یعنی اگر امام کے پیچ میں صرف ایک ہی مقتدی ہو اور امام وضو ہو جا تو مقتدی خواہ امام ہو جائے بدون نیت کے اور بدو خلیفہ بیا نیچے کے)

نماز کے وقت اگر کسی نے بیجا بات کہی

باب ان چیزوں کے بیا نہیں جو نماز کو فاسد کر دیتی ہیں اور جو نماز کے اندر نہ ہوں (نماز کے اندر) بات کرنی اور ایسی دعا مانگنی جو ہم لوگوں کی باتوں کے مشابہ ہو اور بات آواز سے رونا اور آکرنا اور پکار کر رونا مصیبت اور درد و بیماری جو نماز کا مفسد ہو اور اور دوزخ کو یاد کر کے رونا مفسد نہیں اور بدون عذر کے کھانا سنا (یعنی بدون اس بات کے کہ گئے یا چھاتی میں بلغم اٹکا ہو یا اثر کھانسی کا ہو اور عین احسن کرنا) اور چھینک کے جواب میں یرحکم اللہ کہنا اور اپنا امام کے سوا غیر کو پڑھنے میں لقمہ دینا اور

سجدہ جواب میں لا الہ الا اللہ کہنا اور سلام کرنا اور اسکا جواب دینا اور شروع کرنا
 عصر یا نفل کا بعد ایک رکعت ظہر کے نہ جو ظہر کا (بھی سب بھی عشاء میں ایک نماز
 کی ایک رکعت پڑھی ہو دوسری نماز شروع کی تو پہلی نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر پہلے دو
 نماز کی نیت تھے سر سے کی تو فاسد نہ ہوگی) اور نماز میں کا پڑھنا قرآن دیکھنا اور گناہ
 سینا (بھی بھی عشاء میں) اور اگر کسی لکھی ہوئی چیز کو نماز کے اندر دیکھا اور اسکو سمجھا
 یا پتہ دانتوں کے درمیان کی چیز کھائی یا کوئی شخص اسکے سجدہ گاہ میں کو گزر گیا تو
 ان باتوں سے نماز نہیں جاتی اگرچہ گدڑ یا بکری پر گیا ہو یا ہو گیا ہو اور کمر دات نماز کے
 عشاء میں نماز میں کھانے پینے اور کپڑے سو کھینا اور ایک دفعہ ہو یا دو سجدہ کی گنت
 کو مٹانا اور انگلیاں چٹکانا اور اتھکے کو لکھے پر کہنا اور ایمین دینے دیکھنا اور گنت
 کی طرح چتر و غیر مٹینا اور دو نمازوں کو متحدہ میں کہنوں تک یہاں اور سلام کا جواب
 یا تحک کے اشارہ سے دینا اور بدو ن غدر پالتی مار کر مٹینا اور ششہ کے بالوں میں گروہ
 اور کپڑے کو زمین پر گرنے سے بچانا اور اسکو بدو ن ہانڈھ یا اچھلنا یا سے لٹکا کر کہنا اور
 جماعتی یعنی اور انہیں نہ کرنی اور مسجد کی محراب میں کھڑا ہونا مگر سجدہ کرنا محراب میں نہ کرنا
 نہیں اور نیرت امام کا جو ترہ پر کھڑا ہونا اور اسکا اٹھنا یعنی امام بیٹھے ہو اور تعین سے
 جو ترہ پر ہوں اور ایسا کپڑا پہنا جس میں تصویریں ہوں یا ایسی طرح کپڑا ہونا کہ سر کے اوپر
 خواہ سامنے یا برابر میں تصویریں ہوں لیکن اگر تصویر بہت چھوٹی ہو یا سر کی ہو یا کسی اور
 چیز کی ہو مثلاً درخت پہول وغیرہ کی تو مکروہ نہیں اور آیتوں اور تسبیح کو یا تہو پر کہنا
 مکروہ نہیں مٹانے اور تھوڑے سے (تہوڑے سے محل سے) مار ڈالنا اور ایسے شخص کی نیت
 کی طرح نماز پڑھنا جو یا تین کرتا ہو یا قرآن مجید کی طرح فلو یا لنگی ہوئی تلوار کی طرح نماز پڑھتی

(اور نے لٹکی ہوئی بھی یہی حکم رکھتی ہے) یا شمع یا چراغ کی طرح فلو نماز پڑھنی اور ایسی صورت
 پر نماز پڑھنی جس میں تصویر میں ہوں بشرطیکہ مسجد تصویر دن پر نہ ہو **فصل** باطنی پھر
 میں قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پٹہ کرنا (مکانات میں) مکروہ ہے (پس جنگل میں بطریق اور
 مکروہ ہوگا) اور مسجد کا دروازہ مقفل کرنا اور اسکی چیت پر سمیت کرنی اور بول و برا کرنا
 مکروہ ہے نہ ایسے گھر پر پیشاب کرنا جسکے اندر مسجد ہو (اور مکروہ نہیں مسجد کو گچ اور سونے
 کے پانی سے منسلک کرنا)

باب وتر اور نوافل کے بیان میں - وتر نماز واجب ہے (اور امام شافعی کے نزدیک
 سنت ہے) اور امام اعظم کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وتر حق واجب ہے ہر مسلمان پر
 روایت کیا اسکا ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے اور وتر تین رکعتیں ہیں ایک سلام
 کے ساتھ اور دعا و قنوت تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے ہمیشہ پڑھو اور اول ہاتھ
 اٹھا کر اٹھاکر کیلے (اور امام شافعی کے نزدیک وتر میں قنوت نہ پڑھے مگر نصف اخیر
 رمضان کے وتر میں اور فجر کی نماز میں تسنوت پڑھو اور اسکی یہاں قنوت رکوع کے
 بعد پڑھے نہ رکوع سے پہلے اور دلیل امام اعظم کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پڑھتے تھے وتر میں رکوع سے پیشتر روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور نسائی اور دقطنی
 اور طبرانی اور ابوالنعیم اور ابن ابی شیبہ نے اور نسائی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 رکعتیں پڑھتے تھے اور قنوت پہلے رکوع سے پڑھتے تھے (اور وتر کی تینون رکعتوں میں
 الحمد اور ایک سورت پڑھو اور سوا وتر کے اور نماز میں قنوت نہ پڑھو) (جیسو امام
 شافعی کے تابعین فجر میں پڑھتے ہیں) اور جو امام کہ وتر میں قنوت پڑھتا ہو مقتدی
 اسکی متابعت کریں اور اگر فجر کی نماز میں امام تسنوت پڑھو اسکی متابعت کریں (یعنی)

[illegible]

ممنوع میں شروع کی ہو اور امام شافعی کے نزدیک چونکہ نفل اصل میں لازم نہیں
 تو شروع کے بعد بھی لازم نہیں یعنی اگر بعد شروع کے فاسد کر دیا تو اس کے قضا
 ان کے نزدیک لازم نہ ہوگی اور دلیل امام اعظم کی قول خدا تعالیٰ کا ہے کہ تَبْتَطِلُوا أَعْمَالَكُمْ
 یعنی مت بیکار کرو واپس غلو نہ کرو اور شروع کے بعد توڑ دینا بھی عمل کا باطل کرنا ہی
 اور حضرت عائشہؓ اور حضرت عمرؓ منقول ہے کہ ہم روزہ سو تھو کہ ہمارے ایک کہنا آیا
 جس کو ہمارا دل چاہتا تھا ہم نے اس کو کھا لیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ کے
 دن کر لینا روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور طبرانی میں یہ
 بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پھر ایسا کام مت کرنا اور اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور
 بعد پہلے قعدہ کے توڑ دینی یا قعدہ اولیٰ سے پیشتر فاسد کر دی یا چار و تین کچھ
 نہ پڑا یا حضرت زید اول رکعتوں میں پڑا یا صرف دو پچھلی رکعتوں میں پڑا یا در کتوں میں
 اول کی اور ایک پچھلی میں قزات کی یا ایک پہلی رکعت میں اور دو پچھلی رکعتوں میں پڑا یا
 سب صورتوں میں دو رکعتیں قضا کرے۔ اور اگر اول کی دو رکعتوں میں سے ایک میں
 اور بیچے کی دو رکعتوں میں سے بھی ایک میں قزات کی یا ایک کت میں صرف پچھلی رکعتوں
 سے پڑا یا پچھلی دو میں سے تو (ان صورتوں میں) چار دن کعتیں قضا کرے۔ اور ایک
 نماز پڑھے پہلے تین جیسے دوسری نہ پڑھی جاوے (جاننا چاہیے کہ سلف سے یہ مضمون
 اس طرح چلا آتا ہے اور بعض علمائے اسکو حدیث خیال کیا ہو اور اس کے معنی چند طور پر
 بیان کئے ہیں اول یہ کہ جو فرض چار میں اس کے بعد اور چار رکعتیں اس طرح نہ پڑھے کہ
 دو رکعتوں میں قزات ہو اور دو میں نہ ہو جیسے فرض پڑھے میں اس قول کے بموجب
 مضمون نفل کے کل رکعتوں میں قزات کے فرض ہونیکا بیان ہو اور اسی توجہ کو امام محمدؒ

فی مسجد فرمایا ہوا دوسری جگہ کہ مسجد و منین جامعوں کے گرد کرنیکو منع کیا ہو
 یہ کہ اگر نماز میں دوسرے جگہ رہنے کا ہو وہی قراؤ کے از سر نو پڑھنے کو منع کیا
 اور باوجود قدرت کبرا ہو نیکی نفل پڑھنے والا شروع سے پیشہ پڑھو اور کھڑا ہو کر پڑھو
 کی ہو تو بیشک تمام کر لے اور سوار آدمی شہر کے باہر اپنی سواری پر نفل اشارہ ہو
 اور منہ اسطر فلکو کرے جدھر اسکی سواری جاتی ہو اور آخر کر متنی باقی ہو اتنی پڑھ
 اور اگر زمین پر پڑھتا ہو تو سواری پر اسکو تمام کرنا درست نہیں (یعنی اگر سواری
 نماز اشارہ ہو پڑھتا ہو اور کسی حال میں اور تراویح پہلی نماز پر بنا کر سکتا ہو اور اگر
 پڑھتا تھا اور کسی حال میں سواری ہو تو پہلی نماز پر بنا کر بلکہ نئے سرے نماز پڑھے)
فصل تراویح کے بانی اور رمضان کے پینے میں نماز عشا کے بعد ۲۰ رکعتیں
 سلام سے تروان سے پیشتر مسنون ہیں اور وتر کے بعد بھی آٹھ ہیں اور ست ہو اور منین
 اور قرآن پورا ایک بار مستننا اور چار رکعتوں کے بعد بقدر چار رکعتوں کے بیٹھنا اور
 نماز و ترسرف رمضان میں جماعت سے پڑھو (غیر رمضان میں جماعت سے نہ پڑھے)
باب فرض نماز میں ملنے کے بانی۔ فرض ظہر کی ایک رکعت تنہا پڑھ کر
 کہ تکبیر ہو گئی تو دو رکعتیں پوری کر کے امام کے ساتھ شامل ہو جاؤ اور اگر منین
 پر تکبیر ہوئی تو نماز کو پورا کر لے اور امام کے ساتھ نفل کا افتہا کر دو اور اگر فرض نماز
 یا مغرب کی ایک رکعت پڑھنے پر تکبیر جماعت کی ہو تو نماز کو توڑ کر شامل جماعت ہو جاؤ
 اور جس مسجد میں اذان ہو گئی ہو اس میں سے نکلنا مکروہ ہے جب تک کہ نماز نہ پڑھ لے
 اگر اذان سے پیشتر نماز پڑھ چکا ہو تو نکلنا مکروہ نہیں مگر ظہر اور عشا میں (کہ باوجود نماز
 پڑھ چکنے کے مسجد سے نکلنا مکروہ ہے) جبکہ تکبیر شروع ہو گئی ہو۔ اور جو شخص کم ہسابان کا

مسک

باب تراویح میں
نماز پڑھنے کے

خوف کرے کہ اگر سنت فجر کی ادا کرونگا تو فرض ٹالیں گے تو اسکو چاہیے کہ سنتوں کو ترک کر کے جماعت میں ملجا دے اور اگر فرضوں کے نالے کا خوف نہ ہو تو مستون کو ترک نہ کرے۔ اور فجر کی سنتیں قضا کیجا دیں کہ فرضوں کے ساتھ میں (یعنی اگر سنتیں صرف قضا ہو گئی ہوں فرض قضا نہ ہوئے ہوں تو سنتوں کو قضاء نہ پڑھے ہاں اگر سنت و فرض دونو قضا ہو گئے ہوں تو اسوقت قضا و فرض کے ساتھ میں سنتیں بھی پڑھیں اور پہلے رکعتیں کی چار رکعتیں ظہر ہی کیوقت میں بعد کی دو رکعت سنت سو پیشتر ادا کیجا دیں (یعنی اگر چار سنتیں ظہر سے پہلے نلی ہوں تو انکو فرضوں کے بعد ہی دو سنتوں سو پیشتر ادا کر لے اگر وقت ظہر ہو) اور ایک رکعت کے ملنے سے ظہر جماعت کے ساتھ نہ ہوگی بلکہ ثواب جماعت کا ملے گا (یعنی اگر کسی نے قسم کہا ہے کہ میں ظہر کو جماعت کے ساتھ پڑھوں گا اور اسکو ایک رکعت ہاتھ آئی تو اسپر قسم کا کفارہ لازم ہوگا) اور نماز فرض سے پہلے نفلین پڑھیں پڑھو کہ وقت کی نماز کے جاتے رہو کا خوف نہ ہو ورنہ نفل پڑھے (فرضوں پر کفایت کرنا چاہیے بعض علماء نے ان نفلوں سو واد سنت لی ہے یعنی حکم سنتیں پڑھو کا اسوقت ہو کہ وقت کی نماز کے جانے کا خوف نہ ہو اور بعضوں نے نفلین ہی مراد لی ہیں یعنی جب کوئی مسجد میں آوی اور جماعت میں دیر ہو تو نفلین پڑھے یہاں تک کہ خوف ایسبات کا نہ ہو کہ وقتی نماز جماعت سے غلیگی) اور اگر امام کو رکوع میں پایا اور تجیر کیلے کہہ ارایا یہاں تک کہ امام نے رہا بنا کر سو اٹھا لیا تو مقتدی سو رکعت نہ کو رفوت ہو گئی (یعنی شرط رکعت کے ملنے کی جھجھ کہ امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جاوے اور اگر رکوع امام کے ساتھ نماز تو ساری رکعت نلی) اور اگر مقتدی نے (امام سے پہلے) رکوع کیا اور رکوع ہی میں امام نے اسکو

اچایا تو دریت ہی (اور اگر امام کے رکوع سے پہلے مقتدی نے رکوع سے سر اٹھایا
 تو نماز ادا کی جاتی رہیگی گو اول صورت میں نماز نہیں جاتی مگر تاہم مقتدی کو نچا ہی
 کہ امام سے پہلے کوئی کام کرے) ۴

باب قضا نمازوں کے ادا کرنے کے یا نہیں۔ ترتیب نماز قضا اور نماز وقتی
 میں در خود قضا نماز نہیں واجب اور ترتیب میں باتوں سے) ساقط ہو جاتی ہے (اول
 وقت کی تنگی سے) (جس میں گنجائش قضا نماز اور وقتی کی نہیں) دوم (قضا نماز کے)
 یا در بنے ہوئے قضا نماز کا شمار پانچ سے زیادہ ہو جانے سے اور ترتیب نہیں پھر
 آتی بہت سی قضا نمازوں کے کم ہو جانے سے (یعنی اگر ادا کے ذمہ بہت سی
 نمازیں ہیں اور اسنو انہیں سے ادا کیں یہاں تک کہ پانچ سے کم رہیں تو اس سے
 صاحب ترتیب نہو جاوے گا جب تک کہ سب ادا کر چکے) پس اگر کوئی شخص فرض وقت
 پڑھے حالانکہ اوسکو یاد ہو کہ میرے ذمہ ایک نماز ہے گو وہ قضا نماز تو رہی ہو
 تو اس شخص کے فرض فاسد ہو دینگے مگر انکا فساد موقوف (ایک شرط پر) رہیگا (وہ
 یہم ہے کہ ان فرضوں کے بعد اگر قضا نماز کو ادا کر لیا تو یہ فرض فاسد ہو جاوے دینگے
 انکو بھی دوبارہ پڑھو اور اگر اس قضا نماز کو ادا کیا یہاں تک کہ جبہ وقتی نماز میں
 ادا کر لیں تو سب نمازیں صحیح ہو جاوے گی اسکو کہ کثرت کی حد میں داخل ہو گئیں اور کثرت
 ترتیب کو دور کرتی ہے جیسی ہونا اور وقت کا تنگ ہونا ترتیب کو ساقط کر دیتا
 مثلاً اگر بھولے ہو وقتی نماز پڑھ لے تو جائز ہو جاتی ہے اس طرح اگر وقت تنگ ہو کہ
 قضا کو پڑھ لیا تو وقتی نماز کا وقت نہ رہیگا تو اس صورت میں بھی قضا کو ملتوی کر کے وقتی کو
 پڑھے اور ترتیب کے موجب بخوبی امام شافعی کا خلاف ہے اور امام عظیم کی دلیل قول

نماز قضا
 اگر کسی نے
 نماز قضا
 کی تو اس
 میں ترتیب
 نہیں

انحضرت معلوم کا ہے کہ جو شخص غرض نماز نہ پڑھے اور بکھریا ہو اور اس وقت یاد
 کرے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں پس سکو چاہیے کہ جو نماز پڑھ رہا ہو اسکو
 چھوڑ دے پھر وہ نماز پڑھے جو اسکو یاد آئی ہو یعنی قضا کو پڑھے پھر اس نماز کو
 دوبارہ پڑھے جو امام کے ساتھ پڑھی تھی اس حدیث سے ترتیب کا لازم ہوا قضا
 نماز اور وقتی نماز میں معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث کو مالک و دارقطنی اور بیہقی نے
 روایت کیا ہے اور نیز جب آنحضرت معلوم ہو کہ کسی نماز میں فوت ہو گئیں تو آپ نے
 انکو ترتیب وار ادا فرمایا اور ارشاد کیا کہ نماز اس طرح ادا کرو جس سے مجھو ادا کرتے
 دیکھا اس حدیث سے قضا نماز و نہیں ترتیب کا لازم ہونا پایا جاتا ہے واللہ اعلم (۱)
باب سہو یعنی بھول کے مسجد میں بیٹھنا (یعنی جو فعل کہ نماز میں واجب ہے
 اس کے چھوڑنے سے بعد سلام کے دو مسجد میں معذرتیں اور سلام کے واجب
 ہونے میں اگرچہ ترک واجب مکرر ہو جاوے) (یعنی چند سہو کے لئے دو ہی مسجد کی کفایت
 کرتے ہیں اور مسجد سہو واجب ہوتا ہے) امام کے سہو سے نہ مقتدی کی بھول سے
 (یعنی اگر امام نے سہو کیا تو مقتدی کو بسبب امام کی متابعت کے بعد سہو لازم
 ہو جاتا ہے اور اگر مقتدی سہو ہوا امام سے نہوا تو مقتدی سہو سجدہ سہو قطع ہوتا
 ہے اور امام شافعی کے نزدیک سجدہ سہو سنت ہے واجب نہیں اور سلام کو پہلے ہی نہ
 بعد اس کے اور دلیل امام عظیم کی ظاہر قول آنحضرت معلوم کا ہے کہ سہو کی سجدہ سہو
 سجدہ ہی میں بعد سلام کے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے پس اگر نماز
 پہلا قعدہ بھول کر اٹھو مگر قعدہ سہو نزدیک ہو تو بیٹھ جاؤ و اگر قعدہ کر کے اور
 قیام سہو نزدیک ہو تو نہ بیٹھو اور (آخر میں قعدہ کے بھول کیو اسطے) سجدہ و اگر سہو

سجدہ سہو
 سجدہ سہو

قائلند کہ جتنے ہیں کہ دور می اور نزدیک قعدہ سنی اعتبار نمازی کے نیچے گئے
 کے ہو یعنی اگر نیچے کا آداب پھر سیدنا نہیں ہوا تو قعدہ کے نزدیک ہی ورنہ قیام
 کے نزدیک) اور اگر قعدہ اخیر کو بھول کر آٹھ گھبرا ہو تو جب تک پانچویں رکعت کا
 سجدہ نہ کرے بیٹھ جاویں اور سجدہ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کیا تو
 سجدہ سہو نہ اٹھاتے ہی فرض باطل ہو گئے اور وہ نماز قفل ہو گئی اس صورت میں
 چاہیے کہ پانچویں رکعت کے ساتھ چھٹی ملا لیوسے اور اگر قعدہ اخیرہ کر کے آٹھ
 گھبرا ہو تو پھر بیٹھ جاویں اور سلام پھیری اور اگر (اس صورت میں بھی) پانچویں رکعت
 کے آٹھ سجدہ کر لیا تو فرض تو پوری ہو گئے مگر (اس پانچویں کے ساتھ ایک رکعت
 چھٹی ملا دی تاکہ پچھہ دو رکعتیں) (کہ چار کے بعد ہوئیں) نفل ہو جائیں اور سجدہ
 سہو کرے۔ اور اگر نماز نفل میں دو رکعت کے بعد سجدہ سہو کرے تو ان رکعتوں
 اور دو رکعتیں بنا کرے (اس لئے کہ سجدہ سہو نماز کے آخر میں ہونا چاہیئے نہ پہلے)
 اور اگر سہو دلانے نماز کا سلام پھیرا اور کسی شخص نے (اس خیال سے کہ اوپر سجدہ
 باقی ہے) اسکا قعدہ کیا تو اگر پچھہ سہو والا سجدہ سہو کر گیا تو مقتدی کا قعدہ صحیح ہے
 ورنہ درست نہ ہوگا (اس لئے کہ قعدہ بعد سلام کے یعنی نماز سہو خارج ہوئی کے بعد درست
 نہیں اور سجدہ کرنے کی صورت میں صحت اقتدا کی پچھہ چہ ہو کہ قعدہ نماز کے اندر یا بعد
 ہو جاتا ہے) اور سجدہ سہو (اگر وہ ہو) ادا کرے گو سلام بہ نیت نماز کے تمام کر نیکی
 پھیرا ہو۔ اور اگر مصلی شک کرے کہ کتنی رکعتیں ادا کی ہیں اور یہ شک دل ہی دفعہ
 ہوا ہو تو نماز نئے سرے پڑھے اور اگر شک اکثر ٹرا کر تا ہو تو اٹھ کر (سویچو و لیٹاں)
 کرے (کہ کتنی پڑھ چکا ہوں) اور اگر (دل کی شہادت کسی طرف کو) ظن غالب نہ ہو تو

کمتر کھینچتیا کرے (یعنی اگر شک تین اور چار میں تھا تو تین کو اختیار کر کے ایک رکعت اور پڑھے) ظہر کی نماز پڑھنے والی کو گمان ہو کہ میں نماز پوری پڑھ چکا اور (اسی دہو کے میں) سلام سپردا بعد اسکے جانا کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں (چار نہیں ہو تیں) تو دو اور پڑھ لے اور سجدہ سہو کر لے (لیکن بعد حکم جب تک کہ اس کو سلام کے بعد کوئی کام نماز کا منسد نہ کیا ہو اور اگر خلاف نماز کے واقع ہوا تو نماز پوری ہو جائے۔) بیمار کی نماز کے بیان میں۔ جس شخص کو نماز میں کھڑا ہونا دشوار ہو یا مرض کی زیادتی کا خوف ہو تو (وہ شخص) نماز بیٹھ کر کو ع اور سجدہ کے ساتھ پڑھو اور اگر رکوع اور سجدہ بھی مشکل ہو تو اشارہ سو پڑھو اور سجدہ کو رکوع کی نسبت زیادہ فست کر دو اور کوئی چیز اسکے منہ کے سامنے اسلئے اٹھایا جاوے کہ اس پر سجدہ کرے (مثلاً تکیہ خواہ لکڑی سجدہ کے لئے اُبھاریا جاوے) اور اگر ایسا بھی ہو کہ سجدہ میں سر رکوع سے فست کرتا ہو تو جائز ہو اور اگر سر پست نہ کرتا ہو تو درست نہیں۔ اور اگر بیٹھا بھی سجاوے تو نماز چت لیٹ کر یا کھڑے لیٹ کر اشارہ سو پڑھو اور اگر بھیجی نہ ہو سکے تو نماز ملتے می کیجاوے (یعنی بعد شفا کے قضا کرے) اور اشارہ دونوں آنکھوں اور دہو اور ہونہ سو کرے (اور بعض علما نزدیک جطر چہرہ کے ادا کرے اور بعد تندرستی کے قضا کرے اور بعد قول ضیاط کے قریب ہو اور دلیل امام اعظم کی قول رسول خدا صلی علیہ وسلم کا ہے کہ نماز پڑھ کھڑا ہو کر اور اگر غصے کو بیٹھ کر اور اگر نہ ہو سکے تو چت لیٹ کر اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر نہ ہو سکے تو اسد سجائے یعنی غدر مانو کیو سطہ سزاوار تر ہے اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ آنکھ اور دل اور ابرو کا لازم نہیں وائے اعظم) اور اگر رکوع اور سجدہ مشکل ہو کھڑا ہونا دشوار نہ ہو تو بیٹھ کر اشارہ سو پڑھو۔

سجدہ پڑھو

اور اگر عین نماز کے اندر بیمار ہو جاوے تو اسکو پورا کر دی جسطور پر کہ ہو سکے (خواہ
 بیشکر خواہ کروٹ پر خواہ اشارہ سے) اور اگر بیشکر نماز رکوع اور سجدہ کے ساتھ
 پڑھتا تھا اور (نماز ہی میں) تندرست ہو گیا تو کھڑا ہو کر باقی کو پورا کرے اور اگر رکوع
 سجدہ و اشارہ سے کرنا تھا (اور صحت پائی) تو (اس صورت میں) اس نماز پر ہانا کرے
 (بلکہ کھڑا ہو کر نئے سرے سے نماز پڑھے) اور نفل والے کو تکبیر کرنا کسی چیز (مثلاً دیوانہ
 اور لاشی) پر درست ہو بشرطیکہ تحاک گیا ہو۔ اور اگر کشتی میں بدون عذر نماز بیشکر
 پڑھے تو درست ہے (اور عذر کشتی کا ستر گھومنا اور قے کا آنا وغیرہ ہو اور شروع
 نماز کی وقت قبلہ کی طرف نہ کر لینا لازم ہے اور بعد اسکے جس طرف کو قبلہ پھرے
 اسی طرف کو نماز کے اندر منہ کر لے) اور جو شخص بیہوش یا مجنون ہو جاوے پانچ نمازوں
 کے وقت تک وہ نماز و نکو قضا کرے اور اگر (پانچ نمازوں میں) زیادہ ہو جاوے
 تو قضا کرنا لازم نہیں۔

باب ۱۰ تلاوت قرآن کے سجدہ کر نیکیے بیان میں۔ سجدہ واجب ہوتا ہے ایک آیت
 کے پڑھنے پر جو وہ آیات (سجدہ میں) سے (اور نزدیک شافعی کے سجدہ تلاوت
 سنت ہے اور دلیل امام اعظم کی یہ حدیث ہے کہ سجدہ لازم ہے سنو والے اور پڑھنے
 والے سجدہ پر اور ظاہر الفاظ اس حدیث کے واجب ہونیکو مقتضی ہیں) ان آیتوں
 میں سے پہلی آیت سجدہ کی سورہ چھ میں ہے اور ایک آیت سورہ قس میں (اور نزدیک
 امام شافعی کے سورہ چھ کی آخر آیت سجدہ ہے اور سورہ ص میں اس کے نزدیک سجدہ
 نہیں اور دلیل امام اعظم کی یہ حدیث ہے کہ مصحف عثمانی میں کہ مقتد علیہ اسباب میں ہے ان
 آیات پر علامت سجدہ کی کی ہوئی ہے فائدہ سجدہ کی آیتیں ان سوروں میں ہیں

بائیں
 قرآن
 سجدہ
 ایک آیت

سورہ اعراف کے آخر میں سورہ زمر میں سورہ نمل میں سورہ ہود میں اسرار میں
 مریم میں سورہ حج میں اول کی آیت سورہ فرقان میں سورہ نمل میں سورہ الزمر میں
 میں سورہ حسم سجدہ میں سورہ ص میں سورہ النجم میں سورہ اذا السماء
 انشقت میں سورہ الشرح میں (سجدہ واجب ہوتا ہے اس شخص پر کہ آیت
 سجدہ کو تلاوت کرے گو امام ہو اور اس شخص پر جو اسکو سن کر چہ نہ ارادہ
 ہو وہی یا مقتدی ہو اور واجب نہیں ہوتا مقتدی کی تلاوت سے (یعنی اگر مقتدی
 نے آیت سجدہ نماز میں پڑھی تو اس پر یا امام پر سجدہ لازم نہوگا) اور اگر آیت سجدہ نماز میں
 نے اپنی سو کسی اور کسی سنی تو بعد نماز کے سجدہ کرے اور اگر نماز میں سجدہ کرے تو بعد
 نماز کے پھر سے سجدہ کرے نماز کو نہ دہرا دی۔ اور اگر امام سے آیت سجدہ سنی پھر اسکا
 اقتدا کیا پھر اسکو کہ امام سجدہ تلاوت کرے تو امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر اقتدا
 بعد سجدہ امام کے کیا تو اسکو سجدہ نہ کرنا چاہیے اور اگر اس امام کا اقتدا نہ کرے
 تو سجدہ تلاوت خود کرے۔ اور جو سجدہ کہ نماز کے اندر واجب ہوا ہو وہ نماز کے
 باہر قصداً کیا جاوے اور اگر آیت سجدہ نماز کے باہر پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر نماز میں
 اسی آیت کو دوبارہ پڑھا تو دوسری دفعہ سجدہ کرے اور اگر سجدہ اول باہر نہیں کیا
 تو ایک سجدہ کفایت کرتا ہے جیسو وہ شخص کہ آیت سجدہ کو ایک مجلس میں کہی بار پڑھی
 نہ کہ دو مجلسوں میں (یعنی اگر آیت سجدہ کو ایک مجلس میں کہی بار پڑھا تو ایک سجدہ واجب
 ہوگا اور اگر کہی مجلسوں میں پڑھا تو ہر مجلس میں ایک سجدہ واجب ہوگا) اور کیفیت سجدہ
 کی یہ ہے کہ نماز کی شرائط کے ساتھ بدن ماتھے اوٹھائے اللہ اکبر کہے سجدہ
 کرے اور پہلے اللہ اکبر سر اٹھاوے التحیات اور سلام پھیرنا سمین کچھ نہیں۔ اور

تو دوست ترک ہو کر نماز نہ ہوگی۔ اور بچہ حکم قصر کا (جب تک) مسافر ہو (جو کہ) مسافر اپنی شہر
 داخل ہوا پندرہ روز کے ٹھہرنے کی کسی شہر میں یا گانوں میں نیت کرے نہ کہ اور
 میں (یعنی پندرہ دن کی نیت اگر دو جگہ میں گرے گا تو اس سے مقیم نہ ہوگا اور ذکر
 کہ اور منیٰ کا مثال کی طور پر ہے) اور اگر نیت ٹھہرنے کی پندرہ دن سو گم کرے
 خواہ کچھ نیت کرے اور برسوں تک رہو تو سفر ہی کا حکم رہیگا نماز قصر کو جاؤ یا
 نیت کرے پندرہ دن کے ٹھہرنے کی کوئی شکل کسی دارالحرب میں گو دہائے کسی شہر
 کا محاصرہ کئے ہوں (یعنی لشکر اسلام غالب ہو) یا لشکر اسلام نے سرکشوں کا
 محاصرہ دارالاسلام میں ایسی جگہ کر کہا ہو جو شہر نہ ہو (تو ان سور تو نہیں بھی حکم سفر کا
 ہو گا نہ اقامت کا) بخلاف اہل یموں کے (کہ جہان کہیں گہاس اور پانی پانے میں
 مویشی کے ساتھ دھان ہی خیمہ ڈال دیں اور کھاؤ و پین ہی خیمہ ٹھہریا ہو اور اس قسم
 کے لوگ ہمیشہ مقیم رہتے ہیں مسافر۔ متن کنز میں لفظاً خیمہ جمع خیمہ کی ہے جس کے
 خیمہ کے ہیں) اور اگر کوئی مسافر کسی مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو اس نماز کے وقت میں
 یہ اقتدا درست ہو اور (مقیم کی متابعت سے مسافر بھی) پوری نماز پڑھو اور اگر
 وقت نماز کا نہیں (یعنی مقیم قضا پڑھتا ہو اور مسافر بھی وہی نماز قضا پڑھنا چاہی)
 تو اقتدا درست نہیں اور اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو وہ تصور تو نہیں اقتدا
 درست ہو (خواہ وقت نماز ہو یا وقت کے بعد پڑھتا ہو لیکن جب مسافر امام اپنی
 دو رکعت پڑھے مقیم اپنی نماز کو چار رکعتیں کرے فائدہ مقیم جو دو رکعتیں اپنی
 پڑھے انکو ایسی طرح پڑھو کہ گویا امام کے پیچھے ہے یعنی انہیں الحمد نہ پڑھی بلکہ الحمد
 کی مقدار تک کہرا کر رکوع سجدہ کرے اور یہ مسئلہ کارآمد ہو اکثر عوام اس سے

غافل بین) اور وطن اصلی دوسری وطن اصلی ہو جاتا رہتا ہے سفر سے باطل نہیں
 ہوتا اور وطن اقامت دوسری وطن اقامت سے اور آوجگہ سے سفر کرنے سے اور
 وطن اصلی میں چلے جانے سے باطل ہو جاتا ہے (جاننا چاہیے کہ وطن اصلی اس کو کہتے
 ہیں کہ آدمی اپنی اور اپنے اہل و عیال کی بود و باش مقرر کرے اور وطن اقامت وہ
 ہے جہاں پندرہ روز یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے پس اگر ایک وطن اصلی کو چھوڑ کر
 دوسرا وطن اصلی اختیار کرے تو وطن اصلی اول باطل ہو جاتا ہے اور آوجگہ سے چند
 کے سفر کر جانے سے باطل نہیں ہوتا اور وطن اقامت کو چھوڑ کر اگر دوسرا وطن اقامت
 کرے تب بھی باطل ہو جاتا ہے اور اگر اُس سے سفر کرے یا وطن اصلی کو چلا جائے تب
 بھی جاتا رہتا ہے) اور سفر کی قضا اور مقام کی قضا دو رکعتیں اور چار رکعتیں پڑھی
 یا دین (یعنی سفر کی قضا دو رکعت ہیں اور حضر کی چار) اور سفر اور مقام میں معتبر وقت
 آخر نماز کا ہے (تو آخر وقت میں اگر نمازی مسافر ہو گا تو سفر کی پڑھنی پڑیگی اور اگر
 مقیم ہو گا تو اقامت کی) اور سفر (کی اجازت قصر وغیرہ میں) گناہگار دوسری جیسا ہے
 (یعنی اگر بارادہ رہزنی یا کسری کے مثلاً سفر اختیار کرے تو اُس سفر میں بھی اجازت
 قصر نماز اور انظار روزہ کی ہوتی ہے اس لئے کہ نافرمانی اُس شخص کی دوسری باتیں جو
 جو سفر کے بعد حاصل ہوگی اصل سفر میں نافرمانی نہیں وہ اپنی ذات سے مباح ہے)
 اور نیت اقامت اور سفر میں اصل کا اعتبار ہو تا بلکہ کا نہیں یعنی عورت اور غلام
 اور سپاہی کی نیت کا اعتبار نہیں (بلکہ شوہر اور آقا اور حاکم کی نیت کا اعتبار ہے)
باب نماز جمعہ کے بیان میں۔ نماز جمعہ کی ادا کی یہ شرطیں ہیں اول شہر کا ہونا
 اور شہر وہ جگہ ہے جہاں کوئی حاکم ہو (جس سے اہل اسلام کو تقویت ہو) اور قاضی

(کہ حدود و احکام شرعی کو جاری کرتا ہو) خواہ عید گاہ کا ہونا (کہ شہر کے کنارہ
 پر ہوا کرتی ہے وہ بھی سب باتو میں شہر میں داخل ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک شہر
 شرط نہیں اور اگر قول حضرت علیؓ کا حجت ہو کہ آپؐ فرمایا کہ جمعہ اور شہرتین اور
 عید الفطر اور عید النحر سوار شہر جامع کے اور جگہ نہیں روایت کیا اسکو ابن ابی
 شیبہؒ اور اس روایت کی تصحیح کی ابن حزم اور عبد الزاق نے علاوہ ابن جبہؒ
 اور تابعین نے مکہ مکرمہ کے تو شہروں کے سوا اور جگہوں میں منبر بنائی نہ جمعہ شہر فرمایا
 اور منبر شہر سے عرفات شہر نہیں۔ اور ایک شہر میں جمعہ چند جا دیا گیا ہو۔ دوسری شرط
 ادا می جمعہ کی خاطر ہونا بادشاہ کا ہے یا اسکے نائب کا (جو قاضی ہو اور اسمین امام
 شافعیؒ کا اختلاف ہو اور دلیل امام عظیمؒ کی ارشاد حضرت حسن بصریؒ کا ہے کہ آپؐ فرمایا
 کہ چار چیزیں جو بادشاہ کو سپرد ہیں ان سب میں ہو جمعہ اور عید (تیسری شرط وقت
 ظہر کا ہونا ہے پس اسکے نکال جانے سے جمعہ باطل ہو جاوے گا۔ چوتھی شرط نماز جمعہ سے پہلے
 خطبہ اور سننوں پر ہے کہ امام دو خطبہ طہارت کے ساتھ کہہ اہو کر پڑھے اور سننوں
 کے پیچ میں کچھ بیٹھے اور کفایت کرتا ہو ایک فقہ الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہنا
 پانچویں شرط جماعت ہو اور وہ (امام کے سوا) تین آدمی ہیں پس اگر سجدہ کرنے سے مشورت
 (جماعت کے لوگ) بھاگ جائیں تو جمعہ باطل ہو جاوے گا۔ چھٹی شرط اذن عام ہو (یہاں تک
 کہ جو کوئی چاہے آکر نماز میں مشغول ہو جاوے) اور جمعہ کے واجب ہونے کی شرطیں یہ ہیں
 اول مقيم ہونا (کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں) دوسرے مرد ہونا (کہ عورت پر نہیں) تیسری
 تندرستی (کہ بیمار پر واجب نہیں) چوتھی آزاد ہونا (کہ غلام پر جمعہ نہیں) پانچویں آنکھوں کا
 سلامت ہونا (کہ اندھے پر واجب نہیں) چھٹے پاؤں کا درست ہونا (کہ لنگڑوں اور پا ہج پر

جمعہ نہیں) اور جو شخص کہ جمعہ اوسپر واجب نہیں اگر وہ جمعہ کو (اُن شرائط کے ساتھ جو گندہ چلکین اور کڑے تو یہ جمعہ فرض وقت (یعنی ظہر) کے بدلہ میں ادا ہو جائے گا۔ اور ساز اور غلام اور بیمار کو جائز ہے کہ جمعہ میں امام ہو جائیں اور جمعہ ان لوگوں سے بھی ہو جاتا ہے (یعنی اگر ایسے ہی لوگ ہوں ان کے سوا اور نہ ہو اور جمعہ پرین تو جائز ہوگا) اور جس شخص کو کوئی عذر نہ ہو اگر وہ ظہر کی نماز جمعہ سے پیشتر پڑھ لے تو مکروہ ہو پر اگر (نماز پڑھے) جمعہ کے فوجاوی تو ظہر کی نماز اوسکی باطل ہو جائیگی۔ اور معذور اور قید سی کو نماز ظہر جا عت کے ساتھ شہر میں پڑھنا مکروہ ہے اور اگر شخص کو کہ جمعہ کی نماز میں التحیات یا سجدہ سہوا امام کے ساتھ ملے تو وہ نماز جمعہ تمام نمازوں سے اور جس وقت امام خطبہ کے لئے نکلے اس وقت نہ کوئی نماز درست ہو نہ کلام آورد واجب ہو جمعہ کیواسطی چلنا اور خرید و فروخت کو چھوڑنا پہلی اذان کے ساتھ ہے جب امام منبر پر بیٹھے قواد کے سامنے اذان دیکھا دی اور خطبہ پورا ہونے پر تکبیر نماز کہی جاوے (واللہ اعلم) +

باب دو نو عیدوں کی نماز کے بیان میں۔ نماز عید کی اس شخص پر واجب ہے جس پر جمعہ واجب ہو اور شرطین بھی وہی ہیں جو جمعہ میں نہیں سوا خطبہ کے (کہ عید میں شرط نہیں بلکہ سنت سی) اور عید فطر میں مستحب ہے کہ کچھ کھا دی اور غسل اور مسواک کرے اور خوشبو لگا دی اور سب عہدہ اپنی کپڑی پہنی اور صدقہ فطر دیکر عید گاہ کو چلے اس طرح کہ تکبیر بکا کر نکلیے اور نہ نماز عید سے پہلے کوئی نفل پڑھے۔ اور نماز عید کا وقت آفتاب کے اونچا ہونے سے لیکر اوسکے زوال تک ہے اور نماز کی دو رکعتیں پڑھے اور دعا شروع یعنی سبحانک اللہم رائے تکبیر دن پہلے

جب تک کہ عید کا وقت نہ آئے

پڑھے زائد تجیرین ہر رکعت میں تین تین ہیں اور دو نور کھتونی قرار ت کو ملا دیکھو
 (یعنی اول رکعت میں تجیرین قرار ت سو پہلے کہو اور دوسری رکعت میں قرار ت
 کے بعد) اور زائد تجیرون میں اپنے دو نو ماتحہ (کانون تک) اوٹھا دو اور نماز کے
 بعد دو خطبہ پڑھے اور خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام بیان کر دے اور اگر کسی شخص
 کو امام کے ساتھ نماز عید نکلے تو قصائد پڑھے (اور سینہ وغیرہ) عند کے باعث نماز
 عید میں کل تک کی تاخیر کریں (یعنی اگر اول روز نہ پڑھ سکیں تو دوسرے روز پڑھیں)
 پڑھ لین تیسکر روز پڑھنا جائز نہیں) اور بھی احکام نماز عید سے ایسے کہ ہیں مگر (ابتداء
 فرق سے کہ) اس عید میں کہانا بعد نماز کے کہا دوسری اور ہرستہ میں بکاز کر تجیر کہو اور
 خطبہ میں قربانی اور تجیر تشریق کے احکام بیان کر دے اور بعد نماز تاخیر کیا جائے
 تیسکر دن (یعنی بارہویں تاریخ) تک اور تعریف (یعنی عرفہ کرنا) کوئی (مشرور)
 بات نہیں (اور تعریف اسکو کہتے ہیں کہ عرفہ کے دن حرام باندھ کر جابوون کیطرح
 ننگے سر جنگل میں لٹیک کہتی ہوئی کھڑے رہیں تو بعد امر مشرور نہیں ہوا سہو کہ کھم
 جہاوت ایک خاص جگہ میں مشرور ہے دوسری جگہوں کو اس پر قیاس کرنا چاہیئے)
 اور مسنون ہے عرفہ کے دن کی نماز فجر کے بعد سوا آٹھ نمازوں تک (نماز کے بعد)
 ایک بار اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد کہنا بشرط
 مقیم ہونے اور شہر میں ہونے اور نماز فرض اور جماعت مستحب کے (اور مستحب جماعت
 سو غرض مرد و عورت کی جماعت مراد ہے عورتوں کی جماعت کے بعد کبیر واجب نہیں) اور
 اقتداء کے سبب عورت اور مسافر بھی تجیر واجب ہو جاتی ہے (جاننا چاہو
 کہ ایام تشریق کی تجیرین واجب ہیں اور کسز میں جو مسنون کا لفظ ہے تو اس

جست سے ہے کہ انکا ثبوت سنت سے ہوا ہے چنانچہ اسی مسئلہ میں اعلیٰ مرتبہ
اسیر دلائل کہتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ تم کے
نزدیک آخر ایام تشریق یعنی تیرہویں تاریخ کے عشرتکاتِ اجماع ہیں کہ ۲۳
نمازین ہوتی ہیں (+)

باب سورج گھن (اور چاند گھن) کی نماز کے بیان میں۔ سورج گھن میں
امام جمعہ دو رکعتیں مثل نفل کی (یعنی بدون اذان اور تکبیر کے جماعت کے ساتھ
ایک ہی رکوع سے ہر رکعت میں) پڑھے اور قراوت پکار کر اور خطبہ پڑھے پھر دعا کا
یہاں تک کہ آفتاب گھنجاوے اور اگر امام جمعہ نہ ہو یا لوگ جمع نہ ہوں تو اکیلے نماز پڑھیں
مثل چاند گھن کی اور (اسی طرح اکیلے پڑھیں) سخت اندھیری اور آندھ ہی اور خوف
(میں مثل زلزلہ اور کڑک اور دشمن) کے +

باب مینہ کی طلب کے بیان میں۔ مینہ کی طلب میں نماز تو ہو مگر جماعت کے
ساتھ نہیں اور دعا مانگنا اور استغفار پڑھنا ہے نہ چادر کا لوٹنا اور اہل قوم کا موجود
ہونا بلکہ بیشتر میں روز نماز کے لمحوں تکلیف (جانشا چاہیے کہ امام اعظم کے نزدیک
مینہ کی نماز میں جماعت مستحب نہیں بلکہ مینہ کی طلب میں دعا مانگنا مینہ کے لئے
اپنی گناہوں کی مغفرت چاہنی ہو اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑھیں تو ہو سکتا ہے اور
ماجہدین کے نزدیک دو رکعتیں جماعت سے پڑھیں جیسے عید کی نماز پڑھتے ہیں اور
چادر کو لوٹ لیں یعنی ایک سوٹ ہو کی دوسرے پر کرین اور بیچے کی اور پراور
چاہیو کہ اہل قوم نماز کی جگہ میں حاضر نہ ہوں اور اس کام کے واسطے تین دن تکلیف
والد اعلم

باب خوف (کے وقت) کی نماز کے بیان میں۔ جس وقت کہ دشمن خواہ زندہ
 سے خوف زیادہ ہو تو امام اپنی جماعت کے دو گروہ کر ہی ایک کو دشمن کے سامنے لگا کر
 اور دوسرے کے ساتھ (اگر مسافر ہو) تو ایک رکعت پڑھے اور اگر مقیم ہو تو دو رکعتیں پڑھے
 پھر گروہ دشمن کے سامنے چلا جاوے اور سامنے والا گروہ ہٹ کر امام کے پیچھے آجیو اور
 امام باقی نماز ان لوگوں کے ساتھ پڑھ کر سلام پھیرے (امام کے سلام کے بعد یہ
 گروہ دشمن کے مقابل چبک اور پہلا گروہ اگر اپنی نماز بدو فن قرات کے تمام کرے
 (اس لئے کہ وہ لوگ شروع سے امام کے ساتھ تھے اور سلام کے بعد یہ لوگ) پھر دشمن
 سامنے جاوے اور دوسرا گروہ اگر اپنی نماز تمام کرے قرات کے ساتھ (اس لئے کہ
 یہ لوگ شروع نماز میں امام کے ساتھ تھے اور جو پیچھے آکر ملتا ہے اسکو قرات
 پڑھنی چاہیے اور جو پہلے سونٹا ملے اسے اور بیچ میں کسی وجہ سے شامل نہیں ہا اسکو
 قرات نہیں چاہیئے اسکو قرات پہلے گروہ پر ہونی اور دوسری پر ہونی) اور نماز
 مغرب میں اول گروہ کو دو رکعت پڑھاوے اور دوسرے کو ایک رکعت اور جو شخص ٹپنے
 لگیا اسکی نماز باطل ہو جاوے گی۔ اور اگر خوف بہت زیادہ ہو تو حالت سواری میں
 اکیلے اکیلے اشارہ سے نماز جس طرح کو قادر ہوں پڑھیں اور خوف کی نماز بدو فن دشمن
 کے موجود ہونے کے جائز نہیں۔

باب جنازہ کے بیان میں (جنازہ جم کے زبر سے بمعنی مردہ کے ہو اور جم
 کے کسرہ سے اس تختہ کو کہتے ہیں جس پر مردہ کو رکھتے ہیں) جب آدمی کی شو قریب
 ہو تو اسکا منہ قبلہ کی طرف دہنی کر دے پر پیرین اور اسکو کلمہ شہادت سکھایا جاوے
 اور جب مر جاوے تو اس کے دو نو جوڑے باندھے جاوے اور دو نو انکھیں بند

کیمبا دین اور ایک تختہ کو طاق مرتبہ (یعنی ایک بائین یا پانچ یا سات بار) بکسا کر
 اسکو دائرین اور اسکی برہنگی (بابت سو لیکر گھٹنوں تک بٹوایا کر کپڑے ڈالیں
 اور دھو بھیر گلی اور تاکین پانی دینے کے کر اوپن بندہ اور سپردہ پانی ڈالیں جس میں پیر
 کے پتے خواہ اشنان جوش دیا ہو ورنہ خالص پانی ڈالیں اور اس کے سر اور اوڑھ
 کے بالوں کو مکلی خیر و سود ہو دین اور بائین کر وٹ پر لٹا کر اتنا دھو دین کہ پانی بدن کے
 اس حصہ پر پہنچ جاوے جو تختہ سے ملا ہو سپردہ منی کر وٹ دیکر اسے بطرح نہلا دین (کہ
 پانی نیچے تک پہنچ جاوے) پھر اسکو سہارا دیکر نہلا دیا وچ اسکی پیٹ کو (آہستگی اور
 نرمی سے سو تین اور جو کچھ اسکی پیٹ میں سے نکلے اسکو دھو ڈالیں اور پھر دو بار غسل دیں
 اور اسکو بدن کو کپڑی سے بونچ کر خشک کریں اور خوشبو مرکب اسکو سر اور دھڑی میں لگا دیں
 اور سجدہ کی جگہوں (یعنی پیشانی اور ناک اور تھیلیوں اور گھٹنوں اور تلووں) پر
 کافور طین اور اس کے بالوں میں اور دھڑی میں لنگہنی نکرین اور نہ بال اور ناخن کتریں
 اور مرد کا کفن مسنون اندر کی چادر اور پیرا میں (یعنی کفنی گردن سے لیکر گھٹنوں کے
 نیچے تک) اور پوٹ کی چادر سے اور کفن کفایہ اندر اور پوٹ کی چادر میں ہین اور مرد
 پر کفن کو اسکی بائیں طرف سے پیشین پھر دائیں طرف سے اور اگر خوف کفن کے آئے اور
 کھیلنے کا ہو تو گرہ دیدیں اور کفن ضروری جو کچھ میسر ہو جاوے اور عورت کا کفن مسنون
 (پانچ کپڑے) ہین کفنی اور اندر کی چادر اور دائیں اور سینہ بند (جسکو اسکی چھاتیوں پر
 لپیٹا جاتا ہو اور سینہ سوزانہ کے نیچے تک ہوتا ہو) اور پوٹ کی چادر اور کفن کفایہ
 (اس کے ٹہنیں کپڑے ہین) دو نو چادرین اور دائیں (جسکو اوڑھنی کہتے ہین) اور
 صورت کو اس طرح کفن پہنایا جاوے کہ اول کفنی پہن دین پھر سرن کے بالوں کو (دو لٹین کر کے)

چھاتی پر کہیں اور دامنی پہنا دین گھٹی کے اوپر اور پوٹ کی چادر کے نیچے (پہرستینہ بند اور چادرین لمبے شین) اور کفن کے کپڑوں کو طاق مرتبہ پہنانے سے پیشتر کسالیں *
فصل جنازہ کی نماز کے لئے بادشاہ لائق ترھے اور یہ نماز فرض کفایہ ہے (یعنی
اگر کچھ لوگ ادا کریں تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے ورنہ سب گناہگار ہوتے ہیں)
اور جنازہ کی نماز کی شرط مردہ کا مسلمان اور پاک ہونا ہے (پس کا فر پر نماز جائز نہیں
اسی طرح غسل سے پہلے نماز درست نہیں) بعد بادشاہ کے لائق تر جنازہ کی امامت
کے لئے قاضی ہے اگر وہ موجود ہوں پہر محلہ کا امام پس مردہ کا دلی اور ولی کو جنازہ
ہم کہ اپنے سوا کسی دوسرے کو نماز پڑانے کی اجازت دیدی پس اگر بادشاہ اور ولی کے
سوا کوئی اور نماز پڑھے تو ولی دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے اور ولی کے سوا دوسرا
شخص بھر نہیں پڑھ سکتا اور اگر بدو نماز کے دفن کر دیا جائے تو اس کی قبر پر نماز پڑھی
جاءے جب تک کہ اس کا بدن بچھا نہ ہو اور نماز جنازہ چار تجیرین ہیں اول تجیر کے
بعد سبحانک اللہم آخر تک پڑھ کر اللہ اکبر کہے اسکے بعد درود پڑھے اور تیسری بار اللہ اکبر
کہے پہر دعائیت کیواسطے کہ یہ پڑھ چوتھی تجیر لکھ دو نو طے سلام پیر و اور اگر امام
پانچویں دفعہ تکبیر کہے تو مقدسی اسکی پیروی نہ کریں (یعنی دو پانچویں دفعہ اللہ اکبر کہیں
اور دعائیت کیواسطے یوں کہی اللہم اغفر لحینا و میتنا و شہیدنا و غائبنا و ضعیفنا
و کبرنا و ذکربنا و انشانا اللہم من احب الیہ منا فاحیہ علی الاسلام و من یوقیہ منا
فتوۃ علی ایمان) اور اُس کے لئے استغفار کہی بلکہ سجدہ عا پڑھی اللہم اجعلہ
لنا رطاً و اجعلہ لنا اجرًا و ذخرًا و اجعلہ لنا شافعاً و شفعا۔ اور سبق (یعنی
جس سے پہلے کوئی تکبیر پڑھی ہو) بظاہر امام کی تکبیر کا کرے (کہ جب وہ اللہ اکبر کہی اسکو

ساتھ مسنون بھی لکھ کر لجاوے) نہ وہ شخص کہ موجود ہو (یعنی جو موجود ہو اور پہلی تحبیر
 امام کے ساتھ نہیں کہی وہ امام کی تحبیر کا انتظار نہ کرے بلکہ خود تکبیر لکھ کر شریک ہو جائے
 اور دوسری تکبیر امام کے ساتھ کہی اور مسنون کو جو تحبیر لکھی ہو نماز کے ہو پکے کے بعد
 کرے) اور امام مرد و عورت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو اور اس نماز کو سوار ہو کر نہ پڑھیں
 اور مسجد کے اندر ادا کریں (اور امام شافعی کے نزدیک مسجد میں جائز ہو اور دلیل امام
 اختتم کی یہ ہے کہ مسجد نماز پختانہ کے لئے بنی ہو نہ نماز جنازہ کے لئے علاوہ اسکے جہاں مسجد
 کے علاوہ ہو جانیگا ہوا ورنہ مانہ صحابہ اور تابعین میں جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھتی تھی مگر جب
 کوئی خاص ضرورت اسکی مقتضی ہوتی تھی تو پڑھتی تھی والدہ علم +)

اور جو بچہ کہ بید ہو کر آواز کرے (اور مر جاوے) اُس پر نماز پڑھی جاوے ورنہ نہیں پڑھنا
 چاہئے جیسے وہ لڑکا کہ اپنی ماں خواہ باپ کے ساتھ قید میں اگر مر جاوے (تو اُس پر
 نماز نہ پڑھیں گے اسلئے کہ ماں باپ کی متابعت سے وہ بھی کافر گناہ و گناہ لیکن خبر
 صورت میں کہ باپ خواہ ماں مسلمان ہو جاوے (تو اسکی متابعت میں بچہ کو مسلمان جانیگے
 " یا دوسرا نماز پڑھیں گے) یا وہ لڑکا خود مسلمان ہو جاوے (بشرطیکہ مائل ہو) یا اسکی ماں
 میں اسکا باپ خواہ ماں قید ہوئے ہوں (تو مسنون میں بھی اسکو دارالاسلام کی متابعت
 سے مسلمان تصور کریں گے اور نماز پڑھیں گے) اور دلی اگر مسلمان ہو تو وہ کافر مرد
 کو نہ بلاوے اور کفن دے اور دفن کر دے (مگر سنت کے طور پر بچہ امور نہ کرے بلکہ
 اوسپر باپنی ڈالکر اور کپڑے میں لپیٹ کر گڈھے میں دباوے) اور جنازہ کی چار پائی
 کے چار دن پائے پکڑ کر جلد بجاوے مگر دوڑیں نہیں اور نہ پہلے جنازہ کہنے
 سے بیٹھیں اور نہ اُس سے آگے چلیں۔ اور اس کے سرانے کو پہلے اپنے دھبے

کندھے پر رکھے پہربائیں پر پہربا منتی کیلئے اول سب سے پر رکھے پہربائیں پر (یعنی
اگر اٹھانوالے بہت سی حوں تو ہر ایک کو چاہیے کہ قوت نبوت یا سطر ح اٹھادین)
اور قبر کہو در لحد بنائی جاوے اور قبلہ کی طرف سر گور میں اتارا جاوے اور جو گور میں اتار کر
وہ کہو بنسب اللہ علیہ السلام رسول اللہ اور گور میں رکھ کر منہ قبلہ کی طرف نکال دیا جاوے اور
کفن کے بند کہو لٹائی جاوے اور کچی غیشین خواہ نعل لحد کے اوپر رکھیں پکی غیشین اور
لکڑی زکھیں اور عورت کی قبر چپائی جاوے نہ مرد کی پر مٹی دی جاوے اور قبر کو اونٹ
کی کوٹان کی صورت بناوے چو کہو نٹی چو ترہ کی شکل نہ بناوے اور قبر کو چونے کی نہ بناوے
اور مرد کو قبر سے نکالیں اگر مہر و تن کہ زمین زبردستی سے چٹینی ہوئی ہو۔

مارڈالنے کی عوض میں مارا گیا ہو (تو ان سب صورتوں میں غسل یا جادہ پکا اور اگر کوئی شخص باغی مرنے کی جہت سے خواہ ربرائی کے باعث مارا گیا ہو تو اسکا غسل دینا چاہیے نہ نماز پڑھنی چاہیے +

باب کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے بیان میں۔ کعبہ کے اندر اور اوپر نماز فرض اور نفل و نورست ہیں۔ اور جو شخص کہ کعبہ کے اندر اپنی پیٹھ کی پیٹھ کی طرف منہ کر گیا تو جائز ہوگا لیکن اگر میٹھ امام کے منہ کی طرف کر گیا تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر اگر کعبہ کے حلقہ کرین تو درست ہو نماز اس شخص کی کہ کعبہ سے امام کی نسبت قریب تر ہو و نہ علیک وہ شخص امام کی طرف نہ ہو (اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ کعبہ کی چاروں طرف نماز کو کرے ہو تو جو شخص کہ اس طرف میں جو یہ ہر امام سے اسکو سچا بیٹھے کہ کعبہ کی طرف کو اپنی امام سے نزدیک ہو جادہ سے اسلئے کہ امام سے آگے بڑھنا لازم آدینا اور جو شخص کہ اور تین طرف میں آگے جائز ہو کہ امام کی نسبت کعبہ سے نزدیک زیادہ ہو جاوین +

کتاب الزکوٰۃ

اس میں زکوٰۃ کا بیان ہے (جانتا چاہیے کہ زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے اور نماز کے بعد چھ کون سوریہ اسکی تاکید ہے اسلئے کہ قرآن میں اکثر جگہ زکوٰۃ کے دینے کو نماز کے پراپار کہنے کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جب بعض لوگ وہ عرب زکوٰۃ کے دینے سے باز رہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرما دیا کہ جو مال کا حصہ صحت اللہ تعالیٰ کی رضا سے کسی کو اسلئے مفت بلا عوض ایسا مسلمان فقیر کو جو ناشکی نہ ہو نہ ناشکی کا غلام ہو اور اس شرط سے کہ مال کی منفعت ہر طرح اس مال سے ملے ہو جائے۔ زکوٰۃ کے

واجب ہونے کی شرطیں (مہربان) اول عاقل ہونا دوم بالغ ہونا سوم مسلمان ہونا
چہارم آزاد ہونا (پس باؤسے اور بڑکے اور کافر اور غلام پر واجب نہیں) پنجم مالک
ہونا ایسے مال کا جو نقصان کی مقدار ہو اور برس بن اوبیس پر گزر گیا ہو اور قرض اور حاکم
اصلی سے بچا ہوا ہو اور بڑ بننے والا ہو کو فرضاً ہی بڑھے (مثلاً سونا اور چاندی
کہ اگر چہ بدون بڑھے انہر برس گزر جاوے لیکن بچہ دو نو خیرین بڑھنے والی مال کے
حکم میں ہیں اسلئے کہ اگر تجارت کرتا تو انکی مالیت زیادہ ہو جاتی) اور شرط زکوٰۃ
ادا کرنے کی نیت ہو خداد وینو کی وقت ہو خواہ مقدار واجب کے علیحدہ کرنے کی وقت
یا مکمل مانع نیرات کر ڈالنا ہے +

باب چرنیوالے جانوروں کی زکوٰۃ میں - چرنیوالے جانور وہ کہلاتے ہیں کہ سال میں بہت دن چنے پر گزارہ کریں (یعنی گو بعض اوقات گہرے آنکھو گہاں کہلایا جاوے مگر اکثر چنے پر کفایت کرتے ہوں) (فصل اونٹ کی زکوٰۃ کے ذکر میں) ۴ اونٹوں میں ایک بنت مخاض ہے (اور وہ ایسا بونہ ہے جو ایک برس کا ہو کر دوسرا سال اوسکو لگا ہو) اور اونٹ اگر ۲ سو کم ہوں تو ہر پانچ اونٹ کی زکوٰۃ ایک بکری ہے اور ۳ اونٹوں میں ایک بنت لبون (دینی چاہیے وہ ایسا بونہ ہے کہ دو برس کا ہو کر تیسری میں پانودہ ہرچ) اور ۴ اونٹوں کی زکوٰۃ چھ ہے (یعنی وہ بونہ کہ چوتھی سال میں ہو) اور ۵ اونٹوں میں ایک بنت لبون ہے (جسکو پانچ ان سال ہو) اور ۶ اونٹوں میں نوے تک دو بنت لبون ہیں اور ۷ اونٹوں میں ۳۰ تک دو حصے ہیں پہر ۱۲ لگے ہر پانچ اونٹ پیچھے ایک بکری ہے یہاں تک کہ تعداد ۴۴ ہو جاوے اس قدر میں دو حصے اور ایک بنت مخاض (مقدار زکوٰۃ) ہے اور ۵۰ اونٹوں میں تین حصے ہیں

[illegible]

بکریاں ہین اور چار سو میں چار پہر ہر تیرے چھ ایک بکری مینی چاہیے۔ اور ہر
 مثل بکری کے ہو اور بکریوں کی زکوٰۃ میں ایک برس کا بکرا دوسرا لینا چاہیے
 جثع (جو ایک برس سے کم کا ہوتا ہے) نہ لینا چاہیے اور گھوڑوں اور گدھوں اور خرو
 میں اور صرف بہتر بکری کے بچوں اور محض بوقوتوں اور نر بچہ دونوں اور کام کے
 مویشی اور گھڑ گھانا یا اونٹن کچھ زکوٰۃ واجب نہیں اور نہ اُس مقدار میں جو سعاد
 اور نہ اوس میں کہ بعد زکوٰۃ کے واجب ہونیکے ہلاک ہو گئے ہوں (یعنی اگر فقط بچہ
 ہی ہوں بڑے مویشی ہوں تو انہیں زکوٰۃ نہیں سطر جوبانور کہستی وغیرہ میں
 کام میں لگے ہوں یا انکو گھر سے کہا من دانہ دینا پرتا ہو چربے پرستہ نہ کرتے ہوں
 اور نہ مٹی زکوٰۃ نہیں ایسا ہی دو ٹھابوں کے پیچ میں جو عدد معاف ہین جیسے
 ۳۴ اور ۳۵ گا یوں کے پیچ میں مثلاً ۳۳ ہوں تو ۳۴ کی زکوٰۃ سے پانچ کی کچھ
 نہیں اور بھی حال ہے جبکہ مال بعد زکوٰۃ واجب ہونے کے بتا رہا ہو کہ مال کے سچے
 رہتے ہو زکوٰۃ واجب بھی جاتی رہتی ہے) اور اگر کسی عمر کے جانور کا دینا زکوٰۃ میں لازم
 آوے اور اُس عمر کا جانور زکوٰۃ کے کلمہ میں پایا نہ جاوے تو زکوٰۃ دینا انکو چاہیے کہ
 (تین باتوں میں سے ایک کرے) یا اُس جانور سے زکوٰۃ عمر کا دیوے اور زکوٰۃ لیوے واسطے سے
 اوپر آون پھیلے یا اُس سے کمر کا منہ اوپر آون زکوٰۃ یعنی دایکے جوالہ کرے یا قیمت
 اُس جانور کی جو لازم ہو اسی دیدے (منجھ زکوٰۃ کے مقدار واجب کی قیمت دینے میں
 امام شافعی خلاف کرتے ہین اور انکے اوپر قول حضرت معاذ بن جبل کا حجت ہے جو
 آنحضرت صلعم کی طرف سے ہین والوں سے زکوٰۃ لیتے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم چینی
 اور جو کے بدلہ میں کل دیدو کہ تمہیں بھی شان ہو اور مدینہ منورہ میں اصحاب کے کار آمد

روایت کیا اسکو بخاری نے اور ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت مسلم نے زکوٰۃ کے اونٹوں
میں ایک اونٹنی نہایت عمدہ دیکھی استفسار فرمایا کہ اسکو زکوٰۃ میں کیوں لیا ہے لوگوں
نے عرض کیا کہ مجھ دو اونٹوں کی عرض میں آئی ہے آپ نے فرمایا کہ خبر اس روایت سے بھی
مقدار واجب کا یہ لے لینا ثابت ہوتا ہے وانشاء اللہ حکم اونٹ کوۃ میں میانہ جانور لینا چاہی
(دس سوسے اسی ہوا ورنہ سب سوسے بڑا) اور جو کچھ جنس نصاب کے بیچ میں حاصل ہو
وہ نصاب میں ملا لیا جاوے (یعنی اگر سال کے بیچ میں اونٹ خواہ گائین یا کبوتر یا بکرا
حاصل ہوئیں تو یہ بھی اسی جنس میں ملا لیا جائیگی کہ گویا برس روز انہر پورا ہو گیا) اور اگر
باغی خراج اودہ کی اور زکوٰۃ لے لیون تو دوسری بار نہ لینی چاہئے اور اگر مال کالا
اپنے مال کی زکوٰۃ کئی برسوں کی خواہ کئی نصاب کی پیشتر سزا داکر ہو تو جائز ہے ۔

باب فی زکوٰۃ
کتاب النہج

باب مال نقد کی زکوٰۃ کے بیان میں۔ چاندی اگر وزن میں دو سو درم ہو اور
سونا ۴۰ دینار تو اوتھین چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے خواہ انکی ڈیلیٹان خواہ زریہ
خواہ برتن (خواہ روپیہ اشرفی) پھر ہر پانچواں حصہ میں درم و دینار کی تعداد سوسے
حساب سے ہے (یعنی دو سو پر چھ سو درم وزن بڑھ گیا اور ۴۰ دینار سونے پر چھاپ
دینار زائد ہونگے تو اتنا بھی چالیسواں حصہ دینا پڑیگا) اور زکوٰۃ کے ادا کرنے اور
ہونے میں درم اور دینار کا وزن متبرعے (یعنی اگر چاندی یا سونے کے برتن کی
قیمت مال کی نسبت زیادہ ہو تو اسکا اعتبار نہیں بلکہ وزن کا اعتبار ہے) اور درم
میں وزن متبرعہ متبرعے یعنی درم چاندی کے سات مثقال سونے کی برابر ہونے
چاہئیں۔ اور جس میں چاندی غالب ہو وہ چاندی ہے نہ اسکا اٹھا (یعنی اگر برتن
یا روپیہ تانبہ کا ملا ہوا ہو تو جس میں چاندی زیادہ ہوگی وہ ایسا ہی جیسا خالص چاندی

کا اور حسین تانبا زیادہ ہو ورنہ تانجو کے حکم میں ہوگا) اور واجب غز کوۃ اسباب
تجارت میں جسکی قیمت مقدار نصاب چاندی خواہ سونے کو پونہچ جاوے (یعنی اگر کپڑا
خواہ لکڑی یا پتھر یا گھڑا یا گد یا تجارت کیو مٹو لیا تو اگر اسکی قیمت دو سو درم چاندی کے
خواہ بیس دینار سونے کی برابر ہوگی تو اسکا چالیسواں حصہ زکوۃ دینی پڑگی) اور سال
کے پیم میں مقدار مال کا نصاب جو کم ہو جانا زکوۃ کے واجب ہونے کو مفسر نہیں بشرطیکہ مال
کے دو سو درم پر پوری نصاب ہو۔ اور اسباب تجارت کی قیمت نقد چاندی سونے میں
ملا لیا جاوے اور سونے کو چاندی میں قیمت کے اعتبار سے ملا لیا جاوے نہ وزن کے اعتبار
سے یعنی اگر سو درم چاندی کے اور دس دینار سونے کے ہوں جنکی قیمت سو درم ہو
تو دو سو درم کی زکوۃ کو پانچ درم ہوئے دیدے اور وزن کے اعتبار سے ملا دین مثلاً
اگر مثال مذکور میں دس دینار سو درم کے نہوں بلکہ نوے درم کے ہوں تو اس
صورت میں گو وزن کے اعتبار سے آدھی نصاب چاندی کی اور آدھی سونے کی
ہے مگر زکوۃ لازم نہوگی +

باب زکوۃ لینے والیکے یا نہیں (جسکو عاشر کہتے ہیں) عاشر وہ شخص ہو جسکو
بادشاہ سو داگردن سوزکوۃ لینے کیواسطی مقرر کرے۔ پس اگر کوئی شخص سو داگردن
میں سے کہو کہ میں کمال پرانجی برس دن نہیں گذرایا میری ذمہ قرض ہو یا میں نے
خود ایک فقیر کو دیدی ہے یا دوسرو عاشر کو جو الکی ہے جو اسی سال میں ہوا ہے اور
ان باتوں پر قسم کہا ہے تو اسکی بات مان لیا وگی (یعنی زکوۃ اس سے نہیں) مگر
چرنیوالو کی زکوۃ میں اسکا قول آپ دیدینو کا نمانین گے (یعنی اگر وہ کہو کہ میں نے
خود ایک فقیر کو زکوۃ ان چرنیوالوں جانور و غنمی دیدی ہے تو باوجود اسکی قسم کہاتے

بجائے زکوۃ

کے منانین گئے اور دوسری دفعہ اُس نے زکوٰۃ لیٹنے کے اور جس باب میں مسلمان کا قول مانا جاوے اور اس میں چیزِ دین و مالے کا قول بھی مانا جاوے نہ کافر عربی کا لیکن اُمّ کے باب میں کافر عربی کا قول ہی مانا جاتا ہے (یعنی اگر کوئی عربی امن لیکر دارالاسلام میں سوداگری کو آوے اور اپنی موت کی کوئی چیز کہ یہ میری خستہ ہو سوداگری کی چیز تو اس کے قول کو مان لیٹے) اور عاشق کو چاہیے کہ مسلمانوں سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ لے اور دینی سے (یعنی جو کافر بڑی یعنی خبی و کفار الاسلام میں رہتا ہو اُس سے) بیسواں حصہ زکوٰۃ لے و اور عربی سوداواران حصہ بشرطیکہ نصاب پوری ہو اور عربی بھی مسلمانوں سے لیتے ہوں (یعنی اگر کافر دارالحرب میں مسلمان سوداگر دینی سے راہدار سی لیتے ہوں تو عاشق بھی کافر سوداگر دینی سے لیوے ورنہ نہیں) اور بدو دارالحرب سے دوبارہ آنے کے ایک برس میں دوبارہ زکوٰۃ نہ لیجاوے (یعنی اگر عربی ایک برس میں دوبارہ دارالحرب سے دارالاسلام میں آمد و رفت کرے تو اُس سے دوبارہ بھی لیوین) اور شراب کی دہلیا لیجاوے نہ سوار کی (اسلمو کہ شراب مثلی چیز و نہیں سی ہی یعنی ایسی چیز ہے کہ اس کو تلف کرنے سے ویسی ہی دینی پڑتی تو اس کی قیمت خود شراب نہوگی اور سوار قیمت دانی چیز دین میں ہو کہ اس کے تلف سے قیمت دینی پڑتی ہے تو اس کی قیمت اُس کی ذات کا حکم رکھتی ہے اور ان دونوں چیزوں کی ذات کا لینا ممنوع ہے) اور نہ اُس چیز کی زکوٰۃ لین جو اُس کے گہر میں ہو اور نہ اُس مال کی لیون جو کسی نے اُس کو تجارت کے لئے دیا جو اور نہ مال مضاربہ کی اور نہ اُس مال کی جو اس کے غلام نے پیدا کیا ہو جس کو اس نے تجارت کی اجازت دی رکھی ہو (یعنی اگر کوئی سوداگر ایسا گندہ ہو جس کے گہر میں مال تجارت اتنا ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو تو اس پر زکوٰۃ کی نکتہ لین جو موجود ہو اور جو اس کے گہر میں ہے

انکی زمین ایسا ہی حال نہ کہ وہ مال بیضا ہے اور مال خسارت اور غلام کی کماٹی کا ہو
 کہ اور سکو بھی نہ لیا جائے اور وہ کی دوبارہ لیجاوے اگر خراج میں سے راہداری
 لے لی ہو (یعنی اگر باغیوں نے ملک بادشاہ پر غالب ہو کر عربی سودا گروں سے
 راہداری لے لی ہو تو ان سے دوبارہ لیجاوے)۔

باب رکاز (یعنی زمین کی چیزیں مثل کان اور خزائن مدفون) کی زکوٰۃ کے
 ذکر میں۔ کان اگر نقد کی ہو (یعنی سونے اور چاندی کی) خواہ توہی جسی چیز کی ہو
 (مثل تانبے اور سیسے کی تو اسطر علی کان) اگر زمین خراجی اور وہ کی والی میں پائی جائے
 تو اوس میں سے پانچواں حصہ لیجاوے اور اگر نجد کان پانچواں حصہ گہر میں یا اوسکی لگاتار
 کی زمین میں نکلے تو کچھ لیجاوے اور ایسا ہی پانچواں حصہ خزائن مدفون کا آیتا جاوے
 اور باقی چار حصے زمیندار قدیم کو ملین گے اور بارہ میں سے بھی پانچواں حصہ لیتا
 جاوے۔ اور جو دفتینہ اور کان کہ دار الحسب میں نکلے خواہ فیروزہ اور موتی اور عطر

دارالاسلام میں نکلے اوس میں سے پانچواں حصہ نہ لیون۔
باب عشر (یعنی محصول زمین میں سے وہ کی کے لینے) کے بیان میں۔ وہ
 واجب ہوا زمین عسری کے شہدین سے اور اس زمین کے پیداوار سے جسکو زمین کا
 خواہ رد کا پانی پونہچا ہو اور اوس میں کچھ شرط مقدار نصاب کی اور باقی رہنے کی نہیں
 (یعنی ایسی چیزیں خواہ تھوڑی ہوں خواہ بہت ٹھہرتی ہوں یا نہیں سب میں سے
 وہ یکے لیون) لیکن لڑھی اور ترکل اور گہاس (اگر پیداوار اس میں وہ کی نہیں
 اور میوان حصہ لیا جاوے اگر زمین کو چرس اور بڑے ڈول سے پانی دیا ہو۔
 اور مزدوری کا خرچہ جسے اندیا جاوے) (یعنی وہ کی اور میوان حصہ کل پیداوار کے

نہی ہوا مال
 و دارالاسلام
 کان کی زکوٰۃ
 پانچواں حصہ
 زمیندار قدیم
 کو ملے گی

نہی ہوا مال
 و دارالاسلام
 کان کی زکوٰۃ
 پانچواں حصہ
 زمیندار قدیم
 کو ملے گی

لیا جاوے یہ کیا جاوے کہ بیٹوں اور کارکنوں کا خرچہ مجرا دیکر باقی کی دہ کی ادباً نچوڑا
 حصہ لیا جاوے تغلیب شخص کی زمین عشری کے پیداوار میں گو وہ مسلمان ہو گیا ہو یا اس سے
 کسی مسلمان یا جزیرہ دنیو والے نے خرید لی ہو (اور تغلیب ایک فرقہ نصاریں کا جو جو
 جزیرہ کے عوض دو چاندہ یکے دیتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک
 میں آپ صبر ٹھہر گیا ہو) اور اگر زمین عشری کو مسلمان کے پاس سے کوئی ذمی مول لے کر
 تو خرچ لیا جاوے گا اور اگر زمین عشری نہ کہہ کر اس ذمی کے پاس سے کوئی مسلمان
 حق شفعہ کی جہت سے لے لیا ہو یا وہ ذمی اس زمین کو بیع فاسد کی جہت سے پھر بائع کو
 پسردی ہو مسلمان تھا تو اس صورت میں وہ یکے لیا و لگی اور اگر کوئی مسلمان اپنے گھر کو
 بائع بنالے تو اس کا مقدار واجب پانی کے ساتھ ہونا رہتا ہے (یعنی اگر پانی عشر
 والا دیا تو اس بائع پیداوار سے دو کی لیا و لگی اور اگر پانی خرچ کا دیا تو خرچ دینا
 پڑیگا) بخلاف جزیرہ دنیو والے یعنی ذمی کے (کہ وہ اگر اپنے گھر کو یا فیمہ کر دے گا تو اس پر
 دو نور و نین خرچ ہی دینا پڑیگا) اور ذمی کے گھر کی زمین آزاد ہو (یعنی اس پر
 کچھ واجب نہیں) مانند چشمہ قیر اور لفظ کے زمین عشری میں (کہ اس پر بھی کچھ واجب
 نہیں) اور اگر کچھ دو نو حیشے زمین خرچ میں ہو دیں تو ان پر خرچ واجب ہوتا ہے
 (ماضی ہو کہ عشر کا پانی مینہ اور کنوؤں اور دیوان کا مٹھ کے کیسے تابع حکم نہیں
 اور خرچ کا پانی ان نہروں کا پانی ہے جنکو حجم کے بادشاہوں نے کہہ دیا ہے اور ان
 چشموں کا جز میں خراجی میں ہوں اور قیر اور لفظ فون کے کسر سے گو ندھی
 طس علی خیر جو کہ آگ کے شعلے اور مٹتی ہے جیسے رال وغیرہ)

باب مال زکوٰۃ کے مسئلہ کے بیان میں۔ زکوٰۃ جسکو دیجاوے وہ فقیر ہو

زکوٰۃ
 کا
 حکم

اور مسکین فقیر سے بھی حشر چال ہے (اسلمی کہ مشہور یہ ہے کہ فقیر وہ ہے جو مالک مالک
 نہ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس ایک شادان کی غذا نہ ہو) اور جو شخص بادشاہ کی طرف سے
 مال زکوٰۃ کی تحصیل کا حامل ہو اور مکاتب (یعنی وہ غلام اور لونڈی کی اس کے مالک
 نے ایک مقدار معین مال پر ہکو آزاد کیا ہو) اور قرضدار اور شریک حاکم غازیوں میں
 سے (جو گھوڑا اور ہتھیار نہ کہتا ہو) اور مسافر (کہ مال اپنے پاس نہ کہتا ہو گو دین میں
 مالدار ہو) پس مال زکوٰۃ خواہ ان سب کو دیا جائے خواہ ایک قسم کے شخص کو۔ اور زکوٰۃ
 دینی کو نہ دیا ہو اور زکوٰۃ کے ہوا اور صدقوں کا ان کو دینا جائز ہے۔ اور مال
 زکوٰۃ مسیحی بناد ہو اور نہ مردہ کو کفن دینے مردہ کا قرض ادا کر کے نہ آزاد کرنے
 کے لئے غلام خرید ہو اور نہ اپنی اصل (یعنی مان یا پ دادا دادی ناما نامانی وغیرہ کو
 دے) اور نہ اپنی فرج (یعنی بیٹا بیٹی اور ان کی اولاد) کو دے نہ عورت اپنے
 خاوند کو دے نہ خاوند اپنی بیٹی کو نہ اپنے غلام اور مکاتب اور مدبرا اور ام ولد کو
 اور نہ اس غلام کو جس کا کچھ حصہ آزاد ہو گیا ہو اور ایسے شخص کو بھی نہ جسے جو تو اگر
 نصاب مالک ہونے سے اور نہ اس کے لڑکے اور غلام کو نہ دے اور نہ بیٹی یا شہیم کی
 قوم کو اور ان کے آزاد کئے ہو نہ کو بھی نہ دیوے (جاننا چاہیے کہ بعض قدامتوں
 کے بموجب بنی ہاشم کے فقر اگر زکوٰۃ نہیں دیکتے اور بعض زراعت و زمین بھد سے کہ
 چونکہ ذوی القرنی کا حصہ ان لوگوں سے موقوف ہو گیا ہو تو ناچار زکوٰۃ کا مال
 ان کو دینا جائز ہے واصلہ اعظم) اور اگر زکوٰۃ اٹکل سے دیدی پر معلوم ہو کہ
 جس کو دے وہ تو انگریز یا ہاشمی تھا یا کافر تھا یا اُس خود کا باپ یا بیٹا تھا تو جائز
 ہے اور اگر کچھ معلوم ہو کہ وہ شخص اس کا غلام یا مکاتب تھا تو جائز نہیں (دوبارہ)

غلام غلام سے
 جو شخص کو دے
 جو شخص کو دے
 جو شخص کو دے
 جو شخص کو دے

زکوٰۃ دے) اور کرفہ پر زکوٰۃ کا استقصد دینا کہ فقیر فراگیر ہو جائے مگر اتنا دینا مستحب ہے کہ اس دن کے سوال کی اسکو حاجت نہ ہو اور کرفہ پر مال زکوٰۃ کو ایک شہر مسودہ اور شہرین لیجا یا بشرطیکہ دوسرے شہرین کو بھی اسکا رشتہ دار نہیں نہ اول شہر کی نسبت وہاں زیادہ محتاج (اور اگر دوسرے شہرین اپنی رشتہ داروں کو لیجا دے یا اول شہر کی نسبت دوسرے میں زیادہ محتاج کیلئے دینے کے لیجا دے تو بلا کراہت درست ہے) اور جس شخص کے پاس ایک دن کی غذا ہو اسکو سوال کرنا سچا ہے :

باب صدقہ فطر کے بیان میں (یعنی اس صدقہ کے بیان میں جسکا دینا بعد رمضان کے روزوں کے واجب ہوتا ہے) صدقہ فطر واجب اس شخص پر جو آزاد اور مسلمان
محتاج نصاب ہو اور وہ نصاب اگر گنہگار اور گنہگاروں اور اسباب اور گنہگار اور محتاج
اور غلاموں کو علاوہ ہو اور صدقہ فطر خود اپنی طرف سے اور اپنی طرف سے کیطرف سے مالدار
ہو اور اپنی طرف سے کے غلاموں کیطرف سے اور دیگر اور اقم ذلہ کیطرف سے دوسری (اور
اگر بچہ غنی ہو تو اسکی طرف سے اس کے ذمہ واجب نہیں) نہ اپنی ہی کیطرف سے اور نہ اپنے
مکاتب کیطرف سے اور نہ ایسی ایک غلام یا چند غلاموں کیطرف سے جو مشترک ہوں
مخصوص نہیں اور اگر کسی غلام کو جا کر بیچ دیا ہو تو اسکا صدقہ ملتوی رہیگا (یعنی اگر خریدا
گئے واپس کر دیا اور اس شخص کی ملک میں آگیا تب تو اسکو دینا پڑیگا اور اگر خریدار کی
ملک میں جاوے گا تو اس پر لازم آوے گا) اور (مقدار صدقہ) واجب (کی) آدھا صاع گہون
خواہ آدمی یا ستویہ خشک انگور (یعنی کشمش ہے) یا ایک صاع چوہا یا جو (کا
ہے) اور صناع اٹھہ رطل کا ہوتا ہے (اور رطل تخمیناً شاہجہانی وزن کے آدھ ہوتا
ہے) اور دقت (صدقہ کے) واجب ہونیکا حکم کے دن کی صبح ہی پس جو شخص کہ

بجای این
در این کتاب
در این کتاب
در این کتاب

صبح سے پہلے مر جاوے یا صبح کے بعد مسلمان ہو یا پیدا ہوا ہو اور سیر نہ کرے
نہر گا اور اگر صدقہ عید کی صبح کسی پہلے خواہ بیچے اور اگر تو درست ہے
کتاب المصنوع

اسین روزہ کا بیان ہے (جاننا چاہیے کہ روزہ اسلام کے پانچون رکن میں سے
چوتھا رکن ہے اور قدیم سے فرض ہوا ہے کہ پہلی استون پر بھی فرض تھا چنانچہ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الْاِنۡمَانِ مِمَّنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ نَّبِیِّ
رُزۡہَ كَمَا كُتِبَ عَلَیۡہِمْ اَنۡ یَّوۡمَ نَزَّلَ فُرۡصَیۡہِمْ یَاۡكُفُوۡا فَاِذَا سَأَلَہِمْ
بِہِمْ یَقُولُوۡا اِنَّا نَصُومُ (یعنی مسلمان اور عورت پاک جعفر نفاس
سے) وہ نیت کے ساتھ کھانا اور پینا اور صحبت کرنی صبح صادق سے آفتاب
ڈوبنے تک چھوڑ دے۔ اور رمضان کا روزہ جو فرض ہے اور نذر معین کا روزہ جو
واجب ہے (مثلاً کہے کہ اس جمعرات کا روزہ رکھو گھا) اور نفل کا روزہ ان (تینون
روزوں) کے لئے اگر نیت مع تعین رات سے لیکر دوپہر تک کرے خواہ مطلق نیت
کرنے (یعنی فرض اور واجب اور نفل کو معین نہ کرے) خواہ نفل ہی کی نیت کرے تو
درست ہونگے اور ان تینون قسموں کے سوا اور روزے (جو رہے مثلاً قضاء رمضان
اور کفارہ کے اور نذر غیر معین کے جیسویں کہو کہ خدا کیواسطے روزہ رکھو گھا تو صحیح
رہے) درست نہیں ہوتے جب تک کہ نیت رات سے نہ کرے اور تعین روزہ کی
نکر دی اور رمضان چاند دیکھنے سے یا شعبان کے ۱۵ دن ہو جائے سو ثابت ہو جاتا
ہے اور شک کے روز (یعنی تیسویں تا بیسویں شعبان کی اگر تیسویں کو ابو و خبار میں چائے
معلوم نہوا ہو) روزہ نفل کی نیت کے سوا نہ رکھا جاوے (جاننا چاہیے کہ روزہ

شک و روزہ امام شافعیؒ کے نزدیک منوم ہو اسلو کہ حدیث میں آیا ہو کہ جو کوئی شاکہ
 کے روزہ روزہ رکھ لگاؤ، میری نافرمانی کر لگا اور برہان میں نہ کہو کہ اس روز کا روزہ
 امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہو اور امام اعظمؒ کے نزدیک نفل کی نیت سے روزہ رکھیں
 جائز ہے اور فرض رمضان کی نیت سے ناجائز اور اس نیت سے بھی جائز نہیں کہ اگر کوئی
 شاکہ تو روزہ رکھ لگاؤ اگر نہیں ہو تو روزہ نہ رکھ لگاؤ اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہے کہ روزہ
 میں رمضان کے مہینے سے پیشتر روزہ رکھنے سے منافعت آتی ہے اور بعضی حدیثوں میں
 شروع ماہ شعبان اور اسکے آخر دن کا روزہ رکھنے کے لئے حکم آیا ہے جو امام احمدؒ کے
 لئے دلیل حیان و دو فوحد ثنائی رعایت کرنے سے روزہ نفل جائز ہو گا اور فرض رمضان
 کی نیت سے جائز نہ ہو گا اور یہاں میں ذکر کیا ہے کہ آنحضرت مسلم نے فرمایا ہے کہ شک کے
 روزہ نہ رکھ لگاؤ جو اگر نفل کی نیت سے ہو اور یہ حدیث خواہ مرفوع ہو یا موقوف
 اسکی اسناد حضرت تک پونہچی ہو یا نہ پونہچی ہو اسی مذہب کے موافق ہو اور احتیاط زیادہ
 اس میں ہے کہ قاضی اور مستی اور خواہش شک کے روزہ نفل کی نیت سے روزہ رکھیں اور
 عوام کو افطار کا حکم کریں اور جو کوئی چاند رمضان کا خواہ جب کا دیکھ لے اور کسی
 کو ابھی نمانی جاوے تو اسکو چاہیے کہ روزہ رکھیں اگر افطار کر لے تو صرف ایک روزہ
 نقصان کہے (یعنی کفار و مشرکین لازم نہیں اور روزہ رمضان میں دوسرے سبب چاند دیکھنے
 کے لازم ہے اور عید میں بسبب مسلمانوں کی پیروی کے) اور آسمان میں ابر و غبار کی
 جہت سے ایک عادل کی خبر اگرچہ وہ غلام یا سورت ہو رمضان کے لئے مقبول ہوگی اور
 سوال کے لئے مرد و مردن خواہ ایک مرد اور دو عورتیں گواہی لیجاوگی اور اگر آسمان
 میں ابر و غبار نہ ہو تو بڑی جماعت کا دیکھنا معتبر ہو گا رمضان اور سوال و فتن میں

علامہ ابن حجر
 حلی
 حلیان

اور بڑی جماعت کے لئے وہ آدمی مقرر کر کے ہیں) اور عید الفطر کی جمعہ
(یعنی چاند کے دیکھنے میں اور گراہی کے قبول ہونے میں دو نو کا ایک حکم ہے) اور مطلق
مختلف ہونا معتبر نہیں (یہاں تک کہ اگر تمام جہاں میں ایک ہی جگہ چاند دیکھیں تو پورے
پچھتم تک اور شمال سے جنوب تک چاند معلوم ہونے کا حکم ہو گا اور بعض علماء کے
نزدیک اختلاف اطراف کے مطلقوں کا معتبر ہے اس روایت کے بموجب ثلث
میں اسی کے مطلق کا حکم معتبر ہو گا)۔

باب آن چیزوں کے بیان میں جس روز فاسد ہو جاتا ہو اور جسی نہیں ہوتا۔ اگر
روزہ دار کھائی یا پیو یا صحبت کرے (مگر مجہ باتیں) بھول کر (جو جادین) یا خواب میں
نہانے کی حاجت ہو یا شہوت سے دیکھنے کے باعث منی نکل پڑے یا تیل سے استنجائی
سوی خون نکلوا دی یا سر سے لگا دی یا پوس لے اور اس سے انزال ہو یا اسکے گلے میں
خیمار یا کبھی چلی جاوے اور اس کو اپنا روزہ یاد ہو یا اپنی دانتوں میں لگی ہوئی چیز کو کھا جاوے
یا قے کرے اور وہ ہٹ کر اس کے حلق میں خود چلی جاوے تو اس کا روزہ نہ توڑیگا۔
اور اگر نے خود بگلا دی یا جان بوجہ کرتے کرے یا کٹر یا لوسے کا ٹکڑا (یعنی جو چیز
کھانے کی نہ ہو) بگلا دی تو ان صورتوں میں روزہ کی قضا کرے (یعنی کفارہ لازم نہ ہوگا)
اور جو مرد صحبت کرے خواہ عورت صحبت کیجاوے یا غذا کھاوے یا دوا پیوے (اور یہ باتیں)
جان بوجہ کر (ہوں) تو (روزہ کی) قضا کرے اور ظہار کا سا کفارہ دے (یعنی ایک بروہ
آزاد کرے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے یا دو جھینے برابر روزہ رکھے) اور کفارہ
لازم نہ ہو گا اگر شرمگاہ کے سوا (اور کسی عضو) میں صحبت کرنے سے انزال ہو گا اور ایسا کمال
حال ہو رمضان کے سوا اور روزہ کے توڑنے کا۔ اور اگر حقہ کر اسے یا ناک میں

کتاب الفرائض
جلد اول
صفحہ ۷۵

دو ایک دوی یا کان میں یا زخم پیٹ یا زخم کبوتری کا علاج کسی خشک خواہ تر دوا
 ہو کر ہو اور وہ دوا کے پیٹ یا دماغ میں پوسم جاوے تو ان سور تو نہیں روزہ
 نہ ٹھکانا ہے۔ اور اگر سوراخ و گریں کوئی دوا داسے تو روزہ نہ ٹھکانا اور مکرر
 بدون غرض کے کسی چیز کا چکھنا اور چابنا اس طرح حلال کا چابنا (جو ایک قسم کا گوند
 اور غلظت ہے کہ لٹکے کے لئے چانے کہ بدون اس کے چارہ نہ ہو یا کسی دروے کے لٹو
 چا دے کہ اس کے چبانے سے آرام ہو) اور سرمہ لگانا اور موچو سپر تیل ملنا اور مسواک
 کرنی اور پوسم لینا اس شہر طس کے خوف (محبت کریشنے اور انزال ہو جائیگا) نہ کر و
 نہیں (دہ گروہ) اور انام شافعی کے نزدیک دن ڈبل سے غروب آفتاب مسواک
 کرنی مکروہ ہو اور انیر محبت ارشاد آنحضرت سلمیٰ کا ہو کہ فرمایا اگر میں اپنی ہمت بخت
 سچا تا تو مسواک کا حکم نہ نماز کے وقت کر دیتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان میں ہی
 مسواک ظہر اور عصر کی نماز کے لٹو مسنون ہو اور اگر ایسے جاہل سے پوچھا کہ آیا روزہ رکھ
 تر مسواک کرے انہوں نے کہا البتہ اسلئے کہ مسواک کی تری پانی کی تری سے بڑھ کر
 نہیں یعنی تکی ہر وقت میں کرتے ہیں اور تری میں پونہ پتی ہے پھر مسواک کی تری
 تو اس سے کم ہی ہے ابراہیم نے پوچھا کہ دن کے شروع میں مسواک کرے یا آخر
 میں عاصم نے کہا کہ دو وقتوں میں براہیسم پوچھا کہ یہ بات تم کس شخص سے روایت
 کرتے ہو انہوں نے کہا کہ میں اس سے روایت کرتا ہوں اور وہ نبی سلمیٰ سے روایت
 روایت کیا اس حدیث کو بھی ہے (فصل جو شخص بیمار ہو کے بڑھانیکا خوف کہتا
 ہوا مسکور روزہ کا افطار کرنا درست ہو اور (جائز ہے افطار کرنا) مسافر کو (بھی) مسافر
 اگر روزہ رکھ کر مستحب ہو شہر طس کو ضرر نہ ہو (یعنی مسافر کو اگر مشقت اور باندگی

سفر کی ہو تو روزہ اور فطر کے مباح ہو گئے روزہ رکھنا مستحب ہے اور اگر مشقت ہو
 تو افطار کرنا مستحب ہے اور بیمار اور مسافر اگر حالت بیماری یا سفر میں مر جاوے تو اون پر
 روزہ کی قضا نہیں (یعنی بیمار اگر صحت نہ پاوے اور مسافر بڑھ چھری تو اس پر لازم نہیں کہ
 اپنے وارثوں کو وصیت کرے کہ میرے ان روزہ کا فدیہ دیدینا) اور اگر وہ دلوں
 اپنے وارثوں کو وصیت کر جاوے تو ان کا وارث ہر روز کے عوض میں صدقہ دے تو
 مثل صدقہ حید فطر کے (اور بدون وصیت کے لازم نہیں اور میت کی طرف سے روزہ اور
 نماز درست نہیں) اور اگر وہ دونوں روزہ رکھنے پر قادر ہو جاوے تو قضا کی لین
 بدون شرط پے در پے رکھنے کے (یعنی رمضان کے روزہ کی قضا میں یہ قسیدہ
 نہیں کہ سب ایک ساتھ ہوں اگر جدا جدا کی گاتیب بھی جائز ہے) پس اگر ہر حصہ میں
 دوسرا رمضان آ جاوے اور ان کے ذمہ قضا کے روزہ باقی ہوں تو ان کو چاہیے کہ
 رمضان حال کے روزہ اول رکھیں اور قضا رمضان کے پیچھے اور عورت حاملہ
 دودھ پلانے والی کو افطار کرنا روزہ کا درست ہے بشرطیکہ دودھ کو نہ بچے کا خوف ہو یا
 حاملہ کو اپنی جان کا خوف ہو اور جائز ہے افطار نہایت بوڑھے شخص کو (جو نا طاقتی
 کے باعث روزہ نہ کہہ سکے اور آئندہ کو بھی توقع نہ کہتا ہو) اور مسافر کا بوڑھا بچہ
 روزہ کے (عوض) میں فدیہ دیوے (یعنی پیٹ والی عورت اور دودھ پلانے والی
 کو فدیہ دینا لازم نہیں) اور جائز ہے نفل روزہ واسے کو افطار کرنا (عذر کے ساتھ
 سب روا ہیں اور) بدون عذر کے ایک روایت میں اور اس روزہ کی وہ قضا کرے
 (اس کو کہ نفل کو مشروع کرے اگر توڑ ڈالے تو اس کی قضا لازم ہو جاوے گی) اور اگر قضا
 کے دن نہیں کوئی لڑکا بالغ ہو یا کوئی کافر مسلمان ہو تو اس روزہ اس کا کرے

۷
 اگر عذر کے ساتھ
 روزہ نہ رکھے
 تو اس کی قضا
 لازم ہے

(یعنی افطار کر نیوالی چیز وغینہ سے کچھ نہ کرے) اور کوئی روزہ اس دن کی عورت
 قضا نہ کرے۔ اور اگر کوئی مسافر افطار کی نیت کر کے چلے پہر اپنی شہر کو پھیر دیا تو
 روزہ کی وقت میں نیت روزہ کی کر لے (یعنی وہ پہر ٹوٹے سو پہلے نیت کرے) تو اسکا
 روزہ درست ہو گا اور اگر روزہ دار کو پیشی ماری ہو جادو تو پہوشی کے (ایام) کو
 روزہ قضا کرے مگر حیات میں پہوشی ہوئی ہو اسکے دن کے روزہ کی قضا نہ کرے (یعنی
 اگر چند روز رمضان کے بیٹھے میں پہوش رہا تو سب نوکی قضا کرے اسکو کہ نیت روزہ
 کی نہیں پائی گئی مگر اس نوکی قضا کرے جسکی رات میں پہوش ہوا ہو اسکو کہ ظاہر یہی ہے
 کہ اس رات میں نیت اس روزہ کی کی ہوگی) اور قضا کرے روزہ کو بسبب اجتناب
 جرم تک کا نہ ہو (یعنی بیٹھے میں کہی ہو گیا ہو اور کہی نہ ہوا ہو اگر تمام بیٹھے جنوں
 رامہ تو اس پر قضا نہ ہوگی اسکو کہ ماہ رمضان میں اسکو موجود ہونا میسر نہ ہوا جو کہ
 روزہ کے واجب ہونے کی ہر خیانتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **لَنْ شَيْءٍ كَذَبَكُمْ الشَّهْرَ**
فَلَيْتُمْ كَذِبًا یعنی پس جو کہ حاضر ہو دو تم میں سے بیٹھے میں وہ اسکے روزہ کی گواہی اور
 قضا کرے وہ شخص کہ افطار کی چیز دن سے بدو نیت کے بازرہی (یعنی اگر کوئی
 کچھ نیت نہ کرے نہ افطار کرنے کی اور نہ روزہ رکھنے کی رمضان کے روزہ میں نہ
 وہ شخص ان روزہ کی قضا نہ کرے اسکو کہ روزہ بدون نیت کے جائز نہیں ہوتا) اور اگر
 دن کو رمضان میں مسافر اپنی شہر میں پہنچ جادو یا جن و امی عورت پاک ہو خواہ
 مات کے گمان سے سو کہائے حالانکہ میم ہو گئی ہو یا رات ہو جائیکے گمان پر افطار
 کر لے حالانکہ آفتاب موجود ہو ایسے لوگ کہ افطار کی چیز دن سے بازرہی اور انوش
 کی عورت قضا کہیں اور کفارہ ندین اور یہی حکم ہے جو لوگ کہائیکے بعد جان بوجہ کہہ کر

ادب سونا اور خرید و فروخت کرنا جس مسجد میں کہ اعتکاف کیا ہوا اور مرد و عورت دونوں کے لئے
 چتر کو مسجد میں لانا (بلکہ ہر تریانی معاملہ داد و ستد کا کری اور مرد و عورت دونوں کے لئے
 رہنا اور نیک کلام کے ہوا و دوسری باتیں کرنی۔ اور حرام ہوا کو صحبت کرنا اور اس کو
 توہم (مثل ہوسہ لینا اور کھلے چٹائی کے) اور صحبت کرنے سے عکاف باطل ہو جاتا ہے۔
 اور اگر چند روز کے اعتکاف کی نذر کرے تو اُن روزہ کی باتیں بھی اور ہر لازم ہوا جاتی
 ہیں اور روزہ کی اگر نذر کرے تو وہ باتیں لازم ہو گئی۔

ہسین حج کا بیان ہے (جانتا ہے کہ حج کرنا خانہ کعبہ کا اسلام کے پانچوں کنون
میں سے پانچواں رکن ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَلِلّٰہِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ** مسن
اِنَّ سَطَاءَ الْکَہِ سَبِیْلًا یعنی اللہ کو اسلئے لوگوں پر حج کرنا خانہ کعبہ کا جسکو قدرت ہرگز
راہ کی) خاص طور پر زیارت کرنا خانہ کعبہ کا حج کے ہفتہویں منہج کہلاتا ہے اور وہ عمرہ
ایکبار بغیر پائی جانے شرطوں کے فرض ہے اور شرطیں اسکی یہ ہیں اول آزاد ہونا
دوم بالغ ہونا سوم عاقل ہونا چہارم سندھستی مرض سے بچشم قادر ہونا راہ کے خرچ
اور سواری پر جو زائد ہو اس کے مکان اور ضروری چیزوں کی ششم قادر ہونا خرچ کرنے
جانے اور گہر والوں کے اخراجات پر ہفتم راستے کا مامون ہونا آٹھویں شرفِ حوض
کے ٹوہر کہ مخرم (یعنی باپ یا بیٹا) یا خاوند ساتھ ہو تصور تین کہ اس کے اور کعبہ کے
درمیان میں فاصلہ سفر شرعی (یا آٹھ سو بڑیکہ) ہو (اور اگر کعبہ سے ایک دو منزل پر رہتی ہو
تو محرم کا ہونا شرط نہیں) پس اگر کوئی لڑکا یا غلام احرام باندھے اور بعد احرام کے
وہ لڑکا بالغ ہو جاوے یا غلام آزاد کیا جاوے اور پہرہ دو یا تین افعال حج کے

پہن لے اور قرص اور حضان اور گنیم کارنگ مت پہن کر مجھ رنگین کپڑا اگر دہویا ہو
 کہ بونہ آتی ہو (تو اسکا مضائقہ نہیں) اور سر اور چہرہ کے ڈھانپنے اور اونکو گل خیر و غیرہ
 سے دھونے اور خوشبو لگانے اور اپنی سر کے بال منڈانے اور کترانے اور ناخن دور
 کرانے سے بھی پرہیز کر۔ اور نہانے اور حمام میں جانے اور مکان کے خواہ کچا وہ کے
 سایہ میں ٹھہرنے اور حیاتی کمر میں باندھنے سے (پرہیز کرنا) ضرور نہیں۔ اور جب تو
 نماز پڑھے یا اپنی جگہ پر چرھے یا پستی میں اترے یا سواروں سے ملے اور سحر کی وقت
 میں تسبیح کثرت سے پکار کے کہتا رہو۔ اور جس وقت کہ میں داخل ہو تو اول مسجد حرام میں
 جا اور خانہ کعبہ کو دیکھ کر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ زبانا پڑھا اور پھر جو اسود کے سامنے
 جا کر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہتا ہوا اسکو بوسہ دے (خواہ ہاتھ لگا کر ہاتھ کو بوسہ دے)
 بدو ن دو سر شخص کو خلیفہ دینو کے اور خانہ کعبہ کے گواہی چادر دہنی بغل کے نیچے سے
 نکال کر بائیں کندھے پر ڈال کر حطیم کو شامل کر کے سات بار پھر (اور حطیم ایک دیوار کا ٹکڑا ہے
 کعبہ کے ایک کنارہ کو) اور پھر ناکہ کعبہ کے اپنی دہنی طرف سے شروع کر اور جگہ سے جو
 دروازہ کعبہ کے پاس ہے اور اول کے تین پہرہ دین رک کر (یعنی مؤذن بھی ہلاتا ہوا
 جھپٹ کر چلے) اور جب جو اسود کے پاس کو گندہ تو اگر ہو سکے تو بوسہ دے (یا ہاتھ لگا دے)
 اور ختم کر گردش کو جو اسود کے بوسہ دینے پر بعد اسکے دو رکعت نماز مقام ابراہیم
 میں خواہ جس جگہ مسجد میں ہو سکے ادا کر (اور بھیج) طواف خانہ کعبہ کے سامنے آنیکا (ہر یعنی
 اسکو طواف قدم کہتے ہیں) اور بھیجہ طواف مکہ کے رہنما والو تکے ہوا کے لئے سنت ہے
 (کیونکہ بھیجہ طواف اول آنے کی واسطے ہے اور اہل کپہ تو دمان ہی رہتے ہیں دوسری جگہ پر
 نہیں آتے) پھر مسجد میں سے ٹکڑے صفا کی پہاڑی پر جا اور خانہ کعبہ کی طرف کوٹھہر کے کھنڈر

تہلیل کہہ اور آنحضرت صلی علیہ وسلم پر درود بھیج اور اپنے پروردگار سے اپنی مراد مانگ پھر ان
 سوا وتر کر مردہ کیٹھن چل اور سبز میلون کے درمیان میں دوڑ اور مڑوہ پر پونچھ کر جو خطبہ
 صفا پڑھا تھا وہی افعال بجا لائے پھر ان دو دو کے درمیان میں سات پہرے کر کہ ہر دو
 پہرے کا صفا سے اور ساتواں پہرہ تمام مڑوہ پر ہو بعد اسکے مکہ میں احرام باندھو
 اور جب تیرا دل چاہے خانہ کعبہ کا طواف کیا کر پہر ساتویں تازیچہ ذی الحجہ کو (امام کو چاہیے کہ)
 خطبہ پڑھے اور آدھین افعال حج کے بیان کرتے آدرا تھوین تازیچہ منی کو جا اور نوں
 کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کو جا و ان امام خطبہ پڑھے اور افعال حج کے لوگوں کو
 تعلیم کرے پہر دو پہر پڑھے ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو تجیروں سے پڑھے شریک
 امام اور احرام ہو (یعنی اگر احرام نہ باندھو یا اکیلا ہو تو اہل بیت میں ایک وقت میں دو
 نمازوں کو ساتھ نہ پڑھنا چاہیے) پہر توقف کیٹھن چل اور کوہ رحمت کے قریب ٹھہر
 اور عرفات کا میدان تب ٹھہرنے کی جگہ ہو سوا میسب ان عرفہ کے اور ومان ٹھہر
 اور تکبیر اور تہلیل اور تلبیکہ اور درود اور دعائیں پڑھنا رہ پہر دن چھپے کے بعد مڑوہ
 کیٹھن چل اور کوہ تروخ کے پاس آؤ اور جماعت کے ساتھ مغرب اور عشا کی نماز ایک
 اذان اور ایک تجیر سے پڑھ اور نماز مغرب کو راہ میں پڑھنا درست نہیں پہر نماز فجر کی تکبیر
 میں پڑھ کر تکبیر اور تہلیل اور تلبیکہ اور درود اور دعائیں پڑھنا ہوا توقف کر اور مزدلفہ میدان
 میں پڑھ کر سوا تب جگہ ٹھہرنے کی ہو پہر روشنی ہو جائیکے بعد منی کو چل اور (وٹان پونچھ کر)
 حجرہ حقہ کو پست نالے کے پیچ میں کھڑا ہو کہ سات گزیریں ایسی مار چکو اور گلی سے مار سکیں
 پہر تہری کے ساتھ اللہ اکبر کہہ اور لبیک کہنا دل ہی بکنگری کے مارنے سے موقوف
 پہر قربانی کر پہر سر بال منڈا کر اور منڈا نا مستحب ہو ان کاموں کے بعد تجیر سے احرام

۱۔ خطبہ صفا
۲۔ خطبہ صفا
۳۔ خطبہ صفا
۴۔ خطبہ صفا
۵۔ خطبہ صفا
۶۔ خطبہ صفا
۷۔ خطبہ صفا
۸۔ خطبہ صفا
۹۔ خطبہ صفا
۱۰۔ خطبہ صفا
۱۱۔ خطبہ صفا
۱۲۔ خطبہ صفا
۱۳۔ خطبہ صفا
۱۴۔ خطبہ صفا
۱۵۔ خطبہ صفا
۱۶۔ خطبہ صفا
۱۷۔ خطبہ صفا
۱۸۔ خطبہ صفا
۱۹۔ خطبہ صفا
۲۰۔ خطبہ صفا
۲۱۔ خطبہ صفا
۲۲۔ خطبہ صفا
۲۳۔ خطبہ صفا
۲۴۔ خطبہ صفا
۲۵۔ خطبہ صفا
۲۶۔ خطبہ صفا
۲۷۔ خطبہ صفا
۲۸۔ خطبہ صفا
۲۹۔ خطبہ صفا
۳۰۔ خطبہ صفا
۳۱۔ خطبہ صفا
۳۲۔ خطبہ صفا
۳۳۔ خطبہ صفا
۳۴۔ خطبہ صفا
۳۵۔ خطبہ صفا
۳۶۔ خطبہ صفا
۳۷۔ خطبہ صفا
۳۸۔ خطبہ صفا
۳۹۔ خطبہ صفا
۴۰۔ خطبہ صفا
۴۱۔ خطبہ صفا
۴۲۔ خطبہ صفا
۴۳۔ خطبہ صفا
۴۴۔ خطبہ صفا
۴۵۔ خطبہ صفا
۴۶۔ خطبہ صفا
۴۷۔ خطبہ صفا
۴۸۔ خطبہ صفا
۴۹۔ خطبہ صفا
۵۰۔ خطبہ صفا
۵۱۔ خطبہ صفا
۵۲۔ خطبہ صفا
۵۳۔ خطبہ صفا
۵۴۔ خطبہ صفا
۵۵۔ خطبہ صفا
۵۶۔ خطبہ صفا
۵۷۔ خطبہ صفا
۵۸۔ خطبہ صفا
۵۹۔ خطبہ صفا
۶۰۔ خطبہ صفا
۶۱۔ خطبہ صفا
۶۲۔ خطبہ صفا
۶۳۔ خطبہ صفا
۶۴۔ خطبہ صفا
۶۵۔ خطبہ صفا
۶۶۔ خطبہ صفا
۶۷۔ خطبہ صفا
۶۸۔ خطبہ صفا
۶۹۔ خطبہ صفا
۷۰۔ خطبہ صفا
۷۱۔ خطبہ صفا
۷۲۔ خطبہ صفا
۷۳۔ خطبہ صفا
۷۴۔ خطبہ صفا
۷۵۔ خطبہ صفا
۷۶۔ خطبہ صفا
۷۷۔ خطبہ صفا
۷۸۔ خطبہ صفا
۷۹۔ خطبہ صفا
۸۰۔ خطبہ صفا
۸۱۔ خطبہ صفا
۸۲۔ خطبہ صفا
۸۳۔ خطبہ صفا
۸۴۔ خطبہ صفا
۸۵۔ خطبہ صفا
۸۶۔ خطبہ صفا
۸۷۔ خطبہ صفا
۸۸۔ خطبہ صفا
۸۹۔ خطبہ صفا
۹۰۔ خطبہ صفا
۹۱۔ خطبہ صفا
۹۲۔ خطبہ صفا
۹۳۔ خطبہ صفا
۹۴۔ خطبہ صفا
۹۵۔ خطبہ صفا
۹۶۔ خطبہ صفا
۹۷۔ خطبہ صفا
۹۸۔ خطبہ صفا
۹۹۔ خطبہ صفا
۱۰۰۔ خطبہ صفا

کی عمنوع چیزیں ہوا عورت سے صحبت کر نیکی جائز ہو جاوے گی پہر اسی تا دینچ دسویں کو یا
 گیارہویں خواہ بارہویں کو مکہ میں آ اور طواف رکن کے (جسکو طواف زیارت بھی کہتے ہیں)
 ساتھ پیرے بدن زل اور صفا مردہ دوڑنے کے بجالا اگر بچہ دونو باتین طواف تہن
 میں کر لی ہوں اور اگر نکی ہوں تو طواف رکن میں کیجا دین اس طواف کے بعد تجکو صورت
 صحبت کرنا درست ہو جاوے گا اور کر دوچے اس طواف کو ذبح کے دنوں (یعنی دسویں
 گیارہویں بارہویں تا دینچ) سے پیچھے ڈالنا۔ پہر (طواف رکن کر نیکی بعد) منیٰ کو جاوے
 قرآنی کے دوسرے دن (یعنی گیارہویں کو) وہ پیر ڈھلے سے پیچھے تینوں جہروں کو
 سات سات کنکرین مار اور شروع اس جہر سے کہ جسجد خیف کے قریب ہی پہر جہر
 قریب پہر جہر عقبہ کو مار اور جس کنکر مارنے کے بعد دوسرا کنکر مارنا ہو تو اس کے
 بعد کہہ توقف کر (یعنی جہر اول اور دوسرے کو کنکر مارنے کے بعد توقف کر اور جہر عقبہ
 کو مارنے کے بعد توقف مت کر) پہر گیارہویں کو اس طرح کر اور بارہویں کو بھی ایسا ہی کر اگر منیٰ
 میں ٹھہرا ہو اور اگر غیر ہوں تاریخ کو کنکر مارے تو زوال سے پہلے کنکر مارنا درست ہے اور اول
 اور دوم جہر کو کنکرین پیادہ ہو کر مارنی چاہئیں اور تیسرے کو سوار ہو کر بھی مانا درست ہے
 اور مکہ وہ ہو کہ اپنا اسباب سلمان مکہ کو روانہ کر دی اور خود کنکرین مارنے کو منیٰ میں
 ٹھہرا رہے۔ پہر محشب میں پونج (اور محشب پہر پانی زمین کہ کے کنارے پر دان راگو
 بناسنت ہی) پہر محشب کو مسجد حرام میں داخل ہو کر طواف رخصت کے سات پہرے
 پھر اور بچہ طواف سواہل مکہ کے اور وپہر واجب ہو (اسکو طواف تہن بھی کہتے ہیں اور
 کہہ والون پہنسی نہیں کہ وہ اپنی وطن کو رخصت نہیں ہوتے) پہر (طواف رخصت کے
 بعد) زفرم کا پانی پی اور ملزم ہو لپٹ (اور یہ جگہ جہر اسو دسی لیکر دروازہ کعبہ نکلی)

تاریخ طواف
 کنکر مارنے کے
 دنوں کی

اور خانہ کعبہ کے پردوں کو پکڑا اور دیوار سے لپک (کر اور دعا مانگ کر گریہ نزاری کرتا
 علاحدہ ہیں) فصل اور جو شخص کہ میں خجادی اور عرفات میں ٹھہرے اور اسکے ذمہ سو طواف
 قدم جاتا رہ گیا اور جو شخص عرفہ کے روز زوال کے بعد سو دسویں کی صبح تک ایک سو
 بھی توقف کر گیا تو اس کا حج پورا ہو جا دیا گونے چلنے یا سوتے ہوئے خواہ بیہوشی
 کی حالت میں توقف کرے اور اگر اس کی طرف سے بیہوشی کی جہت سے اس کا رفیق احرام باندھ لے
 تو جائز ہے (یعنی اس کا حج ہو جا دیا) اور (حج کے تمام افعال میں عورت کا حکم مثل مرد
 کے ہوتا ہے فرق یہ کہ عورت اپنا منہ کھولے کر شتر کھولے اور لبیک بلند آواز سے کہی
 اور نہ طواف میں مونڈہ ہلا دے اور نہ منبر میلون کے درمیان دوڑی اور نہ بھرنا اور
 بلکہ بال نخوڑی سو کتر ڈالے اور سیا ہوا کپڑا پہنے (مترجم کہتا ہے کہ عورت مرد میں ایک
 فرق نیچے ہے کہ عورت کو بیاعث عند حیض کے طواف رکن میں تاخیر کرنی درست ہے)
 اور جو شخص کہ نفل کی بدلتہ یعنی قربانی کے گئے میں خواہ بذکر کی بدلتہ کے خواہ شکار کے
 عوض کے بدلتہ کے گئے میں خواہ اور اس کی مانند (مثل تمنع کے بدلتہ کے) کلا وہ باندھ
 اور اس کو حج کے ارادہ سے اپنی ساتھ لیکر کعبہ حیرت متوجہ ہو تو اس کا احرام مستحکم
 بند گیا (یعنی بدون تلبیہ اس عمل سے نحریم ہو جاتا ہے اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا موقف
 ہی اور دلیل اوپر ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی کلاؤ
 باندھ ہی بدلتہ کو تو وہ محرم ہو گیا) پس اگر بدلتہ کو اول روانہ کرنے سے بعد اس کے خود روانہ
 ہو تو محرم نہ ہوگا جب تک کہ راہ میں اس سے ٹکرا کر بدلتہ قطع میں (کہ بدلتہ قطع کرنے کے محرم
 ہو جاتا ہے) پھر اگر اس بدلتہ پر جہول ڈالی یا اس کی کوٹان میں زخم لگا دیا یا بکھر چکے
 گئے میں کلا وہ باندھا تو محرم نہ ہوگا اور بدلتہ شریعت میں ادنیٰ اور گامی کا مستہر ہے

(بکری کا نہیں) *

باب قرآن کے بیان میں (جاننا چاہیے کہ حج کے افعال تین قسم ہیں قرآن اور تمتع اور افراد۔ قرآن ایک احرام سو حج اور عمرہ کے ادا کرنا کہتے ہیں اور تمتع ایک سفر اور دو احرام سو حج اور عمرہ کرنے کو کہتے ہیں اور افراد ایک حج بدون عمرہ کے کرنا کہتے ہیں۔ ان تینوں قسموں میں سے افضل قرآن ہی (اس لئے کہ آدمین دو عمل ادا کرنے ہوتے ہیں اور احرام بہت دنوں تک رہتا ہے جو جسمین سبک ماننے کی نسبت زیادہ مشقت ہوتی ہے) قرآن کے بعد تمتع ہی (اس لئے کہ آدمین بھی دو عمل ادا ہوتے ہیں لیکن چونکہ احرام اول کے بعد حلال ہو جاتا ہے اس لئے وہیں محنت کم ہوتی ہے نسبت قرآن کے) اور تمتع کے بعد افراد ہی (کہ آدمین صرف حج کا ادا کرنا ہوتا ہے عمرہ کا اور آنحضرت مسلم نے فرمایا کہ اے آل محمد! اسلام باندہو حج اور عمرہ کا ایک ساتھ اس حدیث کو طحاوی نے بیان کیا ہے اور امام شافعی کے نزدیک قرآن کی نسبت تمتع بہتر ہے والداعلم) اور قرآن کی صورت بہتر ہے کہ میقات (یعنی احرام باندہو کی جگہ سے) حج اور عمرہ کا احرام اکٹھا باندہو اور بعد دعا پڑھو اللہم انی اريد الحج والعمرة فبشرنا فی ذلک ما یتنبی پر کہ میں داخل ہو کر طواف اور سعی عمرہ کی کر رہا ہوں جب یہ بیان گذشتہ باب کے حج ادا کرے۔ پس اگر حج اور عمرہ کے لئے دو طواف کر لیا اور دو سعی کر لیا یعنی صفا اور مروہ میں دو بار دوڑ لگا تو جائز ہو گا مگر اگر لگا (یعنی اس طرح کرنا کہ وہ ہی اور جب قربانی کے روز عمرہ عقبہ کو لنگرین مار چکے تو ایک بکری یا بیدہ یا بیدہ کا سا قرآن حصہ دیکھ کر سے) (اس لئے کہ یہ ذبیحہ واجب ہے) اور جو شخص فریضہ سے عاجز ہو وہ دس روز یا کچھ اس طرح کہ نہیں تو ساتوین اور آٹھوین اور نویں تاریخ کو

بابت حج و عمرہ

بابت حج و عمرہ

رکھے اور سات روز جبکہ افعال حج سے فارغ ہو چکے گو مکہ ہی میں ٹھہر رہے۔
 اور اگر قربانی کے دن تک روزہ نہ رکھیں تو وہ حج کر چکے ہو اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور
 اگر قرآن والا مکہ میں نہ جاوے (کہ حج سے پہلے عمرہ ادا کرے) اور عرفات میں توقف کرے
 (یعنی حج کے ارکان شروع کر دے) تو وہ سپر عمرہ کے چھوڑنے کا دم دینا لازم ہوگا
 اور عمرہ کی قضا کرے۔

باب تمتع کے بیان میں۔ اور کسی صورت میں کہ میقات پر عمرہ کا احرام باندھ
 پہر طواف عمرہ کا اور سعی کرے اور سر کے بال منڈا دے یا کترا دے اور احرام کہو کہ حلال
 ہو جاوے ایسا شخص طواف کے اول ہی پھر سے میں کشتیاں کہنا موقوف کر دے پھر وہ
 تاریخ ذی الحجہ کی احرام حج کا حرم ہو جائے اور حج کرے اور وہ حج کو پس گزیرے جو حاضر ہو تو اسکا
 حکم گذر چکا (کہ دس دن روزہ رکھے) اور اگر تین روزہ سے ماہ شوال میں رکھے (یعنی
 حج کے مہینوں میں کسی کوئی سے تین دن رکھے) اور روزوں کے بعد عمرہ کرے تو
 (یہ روزے) تمتع (کے تین روزوں) کے عوض کافی ہونگے لیکن اگر عمرہ کا احرام
 باندھ کر طواف عمرہ سے پیشتر (تین روزہ) رکھیں تو (البتہ تمتع کے روزوں کی عوض میں)
 کافی ہونگے۔ پس اگر تمتع کرے تو قربانی اپنے ساتھ لینا چاہیے (کہ بھروسہ ہے تمتع کی ہے)
 تمتع کی ہے) تو وہ احرام باندھ کر قربانی کو ٹانگتا چلے اور اس کے گلے میں توشہ دے اور
 یا جوتی ڈال دے مگر اس کے کو ان میں زخم نہ کرے اور عمرہ کرے بعد (احرام کی تین
 لگی رکھے) حلال نہ ہو جاوے اور انہوں تاریخ کو حج کے لیے احرام باندھے اور (انہوں سے)
 پہلے باندھنا مستحب ہے پر جب دسین کو بال منڈا چکے اسوقت دونوں احراموں (یعنی
 عمرہ اور حج سے) حلال ہو جاوے۔ اور نہ اور اس کے قریب باشند و نہ تمتع اور

درست نہیں پس اگر تمتع کرنا والا اپنی شہر کو عمرہ کے بعد لوٹ آوے اور قربانی کو روکا
 گیا تو اسکا تمتع باطل ہو جائیگا اور اگر قربانی روانہ کر چکا تھا (اور عمرہ کے بعد اپنے
 شہر کو واپس آیا) تو تمتع باطل نہ ہوگا۔ اور جو شخص عمرہ کے طواف میں کمتر پھیرے (یعنی
 تین پہرے یا اونسے کم) حج کے مہینوں تک پیشتر کر لے اور حج کے مہینوں میں اس طواف
 کے باقی پھیرے پورے کرے اور حج ادا کرے تو تمتع ادا کیا باقی رہیگا اور اسکے عکس کی پھیر
 (یعنی حج کے مہینوں میں زیادہ پہرے کرے بلکہ کمتر کرے تو وہ) تمتع والا نہ ہوگا اور حج
 کے مہینے ماہ شوال اور ذیقعدہ اور دس روز ذیحجہ کے ہیں اور حج کے لئے ان مہینوں
 سے پیشتر احرام باندھنا جائز ہے مگر مکہ وہ ہے اور اگر کسی کو فہم کے رہنے والے سے
 حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور مکہ میں خراہ بصرہ میں ٹھہر گیا (یعنی اپنی وطن کو واپس گیا)
 اور حج کیا تو اسکا تمتع جائز ہوگا اور اگر عمرہ کو فاسد کر دیا اور مکہ خواہ بصرہ میں ٹھہرا
 اور عمرہ فاسد کو فضا کر کے حج کیا تو (اس صدیقین) تمتع والا نہ ہوگا مگر ایک صورت
 سے کہ اپنی وطن کو واپس جاوے (اور پھر آدمی اور عمرہ فاسد کو حج کے مہینوں میں فضا
 کر کے حج ادا کرے اور تین البتہ اسکا تمتع درست ہوگا) اور ان میں سے جو جن سے کو
 فاسد کر دے چاہیے کہ اسکے افعال کرتا رہے اور ذبح لازم نہ ہوگا (اسلمو کہ حج
 خراہ عمرہ کے فاسد کر دینے سے تمتع والا نہ ہوگا) اور اگر کسی نے تمتع کیا اور قربانی کی تو یہ
 قربانی تمتع کے دم کے عوض نہ ہوگی (اسلمو کہ تمتع کا دم قربانی کے سوا ہے) اور اگر عورت
 احرام باندھ کر کیوقت حائض ہو گئی تو طواف کے سوا سب ارکان حج کے ادا کرے اور
 اگر طواف رخصت کرنے کیوقت حائض ہو تو طواف رخصت کو چھوڑ دے اور اپنی وطن کو
 چلی جاوے (یعنی اس دن کے چھوڑنے سے اس پر حج لازم نہ ہوگا) جیسی وہ شخص کہ مکہ

مین رہنا اختیار کر لے (یعنی چم کے بعد اگر کوئی شخص مکہ کی اقامت اختیار کرے تو اس پر بھی طواف رخصت لازم نہیں رہتا۔)

پایہ احرام اور چم کے اعمال میں قصور و ن کے یا نہیں (ذبح کرنا) ایک بکری (کا) واجب (ہوتا ہے) اگر محرم (اپنے) ایک عضو کا (ل) پر خوشبو لگا دی اور اگر (ایک) عضو سے کم کو لگا دی تو صدقہ دی اور اگر اپنی سر کو جھدی سے رنگین کرے یا زیون کا تیل لے یا کپڑا سیاہ یا پہنے یا دن بھر سر کو چھپا دے تو (ان صورتوں میں) بکری ذبح کرے اور (ایک روز سے) کم (اگر سر کو) چھپا دی تو صدقہ دی اور اگر چوتھا ہی سر کے خواہ وارھی کے بال منڈا دی تو دوم دی اور (چوتھا ہی سے) کم میں صدقہ دی مثل منڈنے والے کی (یعنی اگر محرم کسی کے بال منڈی تو اس پر صدقہ واجب ہوتا ہے) اور اگر گردن کے بال خواہ دو دنوں بغلون کے یا ایک کے یا بچنے لگانے کی جگہ کے منڈا دی تو (ان سب صورتوں میں) دوم دی اور موچہ منڈانے میں حکم ایکم و عادل کا (کہ جو کچھ کہے صدقہ دیا لے) اور محرم شخص اگر حلال آدمی کی موچہ منڈائے یا ناخن کزنی تو پکا کہاں دی اور اگر دونو ہاتھ پانوں کے ناخن ایک مجلس میں کاٹے یا ایک ہاتھ خواہ ایک پانوں کے کاٹے تو دوم دے اور (اگر اس سے) کم کترادی تو صدقہ دی اور یہی حال ہے اگر پانچ ناخن متفرق (دونو ہاتھ پانوں میں سے) لے ڈالے۔ اور اگر ٹوٹا ہوا ناخن دور کرے تو کچھ واجب نہیں ہوتا اور اگر کسی حذر کی جہت سے (مثلاً بیماری کے باعث) خوشبو لگا دی یا سیاہ یا کپڑا پہنے یا سر منڈا دے تو بکری ذبح کرے یا تین صاع گیہون چھ مسکینوں کو دی یا تین روز سے رکھے (اور بدو) عذر ان چیزوں کے مرکب ہوئے ذبح کر نیکی ہوا اور کوئی چیز درست نہیں)

کتاب احرام اور چم
احرام و ن
کتاب احرام و ن

فصل اور کچھ اجب نہیں ہوتا اس صورت میں کہ محرم کسی عورت کی شرکاء کی طاعت
 تہت سے دیکھو اور منی نکلیں پڑے اور اگر بوسہ و خواہش تہت سے اسکو چھو دی جا
 اپنے چم کو فاسد کر دی اس طرح کہ عرفات میں ٹھہرنے سے پیشتر محبت کر بیٹھے تو دم
 دی اور اس حال چم کے کیئے پلا جادوی اور اسکی قضا کرے اور مرد و عورت (جنہوں نے
 ہم بستری کی ہو) قضا کرنے میں (چم کے یہ ضرور نہیں کہ جدا جدا ہوں اور اگر عرفات
 پر ٹھہرنیکے بعد محبت کی ہو تو بد نہ واجب ہو گا اور چم فاسد نہ ہو گا۔ اور اگر محبت کر دی
 (چم میں) بعد سر نہ ڈانیکے با عمرہ میں طواف کے اکثر پھر دن (یعنی چار یا زیادہ)
 سے پیشتر تو دم دی اور عمرہ اس محبت سے فاسد ہو جاوے گا اسکے اعمال کجا لاوے گا اور
 اسکو نسا کرے اور اگر (عمرہ میں) طواف کے اکثر پھر دن کے بعد محبت کرے گا تو
 عمرہ فاسد نہ ہو گا (مگر اس صورت میں دم دینا لازم ہو گا) اور پھر اگر محبت کر فی مثل جان
 ہو جہر محبت کرے یا بکری ذبح کرے جس صورت میں کہ طواف رکن بیوض کر دی اور
 بد نہ ذبح کرے اگر طواف رکن حالت ناپاکی میں کر دی اور اس طواف کو (اس صورت میں)
 دوبارہ کرے اور اگر طواف قدم کو یا طواف رخصت کو بیوض کر دی تو صد قدم دی
 اور بکری مے اگر طواف رکن میں کے کتر پھر سے چھو دی اور اگر زیادہ (پھر دیکھو
 اس طواف کے) چھو دیگا تو محرم نہی بارہیگا (چاہے کہ اسکو دوبارہ کر دی ہو
 نئے احرام کے) اور بکری دی اگر طواف رخصت کے اکثر پھر سے ترک کر دی یا اسکو
 حالت ناپاکی میں کر دی اور اگر اس طواف میں سے کتر پھر دی یعنی تین یا دو یا ایک
 ترک کرے تو صد قدم دی اور بکری دی اگر طواف رکن بیوض کرے اور طواف رخصت
 با وضو اہم تشریف کے آخر وہیں (یعنی تیرہویں تاریخ) کرے اور اگر طواف رکن کر

اگر کسی نے طواف رکن کر دیا اور اس کے بعد اس کو وضو کرنا پڑا تو اس کو دوبارہ طواف رکن کرنا پڑے گا
 اگر کسی نے طواف رکن کر دیا اور اس کے بعد اس کو وضو کرنا پڑا تو اس کو دوبارہ طواف رکن کرنا پڑے گا
 اگر کسی نے طواف رکن کر دیا اور اس کے بعد اس کو وضو کرنا پڑا تو اس کو دوبارہ طواف رکن کرنا پڑے گا
 اگر کسی نے طواف رکن کر دیا اور اس کے بعد اس کو وضو کرنا پڑا تو اس کو دوبارہ طواف رکن کرنا پڑے گا

حالت جنابت میں کرے تو دودم (واجب ہوئے) ہیں۔ اور بکری یا بکری کے بچے کو اگر
 عمرہ کا طواف اور سعی میوضو کرے لیکن اس عمرہ اور سعی کا دوبارہ کرنا لازم نہیں۔
 اور بکری ہو اگر سعی چوڑی یا عرفات پر نہ ہو امام سے پیشتر چلا آوے یا غزوہ میں نہ ہوا
 چوڑی یا سب دنوں کی کنکریں ہارنے کو خواہ ایک دن کی کنکریں ہارنے کو ترک کرے
 یا بال بارہویں تاریخ کے بعد منڈاؤے یا طواف رکن کو بارہویں کے بعد کرے یا اسکو
 حرم کے باہر حل میں منڈاؤے۔ اور اگر قرآن کریم والا ذبح سے پیشتر سر کے بال
 منڈاؤے تو دودم دینے لازم ہونگے **فصل** اگر کوئی محرم شکار کو مار ڈالے
 یا ایسی شخص کو شکار بتلا دے جو اسکو مار ڈالے تو اس پر جزا واجب ہوتی ہے اور
 (خاکسار کی) وہ قیمت ہو جو دو مرد عادل اس کے مار ڈالنے کی جگہ میں یا اسکو قز
 شہر دین (اور امام شافعی کے نزدیک صورت مذکورہ میں اس شکار کی صورت کا
 جانور واجب ہوتا ہو اور دلیل اوپر بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہو کہ مثل
 شکار پر تم میں سے دو صاحب عدل حکم کریں اگر صورت کا مثل ایسی ہو مراد لیا
 جاوے تو وہ شخصوں کے حکم کی کیا حاجت ہو صورت کے یکساں ہونے کو تو
 ہر کس اور ناکس پہنچتا ہو پس ضرور ہوا کہ مثل سے غرض ال میں یکساں ہونا ہو اور
 وہ قیمت ہو صورت نہیں) پس اس قیمت سے بڑے خرید کر کے ذبح کرے اگر قیمت
 ہدی کی گنجائش ہو اور اگر اتنی قیمت نہ ہو تو اس سے بچو اور گھوٹ خرید کر مساکین پر
 صدقہ کرے مثل صدقہ فطر کے (یعنی ہر مسکین کو ایک صاع جو اور نصف صاع گھوٹ
 ہے) یا ہر مسکین کے یہ صدقہ کی عوض میں ایک روزہ رکھے (یعنی حساب کرے
 کہ بچہ اناج کتنے مساکین کو تقسیم ہو گا اور بقدر روزہ رکھے اور اگر حساب میں نہ

فصل

کو دیگر نصف صالح سو کم بچ رہے تو اسکو خیرات کرو یا اس کے عوض ایک دن روزہ رکھے۔ اور اگر شکار کو زخمی کرے یا اسکا عضو کاٹ ڈالے یا بال اکھاڑ کر (ان افعال سے) جس قدر نقصان شکار کی قیمت میں ہو جاویں اس قدر دام لیکر مدد کر دیں۔ اور اگر شکار کے شہپر اکھاڑ دے یا اس کے اتھار پاؤ کاٹ ڈالے یا اسکا دودھ دے دے یا اسکا اندھا ٹوڑے یا اس میں سے مردہ بچہ نکلے تو (ان سب صورتوں میں ہر ایک کی پوری قیمت واجب ہوگی۔ اور کوئے اور چیل اور پیٹرنے اور سپا اور بچھو اور جوہی اور باؤلے کتو اور چھتر اور چینی اور پشوا اور بھنی اور چھوڑ کے مار ڈالنے سے کچھ لازم نہیں ہوتا اور جون اور پیٹرنی کے مار ڈالنے میں جو چاہے صدقہ دے (مثلاً ایک ٹٹھی اناج خواہ اور ایسی ہی چیز دیدے۔ اور درندہ مار ڈالنے میں ایک بکری سو زیادہ قیمت کیجا دیگی) (یعنی اگر یہ قیمت درندہ کی زیادہ ہو مگر بکری سو زیادہ واجب نہیں ہوتی) اور اگر درندہ محرم پر حمل کرے تو اسکو مار ڈالنے سے کچھ واجب نہیں ہوتا) بخلاف نلے اختیار کے (یعنی اگر محرم ہو کہ سو مجبور ہو کر شکار کو کھانیکے لٹو ماری تو اس پر جزا لازم آتی ہے) اور محرم کو ذبیح کرنا بکری اور گائے اور اونٹ اور مرغی اور گہر کی پلی بطخ کا جائز ہے اور اگر باموز کبوتر کو یا پلے ہوئی بزن کو ذبیح کرے تو جزا لازم ہوتی ہے۔ اور اگر محرم کسی شکار کو ذبیح کرے تو وہ حرام ہو جاتا اور تاوان دے اگر اسکو کھالے (یعنی ذبح کئے ہوئے کو کھالے تو قیمت اسکی مساکنہ صدقہ کرے) اور اگر اس جانور کو دوسرا محرم کھالے تو اس پر کچھ (تاوان) واجب نہیں۔ اور محرم کو اس شکار کا گوشت حلال ہے جسکو جلال شخص نے مار کر ذبح کیا ہو بشرطیکہ محرم نے اسکو شکار نہ بتلایا ہو اور نہ حکم شکار مارنیکا کیا ہو۔ اور مرد حلال اگر محرم

یہ ہے
یعنی اگر درندہ
شکار کو مارے تو
اسکو کھالے
تو اس پر جزا لازم
آتی ہے
اور اگر اسکو
کھالے تو اس پر
جزا لازم نہیں
آتی

شکار کو ذبح کر کے نواد جب ہی کہ اس کی قیمت خیرات کر دے نہ روزہ رکھنا (یعنی روزہ
 نہ کر ہی جیسا شکار مارنے میں رکھنا تھا) اور جو شخص کہ حرم میں شکار ساتھ لادے تو اسکو
 چوڑ دینا چاہیے پس اگر اسکو بیچ سکے اور شکار موجود ہو تو اس بیع کو واپس کرنا
 چاہیے اور اگر شکار مر جائے تو اس شخص یا بیع پر جواز لازم ہوگی۔ اور اگر کوئی شخص حرام
 باندہ ہو اور اس کے گھر میں یا اس کے ساتھ بیچے میں شکار ہو تو اس پر لازم نہیں کہ اس
 شکار کو چوڑ دے۔ اگر کوئی حلال شخص شکار پکڑ کر احرام باندہ۔ لے تو جو کوئی اسکو
 چوڑ دے وہ ڈاٹر بھڑے (اس لئے کہ احرام کی حالت کے سوا میں شکار ممنوع تھا جو
 پکڑنے والا نقصان دہ ہو تو اس کے چوڑ نوالے پر تاوان لازم ہوگا) اور اگر کوئی
 محرم اس شکار کو پکڑے تو چوڑ نیا تاوان نہ ہو (اس لئے کہ پکڑنا شکار کا حالت حرم
 میں ممنوع ہو تو اس کے چوڑ نوالے پر تاوان نہ ہوگا) پر اگر کسی دوسرے محرم نے اسکو
 مار ڈالا تو وہ تو محرم تاوان دین (اول تو شکار پکڑنے کی جہت سے اور دوسرا اس کے
 مار ڈالنے کے سبب) اور جنگی شکار پکڑا تھا وہ اپنا تاوان مار نیا جیسے ہی ہر سے
 (اس لئے کہ اگر وہ نہ مارتا تو شاید پکڑنے والا اس شکار کو خود چوڑ دیتا تو اس کے
 ذمہ گنہہ بھی واجب نہ ہوتا) جو تاوان دینا پڑا تو اس کے مار ڈالنے کی جہت سے دینا پڑا
 پس اگر محرم حرم کا گھاس کاٹے یا اسپا درخت جڑ کیسی ملک نہ ہو اور نہ ان چیزوں میں سے
 ہو جنکو لوگ بربا کرتے ہیں تو اس کی قیمت کا تاوان دے لیکن اگر گھاس اور درخت خشک
 ہو تو اس میں کچھ تاوان نہیں۔ اور حرام ہی حرم کی گھاس کا چرانا اور کاٹنا سوا آؤ خور
 کے (اور وہ ایک گھاس خوشبودار ہو اسکا کاٹ لینا حاجت کیواسطہ درست ہے)
 اور جو قصور النیسو میں کہ اس کے باعث تنہا حج کر نوالے پر ایک ذمہ لازم آتا ہے تو اسکی

چوڑ دینا چاہیے

شکار کا قیمت
 مالک کا روئے

بہت سی قرآن والے پردہ و دم لازم آتے ہیں ایک حج کی واسطے اور ایک عمرہ کے لیے
 مگر ایک صورت میں کہ قرآن والا احرام باندھنے کی جگہ سے بدون احرام کے آگے بڑھ جائے
 تو اس صورت میں تنہا حج کر نیوالے اور قرآن والے پردہ و دم پر ایک دم سے زیادہ لازم نہیں ہے
 اور اگر وہ محرم ملکہ ایک شکار میں تو جزا دو دینی پڑیگی اور اگر وہ حلال ملکہ حرم کا شکار
 مابین تو ایک جزا سے زیادہ لازم نہ ہوگی (اسلئے کہ یہ جزا حرم محترم کی تغلیب کے لئے ہے
 یہ بدوہ ایک ہی ہے اور پہلی جزا احرام میں امر ممنوع کی جیت سے ہو اور وہ دو شخصوں سے
 سرزد ہوا ہو) اور اگر محرم شکار کو نیچے یا خریدی تو یہ خرید و فروخت باطل ہے اور اگر کوئی
 شخص حرم میں سے ہرنی پکڑ لادے اور اس کے بچہ پیدا ہو اور دو نو مر جاوین تو اسکو دو نو
 کا تاوان دینا چاہیے اور اگر وہ ہرنی کا تاوان دیتے چکے اس کے بعد وہ بچے سے اور دو
 مر جاوین تو بچہ کا تاوان نہ ہو

باب میقات پر سے بدون احرام کے آگے بڑھنے کے بیان میں۔ جو شخص
 بدون احرام کے میقات سے گزر جاوے اور پر میقات کو احرام باندھ کر تبتیک کہتا ہو الوٹ
 اور زیادہ دن احرام آگے بڑھ گیا تھا پہر عمرہ کا احرام باندھ لیا اور عمرہ کو فاسد کر کے
 اسکو قضا کیا (اسطرح کہ دوسرا احرام میقات پر سے باندھا) تو (جو) فسخ کرنا (اس کے
 ذمہ میقات پر سے بدون احرام نکل جانیکے باعث لازم ہوا تھا وہ) ساقط ہو جاوے گا۔
 اور اگر کوئی کافر کو کشتی رہنے والا (یا کسی اور شہر کا) بنی عامر کے بائیں کسی اپنے کام کو
 (اور یہ باغ حرم کے باہر میقاتوں کے اندر واقع ہے) تو اس شخص کو کہ میں میں
 احرام داخل ہونا جائز ہے اور (حج کی واسطے) اس شخص کی میقات وہی باغ ہے۔
 اور جو کوئی کہ میں بدون احرام کے داخل ہو پہر اسی سائیں اپنے ذمہ پر کے حج سلام

یہ بیان ہے احرام کی میقاتوں کے بارے میں

نوا کرے تو بعد حج عوفی اس حج کے جو اس کے ذمہ پر کہ میں بعد ہی احرام میں
ہونے سے ہوتا تھا جائز ہوگا اور اگر سال پہلے (یعنی حج اسلام دوسری برس
کرے) تو (اسکی عوض) جائز ہوگا (غرض کہ جو کوئی مکہ میں بدن احرام چلا آتا ہو اور
حج لازم ہو جاتا ہو اور اگر اسی سال میں حج اسلام ادا کرے تو وہ دوسری حج کی ضرورت نہیں
ایک ہی دن کے عوض ہو جائیگا۔)

باب ایک احرام پر دوسرا احرام کر لینے کے بیان میں۔ ایک مکہ کے رہنے والے
نے عمرہ کے طواف کا ایک پہیر کیا پھر حج کا احرام باندھ لیا تو حج کو ترک کرے اور
اُس پر حج اور عمرہ دونوں کی قضا اور دم لازم ہوگا اور اسے ترک کرنے کے حج کے پہیر اگر
حج اور عمرہ کے افعال پہیر ہو کر دی تو جائز ہوگا اور دم لازم آوے گا (کہ مکہ ہو کر
دونوں کو اکٹھا کیا) اور اگر کسی شخص نے حج کا احرام کیا پھر قربانی کے دن (یعنی
دسویں تاریخ) دوسری حج کا احرام کر لیا تو اگر اول حج میں اوستی بال مندا نے میں
اشکوہ و سر ج کرنا لازم ہوگا اور دم دینا نہ پڑیگا اور اگر بال نہ مندا ہی ہوں تو حج
و دم بھی لازم ہوگا اور دم دینا بھی پڑیگا گو بال کتر اوستی یا نہ کتر اوستی (یعنی دوسرے
احرام میں کہ پہلے احرام کے بعد باندھو بال کتر اوستی سے دم سا قفل نہ ہوگا اور کتر اوستی
سے مراد در کرنا بالوں کا ہی خواہ مندا نے سے ہو یا کتر اوستی سے ہو) جو شخص سوا
بال مندا نی کے اپنی عمرہ کے سب افعال سے فارغ ہو جاوے پھر احرام دوسری عمرہ کا
باندھ لے تو اس پر دم لازم آئیگا (اسلمو کہ اوستی و احراموں کو جمع کر دیا) اور جس شخص
نے احرام حج کا باندھا پھر عمرہ کا احرام کر لیا پھر عرفات میں ٹھہرا تو اسے عمرہ کو ترک
کیا اور اگر صرف عرفات کی طرف سے چلے تو (جب تک وہاں توقف نہ کر لیا عمرہ) کا ترک کرنا

ایک ہی دن کے عوض ہو جائیگا۔
حج اسلام دوسری برس
کرے تو (اسکی عوض) جائز ہوگا
غرض کہ جو کوئی مکہ میں بدن احرام
چلا آتا ہو اور حج لازم ہو جاتا ہو
اور اگر اسی سال میں حج اسلام ادا کرے
تو وہ دوسری حج کی ضرورت نہیں
ایک ہی دن کے عوض ہو جائیگا۔

نہوگا۔ پہر اگر حج کا طواف کر کے عمرہ کا احرام باندھ لے اور اس کے احوال بحال ہو تو ذبح کرنا اور سپرد واجب ہو اور مستحب ہو کہ اس عمرہ کو ترک کرے۔ اور اگر قربانی کے دن عمرہ کا احرام باندھ ہی تو عمرہ لازم ہو جاتا ہے مگر اس وقت اس کا ترک کرنا لازم ہے اس عمرہ کی قضا سے دم کے لازم ہو اگر اس وقت عمرہ کو چھوڑا اور حج اور عمرہ کے فرائض دونوں کو تو جائز ہو جاوے گا اور دم دینا پڑے گا اور جس شخص سے حج فوت ہو جائے پہرہ عمرہ یا حج کا احرام کر لے تو وہ دونوں کو اس وقت ترک کرے (اور عمرہ کی قضا میں نہ صرف عمرہ کو ہی اور حج کی قضا میں حج اور عمرہ دونوں کرے)۔

باب حج اور عمرہ سے رکبانیکے بیان میں۔ جو شخص کہ دشمن یا مرض کی جہت سے حج خواہ عمرہ سے ترک کیا ہو اس کو چاہیے کہ ایک بکری روانہ کرے اور اگر قرآن پڑھا ہو تو دو دم روانہ کرے یہ دم اس کی طرف سے ذبح کیا جائے اور اسکے بعد وہ احرام کہو لے اور اس دم کا ذبح ہونا حرم میں چاہیے یہ نہیں کہ قربانی کے روز ذبح ہو۔ اور جو کوئی کہ حج سے ترک کر ملال ہو جاوے تو اس پر قضا ایک حج اور ایک عمرہ کی ہو اور اگر عمرہ سے ترک ہو تو ایک عمرہ کی قضا ہے اور قرآن والے پر ایک حج اور دو عمرہ کی قضا ہے۔ پہر اگر بکری کے روانہ کرنے کے بعد رکاوٹ جاتی رہی اور وہ شخص ہدی کو پکڑ سکتا ہو اور حج ادا کر سکتا ہو تو حج کو چلا جاوے ورنہ سخاوت سے (بہی رکاوٹ کو کافی ہوگی اور حج یا عمرہ کی قضا کر دے) اور جب عرفات میں ٹھہر چکا تو پہرہ کا جانا معتبر نہیں (اس لئے کہ اس کا حج پورا ہو گیا اور جو رکن سب میں عمدہ تہادہ تو ادا ہو گیا باقی رہا طواف رگن اور طواف رخصت اور سر مشدانا تو ان احوال کو دیر ہو ادا کر لیا) اور جو شخص دو رکعتوں سے رکاوٹ کا جاد (یعنی عرفات پر

یہاں تک کہ اگر حج اور عمرہ سے ترک کیا ہو تو ایک بکری روانہ کرے اور اگر قرآن پڑھا ہو تو دو دم روانہ کرے یہ دم اس کی طرف سے ذبح کیا جائے اور اسکے بعد وہ احرام کہو لے اور اس دم کا ذبح ہونا حرم میں چاہیے یہ نہیں کہ قربانی کے روز ذبح ہو۔ اور جو کوئی کہ حج سے ترک کر ملال ہو جاوے تو اس پر قضا ایک حج اور ایک عمرہ کی ہو اور اگر عمرہ سے ترک ہو تو ایک عمرہ کی قضا ہے اور قرآن والے پر ایک حج اور دو عمرہ کی قضا ہے۔ پہر اگر بکری کے روانہ کرنے کے بعد رکاوٹ جاتی رہی اور وہ شخص ہدی کو پکڑ سکتا ہو اور حج ادا کر سکتا ہو تو حج کو چلا جاوے ورنہ سخاوت سے (بہی رکاوٹ کو کافی ہوگی اور حج یا عمرہ کی قضا کر دے) اور جب عرفات میں ٹھہر چکا تو پہرہ کا جانا معتبر نہیں (اس لئے کہ اس کا حج پورا ہو گیا اور جو رکن سب میں عمدہ تہادہ تو ادا ہو گیا باقی رہا طواف رگن اور طواف رخصت اور سر مشدانا تو ان احوال کو دیر ہو ادا کر لیا) اور جو شخص دو رکعتوں سے رکاوٹ کا جاد (یعنی عرفات پر

نہایت بیکر حج و سعی کی طرف سے اس کی جگہ سے کرایا جاوے جہاں وہ رہتا تھا (نہ او جگہ
 سے جہاں نائب مراے) اور جو شخص حج کے لئے اپنی جان یا پ دوز کی طرف سے
 احرام باندھو پہر اس کے بعد انہیں سے ایک کے لئے عین کر دے تو جائز ہوگا۔
باب ہڈی کے یا نہیں (جو حرم میں بیچ کے لئے بھیجاوے) کم سو کم ہڈی بکری
 ہے (کہ او میں کو کتر درست نہیں) اور ہڈی اونٹ اور گامی اور بکری کی ہو سکتی ہے اور
 جو جائز قربانی کے لئے درست ہیں وہ ہڈی میں جائز نہیں اور بکری ہر قسم میں درست ہوگر
 جو طواف فرض (یعنی طواف رکن) ناپاکی میں کیا ہو یا بعد عرفات پر ٹھہرنیکے سمیت کی
 (توان صورت میں بکری جائز نہیں بجز لازم آتا ہے جو اونٹ اور گامی کا ہوتا ہو) اور
 ہڈی نفل اور مستح اور قرآن کا کہنا درست ہو (یعنی اگر صاحب ہڈی چاہے تو انہیں
 سے کہا دے) اور متع اور قرآن کے دم کا ذبح کرنا قربانی کے روز مخصوص میں ہو مرت
 (انہی روز ذبح کرے اور ان کے سوا اور دم جب چاہے ذبح کرے) اور تمام قسم ہڈی
 کا ذبح کرنا حرم میں مخصوص ہے فقیر حرم پر مخصوص نہیں (بلکہ غیر حرم کے فقیر و مکوی
 اٹکا دینا درست ہے) اور واجب نہیں ہڈی کا عرفات کو لیجانا اور ہڈی کی جھول اور
 نیچیل کو صدقہ کر دے اور قصائی کی مزدوری میں سے ہڈی اور بدن سخت ضرورت کے
 اوپر ہوا رہو اور نہ اسکا دودھ نکالے اور اس کے تھنوں پر ٹھنڈا پانی چھڑک دے
 (کہ دودھ نہ ٹپکے کتر زمین جو نفاق کا لفظ ہے وہ نون کے پیش اور قات اور خابہ
 سے آب سرد کے معنوں میں ہے) پس اگر ہڈی واجب مر جاوے یا عین تدار ہو (یعنی
 او میں ایسا عیب ہو جاوے جو ہڈی میں درست نہیں) تو اس کی جگہ دوسری ہڈی قائم
 کرے اور عین تدار اس کی خود کی رہیگی (اور اس کو جو چاہے کرے) اور اگر ہڈی نفل کی ہو

اور صیبار ہو جاوی تو اسکو ذبح کر دی اور اس کے خون کو اس کے منہ پر دے
 اور ایک چہانہ خون کا اُسکی گردن کی طرف لگا دی (جس سے معلوم ہو کہ ہندی جو اور
 اسکو کوئی غنی نہ کہا دے۔ اور) گلاؤہ صفت نعل کے بدنہ اور قرآن اور متع کے
 بدنہ کے گلے میں باندھا جاوے (یعنی لٹکے ہو اور دم مثل بکھانیکے اور قصور کے
 دم کے گلے میں گلاؤہ نہ باندھیں) اور اگر لوگ سیاتکی گواہی دین کہ حاجی عرفات میں
 عرفہ سے ایک روز پہلے ٹھہرے ہیں تو اسکی گواہی قبول کیا دے گی (یعنی دوسرے
 روز پہر عرفات پر ٹھہرنا چاہیے) اور (اگر کچھ گواہی دین کہ) عرفہ سے (ایک روز)
 بعد (ٹھہرے ہیں تو) قبول نہ کیا دے گی (اور مراد گواہی سوانہ ذیچہ کے چاند نہ کہنے
 کی گواہی ہے اسی طرح کہ عرفات پر ٹھہرنا عرفہ کے روز سے ایک دن پہلے یا پیچھے لازم اور
 حاصل نہیں ہو کہ اگر عرفات پر ٹھہرنے کی خطا کا تدارک ممکن ہو تب تو گواہی قبول
 کیا دے گی ورنہ مقبول نہ ہوگی) اور اگر کوئی شخص اول جبرہ کو کنکرن بلان فی کیا رہوین تا
 ترک کرے تو (اسکی قضا میں چاہی) سب کو برتیب کنکرن مارے خواہ منہ اول کو
 مارے (اور یہی حال ہو بارہوین اور تیرہوین تا پنج کا بخلاف روز اول کے یعنی سوین
 کے کہ اس میں سواہی جبرہ عقبہ کے اور جرات کو کنکرن نہیں مارتے) اور جو شخص اپنے
 اوپر حج کو پابیا دہ واجب کر لے مثلاً نذر وغیرہ کسی تو اسکو چاہیے کہ سوار نہ ہو جب تک
 کہ طواف رکن کر لے (اسلئے کہ یہ طواف فرض ہے اور حج کے ارکان اور پرتسام
 ہو جاتے ہیں بعد اس طواف کے اسکو اختیار ہو چاہی سوار ہو یا پیادہ رہی) اور جو
 شخص کہ محرم لوندی خریدے (اور اُس سے صحبت چاہے تو) چاہیے کہ ہیکو حل
 کر لے پہر صحبت کرے (یعنی لوندی کے احرام میں یہ بچا ہیے کہ اُس سے صحبت

کری اور اپنی صحبت سے اسکو حلال کرے بلکہ پہلے اسکو حلال کرے پھر صحبت کری
واللہ اعلم بالصواب (۵)

کتاب النکاح

شرعیہ

اسمین نکاح کا بیان ہو جانا چاہیے کہ نکاح دنیا کی ضروری باتو میں سے ہی مثل کہانے
اور پنیر اور لباس اور شو کے مکان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ نکاح کرنا
میری سنت سے ہے جو شخص کہ میری سنت سے منہ پھیرے وہ میری امت میں کسی اور
طریق پر نہیں) نکاح ایک معاملہ ہے کہ عورت سے فائدہ لینے کے لئے قصد اہر کرنا ہی
(یعنی اس معاملہ میں قصد اہلی صحبت کا حلال کرنا ہوتا ہے اور نہ لوثہ ہی کے نزدیک ہے
میں بھی صحبت حلال ہو جاتی ہے مگر قصد اہلی سے نہیں ہوتی بلکہ اول ایک اس لوثہ ہی
کی خود کی ہوتی ہے اسکی تبعیت میں صحبت حلال ہو جاتی ہے) اور نکاح سنت ہے اور
جبکہ خواہش صحبت زیادہ ہو اور عورت میں نکاح واجب ہے (تاکہ زنا میں مبتلا ہونے سے
محفوظ رہے) اور نکاح (ایک کے) ایجاب اور (دوسرے کے) قبول سے ہو جاتا ہے (مگر شرط
ہے کہ ایجاب اور قبول ایسے الفاظ سے ہوں جو زمانہ گذشتہ کے لئے بنائے گئے ہوں
(خواہ) دو دفعہ (زمانہ گذشتہ کے لئے موضوع ہوں) یا ایک (مثلاً مرد کہو کہ میں نے
تجہ سے نکاح کیا اور عورت کہے کہ میں نے قبول کیا یہاں دو دفعہ مضی ہیں یا عورت کہے
مجہ سے یاہ کر لے اور مرد کہے کہ میں نے تجہ سے یاہ کر لیا اسمین ایک لفظ مضی ہے)
اور نکاح لفظ نکاح اور تزویج اور آن لفظوں سے درست ہوتا ہے جو اسوقت چیز
کے مالک کر دینے کے لئے بنائے گئے ہیں مثلاً بے کے لفظ سے درست ہو جاتا ہے لیکن
اجارہ کے لفظ سے درست نہیں ہوگا اسلئے کہ لفظ اجارہ چیز کی ملکیت کیواسطے نہیں بنا

بلکہ نفع کے مالک کر دینے کو بنا ہو اور وصیت کے لفظ سے بھی درست نہیں
اس لئے کہ وصیت اسی وقت چیز کی ملکیت کے لئے نہیں ہے بلکہ بعد موت کے مالک کے دینے
کو نہیں ہے اور (شرط یہ ہے کہ ایجاب قبول) و آواز مرد و زن خواہ ایک ساتھ یا جدا
و آواز و حور فرنگ کے سامنے ہوا و ردہ و دونو عاتل اور بالغ اور مسلمان و نابالغ اگرچہ
گناہگار ہوں یا گالی دینے کے بدلے میں انکو نذر شرعی ہو ہی ہو یا دونو بالغ جو یوں
یا دونو خاندانی کی اولاد ہوں۔ اور اگر کوئی مسلمان مرد کسی دوسری عورت سے و دوسری
کے سامنے نکاح کرے (یعنی گواہ نکاح کے دونوں ہوں) تو (یہ نکاح) درست ہے
اور جس شخص نے کسی دوسری سے کہا کہ میری منی لڑکی کا نکاح کر دو اور اس منی لڑکی
کے سامنے نکاح کر دیا اور باپ موجود تھا تو نکاح درست ہو گا اور اگر وہ موجود نہ ہو گا
(نکاح) درست نہ ہو گا (اس لئے کہ باپ کے موجود ہونے سے باپ خود نکاح پڑھنے والا
مانا جاوے گا اور وہ مرد اجنبی اور ایک جبکہ نکاح کر دینے کو کہا تھا و دونو گواہ شہرہ کے
اور اگر باپ موجود نہ ہو گا تو صرف ایک شخص اجنبی گواہ رہے گا اور یہ درست نہیں)
فصل ان حور و نون کے بیان میں جنس و نکاح کرنا حرام ہے۔ حرام ہو نکاح کرنا
ان سے اور بیٹی سے اگرچہ دور کی ہوں (یعنی نانی ہو یا دای یا نو اسی ہو یا پوتی
ایک مرتبہ کی ہو یا کئی مرتبہ کی) اور (حرام ہو نکاح کرنا) اپنی بہن اور بھانجی اور بھتیجی اور
چھوٹی اور والدہ اور ساس اور اپنی بیٹی کی لڑکی سے بشرطیکہ بیٹی سے صحبت کر چکا ہو
(اور اگر صحبت نہ کی ہو تو نکاح اس کی لڑکی سے درست ہے) اور اپنی باپ کی بیٹی سے
اور اپنی بہن سے اگرچہ باپ اور بیٹا دور کا ہو (یعنی دادا ہو یا پوتا یا نانی بیٹی سے
نکاح کرنا حرام ہے) اور یہ سب رشتے دودہ کے ماتے سے بھی حرام ہیں (جیسے)

اپنی لونڈی سے نکاح کرنا اور غلام کو اپنی مالکہ سے نکاح کرنا اور مسلمان کو مجوسی اور بت پرست عورت سے نکاح کرنا (ناجائز ہے) اور درست ہو کہ بانیہ عورت کے (یعنی یہودی خواہ نصرانی سے) نکاح کرنا اور صائبہ عورت سے (نکاح کرنا صائبہ ایک فرقہ نصاریٰ کا ہے جو زیور پڑھتے ہیں اور بعضے مسلمانوں کی تعظیم کرتے ہیں لیکن انکی تعظیم عبادت کے طور پر نہیں کرتے تاکہ مشرک ہو جاویں) اور (درست ہے) احرام دالی عورت سے (نکاح کرنا) اگرچہ مرد بھی محرم ہو اور دوسرے کی لونڈی سے (نکاح کرنا) گو (وہ لونڈی) اہل کتاب (ہیں) ہو اور (درست ہی) لونڈی (کے نکاح) پر آزاد عورت سے نکاح کرنا نہ اسکا عکس (یعنی یہہ جائز نہیں کہ آزاد عورت اگر نکاح میں ہو تو اس پر لونڈی سے نکاح کرے) گو (یہ لونڈی کا نکاح اُس عورت آزاد کی حدت کے دونوں میں ہو) تاہم جائز ہو گا) اور نکاح کرنا صرف چار عورتوں آزاد کا خواہ چار لونڈیوں کا درست ہے (یعنی چار عورتوں کے سوا نکاح میں جمع کرنا درست نہیں خواہ وہ آزاد ہوں یا لونڈیاں) اور غلام کو صرف دو عورتوں سے نکاح کرنا درست ہو (خواہ آزاد ہوں یا لونڈیاں) اور نکاح اس عورت کا جسکو زنا سے پیٹ ہو درست ہو نہ دوسری طرح کا پیٹ (یعنی جس عورت کا حمل زنا سے ہو اسکا نکاح درست نہیں) اور جائز ہو نکاح اس عورت کا جسکو صحبت ملک کی عیث یا زنا کے طور کی ہو (یعنی بعد صحبت کے نکاح اُس سے درست ہی) اور (درست ہے نکاح) اُس عورت کا جو حرام عورت کے ساتھ عقد میں آئی ہو (اس طرح کہ ایک عقد میں دو عورتوں سے نکاح کیا کہ ایک اُن دونوں میں سے دوسرے پر حرام نہ ہو دوسری کا نکاح درست ہو گا) اور مہر جتنا ٹھہرایا ہو تمام در کمال اُس حلال عورت کا ہو گا (اُس حرام

عورت کو کچھ نہ کیا) اور باطل سے نکل کر معتد اور بیعادی (معتد کیفیت یہ ہے کہ کسی عورت سے کہے کہ مجھے سوا مقصد پر پہنچانے تاکہ میں تجھے سوا مقصد پر پہنچاؤں کام نکالوں اور یہ معاملہ شروع اسلام میں شروع ہوا پہر مفسوم ہو گیا اور بیعادی نکاح کی صورت یہ ہے کہ کسی عورت سے نکاح کی مشیروں کے ساتھ نکاح کرے اور کہی کہ میں نے ایک جینے کی واسطے تجھ سے نکاح کیا ہے اس نکاح کا حال بھی معتد کا سا ہے اور جائز ہے مرد کو محبت کرنی ایسی عورت سے جو یہ دعویٰ کرے کہ تو نے مجھ سے نکاح کیا ہے اور گواہوں کی روشی اور حکم نکاح کا کر دیا جائے حالانکہ (واقع میں) نکاح ہوا ہو (یعنی ایک عورت نے قاضی کے سامنے دعویٰ کیا کہ اس مرد نے مجھ سے نکاح کیا ہے اور اس دعویٰ پر گواہ گزرائے اور قاضی نے گواہی مانکر دو نو میں حکم نکاح کا کر دیا تو اس عورت میں اس مرد کو اس عورت سے محبت کرنی جائز ہے گو واقع میں نکاح نہیں ہوا تھا اور گواہوں نے جوٹی گواہی دی تھی اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا خلافت ہے وہ کہتے ہیں کہ چونکہ حقیقت میں نکاح نہ تھا اس لئے محبت درست نہیں اور دلیل امام اعظم علی یہ ہے کہ اگر پہلے نکاح نہ تھا تو اب ہو گیا یعنی قاضی کے حکم نے گویا نیا عقد کر دیا لیکن یہ عورت کا حلال ہو جانا اس امر پر مشروط ہے کہ کوئی اور سبب نکاح کا اس مرد و عورت میں نہ ہو مثلاً ایک دوسرے کے محرم نہ ہوں اور دودہ کا رشتہ نہ ہو اور روایت میم ہے کہ یہ مقدمہ حضرت علیؓ کی خلافت میں واقع ہوا تھا کہ ایک شخص نے ایک عورت پر دعویٰ نکاح کا کیا اور جوئے گواہ گزرائے حضرت علیؓ نے ان دو نو میں نکاح کا حکم کر دیا عورت نے عرض کیا کہ بہتر اگر اب کچھ چارہ نہیں تو میرا نکاح اس مرد سے کرو و اسلام کو واقع میں نکاح نہیں ہوا آپ نے فرمایا کہ انہیں گواہوں

نے تیرا نکاح کر دیا یعنی حاجت دوسرے نکاح کی نہیں ہے

باب بیان میں ولیوں اور کفوؤں (یعنی ہمہ تن) کے جو عورت کے آزاد اور باطل اور بالغ ہوا ہوا نکاح بدون اجازت اوس کے ولی کے جائز ہے (اور اس سلسلہ میں امام شافعیؒ کا خلاف ہے کہ اوس کے نزدیک بدون ولی کی اجازت کے نکاح نہیں ہوتا اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہے کہ آیات قرآنی میں معاملات کی نسبت عورتوں کو بہت جگہ ہی خاص ہے اس آیت میں **فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ تَقِيْلُوْهُ** اور اس آیت میں **فَاِنْ تَخَافُوْنَ اَنْ لَا تَقِيْلُوْهُ** اور اگر عورت یعنی کنواری اگر بالغ ہو تو ولی کو نہیں پوچھتا کہ زیر دستی ہو اس کا نکاح کر دے (اس سلسلہ میں بھی امام شافعی رحمہ کا خلاف ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول اللہ صلعم کا ہے کہ کنواری سے اوس کے خود کو یا نہیں اجازت طلب کیا اور اس کا چپ ہونا اجازت ہے اور اس کو موافق بہت سے فقہین میں ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد اور دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے) پس اگر ولی نے کنواری سے اجازت مانگی اور وہ چپ ہو رہی یا ہنس رہی یا کھڑے کہ ولی نے اس کا نکاح کر دیا اور وہ نکاح کو شکر چپ ہو رہی تو یہہ اذن میں داخل ہے لیکن اگر ایسا شخص اجازت مانگے جو ولی نہ ہو تو زبان سے اجازت دینی ضرور ہے جیسے اس عورت کی اجازت جو کنواری نہ ہو (یعنی اس کا چپ رہنا یا ہنس دینا اجازت میں کافی نہیں زبان سے کہنا مستحب ہے) اور جس عورت کی بکارت کو دے نہ خواہ حیض سے خواہ زخم سے خواہ بہت دنوں ٹھہرنے سے خواہ زمانہ سے جاتی رہی ہو تو وہ (زیر دستی نکاح کرنے اور اجازت مانگنے میں مثل کنواری کے) ہے اور اگر عورت اور شوہر

بہت سے روایتیں ہیں کہ اگر عورت نکاح کرے تو اس کے نکاح صحیح ہے

بہت سے روایتیں ہیں کہ اگر عورت نکاح کرے تو اس کے نکاح صحیح ہے

بہت سے روایتیں ہیں کہ اگر عورت نکاح کرے تو اس کے نکاح صحیح ہے

چپ رہنے میں مختلف ہوں تو عورت کا قول تیسرے کو اور ولی کو اختیار ہی ہوتا ہے
 لڑکے اور لڑکی کے نکاح کرنے کا (خواہ ولی باپ ہو یا کوئی اور) اور ولی عصب
 برتا ہے وراثت کی ترتیب پر (یعنی جو شخص ارث میں مقدم ہو وہ ولی نکاح ہونے
 میں بھی مقدم ہے) اور ان دونوں کو بعد بالغ ہونے کے اختیار عقد کے توڑنے کا ہی
 بشرطیکہ نکاح باپ وادی کے ہوا کسی اور نے کیا ہو اور قاضی کا حکم (بھی واسطے
 اس عقد کے توڑنے کے) شرط ہے (یعنی نابالغ کو چاہیے کہ بعد بالغ ہونے کے قاضی
 کے یہاں رجوع کرے تاکہ وہ اس نکاح کو توڑ دے) اور صغیر کا اختیار جانا
 رہتا ہے جس صورت میں کہ حال نکاح کا اودھنے اپنے کنوارے پن میں جانا اور بعد
 بالغ ہونے کے چپ نور ہی اور صغیر کا اختیار بعد بلوغ کے چپ رہنے سے نہیں
 جاتا جب تک قاضی نہ ہو جاوے گورضامندی حال کی دلالت سے معلوم ہوتی ہو۔ اور اگر
 ان دونوں میں سے نکاح کے ٹوٹنے سے پیشتر کوئی مر جاوے گا تو دوسرا دسکے ترکہ کی
 وراثت پا دے گا اور غلام اور نابالغ اور دیوانہ کو ولی ہونے کا حق نہیں اور نہ مرد
 کا فرسلمان عورت کا ولی ہو سکے۔ اور جس صورت میں کہ عورت کے کوئی عصب نہ ہو
 ولایت ان کو ہے پہر حقیقی بہن کو پہر عسکاتی بہن کو پہر اخیانی یا بی بی یا بہن کو
 پہر ذوی الارحام کو (مثلاً نواسہ کو یا بھانجہ کو) اور اگر کچھ بھی نہ ہو تو حاکم کو حق
 ولایت ہے (یعنی بادشاہ یا قاضی کو)۔ اور اگر ولی قریب موجود نہ ہو بلکہ اسنے فاسدہ پر
 کہ دامن تک جانے میں نماز قصر سے پرہیز جاوے تو دور کے ولی کو اختیار نکاح کے توڑ
 کا ہے اور اسکا نکاح کیا ہو اقرب تر کے ولی کے آنے سے جاتا نہ ہوگا (بلکہ بدستور
 صحیح ہوگا) اور دیوانہ عورت کا ولی اور اسکا لڑکا ہوتا ہے باپ نہیں ہوتا + + +

فصل جو عورت غیر کفو سے نکاح کر لے تو دینی خاوندی نبی کو جدا کر دے اور
 خور سے سے ولین کاراضی ہونا ایسا ہی جیسا سبکاراضی ہونا اور اسکے خاوند
 سے مہر کا لینا یا اور اس پر حلی بات کرنی (مثلاً اسکے جہیز کا سامان کر دینا) رضا
 ہے چپ ہو رہنا رضامندی نہیں۔ اور ہمیں اور برابری نکاح میں نسب کی راہ سے
 معتبر ہوتی ہے پس قریشی آپس میں ایک دوسرے کو اور برابر میں اور عرب کے لوگ سوای
 قریش کے سب آپس میں کو اور (برابری کا اعتبار) آزادی اور مسلمان ہونے میں
 (بھی پائیے) اور جس کا باپ اور دادا آزاد اور مسلمان ہو وہ مثل اس شخص کے ہو جسکی
 پشت پشت ایسی ہی ہوں (یعنی جو شخص باپ اور دادا سے مسلمان اور آزاد ہو
 وہ ایسے شخص کا کفو ہے جسکی بہت پشتیں آزاد مسلمان ہوں) اور (برابری کا اعتبار)
 پر میرا کاری اور بدکاری اور توانگری اور پیشہ داری کی راہ سے (بھی چاہیے جیسے
 نوادر اور بڑھئی اور چولا یا اور گندہی اور چار اور چار دیکش کہ ان میں سے ہر ایک اپنے
 ہم پیشہ کی برابر میں) اور اگر عورت اپنے نکاح میں مہر مثل سے گھٹا دی تو وہی کو خضیا
 ہے کہ نکاح کو توڑ دی یا مہر کو کامل کر دے اور اگر کوئی شخص اپنے بچہ کا نکاح غیر کفو
 سے کر دی یا مہر بہت سا گھٹا کر باندھے تو نکاح درست ہو مگر سوا باپ اور دادا
 کے اور کسیکو بھید امر جائز نہیں فصل چچا کے بیٹے کو اختیار ہو کہ اپنے چچا کی دختر
 کا نکاح اپنے آپ سے کر لے اور (اگر عورت نے کسیکو) وکیل (اپنے نکاح کر سکتا
 کا کیا ہو تو اس) کو بھی اختیار ہے (کہ اس) وکیل کرنے والی کو اپنی نکاح میں لے آوی
 (اے سئلے کہ یہ دونو اگر اپنے بھائی کسی دوسری عورتوں کا نکاح کر دیں تو جائز
 ہوتا ہے اگر خود اپنی ذات سے کر لینگے تب بھی درست ہوگا) اور اگر غلام یا لونڈی بدو

اجازت آقا کے اپنا نکاح کر لے تو یہ نکاح آقا کی اجازت پر موقوف رہیگا جیسے
 فصولی کا نکاح (کہ وہ بھی طرفین کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر وہ اجازت دین
 تو درست ہو جاتا ہے ورنہ باطل نکاح میں فصولی اس کو کہتے ہیں کہ مرد و عورت کی اجازت
 کے بعد دن خواہ بغیر ایک کی اجازت کے بالا بالا نکاح کر دے) اور نصف عقد غائب
 شخص کے قبول کرنے پر موقوف نہیں رہتا (یعنی اگر ایک طرف سے ایجاب ہوا اور دوسری
 جانب وہاں موجود نہیں تو پہلے ایسا کسی نہی پر موقوف نہ رہیگا بلکہ اس کے آنے کے بعد
 نئے سرے سے ایجاب کرنا چاہیے پہلا ایجاب جو ہوا تھا بیکار گیا) اور اگر کسی شخص نے
 دوسرے کو دکیل کیا ہو کہ میرا نکاح ایک عورت سے کر دے اور وہ دو عورتوں سے ہوگا
 عقد کر دے تو وہ شخص اس کے حکم کا خلاف کرنے والا ہوگا (یعنی اس کا عقیدہ کفرانسی
 اجازت پر موقوف رہیگا) اور اگر لونڈی سے اس کا عقد کر دے گا تو (پہلی ہی اجازت
 سے) جائز ہوگا۔

باب مہر کے یا نہیں۔ نکاح بدون ذکر مہر کے بھی درست ہے اور مہر کم سے کم دشل
 درم ہے (اور امام شافعی کے نزدیک جو چیز کہ کسی کا آمد شے کی قیمت ہو سکے خواہ
 تھوڑی ہو یا بہت وہ مہر ہونے کی لیاقت رکھتی ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول
 صلعم کا ہے کہ مہر دشل درم سے کم نہیں روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے اور قول
 حضرت علیؓ گرم اللہ وجہہ کا بھی ایسا ہی ہے روایت کیا اس کو دارقطنی اور بیہقی نے
 پس اگر مہر دشل درم ٹھہرایا یا اس سے کم تو محبت کرنے سے خواہ میان بیبی میں سے
 ایک کے مرجانے سے دشل درم واجب ہو جاتے ہیں اور قبل محبت کے طلاق دید
 سے مہر مذکور آدھا رہ جاتا ہے۔ اور اگر مہر معین نکلیا ہو یا یہ کہ مہر مذکور (ان

سور تو نہیں (عورت کو مہر مثل) (یعنی اسن جیسی عورت کا مہر) بشرط صحبت یا مرجا
 خاوند کے ملیگا اور اگر صحبت سے پیشتر خاوند اسکو چھوڑ دے تو جوڑا ملیگا اور اسن
 تین کپڑے ہیں یا تین اور دامنی اور چادر اور جو چیز کہ عقد نکاح کے بعد ٹھہری ہو
 یا مہر پر برائی گئی ہو اسکو نصف نکرین (یعنی اگر صحبت سے پیشتر طلاق دین تو اصل
 مہر کا نصف دلا دین جو زیادتی بعد ہوئی ہو اسکو نصف نکرین) اور جائز ہی عورت کا
 اپنے مہر کو گھٹا دینا (یعنی اگر مہر زیادہ بندھا ہو اور عورت کہے کہ میں اسقدر کم
 کئے دیتی ہوں تو جائز ہے) اور عورت سے خلوت کرنی بدون مرض کے (کہ خود
 مریض ہو نہ عورت) اور بدون حیض اور بدون اپنا اور اس کے اجرام کے اور بدون
 روزہ فرض کے صحبت کر نیک حکم میں ہے اگرچہ مرد ذکر کٹا یا نامرد یا حصیہ نکالا ہو
 (کہ ان سب کا عورت کے ساتھ علحدہ ہونا ایسی طرح کہ غدر شرعی صحبت کے منکریکا
 موجود نہ ہو خلوت صحیح ہوتی ہے) اور عورت کو ان سب صورتوں میں (ببطلان
 کے یا خاوند کے مرنیکے احتیاطاً) عدت واجب ہے (اگرچہ واقع میں صحبت کا ہونا
 ان شخصوں سے محال ہے) اور مستحب ہے جوڑا دینا سوا موقوفہ ہے ہر ایک طلاق دالی
 عورت کو (خواہ اس سے صحبت کی ہو یا نہیں اور اگر موقوفہ کو پہلے صحبت کے طلاق
 دی ہو تو اسکو جوڑا دینا واجب ہے اور موقوفہ وہ عورت ہے جسکا نکاح بدون ذکر
 مہر کے ہوا ہو) اور نکاح شغار میں مہر مثل واجب ہے (اور شغار اس نکاح کو کہتے
 ہیں کہ ایک شخص اپنی لڑکی جو بچکانہ نکاح سے کسی شخص سے اس شرط سے کہ وہ اسکی اپنی لڑکی خواہ
 کو اول شخص سے بنا دے اور سوا اس شرط کو اور مہر کچھ ٹھہریں یا بیس صورتیں بیشہ طلع ہوگی اور مہر مثل
 لازم آوے گا) اور اگر نکاح اس شرط پر کیا کہ شوہر آزاد مشکوٰۃ کی قیمت بجالا دے گا اس کو قرآن

پڑا اور کچا تو ان دو نو میور توں میں بھی مثل واجب ہو جاوے (نہ خدمت اور قرآن پڑانا)
 ان اگر شوہر غلام ہو (اور شرط خدمت کرے) تو البتہ (ایسویرتین) عورت کو (بکائی
 میں مثل کے شوہر سے خدمت لینے لایم ہوگی اور اگر کسی عورت کا ہزار ہزار خاوند
 سے ہزار ہر کی بابت لیکر اوسکو مہر کر دے تو پھر اس عورت کو محبت سے پہلے طلاق دینی
 تو خاوند آدمی مہر یعنی پانسو عورت سے اور لے (اوسو ہٹیکہ ہزار جو مہر کے وہ جب تو
 وہ اوسو دے تو پھر اگر پہلے محبت کے طلاق دیدے تو اس کے ذمہ صرف پانسو ہی
 ہو تو اسکو پانسو عورت سے مہر لے دے اور وہ جو ہزار لے جاوے وہ مہر کے تھو مہر سے
 انکو کچھ علاقہ نہیں) پھر اگر ایسی عورت ہو کہ عورت ہزار نہ لے یا پانسو ہی لے اور
 ہزار خاوند کو مہر کرے یا جو اسباب کہ مہر میں تھا اوسکو قبضہ کرنے سے پہلے یا
 پیچھے خاوند کو مہر کر دے اور پھر محبت سے پہلے طلاق دے جاوے تو اس صورت میں خاوند
 اس سے کچھ نہ پھرے (ایسکے کہ ایسویرتین عورت کے پاس کچھ زائہ نہیں پونچھا
 کہ خاوند اس سے واپس کرے اور صورت مہر کے اسباب کو قبضہ سے پہلے مہر
 کرنیکی جیسے کہ خاوند نے کوئی چیز مہر کے ادا کرنے کو ٹھہرائی تھی عورت نے وہ چیز
 مول لیکر خاوند کو مہر کر دی) اور اگر کسی عورت سے اس شرط سے نکاح کیا کہ اوسکو
 اوسکے وطن سے باہر نہ لیجاوے گا یا اوسپر دوسرا نکاح نہ کر دے گا اور ہزار مہر کے ٹھہرا
 یا یہ شرط کی کہ اگر اوسکو اوسکے وطن میں رکھو گا تو ہزار دے گا اور وطن سے جا
 لیجاوے گا تو وہ ہزار دے گا پس اگر شرط کو پورا کیا اور اوسکے وطن ہی میں رہا تب تو
 اُسکو ہزار دینی پڑینگے اور اگر (شرط) پوری نہ کی (اور اوسکے وطن میں اوسکے ساتھ
 نہ ٹھہرا) تو اوسکو مہر مثل دینا ہوگا اور اگر عورت کا نکاح میں دو غلاموں سے کیا کہ

کہا (معین نکاح کیا کہ کو نسا ہو اور ان دو نو غلاموں کی قیمت مختلف ہے) تو (اس صورت میں)
 مہر مثل (کو) حکم کیا جاوے گا (یعنی مہر مثل جس غلام کی قیمت کے موافق ہو گا وہی
 غلام مہر میں رہے گا) اور اگر نکاح کیا کسی گھوڑے یا گدھ کی عوض (یعنی گھوڑا اور گدھا
 معین نکاح) تو بیع کی جنس دینی واجب ہوگی (یعنی نہ بہت اچھا نہ بہت بُرا دینا پڑے گا)
 خواہ میانہ جانور کی قیمت واجب ہوگی اور اگر مہر ایک تہائی کڑے کا مقرر کیا یا شراب
 یا سُور (کو ٹھہرایا) یا کہا (کہ) اس سرکہ پر (نکاح کرنا ہوں) اور وہ شراب تہی یا (کہا کہ)
 اس غلام خاص پر اور وہ آزاد تھا تو (ان سب صورتوں میں) مہر مثل واجب ہے۔ اور
 اگر دو غلاموں معین کو مہر ٹھہرایا اور (ان میں سے) ایک آزاد نکلا تو مہر (صرف ہی)
 غلام (باقیمانہ) ہوگا اور نکاح فاسد میں مہر مثل صرف صحبت سے واجب ہوتا ہے
 اور وہ بھی (جب قدر خاوند بی بی نے) مقرر (کیا تھا اس) مقدار سے زائد دینا سچا ہے
 اور نکاح فاسد سے بچہ کا نسب ثابت ہوتا ہے (یعنی دلہ الزنا نہ کہلا دیگا) اور عدت
 بھی (عورت پر لازم ہوتی ہے) اور مہر مثل عورت کے باپ کی قوم کا معتبر ہوتا ہے
 جب دو نو (عورتیں) عمر (میں) اور خوبصورتی (میں) اور مال اور شہر اور زمانہ اور عقل
 اور دینداری اور کنوار سی ہونے میں برابر ہوں اور اگر (اس طرح کی عورت باپ کی قوم میں
 پائی جاوے تو اجنبی عورت کا) جو اس کی برابران چیزوں میں ہو مہر معتبر ہوگا) اور اگر
 عورت کا ولی (خاوند کی طرف سے) مہر کا ضامن ہو جاوے تو درست ہے اور عورت کو
 (اس صورت میں) اختیار ہے چاہے مہر کا مطالبہ اپنے ولی (خاوند) سے کرے خواہ خاوند
 (مانے) اور عورت کو پوچھتا ہے کہ اپنی عہ کے لینے کی واسطے فرد کو صحبت کرنے سے اور دوسرے
 شہر میں لیجانے سے روکے گو (اول اس سے) صحبت کر چکا ہو اور اگر عورت دوسرے مہر کی

مہر مثل کی قیمت کا
 حکم ہے جو غلام کی
 قیمت کے موافق ہوگا
 اور اگر نکاح کسی
 گھوڑے یا گدھ کی
 عوض ہوگا تو بیع
 کی جنس دینی واجب
 ہوگی اور اگر مہر
 ایک تہائی کڑے کا
 مقرر کیا یا شراب
 یا سُور (کو ٹھہرایا)
 یا کہا (کہ) اس سرکہ
 پر (نکاح کرنا ہوں)
 اور وہ شراب تہی یا
 (کہا کہ) اس غلام
 خاص پر اور وہ آزاد
 تھا تو (ان سب صورتوں
 میں) مہر مثل واجب
 ہے۔ اور اگر دو غلاموں
 معین کو مہر ٹھہرایا
 اور (ان میں سے) ایک
 آزاد نکلا تو مہر
 (صرف ہی) غلام
 (باقیمانہ) ہوگا اور
 نکاح فاسد میں مہر
 مثل صرف صحبت سے
 واجب ہوتا ہے اور وہ
 بھی (جب قدر خاوند
 بی بی نے) مقرر (کیا
 تھا اس) مقدار سے
 زائد دینا سچا ہے اور
 نکاح فاسد سے بچہ کا
 نسب ثابت ہوتا ہے
 (یعنی دلہ الزنا نہ
 کہلا دیگا) اور عدت
 بھی (عورت پر لازم
 ہوتی ہے) اور مہر
 مثل عورت کے باپ کی
 قوم کا معتبر ہوتا ہے

مقدار مختلف بیان کریں تو ہر مثل کو حکم کیا جاوے گا (جس کے بیان سے ہر مثل ملتا ہوگا
 وہی مقبر ہوگا) اور اگر پہلے صحبت سے طلاق دیدی ہو (اور مہر میں اختلاف واقع ہو) تو
 (اس صورت میں) جوڑی کو حکم کیا جاوے گا اور اگر اصل مہر میں تکرار ہو (کہ ایک کہے کہ مہر کچھ
 ٹھہرا ہے اور دوسرا کہے کہ کچھ نہیں ٹھہرا) تو ہر مثل واجب ہوتا ہے گو وہ خود خاوند بی بی
 مر جاوے اور اگر (خاوند بی بی کے) وارث (معدن) دو تو کے مر جائے (مقدار مہر میں
 اختلاف کریں تو مرد کے وارثوں کا قول مقبر ہوگا (عورت کے وارثوں کا نہیں ہوگا) اور جو
 شخص اپنی بی بی کو کچھ بھیجے پر وہ عورت دعویٰ کرے کہ وہ چیز یہ تھی اور مرد کہے
 کہ وہ مہر میں تھی تو (اس صورت میں) قول مرد کا مقبر ہوگا ان چیز و زمین جو کہانے کی
 جنس سے نہوں (یعنی کہانے کی چیز و ملک مہر میں سے تصور نہ کرینگے گو مرد بیان کرے
 کہ میں نے مہر کی قیمت سو بھیجی تھی اس کو کہ ظاہر حال سے وہ چھوٹا معلوم ہوتا ہے)
 اور اگر کوئی چیز دینے والا مرد جزیرہ دینے والی عورت سے نکاح کرے کسی مرد
 جانور کے عوض میں خواہ بدون مہر کے اور یہاں اعران کے یہاں جائز ہو پھر اس سے
 صحبت کیجاوے یا قبل صحبت کے طلاق دیجاوے یا خاوند مر جاوے تو اس عورت کا مہر
 کچھ نہ لے گا اور یہی حال حربی عورتوں کا ہے کہ فرستان میں (کہ ان صورت میں ان کو مہر
 نہ لے گا یعنی اگر وہ عورتیں قاضی کے یہاں مالش کرینگے تو قاضی خاوند پر مہر کا حکم
 نہ دے گا) اور اگر کوئی ذمی کسی ذمی عورت سے معین شراب کے عوض یا معین سور کے
 عوض میں نکاح کرے پر وہ دونو مسلمان ہو جاوے یا ایک (انہیں مسلمان ہو جاوے)
 تو عورت کو وہی شراب اور سور ملیں گے اور اگر شراب اور سور کو معین کرے تو شراب
 کی قیمت لے گی اور سور کی صورتیں ہر مثل دلایا جاوے گا۔

۴
 مرد کی بی بی کو کچھ بھیجے
 پر وہ عورت دعویٰ کرے کہ وہ چیز یہ تھی
 اور مرد کہے کہ وہ مہر میں تھی تو (اس صورت میں)
 قول مرد کا مقبر ہوگا

باب غلام کے نکاح کے بانیین۔ غلام اور لونڈی اور مکاتب اور مدبر اور خاوند
 اور لاد وانی لونڈی کا نکاح بدوں مالک کی اجازت کے جائز نہیں پس اگر کوئی غلام قاصد
 کی اجازت سے نکاح کرے تو مہر میں بیچہ الا جاد بگا اور مدبر اور مکاتب (یعنی جو آقا کے
 مرثیے بعد یا کسی قدر مال پر آزاد ہو تو یہ دو مہر میں چھی بجاویشگی (بلکہ) کما کر مہر
 ادا کریں گے۔ اور اگر آقا کو غلام کے نکاح کر لینے کی خبر ہوئی اور اس نے غلام سے کہا کہ
 اُس عورت کو طلاق رجعی دیدے تو (یہ) لفظ اجازت (نکاح کی مقصود ہوگا) (اسلمی
 کہ طلاق رجعی وہی ہے جس میں پہر عورت سے رجوع کرنا درست ہو) اور (اگر اس نے یہ کہا
 کہ اُس عورت کو طلاق دیدے یا مالک کر دے) (تو ان الفاظ سے نکاح کی) اجازت
 نہو گی۔ اور اجازت نکاح فاسد کو بھی شامل ہے (یعنی آقا نے اگر اجازت دی اور
 غلام نے نکاح فاسد کیا تو بھ نکاح ہی آقا کی اجازت سے شمار ہوگا) اور اگر مالک نے
 کسی غلام کا نکاح کسی عورت سے کر دیا اور اُس غلام کو تجارت کی اجازت دی کہ وہ
 تو بھ نکاح جائز ہوگا اور عورت اپنی مہر کے باب میں اور قرض خواہوں کی شریک ہوگی
 (یعنی غلام پر اگر کوئی تجارت میں قرض ہوگا تو عورت کا مہر بھی منجملہ اُن قرضوں
 کے مقصور ہوگا) اور جو شخص اپنی لونڈی کا نکاح کر دے تو اس کے ذمہ یہ لازم نہیں
 کہ اس کے لہو کوئی جگہ بھی ملحدہ بنونے کی مقرر کر دے بلکہ وہ عورت آقا کی خدمت
 کرے اور خاوند کو جب موقع ملے اُس سے ہم بستر ہو اور آقا کو اپنے غلام اور
 لونڈی کا نکاح زبردستی کرنا درست ہو (یعنی اد بکا دل چاہو یا بچا محو آقا کو
 اختیار ہے کہ نکاح کر دے) اور آقا اگر اپنی لونڈی کو شوہر کی صحبت سے پہلے
 مار ڈالے تو اس کا مہر باق ہو جاتا ہے لیکن اگر آزاد عورت اپنی آپ کو صحبت سے پہلے

بہرہ
 بجاویشگی

بہرہ
 بجاویشگی

بہرہ
 بجاویشگی

مار ڈالے تو اُسکا مہر بچا دیگا (اوسکے وار تو نکو مہر کا دعویٰ یونہی چاہیے) اور غزل
 کے باب میں اجازت آقا کی چاہیے (نوٹ دی کا قول مستحب نہیں غزل اوسکو کہتو ہیں
 کہ محبت کی وقت انزال سے پیشتر ذکر نکال لے تاکہ لطف نہ ہو مگر خواہ اور حل نہ ہو اور
 بچہ حرکت کر اہت کے ساتھ درست ہو) اور اگر کوئی نوٹ دی یا مکاتبہ (کناج کے
 بعد) آزاد ہو جاوے تو انکو (کناج کے باقی رہنے اور توڑ دینے کا) اختیار دیا جائیگا
 اگرچہ اوسکا شوہر آزاد ہو (اسمین امام شافعی کا خلاف ہی اور جس صورت میں کہ انکا شوہر غلام
 ہو تو انکو بالاتفاق اختیار ہے) اور اگر نوٹ دی بدون اجازت (آقا کے) کناج کرے
 اور پھر آزاد کیجاوے تو اُسکا کناج (کہ موقوف تھا اب) بدون اختیار کے جاری ہوگا
 پھر اگر اوسکا شوہر (اوسکے) آزاد ہونے سے پیشتر (اُس سے) محبت کرے تب تو مہر آقا
 کو ملیگا اور اگر بعد آزاد ہونے کے محبت کرے تو مہر نوٹ دی کا ہوگا اور اگر کوئی
 شخص اپنے بیٹو کی نوٹ دی سے محبت کرے اور اُس سے بچہ پیدا ہوا اور وہ اُسکا دعویٰ
 کرے (کہ میرا ہے) تو اُس بچہ کا نسب باپ سے ثابت ہوگا اور وہ نوٹ دی اُسکی حرم
 ہو جائیگی اور اوسکی قیمت (اپنے بیٹے نوٹ دی کے مالک کو) دینی پڑیگی محبت کا تاوان
 اور بچہ کی قیمت نہ پنی ہوگی اور اگر باپ نہ ہو (اور دادا اسی بات کرے) تو دادا کی
 بھی باپ ہی کا نسب ہے اور اگر بیٹا اپنی نوٹ دی کا کناج باپ سے کرے اور اُس سے اولاد
 ہو تو وہ نوٹ دی باپ کی حرم نہ ہوگی (بلکہ اُسکی مشکوٰۃ ہی) اور (اِس صورت میں) باپ پر
 اُسکی قیمت نہ واجب ہوگی بلکہ مہر واجب ہوگا اور اوسکی اولاد آزاد ہوگی (اِس لیے
 کہ نوٹ دی کی اولاد کا مالک اُسکا آقا ہو کر تا ہو اور اِس صورت میں آقا اولاد کا خلیفہ
 بھائی ہو اسی جہت سے وہ بہائی پر آزاد ہوگی) جو آزاد صورت کہ (غلام کے کناج

میں ہو وہ اگر اپنی شوہر کے آقا سے کہی کہ اسکو میری طرف سے نہ لے کر جو عرض آزاد کرے
 اور وہ ویسا ہی کرے تو نکاح فاسد ہو جاوے گا (اس لئے کہ اس کلام کے گہرے معنی عورت
 نے کور اپنی فائزہ کی مالک ہو جاتی ہے اور یہ وہ آزاد ہو تا ہو اور عورت کو اپنے مالک
 مالک ہو نا نکاح کا مفید ہی اور اگر نہ اس کے عو فی کہو کہ (البتہ) نکاح فاسد ہو گا
 (اس لئے کہ عورت شوہر کی مالک نہ ہو گی) اور اس صورت میں غلام کی ولا آقا کو پونجی کی (نہ)
 اس عورت کو کیونکہ آزاد کر نیوالا وہی ہے اور پہلی صورت میں ولا عورت کو پونجی کی کہ وہ
 آزاد کر نیوالی ہے اور آقا مسترد کیل ہے ولا اس مال کو کہتے ہیں کہ عرسنے کے بعد
 اگر میت کا کوئی وارث ثابت و انہو تو اس کے آزاد کر نیوالی کو وہ ترکہ پونجی ہے
 باب کافر کے نکاح کے بیان میں اگر کوئی کافر کسی عورت سے بدن گواہوں کے
 نکاح کر لے یا ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسری کافر کی عدت میں تھی اور یہ امر
 انکے دین میں درست ہو تو اب اگر وہ دونوں مسلمان ہو جائیں گے تو انکا وہی پہلا
 نکاح قائم رہے گا لیکن اگر عورت اس مرد کی تحرم ہوگی (مثلاً بہن یا بیٹی وغیرہ)
 تو (اس صورت میں) ان دونوں کو جدا کر دیا جاوے گا (اگرچہ انکے دین میں درست ہو) اور
 جو مرد خواہ عورت کہ مرتد ہو گئی ہو (یعنی دین اسلام سے پہر گئے ہوں) وہ
 کسی سے نکاح نہ کریں (یعنی نہ مسلمان سے نہ ذمی سے نہ مرتد سے) بلکہ کہ مرتد کا نکاح
 جائز نہیں) اور اولاد کا ان باب میں سے دین میں بہتر کا تابع ہوتا ہے (یعنی اگر شوہر
 مسلمان ہو اور عورت اہل کتاب میں سے تو انکی اولاد کو مسلمان تصور کریں گے) اور آتش
 پرست نسبت یہودیوں اور نصاریوں کے برابر ہی (اس سے یہ سمجھ لیا کہ جو اولاد اہل کتاب
 مرد اور آتش پرست عورت سے ہوگی وہ اہل کتاب ہوگی) اور اگر میان میں ایک

نسخہ
 سید
 محمد
 علی
 شاہ

مسلمان ہو جاوے تو دوسرے کو مسلمان ہونے کو کہا جاوے اگر وہ بھی مسلمان ہو جاوے
 تو بہتر ہے (نکاح باقی رہیگا) ورنہ خود کو جہاد کیا جاوے اور (اگر مرد) مسلمان
 ہونے سے انکار کر لیا تو اس کا انکار طلاق مقصور ہو گا لیکن عورت کا انکار طلاق نہ ہو گا
 (بلکہ مستحب ہے کہ وہ نہ ہو گا) اور اگر وہ نوین سے ایک اراکبہ میں مسلمان ہو تو عورت نکاح
 سے جدا نہ ہو گی جب تک کہ تین بار حیض سے نہوے اور اگر کتاب والی عورت کا شوھر
 مسلمان ہو جاوے تو وہ نو نکاح باقی رہیگا (اسلمو کہ مسلمان کو کتابی عورت کا
 نکاح جائز ہے) اور دو ملکوں کا علحدہ ہونا جدائی کا سبب نہ قید میں آنا (یعنی
 اگر مرد عورت میں سے ایک مسلمان ہو کر کفرستان کو دارالاسلام میں چلا آوے
 تو جدائی ہو جاوے گی اور اگر کسیکو انہیں سے قید کر کے انہی ملک میں رکھیں تو جدائی نہ ہو گی
 جب تک کہ اسکو دارالاسلام میں ملاوین) اور جو عورت کہ دارالحرب سے ہجرت کر کے
 دارالاسلام کو چلی آوے اور اسکو حمل نہ ہو وہ بدو مدت میں یہ شہنہ کے نکاح کر لے (حال
 جو عبارت کنز میں ہے اسکو معنی جو عورت حاملہ نہ ہو) اور وہ نوین سے کسیکا مرتد ہو جانا
 اسوقت نکاح کا ٹوٹنا ہی پس جس عورت سے صحبت کی ہو اسکا تمام مہر لازم ہو گا اور
 جس سے صحبت نہ کی ہو اسکو نصف مہر دینا پڑیگا (یعنی جس صورت میں کہ مرد مرتد ہو جاوے اور
 اگر عورت مرتد ہو تو اسکو مہر نکاح) اور مسلمان ہونے سے انکار کر دینا مرتد ہو جانے کے حکم میں
 ہے (یعنی جب وہ نوین سے ایک مسلمان ہو جاوے اور دوسرے کو مسلمان ہونیکو کہا جاوے
 اور وہ انکار کرے اور اس انکار سے وہ نوین جدائی واقع ہو تو مہر کے واجب ہونے
 اور نہ ہونے میں اس انکار کا حکم مرتد ہونیکا سا ہے خواہ پند کر ہوا) اور اگر وہ نوین
 اکٹھے مرتد ہو جاوے اور ساتھ ہی مسلمان ہوں تو عورت و مرد میں جدائی نہ ہو گی لیکن اگر

آگے پیچھے مسلمان ہونگے تو جدائی ہو جاوے گی۔

باب حر و نوکی نوبت کے یا نہیں۔ نوبت کے یا نہیں کنوار سی اور بیاسی برابر حر
اور نہی اور بُرائی اور مسلمان عورت اور کتاب والی بھی برابر اور آزاد عورت کی باری لو
کی نسبت دونی ہے (اگر ایک روز منکوہہ نوٹدی کی باری کا ہو تو دوسرا آزاد منکوہہ
کے مقرر کرے۔ اور مرد کو اختیار ہو کہ جن میں سے چاہے سفر کرے) (اوسیدہ
باری کی رعایت نہیں لگے) فرعہ و الناستحب ہو (جس کے نام فرعہ لکھے اسے سیکو ساتھ
لیجاوے) اور عورت کو اختیار ہو کہ اگر اپنی باری دوسری عورت کو بخش دے اور
پھر اس سے لے لے (واللہ اعلم)

کتاب الرضاع

اسمین دودھ پینے کا بیان ہے۔ دودھ پینا اسکو کہتے ہیں کہ شیر خوار بچہ ایک خاص وقت میں کسی عورت کی چھاتی سے دودھ پیوے اور اس کے باعث اگرچہ وہ مسلمان ہو کے اندر کم ہی پایا ہو وہ رشتہ حرام ہو جاتے ہیں جو قرابت نسب سے ہو مگر دودھ کی بہن کی ماں اور اس کے بیٹے کی بہن (کہ نسبت میں حرام تھی اور دودھ میں حرام نہیں ہیں) اسکو کہ نسب ہی بہن کی ماں یا اپنی حقیقی ماں ہوگی یا باپ کی بیٹی ہوگی جو دودھ حرام ہیں اور نسب لڑکے کی بہن یا اپنی بیٹی ہوگی یا اپنی اس زودہ کی بیٹی ہوگی جس سے محبت کر چکا ہو اور بھہ دو فوج بھی حرام ہیں خلاف دودھ کے کہ اسمین بھہ رشتہ حلال ہیں واضح ہو کہ امام شافعی کے نزدیک دودھ پیوے سو حرمت کی شرط یہ ہے کہ پانچ بار دودھ پیوے اور امام اعظم کے نزدیک یکبار کے پینے سے بھی حرمت ثابت ہے اور انکی دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے

شادی ہوئی پورا
بی بی کو لے کر
لوگوں کو یاد دلائی
جو بی بی کو دے

مجلس

دودہ پلانا ارشاد ہوا یا پیغمبر کی قید نہیں اور قول آنحضرت صلعم کا ہے کہ دودہ پتو
 سوز و زخم مراد ہیں جو نسیب ہیں کسی شرط گنتی اور تھوڑے اور بہت کی نہیں اور
 اسبطہ حضرت ابن عباس اور ابن مسعود و مروی ہے اور نیز امام شافعی کے نزدیک
 دودہ پینے کی مدت دو برس ہیں یعنی کسی کو اندر پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور
 امام اعظم کے نزدیک ۳۰ مہینے ہیں اور انکی دلیل یہ آیت ہو **وَصَلَّاهُ وَفَصَّالَهُ**
لَتَشْكُرَنَّ شہر کا اظہار اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حل اور دودہ چھوڑا نیکی ہر ایک کی
 مدت ۳۰ مہینے ہیں لیکن چونکہ حل کی مدت دو برس سے زیادہ نہیں ہوتی تو دودہ چھوڑا
 کو ۳۰ مہینے قائم رکھو اور اگر بچہ بھی مان لیا جاوے کہ مدت اس آیت میں مذکور ہو وہ
 دودہ چھوڑنے کے مجموعہ کے لئے ہو تو جس حد تک کہ حل کی کثرت جبہ مہینے اختیار کیا
 ہو تو دو برس بھی کثرت دودہ کی ہوگی اور دودہ پلانا بیکادہ خاندن جس سے
 اس کے دودہ پیدا ہوا ہو وہ شیر خوار بچہ کا باپ ہوگا اور اسکا بیٹا اس بچہ کا بھائی
 اور اسکی بیٹی بچہ کی بہن اور اسکا بھائی بچہ کا چچا اور اسکی بہن اسکی چچو بھی ہوگی
 اور اپنی بھانجی کی دودہ کی بہن اور نسبی بہن حلال ہو سکتی ہیں (دودہ کی صورت
 تو ظاہر ہے مگر نسب کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کے دو لڑکے دو بیٹیوں سے ہوں اور
 ان بیٹیوں میں سے ایک کے ایک لڑکی بھی ہو دوسری خاندن سے تو بہ لڑکی دوسری بیٹی کے
 لڑکے کو حلال ہوگی اسلئے کہ ان دونوں کو بی قرابت نہیں مگر اسی بیٹی کے لڑکے کو
 حلال نہیں اسلئے کہ وہ خیاقی بہن اور اسکی ہے اور دو شیر خوار جنہوں نے ایک چاتی
 سے دودہ پیا تو انہیں حلت نہیں (یعنی ان دونوں کا نکاح نہیں ہو سکتا اسلئے کہ وہ
 دونوں بھانجی ہیں) اور نہ کوئی دودہ پتو والی اپنی دودہ پلانے والی کے لڑکے

دودہ پلانا ارشاد ہوا
 یا پیغمبر کی قید نہیں
 اور قول آنحضرت صلعم کا ہے کہ
 دودہ پتو سوز و زخم مراد ہیں

یا پوتے کو حلال ہو سکتی ہے (جاننا چاہیے کہ کچھ مسئلہ پہلی عبارت سے بھی سمجھ میں آتا
 ہے لیکن معنی میں تاکید اور تصریح کے لئے جو حساب میں مناسب ہو اسکو دیکھنا
 کیا اور دودھ کے مسائل کی جامع مجتہدیت مشہور ہو ۵ از جانب شیردہ ہنر خوش شہرہ
 عاوز جانب شیر خوار زہ جان و فروع یعنی دودھ پینے والیکے اصول مثل باپ یا بیوی کے
 اور انکی اولاد یعنی شیر خوار کے بھائی اور چچا بھائی لوگ دودھ پلانوالی اور اسکی بیٹی پر
 پر حرام نہیں ہوتے) اور جو دودھ کہ بچہ کو کہانے میں ملا کر دیا جاتا خواہ دودھ خالی ہو
 یا کہانا وہ حرام نہیں کرتا (اسلئے کہ حکم کہانیکا ہی نہ دودھ کا) مان اگر دودھ کو پانی میں
 یا دوا میں یا بکری کے دودھ میں یا دوسری صورت کے دودھ میں ملا کر دیا تو ان
 صورتوں میں اگر دودھ غالب ہوگا تب تو حرمت ہوگی (اور اگر دوسری چیز غالب ہوگی تو
 وہی کہلاو گی اور حرمت اس سے متعلق نہ ہوگی مگر وہ عورتوں کے دودھ کی صورت میں ایک
 کی حرمت ضرور ہوگی جبکہ کہ دودھ غالب ہوگا) اور کنوارے عورت کے اگر دودھ اور اگر
 اور مری ہوئی عورت کا دودھ وہ حرام کرنا ہے مین لیکن اگر دودھ کا حصہ بچہ کو کیا
 جاوے (یعنی پاخانہ کی راہ سے دودھ اندر نہ پہنچا یا جاوے) یا مرد کے دودھ اور اگر
 یا بکری کا دودھ وہ بچے میں تو (ان صورتوں میں حرمت) نہ ہوگی اور اگر کوئی عورت اپنی
 دودھ پتی سوت کو دودھ پلاوے تو یہ دودھ مرد پر حرام ہو جاتی ہیں (اسلئے کہ ان
 بیٹی کا نکاح مین رکھنا حرام ہے اور اس صورت میں بڑی کو مہر ملے گا اگر اس سے شہرہ نہ نجات
 نکلی ہو اور چھوٹی کو نصف مہر دیوے اور یہ آدمی بڑی سے لیتو اگر اسنی جان بوجہ کہ
 نکاح کو فاسد کیا ہو ورنہ کچھ نہ لے اور جس گاہی سے مال ثابت ہوتا ہو اسی سے دودھ کا
 پینا بھی ثابت ہوتا ہے (یعنی دو مزدون خواہ ایک مزدون عورتوں کی گواہی سے دودھ

کا پتہ ثابت ہو جائے تو -

کتاب الطلاق

کتاب الطلاق

دو مرتبہ طلاق
جس کو طلاق
دو مرتبہ طلاق
دو مرتبہ طلاق
دو مرتبہ طلاق
دو مرتبہ طلاق
دو مرتبہ طلاق
دو مرتبہ طلاق
دو مرتبہ طلاق
دو مرتبہ طلاق

اس میں عورت کو چھوڑ دینا کا بیان ہو (دفع ہو کہ سب مباح چیز دین سوز یا وہ بڑی
طلاق ہے اس کو کہ اس میں نکاح کا دور کرنا ہو جو طلاق یا واجب ہو لیکن جب بعد نکاح کے
ناموافق ہو تو بدائی کے بعد کوئی علاج نہیں اس واسطے شریعت نے اس کو درست کھلیا
جو قید کہ شریعت سے نکاح کے باعث ہوتی ہے اس کے دور کرنے کو طلاق کہتے ہیں
(پہر طلاق کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ) عدت کو ایسے طہر میں جس میں صحبت نکلی ہو ایک طلاق
دیکر چھوڑ دے جیسا تنگ اس کی عدت پوری ہو جاوے اس (طرح کی طلاق کو) احسن
کہتے ہیں (دوم یہ کہ) تین طہر دن میں تین طلاق دے اس کو حسن اور سنی کہتے ہیں (یعنی
ان کا ثابت ہونا سنت سے ثابت ہوتا ہے یہ کہ) تین طلاق میں ایک طہر میں یا ایک لفظ
میں دے (مثلاً یہ کہ) میں نے تجھ کو تین طلاق دین (اس کو بدعی کہتے ہیں) (تیسرے قسم
بدعت کی طرف ہے) اور جس عورت سے صحبت نہ ہوئی ہو اس کو طلاق سنی حالت حیض میں
بھی ہو سکتی ہے (یعنی اس کے حق میں حیض حکم طہر کا رکھتا ہے طلاق کے باوجود) اور
جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اس کی طلاق کو مہینوں پر منقسم کرنا چاہیو (یعنی اگر ایسی عورت
کو طلاق سنی دیکھا دے تو ہر طہر کی عوض میں ایک مہینہ ہوگا) اور صحبت کے بعد ان کو طلاق
دینا جائز ہے اور جس عورت سے صحبت کر لی ہو اس کو حالت حیض میں طلاق دینی بدعت ہے
پس (ایسی طلاق کے بعد) عورت سے رجعت کر لے اور دوسرے طہر میں اس کو طلاق دے
- اگر اپنی صحبت کی ہوئی ہو کہا کہ تجھ کو تین طلاق ہیں بطور سنت کے تو ہر طہر پر ایک
طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر نہایت کر لے کہ تینوں طلاق میں اسی ساعت میں پڑ جاوے یا

(کہے کہ جو کچھ) ایک طلاق سے دو تک اور یا تین (سے تو) ایک طلاق پڑ گئی اور
 (ایک سے) تین تک (خود ایک سو تین تک کے درمیان میں کہنے سے) دو طلاقیں ہو جاتی
 ہیں اور اگر کہے (تو) ایک اور دو (تو) ایک طلاق ہو گی اگر کچھ نیت کرے یا نیت ضرب کی
 کرنے (اگر (ان لفظوں سے) ایک اور دو مراد سے تو) (بعض تین) تین پڑ گئی (جائنا
 چاہیے کہ غصہ پہلے کے معنی فقہاء کے نزدیک یہ ہیں کہ بعض ضرب کے اجزاء بقدر ملہر و بغیر
 کے زیادہ ہر جاوین پس ایک کی ضرب تین میں یہ ہر کہ ایک کے تین ضرب ہو گئے وہ یہ معنی نہیں کہ
 ایک کو تین بار ضرب کرے یا حساب میں ہوتا ہو) اور دودہ (کہنے میں) دو طلاقیں ہو گئی
 کہ ضرب کی نیت کرے۔ اور (اگر یوں کہے کہ) یہاں کو شام نکلا (طلاق سے تو اس سے)
 ایک طلاق پڑ گئی اور (اگر کہے کہ) کہنے کے پاس یا کہے کے اندر (ایک گھر کے اندر طلاق ہو تو یہ
 طلاق) اس وقت پڑ جاتی ہے اور (اگر یوں کہے کہ) جب تو کہے میں داخل ہو تو طلاق طلاق ہو
 تو یہ الفاظ معنی یعنی مشروطہ کر کے میں زوجہ عورت کہ میں داخل ہوگی اس وقت طلاق
 پڑ گئی اور مخفی کرے کہ شام اور کہ کا ذکر مثال کے لئے ہو وہ یہ ایک شہر اور کا فو کا یہ بھی
 ہے فصل) جس میں تین کہے کہ تو طلاق (یعنی طلاق والی) جو کل کو یا کل میں تو اس پر
 طلاق صحیح ہونے پر پڑ گئی اور اگر (دو شوہر ان لفظوں سے) نیت عصر کے وقت کی کرے
 تو صرف اوپر لفظ میں جائز ہوگی (یعنی اگر کہا کہ کل میں طلاق ہے) اور (اگر کہا کہ تو طلاق
 ہے) (جو کل یا کل آج) تو ایسی الفاظ میں اول لفظ کا اعتبار کیا جاتا ہو (دوسرے کا اعتبار
 نہیں پس ہر لفظ زبان سے اول کہا ہو تو تین طلاق پڑ گئی) اور (اگر کہے کہ) تو طلاق ہے
 بیشتر اس کو کہ میں تجھے نکاح کروں یا تو کل طلاق تھی حالانکہ اُس سے نکاح آج کیا
 تو یہ طلاق لغو ہے (اس لئے کہ نکاح سے پہلے طلاق دینے کے کچھ معنی نہیں) اور اگر

اسی سے نکاح کی سنت پیش کی کہ چنانچہ کو طلاق اس وقت پڑیگی (اسلمو) کہ گندی ہو ہی نہ
 بین طلاق پڑ نہیں سکتی تو ضرور ہوا کہ جس وقت طلاق دینا ہو اس وقت پڑیگی اور (اگر یوں کہیگی)
 تو طلاق سے جس وقت میں کہ یمن تکجو طلاق دون اور (بہرہ کہیگی) چپ ہو رہا تو طلاق پڑ جائیگی
 (اسلمو) کہ جب چپکا ہو تو ایک وقت ایسا ثابت ہوا کہ اس میں طلاق ندی حالانکہ وقت
 طلاق دیدنیو کے قابل تھا پس اس وقت میں طلاق پڑ جاو گی) اور (اگر یہ کہیگی) تو طلاق
 ہے اگر یمن تکجو طلاق ندون تو (بہرہ طلاق) نہیں پڑتی جب تک کہ ایک اُن دونوں میں سے
 نہ مر جاو ہو۔ اور (اگر یوں کہیگی) تو طلاق سے اس وقت میں کہ یمن طلاق ندون تو طلاق
 ہے تو اس سے پہلے لفظ سے طلاق پڑ جاو گی۔ اور (اگر کہیگی) تو طلاق ہو جس زر کہ
 یمن تجہ سے نکاح کر دن اور نکاح اس سورت کو کیا تو طلاق پڑ جاو گی (اسلمو) کہ مرد و عورت کی رودی
 مطلق وقت نہاد ہوا رات بخلاف اس (صورت) کے (کہ اپنی عورت سے کہیگی) کہ نہ اختیار
 تکرار ہو نہیں جو ضرور ایسا معاملہ ہوا اور اس اختیار دینے سے انکی نیت طلاق کی ہو پھر وہ
 معاملہ رات کو واقع ہو تو طلاق نہ پڑیگی) اور (اگر کہیگی) کہ یمن تجہ سے طلاق والا ہوں (تو یہ
 لفظ لغو ہو اگرچہ طلاق کی نیت کرے) (اسلمو) کہ طلاق مرد کی طرف سے عورت کو ہو اگر تہی ہو
 کو عورت کی طرف سے) اور اگر یہ کہیگی کہ یمن تجہ سے جدا ہوں یا حرام ہوں تو عورت جدا ہو جاتی
 ہے۔ اور (اگر یہ کہیگی) تو طلاق والی ہے ایک طلاق سے یا نہیں یا (تو طلاق والی ہے)
 میں سے فریقے ساتھ خواہ اپنے مرنیکے ساتھ (تو یہ الفاظ) لغو ہیں (اسلمو) طلاق یمن
 ہوتی) اور اگر شوہر عورت کے کل کا یا جزو کا مالک ہو جاو یا عورت اپنی شوہر کے کل خواہ
 جزو کا مالک ہو تو نکاح جاتا رہتا ہو پھر اگر شوہر اپنی منکوہ (نوٹڈی) کو خرید کر طلاق دیکر تو
 نہ پڑیگی (اسلمو) کہ خریدنے کے بعد نکاح جاتا رہا وہ عورت طلاق کی جگہ ہی نہ ہی (اگر یوں کہیگی)

جب ہی تیرا آقا تجھے آزاد کرنے تب ہی جگہ دو طلاق میں پس آقا نے اسے آزاد کر دیا
 شوہر کو اس سے رجوع کر لینے کا اختیار ہے (اسلئے کہ طلاق آزاد ہی کے ساتھ ہو ہی
 تو دو طلاق سے وہ بائن ہوگی لونڈی رہتی تو بائن ہو جاتی) اور اگر لونڈی کا آزاد ہو
 اور دو طلاقیں لکھنے کے آنے پر شرط کر دیا وہین تو کل کے آنے پر شوہر کو رجوع کا حق
 نہ رہیگا اور (اس صورت کی) عدت تین حیض ہونگے (اس مسئلہ کی تفسیر یہ ہے کہ شوہر نے اپنی
 مشکوہ لونڈی کو کہا کہ جب اگلی کل ہو تو جگہ دو طلاقیں میں اور اس لونڈی کے آقا
 نے کہا کہ جب کل ہو تو آزاد ہو پس سوقت دو مردن ہو گا وہ عورت دو طلاق سے
 بائن ہو جاوے گی اور رجعت کے قابل نہ رہیگی اسلئے کہ طلاقوں کے پڑنے کی وقت وہ لونڈی تھی
 کہ عدت اسکی تین حیض ہونگے کہ عدت کی وقت میں بلاشبہ آزاد ہو اور آزاد کی مدت تین
 حیض میں اور فرق اہل مسئلہ اور دوسرے میں یہ ہے کہ اول میں لونڈی کے آزاد ہونے کے
 بعد طلاق پڑتی تھی کہ نہ عرف میں اس عبارت کو یہی سمجھا جاتا ہو اور دوسری میں آزاد
 ہونے پہلے پڑتی تھی اور (اگر کہے کہ) تو طلاق سے اتنی اور اشارہ تین انگلیوں سے کرے تو
 تین طلاقیں پڑیں گی (اور اگر کہے کہ) تو طلاق سے بائن یا بستہ یا سبک فاحش تر طلاق یا
 شیطان کی طلاق یا بدعت کی طلاق یا سخت تر طلاق یا بہار جیسی یا مثل ہزار کے یا
 کہ ہرگز یا طلاق بخیر (یا لہجہ چورنی تو ان سب الفاظ سے) ایک طلاق بائن پڑے گی (اور
 تین کی نیت کرے اور اگر تین کی نیت کرے تو تین پڑیں گی) فصل صحبت سے پہلے طلاق
 و نیکو کے یا نہیں۔ جو صورت غیر مذکورہ (ہو یعنی شوہر نے اس سے صحبت لی ہو) اور
 اگر شوہر تین طلاقیں کہی ہو تو تینوں پڑ جاوے گی (اور اگر جدا کر کے دیوے) تو
 عورت پہلے ہی طلاق میں کل مشہور یا برہنہ جاوے گی اور اگر طلاق کی کہہ چکا اور مہر شمار

ذکر کرنے پایا تھا کہ عورت مر گئی تو وہ طلاق لغو ہو گئی (اس لئے کہ شوہر نے کلام پورا
 کیا تھا تو کو یا کچھ منہ سے نکالا ہی نہ تھا) اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے ایک اور ایک یا ایک
 سے پہلے ایک یا ایک جس کے بعد ایک ہو تو (ان میں سے دو تو نہیں) ایک ہی پڑی اگر اسلئے
 کہ عورت غیر مدخولہ تھی یا ایک سو بائن ہو گئی دو سو کا محمل نہ رہی) اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو
 ایک کے بعد ایک طلاق سے یا ایک طلاق سے پہلے ایک ہو یا ایک سے جس کے
 ساتھ ایک ہو تو ان میں دو طلاقیں واقع ہوتی ہیں (اس لئے کہ وہ دو ایک ساتھ
 پڑیں گے پیچھے نہ پڑیں اور اگر آگے پیچھے تھیں تو بولنے سے پیشتر صرف خیال اور قصد
 میں تھیں اسلئے ایک یا ایک پڑیں) اور (اگر یوں کہے کہ) جب تو داخل ہو تو طلاق ہو ایک
 اور ایک پس وہ داخل ہوئی تو ایک طلاق پڑی اور اگر شرط کو پیچھے بولے (یعنی یوں کہے
 کہ تو طلاق ہے ایک اور ایک جب داخل ہو تو وہ دو پڑیں گی)۔

باب گناہ کے لفظوں سے طلاق دینے کے یا نہیں۔ کنایات سے عورت کو طلاق
 نہیں پڑتی مگر نیت سے یا قرینہ کے باعث اگر (شوہر صحیح) کہی کہ تو عدت میں بیٹھ اور اپنی
 رحم کو صاف کر اور انتہا و حد تو (ان صورتوں میں) ایک طلاق صحیح پڑتی ہے اور ان
 (الفاظ کے سوا) اگر وہ بہرہ کنایات بولے گا تو ایک طلاق بائن پڑی اگرچہ دو کی نیت کرے
 اور جائز ہی تین طلاقیں نیت کرنی کنایات میں (اس میں سے ایک من امام شافعی کا خلاف ہے کہ ایک
 نزدیک کنایات میں طلاق صحیح پڑتی ہے اور دلیل امام عظیم کی یہ ہے کہ طلاق بائن نیت
 کی ضرورت تو ہوا ہی کرتی ہے پس شوہر اپنی لکٹ میں اگر اس قسم کا تصرف کرے تو جائز ہوگا
 بلکہ صرف طلاق میں ہی قیاس ہی بلکہ نیت کی ضرورت سے صریح میں حکم رجعت کا ایک
 کیا ہے اور روایت کیا ہے عبدالرزاق نے کہ کنایات سے طلاق یا شرط کا واقع ہونا اکثر صحابہ

شوہر صحیح
 عدت میں بیٹھ
 سے ایک
 طلاق بائن
 نیت کرے

کما قول ہے سوا حضرت امین عمر اور ابن مسعود کے اور امام محمد نے اپنی کتاب الانامین
 بسطرم کہا ہے اور (الفاظ) کنایات (کے) یہ ہیں (کہ تو) بائن اور بینه اور تیشہ (یعنی
 جدا ہے) جدام (ہے) خالی (ہے) پاک ہو تیری ڈور تیرے منہ ہی پر ہے اپنی سیکے میں
 جامل میں نے تجھے تیرے سیکے کو دیا تجھے میں نے جدا کیا میں تجھ سے الگ ہوا تو جامل
 طیراکام تو آزادی اختیار کر گھونگھٹ نکال چادر پہن چھپ جا درود ہو باہر نکل چلی جا
 اٹھ گھڑی ہو شوہر تلاش کر اگر شوہر نہ ملے تو بیکار کر اور احوال سنیست
 طلاق کنی کی اور دو بار حیثیت کی شمار سے (عدت) مردہ کی تو اسکا قول مانا جاوے گا اور اگر کن
 دو پہلے حیثیت کے شمار کرنے سے کچھ نیت کی تو تین طلاقیں ہونگی اور اگر کہا کہ تو
 میری بیوی نہیں یا میں تیرا خاوند نہیں اور طلاق کی نیت کی تو طلاق پڑ جاوے گی۔ اور
 طلاق مرتہ طلاق صریح اور بائن و نونی ملتی ہے اور بائن صرف صریح ہی ملتی ہے نہ بائن
 سے مگر جس صورت میں کہ بائن کسی شرط پر موقوف ہو (تو اس میں صریح بائن سبھی ملتی
 ہے اول مسئلہ کہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو کہا کہ میں نے تجکو طلاق دی
 یا طلاق کنایہ نونی پر اس طلاق کی عدت میں دوسری طلاق صریح نونی تو بینه و دوسری
 طلاق بھی پہلی طلاق سے مجادگی اور اس پر دو طلاقیں واقع ہونگی بسطرم اگر پہلی طلاق
 صریح نونی اور پہلی نونی تو وہ صریح سے مجادگی لیکن اگر پہلے بائن نونی اور دوبارہ پہلے
 بائن نونی تو بینه اول کے ساتھ ٹیلی سکو کہ جب طلاق نونی سے صورت جدا ہو چکی تو پہلے
 کی محل فرہی مان اگر پہلی طلاق بائن کسی شرط پر موقوف ہوگی تو اسکا پڑنا شرط کے ہونے
 پر ہوگا اس سے پہلے نہ ہوگا اسکو دوسری پہلی اس اثنا میں پڑ سکتی ہے) و
 باب عورت کو طلاق کے تشریح کر کے بیان میں۔ اگر شوہر پہلی بیوی سے کہو کہ اختیار کر اور

[illegible]

اس سے نہایت طلاق کی کر دی اور وہ عورت اسی مجلس میں اپنی آپ کو اختیار کر کے تو ایک قرآن
 سے بائن ہو جاوے گی اور (اس صورت میں اگر شوہر تین طلاقوں کی نیت (کرے گا تو درست) نہرونی
 اگر وہ عورت وہاں سے اٹھ جائے یا اور کام کرنے لگے تو اس کا اختیار قائم ہو گیا۔ اور
 اس بنا پر کہ (یعنی اختیار کیے ثابت ہوئے میں) بھلے شرط ہو کہ ذکر نفس کا یا اختیار کا دو
 میں سے ایک کے کلام میں پانا جاوے (مثلاً یا مرد کہو کہ اختیار کر لی نفس کو خواہ طلاق کو
 یا عورت کہو کہ میں نے اپنی نفس کو خواہ طلاق کو اختیار کیا اور اگر وہ نوے کے کلام میں
 شوہر کسی میں پانا جاوے گی تو اختیار کا ثبوت درست نہرونی اور اگر شوہر نے عورت سے
 کہا کہ تو اختیار کر اور عورت نے جواب دیا کہ میں اپنی ذات کو اختیار کر لی ہوں یا میں نے
 اپنی ذات کو اختیار کیا تو طلاق ہو جاوے گی اور اگر عورت سے تین بار کہو کہ اختیار کر اختیار کر اختیار
 کر اور عورت جواب دے کہ میں نے اول کو یا دوم کو یا سچائی کو اختیار کیا یا ایک اختیار کر
 اختیار کیا تو تین طلاقیں ہو جاتیں ہیں اگر وہ چاہے کہ وہ اگر کسی کہ میں نے اپنی ذات
 کو طلاق دی لی یا اپنی ذات کو ایک طلاق سے اختیار کیا تو اس صورت میں ایک طلاق سے بائن
 ہو جاوے گی (اور اگر شوہر عورت سے کہے کہ تیرا معاملہ تیرا تھا تو ایک طلاق کے بائیں یا
 بھلے کہ ایک طلاق اختیار کرے اور (اوپر کے حوالہ میں) عورت اپنی ذات کو اختیار کرے تو
 ایک طلاق رجعی ہوگی (اس بنا پر کہ شوہر کے کلام میں ہر قسم لفظ طلاق کا موجود ہو اور ہر قسم طلاق
 میں حکم رجعت کا ہو اور شوہر نے کہا کہ تیرا معاملہ تیرا ہے یا تھا تو اس صورت میں طلاق رجعی
 نیت کی اور عورت نے جواب دیا کہ میں نے اپنی ذات کو ایک دفعہ سے اختیار کیا تو تین طلاق
 پڑیں گی اور اگر کہیں گی کہ میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی یا اپنی ذات کو ایک
 طلاق سے اختیار کیا تو ایک طلاق سے بائن ہو جاوے گی۔ اور اگر شوہر کہے کہ تیرا

حیات شریعہ و اخلاق اور پرہیزگاروں کو اس قول میں راضی و مل نہ کی (یعنی اختیار و حق
انہی بات کو نہ ہوگا) اور اگر عورت اختیار نہیں دے گی تو اسے اختیار کا اطلاق ہو گا
اور پرہیزگاروں کا اختیار اور سکون ہوگا اور اگر اختیار میں شہر سے قید آج اور کل کی لگائی تو وہ
رات ہی شامل رہے گی اور اگر اس روز کے اختیار کو عورت مانگی تو اس کی کل کو بھی اس کو
اختیار نہ ہوگا (اس لیے کہ اختیار کے وقت میں کوئی زمانہ اختیار نہ رہے گا نہیں) اور
اگر اختیار دے جائیکے بعد عورت نے ایک دن کی دیر کی اور کبھی نہ ہوئی یا کبھی غلطی
جسے کہی یا بیشی تھی تجسہ لگایا یا تکیہ لگا تو تھی بیٹہ گئی یا نہ ہو باب کو مشورہ دے کہ اسے
بلا لیا یا کو نہ لیا کو لہ کر کے کو طلب کیا یا سواری پر تھی سواری کو روک لیا تو (ان سے
بہتر تو نہیں) اس کا اختیار یا تھی ہوگا اور اگر سواری کو چلا یا تو اختیار نہ ہوگا اور کشتی کا حال
کے بار کا نشانہ (یعنی کشتی اگر چہ چلنی چو عورت کا اختیار یا تھی رہتا ہو سواری کی طرح نہیں کہ چلے
تو اختیار دے جا رہتا ہو) اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اپنی فحش کو طلاق دے دے اور اس سے کچھ نہ
لے لی ایک طلاق کی نیت کی اور عورت نے طلاق دے لی تو ایک طلاق رہی ہوگی اور اگر طلاق
پھر دیکھی تو شوہر نے نیت کی نیت کی ہوگی تو تینوں پر جاوے گی اور اگر عورت کہو کہ میں نے
اپنی ذات کو تہہ لکھا تو طلاق پڑ جائے گی لیکن اگر کہے کہ میں نے اختیار کیا تو تہہ پڑ جائے گی اور اگر
اختیار دینو سی مرواج ہو کر نہ لے گا ایک نہیں ہو جائے اور اختیار عورت کی مجلس تک رہتا
(یعنی بعد از مجلس کے ہو چکے کے اس کو اختیار طلاق کا نہیں رہتا) مان اگر شوہر
(اختیار دینو میں) یہ بھی کہہ سکے کہ جب تو چاہیو ایسا کر (تو اس عورت کو طلاق کی مجلس سے
بعد بھی اپنا کو طلاق دے سکتی ہو) اور اگر شوہر کہے کہ میری منگو کو طلاق
دے دے تو یہ اجازت فقط اس مجلس پر منحصر ہوگی (اس مرد کا جب دل چاہو طلاق دے دی)

لیکن اگر شوہر یوں کہے کہ تو چاہو تو طلاق دیدی (اس صورت میں بعد اس مجلس کے اگر چاہے
کے اختیار نہ ہوگا) اور اگر شوہر اپنی منکوحہ سے کہو کہ اپنی ذات کو تین طلاقیں دینے اور
عورت نے ایک طلاق دیلی تو یہ طلاق بڑ جادگی اور اسکے لٹے میں (یعنی مرد کہو کہ
ایک طلاق دینے اور عورت تین طلاقیں دے تو) واقع نہوگی اور اگر مرد کہو کہ تین طلاقیں
دینے اگر چاہو اور عورت ایک دے اور مرد کہو کہ ایک دے یہ اگر چاہو اور عورت تین
دینے اس صورت میں کچھ واقع نہوگی (ایک نہ تین) اور اگر شوہر نے اسکو طلاق بائن باز بھی
کے دینے کو کہا اور عورت نے اسکی اجازت کے برعکس کیا (تو اس صورت میں) وہی بڑگی جسی
اجازت شوہر نے دی تھی (اور اگر شوہر نے کہا کہ) تو طلاق ہو اگر چاہے اور عورت نے
کہا کہ میں نے چاہا اگر تو چاہے پر شوہر نے کہا کہ میں نے چاہا اور اس کا یہ طلاق
کی نیت کی یا یہ کہ عورت نے کہا کہ میں نے چاہا بشرطیکہ ایسا ہو اور ایک امر مذہب و دم کا نام
لے لیا تو وہ دو صورتوں میں بھیہ قول باطل ہو جائیگا اور اگر کسی ایسے امر کا ذکر عورت نے
کیا جو گذر گیا ہو تو طلاق بڑ جادگی اور اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو جب چاہی یا جب کہی
چاہے اور عورت اسکو رد کر دی تو وہ نہوگا اور نہ مجلس پر مفید ہوگا اگر (اس لفظ سے مراد)
ایک طلاق اپنی آپکو دے سکتی ہے اور (اگر شوہر نے کہا کہ) جتنی بار کہ تو چاہو طلاق ہے
تو عورت کو اختیار ہے کہ تین طلاقیں علیحدہ علیحدہ دینے اور ایک ساتھ تین نہیں دے سکتی اور
اگر اس اختیار کی رد ہو جائے تو شوہر کے پر طلاق دیو تو واقع نہوگی (یعنی دوسرا
سخا کر کے اگر شوہر اول کے پاس اتفاقاً آوی تو اسوقت وہ پہلا اختیار باقی نہ رہتا)
اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے جہاں اور جہاں چاہو تو طلاق نہوگی بجز اسکی کہ کو کسی مجلس میں
چاہو اور اگر کہا کہ بطرح چاہو اور عورت نے طلاق دیلی تو رجعی بڑگی اور اگر عورت نے طلاق

ان چاہی یا مین طلاقین اور شوہر کی نیت یہی تھی تو وہی پوجا دیگی اور اگر شوہر نے
 کہا کہ تو طلاق ہے جتنی چاہی اور جو چاہی تو عورت جو چاہی اسی مجلس میں طلاق دے لے
 اگر عورت اس اختیار کو رد کر دی تو رد ہو جاتا ہے۔ اور اگر شوہر کہے کہ اپنی ذات کو مین
 میں جو جتنی چاہی طلاق دے تو غور نکوتین سے کم کا اختیار ہوگا (یعنی ایک یا دو کے دینے کا)۔
 باب طلاق کو کسی شرط پر مقید کرنے کے بیان میں۔ طلاق کا مشروط کرنا اس وقت
 میں درست ہے کہ شرط ملک نکاح میں واقع ہو یا خود ملک نکاح سے وابستہ ہو مثلاً (شوہر)
 اپنی منکوہ سے کہے کہ اگر تو میری پاس آدیگی تو طلاق ہے (تو یہ شرط لگانا مین ملک نکاح
 میں ہے) اور (اگر) اجنبی سے کہے کہ اگر مین تجھ سے نکاح کر دوں تو تو طلاق ہے (تو یہ
 شرط ملک نکاح کے ہونے پر ہوتی ہے) تو اسی صورت میں شرط کے بعد طلاق پڑتی
 ہے (یعنی نکاح یا پاس آنے کے بعد اور کی مثال تو مین طلاق ہو جا دیگی) اور اگر اجنبی عورت
 سے کہے کہ اگر تو میری پاس آدیگی تو تو طلاق دالی ہے پس اس سے نکاح کیا اور وہ آئی تو
 طلاق نہ ہوگی (اسلمو کہ شرط نہ تو نکاح میں تھی نہ خود نکاح کو شرط کیا تھا) اور الفاظ ط
 کے یہ ہیں اگر جو جو کچھ ہر چیز جتنی بار جب جب کہی ان الفاظ میں اگر مشروط
 پاسی جا دیگی تو قسم تمام ہو جا دیگی (یعنی حکم مشروط کر نیکاً ختم ہو جاوے گا) کہ لفظ نکاح سے
 (یعنی بار) میں حکم شرط کا تمام ہوگا (اسلمو کہ وہ فعلوں کے عام ہو نیکو چاہتا ہے جس سے لفظ
 نکاح کے معنی ہر چیز میں) اسلمو کے عام ہو نیکو چاہتا ہے پس اگر شوہر کہے کہ جتنی بار مین
 کسی عورت سے نکاح کر دوں تو طلاق ہے تو ہر بار کے نکاح کو فے سے طلاق ہوگی (گو ایک ہی
 عورت) دوسرے شوہر کے بعد (اس سے دوبارہ نکاح کرے) اور ملک نکاح کے جائے
 سے سے شرط باطل نہیں ہوتی پس اگر شرط ملک میں پاسی جا دی تو عورت طالق ہو جا دیگی

اس شرط کے تحت
 بیان میں

اور اگر
 بیان میں

اور حکم شرط کا پورا ہوا ہو گا اور اگر شرط ملک نکاح میں نہ پائی جاوے گی تو عورت کو طلاق
 نہ ہوگی مگر حکم شرط کا اس صورت میں بھی تمام ہو جاوے گا (مثلاً شوہر نے کہا کہ اگر تو گھر میں جاوے
 تو تجھے طلاق ہے تو اگر وہ عورت نکاح کی حالت میں جاوے گی تو طلاق بھی پڑے گی اور شرط بھی
 پڑے گی اور اگر نکاح نہ ہونے کے بعد عورت گھر میں جاوے گی تو طلاق بھی نہ پڑے گی اور شرط بھی
 بیکار ہو جاوے گی یعنی آئندہ اگر بعد نکاح کے وہ عورت گھر میں جاوے گی تو پہلی شرط کی رو
 سے اسکو طلاق نہ پڑے گی اور اگر شرط کے واقع ہونے میں عورت مرد اختلاف کریں تو
 مرد کی بات معتبر ہوگی مگر میں صورت میں کہ عورت گواہ (اپنے دعوے کے) پیش کرے (تو)
 اسکا قول معتبر ہوگا) اور جو امور ایسی ہیں کہ وہ عورت ہی کے بتانے سے معلوم ہوئے
 ہیں ان میں عورت ہی کا قول معتبر ہوگا مگر خاص اوسیکے باب میں مثلاً اگر شوہر نے کہا کہ جب
 تو حیض سے ہو تو تو اور فلانی عورت طلاق ہو یا یہ کہ اگر تو مجھ سے محبت رکھتی ہو تو تو
 اور فلانی عورت طلاق ہو پس حدت نے کہا کہ میں حیض سے ہوئی یا میں تجھ سے محبت رکھتی ہوں
 تو (اس صورت میں) صرف وہی عورت طلاق ہوگی (دوسری طرف اس کے کہنے سے طلاق نہ پڑے گی)
 اور (جس صورت میں کہ طلاق کو حیض پر مشروط کیا ہو تو بغور خون دیکھنے کے طلاق نہ پڑے گی مگر
 اگر خون تین دن تک رہے گا تو طلاق اوس وقت سے پڑے گی جب سے خون دیکھا ہوگا اور اگر یہ کہہ
 ہوگا کہ اگر تجھ کو ایک حیض آوے تو طلاق ہو تو اس صورت میں طلاق اوس وقت سے پڑے گی جب حیض
 سے پاک ہوگی (اس لیے کہ ایک حیض سے حیض کا مل مراد ہوتا ہے) اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرے
 لڑکا پیدا ہو تو تو ایک طلاق سے طلاق ہو اور اگر تیرے لڑکی ہو تو وہ طلاق سے طلاق
 اس عورت کے لڑکا اور لڑکی تو ام ہوئے اور یہ معلوم ہوا کہ اول کون ہوا تو قاضی
 کے حکم کی رو سے تو اس پر ایک طلاق پڑے گی اور حیض کی رو سے وہ پڑے گی اور حدت بھی شکی

گندہ جادوگی یا سلسلو کہ اول بچہ ہونے سے تو اسکو طلاق پڑگئی اور دوسری کے ہونے پر فہرست
 پوری ہوگئی کیونکہ حاملہ عورت کی عدت بچہ ہونے تک ہوتی ہے اور ملک نکاح دو
 شرطوں میں سے پہلے کے لکھو شرط ہے (مثلاً اگر کہے کہ اگر توبہ اور عمر سے کلام کر لگی
 تو تو طلاق سے بعد اس کے اس عورت کو دوسری طلاق دیکر بائن کر دیا اور اس عورت
 نے یہ سو کلام کیا پہر شوہر ا دل نے اس سے نکاح کر لیا پہر اس نے عمر و دوسری کلام کیا تو
 طلاق پڑ جادوگی اور اگر یہ سو کلام کر نیکی وقت تو نکاح میں ہو اور عمر دوسری کلام کرنے
 کے وقت منکوحہ نہ ہو تو طلاق نہ پڑگئی اور اگر تین طلاقیں لکھو ایک شرط پر موقوف کیا اور
 پہر تین طلاقیں اس وقت دیدین تو پہلی شرط اس سے باطل ہو جادوگی۔ اور اگر تین
 طلاقیں لکھو یا نوڈھی کے آزاد ہو سیکو صحت مرشد ط کیا تو صحت کی وقت زیادہ ٹھہرنے
 سے اجرت زنا کی دینی نہ پڑگئی اور طلاق رجعی ٹھہرتو میں اس زیادہ ٹھہرنے سے صحت
 ثابت نہوگی بان اگر اپنی ذکر کو نکال کر دوبارہ پہر داخل کر لیا اور صحت کی صورت میں رجعت
 ثابت ہوگی اور اول صورت میں زنا کی اجرت دینی پڑگئی اسلئے کہ صحت کرنے میں ایسا
 حال پر زیادہ توقف کرنا دوسری بار صحت کرنا نہیں کہ اس سے اجرت یا رجعت درست
 ہو اور اگر شوہر کہے کہ اگر فلانی عورت سے میں تیرے اوپر نکاح کر دن تو اسکو طلاق
 پہر منکوحہ کو طلاق بائن دیکر اس عورت سے نکاح کیا تو اسکو طلاق نہ پڑگئی (اسلئے کہ شرط
 نہیں پائی گئی کیونکہ طلاق بائن کے بعد حکم نکاح کا باقی نہیں رہتا گو کہ عورت عدت
 میں ہو) اور اگر مرد نے کہا کہ تمکو طلاق ہے انشاء اللہ اور کلمہ انشاء اللہ ملا کر کہا تو طلاق
 نہ پڑگئی اگرچہ عورت انشاء اللہ کہتی ہو پہلے مر جادوگی۔ اور اگر شوہر کہے کہ تمکو ایک
 کم تین طلاقیں ہیں تو وہ پڑنیکی اور ایک کم دو کہیگا تو ایک پڑگئی اور اگر کہے کہ تین کم

تین طلاقیں ہیں تو تین پڑ گئی (اسلمو کہ ایک یا دو کا نکاح لائیں میں سے ہو سکتا ہے کہ
تین کو تین میں سے نکاح لانا ممکن ہو اس واسطے استثنائاً لگو ہو گیا اور تین طلاقیں پڑ گئیں
باب بیمار کے طلاق دینے کے بیان میں۔ اگر شوہر اپنی مرض میں منکوحہ کو طلاق
رجعی یا بائن دے اور اسکی حدت میں مر جادے تو وارث ہوگی اور اگر بعد حدت کے
مرے تو وارث نہوگی۔ اور اگر طلاق بائن عورت کی اجازت سے دے یا عورت مال دیکر
طلاق لے لے دے یا شوہر کے اختیار دینے کی جہت سے وہ اپنی ذات کو اختیار کر لے تو
وارث نہوگی۔ اور جس صورت میں کہ عورت شوہر سے کہی کہ مجھ کو طلاق رجعی دیدے اور
شوہر اسکو تین طلاقیں دیدے تو وارث ہوگی۔ اور اگر شوہر اپنی مرض میں عورت
کی اجازت سے اسکو بائن کر دے یا حالت صحت میں اسکے بائن کر دے تو وارث ہوگی
پر مرد و عورت ایک دوسرے کو سچا کہہ چکے ہوں پھر شوہر عورت کے قرض کا اپنی ذمہ
اقرار کرے یا اسکو کس قدر مال کے دینے کی وصیت کرے تو عورت کو قرضہ خواہ وصیت
اور ترکہ میں سے جو کم ہو گا وہ بلیگا (یعنی جو کچھ اسنے اقرار کیا ہو یا وصیت کی ہو اگر
وہ ترکہ کے حصہ سے کم ہو تو وہ بلیگا نہیں تو ترکہ میں کا حصہ بلیگا) اور جو شخص دوسرے
کو لڑنے کے لئے بلا دے یا قصاص میں مارا جانے کو خواہ سنگسار کیا جائے تو پیش
ہو اور اس صورت میں اپنی منکوحہ کو بائن کر دے تو وارث ہوگی بشرطیکہ اسی صورت میں
مارا جادے یا مر جادے اور اگر گھر گیا ہو یا لڑائی کی صف میں ہو اور اپنی بیبی کو بائن
کر دے تو اس صورت میں مر جانے سے وہ عورت وارث نہوگی (اسلمو کہ اس میں مرجانا یقینی
نہیں اور پہلی دو صورتیں تو نہیں مرنا یقینی ہے) اور اگر شوہر نے اپنی عورت کی طلاق کو
کسی اجنبی مرد کے کام پر مشروط کیا (مثلاً کہا کہ زید اگر سفر سے آوے تو تو بائن ہے)

باسیوقت سکے آئے پر شرط کیا (مثلاً کہا کہ اگر رمضان آدمی تو تو بائن سے) اور
 شرط کا وجہ اور شرط کرنا وہ تو مرض ہی میں ہوں یا شرط کیا غامض اس پر کام پر اور میں
 مرض میں شرط کرنا اور اس کام پر کیا گیا تھا اور شرط کا وجہ بھی مرض میں پایا گیا اور
 منسرد پہل کیا تھا یا عورت کے ایسے فعل پر شرط کیا کہ اوکو خواہ خواہ کرنا پڑی
 (مثلاً کہہ یا کہ اگر تو کہادینگی یا پیوگی تو بائن ہو جاوے گی اور) ہمیں خواہ وہ تو بائن میں
 میں ہوں خواہ صرف شرط کا وجود مرض میں ہو تو ان سب صورتوں میں وارث ہوگی اور
 انکے مرد اور صورتوں میں وارث نہ ہوگی۔ اور اگر اپنی بیوی کو مرض میں بائن کر دیا پھر اچھا
 ہو گیا اور اس کے بعد مر گیا یا بائن کر چکا تھا اور وہ عورت مرد ہو گئی اور پھر مسلمان ہو گئی
 اس کے بعد شوہر مر تو ان صورتوں میں وارث نہ ہوگی۔ اور اگر عورت شوہر کے لٹکے کو
 ہم بستر ہو گئی یا شوہر سے بچاؤ کیا یا شوہر نے بحالت مرض اس سے ایلا کیا تو وارث ہوگی
 اور اگر ایلا بحالت صحت کیا تھا اور ایلا کے باعث حالت مرض میں بائن ہوئی تو وارث
 نہ ہوگی (اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس صورت میں شوہر کا طلاق دینا اسو جہ سے معلوم ہوتا ہو
 کہ عورت کو وارث کرنے سے گریز کرتا ہو تو اس صورت میں عورت وارث نہ ہوگی اور اگر وہ وارث
 کرنے سے گریز نہیں کرتا اور نہ احتمال گریز کا ہو تو وارث نہ ہوگی)۔

باب رجعت (یعنی طلاق کے بعد عورت سے شوہر کے رجوع) کے نیکے یا نہیں۔ رجعت
 اس بات کو کہتے ہیں کہ جو نکاح مرد و عورت میں قائم تھا اوکو عدت کے دنوں میں جواز
 کا قانون بنا کر کہیں اور بحیثیت اسو ورتین درست ہو کہ عورت کو تین طلاقیں نہ ہوئی ہوں
 عورت رجعت پر راضی نہ ہو اور صورت اس کی یہ ہے کہ شوہر (طلاق کے بعد عدت میں منکوحہ
 کہہ ہو کہ میں نے تجھ سے رجعت کی یا) اور وفسہ کہہ دے کہ میں نے اپنی منکوحہ سے رجعت

موت حال
 اور ایلا کی آواز
 تو ایلا

رجعت
 یا شوہر
 یا عورت

کی اور (ایک بھرتو کہا جن افعال سے حرمت دامادی ثابت ہو) وہ فعل میرے لئے
 کرے مثلاً شہوت سے ہاتھ لگا دے یا بوسہ یا اس کی شرمگاہ کو دیکھ کر جسکے جسکے
 بھی ہوتی ہے اور فعل سے بھی) اور مستحب ہے کہ رجعت کے لئے گواہ کر دے (اور اگر شوہر
 نے عدت ہو چکنے کے بعد عورت سے کہا کہ میں نے عدت) میں تجھ سے رجعت کر لی
 اور عورت نے اسکی تصدیق کی (کہ ٹھیک ہے) تو رجعت درست ہو اور اگر تصدیق نہ کی
 تو درست نہ ہوگی جیسے اس صورت میں کہ شوہر اس سے کہو کہ میں نے تجھ سے رجعت کی اور وہ
 جواب دے کہ میری عدت ہو چکی (تو رجعت درست نہ ہوگی) اور اگر لونڈی کا شوہر عدت
 کے بعد اس سے کہو کہ میں نے عدت میں تجھ سے رجعت کر لی تھی اور اس بات کی تصدیق
 اس کے آقا نے کی مگر لونڈی نے اسکو جھٹلایا یا لونڈی نے (شوہر کے رجوع کرنے کے
 وقت) کہا کہ میری عدت ہو چکی اور اس کے آقا در شوہر نے یہ بات نہ مانی تو (ان
 صورتوں میں) لونڈی کا قول معتبر ہے (یعنی رجعت درست نہیں) اور حکم رجعت کا
 اس وقت جاتا رہتا ہے جبکہ عورت حیض اخیر سے پاک ہو جاتی ہو پہلے اگر دس روز پر پاک
 ہوئی تو بغور پاک ہونے کے وقت رجعت جاتا رہا کہ غسل نہ کیا ہو اور اگر دس روز
 سے کم میں پاک ہوئی تو غسل تک وقت رجعت رہیگا یا پھر کہ پاک ہونے کے بعد ایک وقت
 نماز کا گزر جاوے (یا اتنا وقت گزر جاوے کہ اس میں عورت نہا کر نیت نماز کی کر لی)
 یا وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے (جس صورت میں کہ پانی پر قادر نہ ہو) اور اگر عورت نے غسل
 کیا اور ایک عضو سے کم کو دھونا بھول گئی تو حق رجعت نہ رہیگا اور اگر عضو کا بل کا دھونا
 بھول گئی ہو تو حق رجعت باقی رہیگا (اس لئے کہ ابھی پورا غسل نہیں کیا اور) اگر شوہر اپنی
 عورت حاملہ یا بچہ دالیکو ایک طلاق دے دی اور کہو کہ میں نے اس سے صحبت نہیں کی

(یعنی ایک طلاق سے یکہ بائن ہو گئی) تو وہ (اس صورت میں عورت سے) رجعت کر سکتا ہے (اسلئے کہ عورت کا حاملہ خواہ بچہ دار ہو یا شوہر کو چھوٹا کر لے) اور اگر (عورت سے) خلوت کرے اور کہے کہ میں نے صحبت نہیں کی بعد اس کے ایک طلاق دی (تو رجعت نہ کرے) اسلئے کہ ممکن ہے کہ خلوت میں صحبت نہ کی ہو تو ایک ہی طلاق سے بائن ہو جاوے گی) پس اگر اسی صورت میں رجعت کی اور رجعت کے بعد اس عورت کے دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہو تو وہ رجعت درست ہوگی (اسلئے کہ جب دو برس سے کم میں بچہ ہو تو معلوم ہوا کہ وقت رجعت کے حمل موجود تھا اور شوہر کا یہ کہنا کہ میں نے صحبت نہیں کی غلط تھا اور عورت ایک طلاق سے بائن نہیں ہوئی تھی) اسلئے اسکی رجعت درست ہوگی) اگر شوہر نے اپنی منکوفہ سے کہا کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طلاق ہی پہر اس کے بچہ پیدا ہوا تو یہ دوسرا بچہ رجعت کا باعث ہوگا (اس طلاق سے جو اول بچہ ہونے پر اسکو ہوئی تھی) اور اگر شوہر نے یوں کہا کہ جتنی بار تو بچہ جنے تو تو طلاق ہی پہر اس کے تین بچے طلحہ طلحہ حمل سے ہوئے تو دوسرا اور تیسرا بچہ پہلی دو طلاقیں سے رجعت کے سبب ہونگے (اسلئے کہ پہلے بچہ کو چلنے پر شرط کے بموجب طلاق ہوئی اور حمل دوسری بچہ کا اس سے رجعت کا سبب ہوا) پہر دوسرے بچہ ہونے پر دوسری طلاق ہوئی تیسری کا حمل اس سے رجعت کا باعث ہوا) تیسری کے پیدا ہونے پر طلاق کا اثر ہی بڑھتی اب رجعت نہیں ہو سکتی) اور جس عورت کو طلاق رجعی ہوئی ہو وہ اپنا بناؤ سنگار کرے (تاکہ شاید اسکا شوہر اس سے رجوع کر لے) اور مستحب یہ ہے کہ شوہر بدو اطلاع اس کے پاس نہ جاوے اور جب تک اس سے رجعت نہ کر لے تب تک اس کے ساتھ سفر نہ کرے اور طلاق رجعی سے رجعت نہ کرنا حرام نہیں ہوتا مگر عدت کے بعد البتہ حرام ہے اور جو عورت کہ بائن ہو گئی ہو وہ شوہر سے

نکاح عدت میں اور بعد عدت کے کر سکتی ہو مگر جو تین طلاقوں سے بائن ہوئی ہو بشرطیکہ
 آزاد ہو اور وہ کسی بائن ہوئی ہو اور مصدقہ میں کہ نوڈھی ہو وہ شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی
 جب تک کہ وہ دوسری شوہر سے نکاح صحیح نہ کرے اور وہ دوسرا اس سے صحبت نہ کرے چاہے اگرچہ
 وہ مرد قریب بالغ ہو نیکی ہو اور پہرہ دوسرا اس کو طلاق دی اور اسکی عدت پوری
 ہو جاوے (تو اب البتہ شوہر اول سے نکاح کر سکتی ہے) نہ صحبت کرنا مالک کے باعث یعنی
 اگر شوہر اپنی منکوہہ نوڈھی کو دو طلاقیں دی اور بعد عدت کے اسکا مالک اس سے صحبت نہ کرے
 تو اس صحبت سے بعد عورت اپنی شوہر کو حلال نہوگی بلکہ صحبت کے لئے نکاح صحیح شرط ہے
 اور کہ وہ ہی حلال کرنے کی شرط سے نکاح کرنا (یعنی اس طرح کہ بعد نکاح کے طلاق دیدو
 ہر چند (دوسری شوہر کے طلاق دیدی ہو) شوہر اول پر وہ عورت حلال ہو جاتی ہے
 (گو نکاح حلالہ کر نیکی شرط سے کیا ہوتا ہم ایسی شرط سے نکاح کرنا مکروہ ہے) اور دوسرا شوہر
 پہلے شوہر کی طلاق کا حکم دور کر دیتا ہو بشرطیکہ طلاق تین سے کم ہوں (یعنی جب عورت
 دوسری شوہر سے نکاح کرے اور اسکی طلاق کے بعد پہراول شوہر کے نکاح میں آوے
 تو شوہر اول تین طلاقوں کا مالک ہو جاوے گا) اور اگر تین طلاقوں والی عورت خبر دی کہ
 شوہر اول اور شوہر دوم کی طلاق کی حد تین ہو چکیں اور زمانہ آتا ہو کہ اوہ تین دو دن
 حد تین ہو سکتی ہوں تو شوہر اول کو اختیار ہو کہ اسکی بات مان لے اگر ظن غالب اسکو ہو
 کہ یہ سچ کہتی ہے (یعنی اس سے مصدقہ تین نکاح کر سکتا ہے) +

باب ایلا کے بیان میں (ایلا کے معنی لغت میں قسم کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں یہ ہیں) شوہر کا قسم کہانا اپنی منکوہ سے چار مہینہ یا اس سے زیادہ صحت نہ کرنے پر ایلا کہلاتا ہے مثلاً یوں کہو کہ خدا کی قسم میں تجھ سے چار مہینے صحت نہ کروں گا یا یہ کہ

کہ بنیاد میں تجہ سب صحبت نکر و نکاح پس اگر (قسم مدت معین کی کی ادا مدت چار ماہ میں
 کی تو کفارہ دو سو اپنی قسم کا اور ایلا جاتا رہے گا اور اگر صحبت نکر کیا نہ عورت نکاح سے جدا
 ہو جاوے گی اور قسم باقی رہیگی (یعنی کفارہ لازم نہ ہوگا) اگر چار مہینے کے لئے قسم کیا ہے تو
 اور اگر ہمیشہ کے لئے کیا ہے تو قسم باقی رہتی ہے (یعنی جس مہر تین کہ یوں کہا کہ نکاح
 تجہ سب صحبت نکر دینا اور چار مہینے تک صحبت نکی اور وہ عورت نکاح سے باہر نہ ہوگی اور
 پہلے ہرنے اُس سے دوبارہ نکاح کیا تو حکم قسم کا باقی ہے یعنی اگر چار مہینے کے اندر
 صحبت کرے گا تو کفارہ لازم آوے گا) پہلے اگر اُس سے دوسری بار اور تیسری بار نکاح کیا اور
 وہ نو دفعہ مدت چار چار مہینے کی بدون صحبت گذر گئی تو وہ عورت دو اور مطلقوں سے
 بائن ہو جاوے گی پہلے اگر بعد دوسرے شوہر کے نکاح کے اُس سے نکاح کیا تو طلاق نہ ہوگی
 اور اگر اُس سے صحبت کرے تو کفارہ دو قسم کے باقی رہنے کی جہت سے (مستند مسئلہ
 کی بھی ہو کہ اپنی بیوی سے ایلا کرے اور چار مہینے کی مدت میں اُس سے صحبت نکرے تو وہ بائن
 ہو جاوے گی اور اگر دوبارہ اُس سے نکاح کرے اور چار مہینے اُس سے ہم بستر نہ کرے تو پہلے طلاق
 سے بائن ہو جاوے گی اس طرح اگر تیسری دفعہ نکاح کر کے چار مہینے قربت نکرے تو پہلے ایک
 طلاق سے بائن ہو جاوے گی آبا چونکہ مطلقین تین ہو گئیں بدون نکاح و دوسرے شوہر کے
 حلال نہ ہوگی پس اگر بعد نکاح و طلاق شوہر ثانی کے پہلے اُس عورت سے نکاح کرے تو ایلا
 کا حکم نہ ہوگا اور قسم باقی رہیگی یعنی اگر اُس سے صحبت نکرے گا تو بائن نہ ہوگی اور اگر صحبت
 کرے گا تو کفارہ دینا پڑے گا) اور چار مہینے سے کم مدت میں ایلا معتبر نہیں (یعنی اگر ترک
 صحبت کی قسم چار مہینے سے کم پر کہا دے گا اور اُس مدت میں صحبت نکرے گا تو طلاق نہ ہوگی
 لیکن اگر صحبت کرے گا تو کفارہ لازم ہوگا) اور اگر شوہر نے کہا کہ نکاح دے دو مہینے پہلے اور

چھینے لے کے بعد تجھ سے صحبت نکر دنگا تو مجھ ایلہ ہو گیا (اسلمی کہ چار مہینے ہوئے اگر یہ
 او کو دو دفعہ بین بیان کیا) اور اگر (پہلے یون کہا کہ واللہ تجھ سے دو مہینے صحبت نکر
 پہر ایک روز ٹھہر گیا اور اس کے بعد کہا کہ تجھ سے پہلے دو مہینوں کے بعد دو مہینوں
 اور صحبت نکر دنگا یا یون کہو کہ تجھ سے ایک دن کم برس روز صحبت نکر دنگا یا یہ قسم بعد
 میں کہا دو کہ میں کو ذہین بجا دنگا اور اسکی مشکوہ کو ذہین ہو تو ان صورتوں میں ایلہ نہیں
 ہوتا۔ اور اگر شوہر نے صحبت کو چار روزہ یا صدقہ یا آزاد کرنے یا طلاق پر شرط
 کیا (مثلاً یون کہا کہ اگر میں صحبت کروں تو مجھ پر چار روزہ یا صدقہ لازم سی) یا رجوعی
 طلاق والی سے ایلہ کرے تو (ان سب صورتوں میں) ایلہ کر نیوالا ہوگا لیکن اگر طلاق
 بائن والی عورت یا اجنبی عورت سے ایلہ کر گیا تو درست ہوگا اور نوڈی مشکوہ کی ایلہ کی
 مدت دو مہینے ہیں اور اگر ایلہ کر نیوالا اپنی بیماری یا عورت کے مرض یا اسکی شریک
 کے بند ہونے یا اس کے صغیر سن ہونے یا فاصلہ دراز پر ہونے کی جہت سے اس سے
 صحبت نکر سکے تو ایلہ سے رجوع کرنا یون ہو سکتا ہو کہ اپنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے
 اپنی مشکوہ سے رجوع کی اور اگر چار مہینے کی مدت میں صحبت پر قادر ہو جاوے تو رجوع
 کرنا صرف صحبت ہی (یعنی چار مہینے کے اندر اگر یہ موانع برپا نہ ہوں تو زبانی رجوع کا
 اعتبار نہیں بلکہ صحبت کرنی چاہیے) اگر (شوہر نے اپنی مشکوہ سے) کہا کہ تو مجھ پر حرام
 اور اس سے عورت کے حرام ہونے کو اپنے اوپر نیت کی یا نیت کچھ نہ کی تو (اس جملہ سے)
 ایلہ نہ جاوے گا اور (اگر اس سے) ظہار کی نیت کر گیا تو ظہار ہوگا اور (اگر) جہوت کی
 نیت کر گیا تو جہوت ہوگا اور طلاق کی نیت کر گیا تو بائن طلاق ہوگی اور تین طلاقیوں کی
 نیت کر گیا تو تین ٹرنگی اور قول مفتی بہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی مشکوہ سے کہو کہ

اسے
 شریعت کے خلاف
 ہے
 جو بھی
 اس کے خلاف
 ہے

تو بھیر حرام ہو اور حرام ادا سکے نزدیک طلاق کے معنی میں ہو لیکن اوسنی طلاق کی نیت نکی ہو تو طلاق پڑ جائیگی اور عتس کی رد سے طلاق کی نیت کرنیوالا ٹھہر لیا جائیگا (یعنی اگر ادا سکے علم میں حرام کے معنی طلاق کے ہونگے تو طلاق ہو جائیگی گو اوسنی ان لفظوں سے طلاق کی نیت نکی ہو دی)۔

بجائے حرام

باب خلع کے یا نہیں (خلع اسکو کہتے ہیں کہ عورت اپنی شوہر کو کچھ مال دیگر طلاق کی صورت سے خلع نکاح سے جدا ہو نیکا نام ہو اور خلع کے لفظ سے اور مال کے عوض طلاق کے لفظ سے طلاق بائن پڑتی ہے اور عورت پر جس قدر مال ٹھہرا ہوا لازم ہو جاتا ہو اور نہ کہ وہ شوہر کو طلاق کی عوض میں کچھ لینا بشرطیکہ سرکشی اور ناموافقیت مرد کی طرف سے ہو اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو نہ کہ وہ نہیں اور جو چیز مہر ہو نیکی لیاقت رکھتی ہو وہ خلع کا عوض ہو سکتی ہے پس اگر عورت سے شراب یا سورا یا مردار پر خلع کیا یا اسکو طلاق دی تو خلع کی صورت میں طلاق بائن پڑیگی اور طلاق کی صورت میں رجعی گرفت پڑیگی (عورت کو کچھ لینا نہ آئیگا) جیسا (اس صورت میں) کہ عورت کہی کہ مجھے سے خلع کر لے اور جو کچھ میرے قبضہ میں ہے لیے اور ادا سکے قبضہ میں چھہ نہ ہو (تو اس صورت میں اگر شوہر خلع کر لیا تو طلاق مفت بدون عوض کے پڑیگی) اور اگر عورت اتنا اور بڑا دے کہ میری قبضہ میں جو مال اور درم ہیں لیے تو (اس صورت میں عورت یا) اپنا مہر واپس کرے یا تین درم شوہر کو دے۔ اور اگر شوہر عورت سے خلع کرے ایک بھاگے ہوئے غلام پر جو عورت کی ملک میں ہو اور وہ عورت شرط کرے کہ میں اسکی خا من نہیں تو وہ اس شرط سے بری ہو جائیگی۔ اگر عورت نے کہا کہ مجھکو تین طلاقیں ہزار کے بدلے دیدے پس شوہر نے اسکو ایک طلاق دی تو اسکو ہزار کی تہائی ملیگی اور وہ عورت بائن ہو جائیگی اور اگر عورت

کہے کہ تین طلاقیں مجکو ہزار پر دیے اور وہ ایک سو تیس تو اس صورت میں طلاق رجعی نفی پڑیگی
 (اس واسطے کہ اول صورت میں لفظ بدلے کا تھا اور بدلہ کی صورت میں عوض معوض پر بیٹھا ہی
 اور دوسری صورت میں لفظ پر بمعنی شہر ہی ہمیں نہیں منقسم ہوتا) اگر شوہر نے منکوحہ سے کہا
 کہ تو اپنی نفس کو تین طلاقیں ہزار کے بدلے یا ہزار پر دیے اور اسنو ایک طلاق دی تو کچھ نہ
 پڑیگی اور اگر مرد نے کہا کہ تو طلاق ہی ہزار کے بدلے یا ہزار پر اور عورت نے قبول کر لیا
 تو ہزار ادسہ لازم ہونگے اور بائن ہو جاوے گی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہا کہ تو طلاق ہی اور
 تجھ پر ہزار ہین یا غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو اور تجھ پر ہزار ہین تو طلاق اور آزاد دی نہت ہو جاوے گی
 (کچھ دینا نہ پڑیگا) اور خستیا کی شرط طلع میں عورت کو کو کر لینی درست ہے مرد کو جائز نہیں اگر
 شوہر اپنی بیوی سے کہو کہ میں نے تجکو کل ہزار کے بدلے طلاق دی ہے مگر تو نے نہیں مانا
 اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کر لیا تھا تو شوہر کا قول سچا جانا جائیگا بخلاف یہ
 کے (کہ اگر بیچے والا کہو کہ میں نے اپنی چیز کل ہزار کے بدلے بیچی تھی اور تو نے منظور
 نہ کی اور مشتری کہو کہ میں نے منظور کر لی تھی تو اس صورت میں لین و الیکا قول مانا جاوے گا) اور
 خلع کرنا اور حقوق سے بری الذمہ کرنا ان حق کو دور کر دیتا ہے جو مرد عورت کو ایک
 دوسری پر نکاح کے باعث ہوں یہاں تک کہ اگر مال کے عوض میں شوہر اپنی منکوحہ سے طلع
 کرے یا بری الذمہ ہو نیکا معاملہ کرے تو شوہر کو وہی مال ملیگا جو اس معاملہ میں ٹھہرا ہوا اور
 حقوق زوجیت ایک دوسرے کے ذمہ باقی نہ رہیں گے مثلاً دعویٰ مہر کے لیے لیا ہو یا نہ لیا ہو
 سے پہلے ہو یا بعد ہو کسی کو ان میں سے ایک دوسری پر نہیں پونچتا۔ اور اگر جو بیوی لڑکی کا بی
 شوہر سے خلع کرے اور اسکی عوض صغیرہ کا مال ٹھہرا ہو تو اس مال کے بدلہ میں خلع درست
 نہ ہو گا اور طلاق پڑ جاوے گی (یعنی صغیرہ کے ذمہ مال لازم نہ آوے گا) اور ولی ہزار کے بدلہ

مین اگر خلع کرے اس شرط پر کہ مین فاسخ ہوں تو طلاق ٹیڑھا دیتی اور مسترارہ کی
کے ذمہ رہیں گے (والہ اعلم) *

بہارِ شریعت

بابِ ظہار کے یا نہیں (جو ایک طرح کی طلاق ہے) ظہار یہ ہے کہ اپنی منکوحہ کو منہ پر
ایسی عورت سے تشبیہ دی جو اوپر ہمیشہ کو حرام ہو (مثلاً اپنی ماں اور بہن اور بیٹی سے)
تشبیہ و تمثیل سالی سے تشبیہ دینے کے کہ وہ ظہار نہ ہوگا اگر اسلامی کہ سالی کی حرمت
ہمیشہ کو نہیں بلکہ منکوحہ کی زندگی یا نکاح تک ہی) اگر شوہر اپنی منکوحہ کو کہو کہ تو
مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہو تو ان لفظوں کے بعد اسکو عورت سے صحبت کرنا
اور ایسی باتیں جو صحبت کے سامان ہوں (مثل بوس و کنار کے) حرام ہو جاتے ہیں
کفارہ نہ دینے اور اگر کفارہ سے پیشتر صحبت کر لیتے تو صرف اپنی پروردگار سے استغفار
کری (یعنی دوسرا کفارہ لازم نہیں ہوتا) اور (یہ جو قرآن مجید میں لفظ ثم یؤذون کہا
گاتا آیا ہے یعنی پھر پھرتے ہیں اپنی قول سے اس) پہلے سے مراد عورت سے صحبت کرنا
قصہ ہے (نہ خود صحبت کرنا نہ صحبت کفارہ دینے سے پہلے درست ہو) اور پٹا اور زان اور
شرنگا (ان تینوں اعضا کا حکم مثل پیشہ کے ہے) حرمت کے لازم ہونے میں) اور مرد
کی بہن اور بھوپھی اور ماں و دودہ کی راہ سے مثل حقیقی ماں کے ہے (یعنی انکے ساتھ
مشابہت دینے سے بھی حرمت ثابت ہوگی) اور عورت کو یہ کہنا کہ تیرا سراور تیری شرنگا
اور تیرا چہرہ اور تیری گردن اور تیرا آدما سراور تیری تہائی ایسا ہے جیسا (یہ کہنا کہ) تو ایسی
ہے (یعنی ان اعضا کو تشبیہ دینے سے محرمات کے حصہ سے حرمت ثابت ہوگی) اور اگر
شوہر نے کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کی ہے اور (اس جملہ سے) نیت اسکی خدمت اور
سلوک کی کی یا ظہار کی یا طلاق کی تو جو نیت کر لیا وہی ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو

بھہ نول لغو ہو اور اگر بھہ کہا کہ تو بھہ پر حرام ہو مثل میری مان کے اور ظہار یا طلاق
 کی نیت کی توجہ نیت کر لگا دی ہو گا اور اگر بھہ کہا کہ تو بھہ پر مثل میری مان کی پشت کے حرام
 ہے اور اس سے طلاق یا اہل کی نیت کی تو ظہار ہو گا (یہ وہ دو چیزیں نہ ہونگی) اور ظہار نیز
 اپنی منکوہہ بی بی سے ہو کر تافے (یعنی اگر الفاظ ظہار کے اپنی نو مذی یا اقم ولد سے
 کہیں یا تو ظہار نہ ہو گا) پس اگر انکھورت سے بدون اسکی اجازت کے نکاح کیا اور اس سے
 ظہار کیا اور ظہار کے بعد اس عورت نے نکاح کو جائز کہا تو ظہار باطل ہو جاوے گا
 (اسلئے کہ نکاح کی اجازت سے پیشزدہ عورت اسکی منکوہہ تھی) اگر اپنی سب عورتوں کو
 کہے کہ تم بھہ پر مثل میری مان کی پشت کے ہو تو سب سے ظہار ہو اور کفارہ ہر ایک کی ہو
 جدا جدا دی اور ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کرنا یا سو بردہ کا جو
 اندھا ہو یا دو نو نا تھہ کٹی ہوں یا آٹھ تھون کے دو نو انگلوٹھے کٹی ہوں یا دو نو پانوں کٹی
 ہوں یا دو پوانہ ہو یا دہرام ولد ہو یا ایسا مکان ہو جو کچھ مال دیکھا ہو اسبابین
 جائز نہیں مان اگر مکان سے کچھ نہ دیا ہو اور اسکو کفارہ میں آزاد کر دے تو جائز ہے
 (اسلئے کہ وہ بردہ کامل ہے) یا بھہ کہ کفارہ کی نیت سے اپنی کسی رشتہ دار قریب کو حشر
 کرے یا کفارہ میں آدھا غلام اپنا پہلے آزاد کرے اور آدھا پہر آزاد کرے یہ سب صورتیں
 درست ہیں اور اگر کفارہ میں آدھا غلام مشترک آزاد کر دے اور آدھنی کی قیمت کا اداسکے
 مالک کی سطر زد کر لے یا آدھا بردہ کفارہ میں آزاد کرے اور جس عورت سے ظہار کیا تھا
 پر اس سے صحبت کر لے اور بعد صحبت کے آدھا آزاد کرے تو بھہ صورتیں درست نہ ہونگی
 (اسلئے کہ آزاد ہی پوری بردہ کی صحبت سے پہلے نہ ہونگی اور پوری بردہ کا آزاد کرنا صحبت
 سے پیشتر ہو جب فیض قرانی کے شرط ہے) پس اگر بردہ آزاد کر لے تو وہ مہینہ

پے در پے روزہ رکھے اس طرح کہ ان دو فومہینو نمین رمضان اور ایسی دن واقع نہ ہوں
 جنہیں روزہ رکھنا ممنوع ہے (یعنی دو روز عید کے اور تین روز بعد عید اغمعی کے
 ان دو فومہینو نمین نہ پڑیں) پھر اگر ان دو فومہینو نمین کے اندر عورت مذکور ہسرات کو یا
 بھوکہ روں کو محبت کر گیا یا ایک دن بھی افطار کر گیا تو سب سے پہلے روزہ رکھنی پڑے گی
 (اس لئے کہ ان روزہ نمین پے در پے ہونا اور محبت سے پیشتر رکھنا شرط ہے) اور اگر شوہر
 خود غلام ہو تو وہ اسکو سوا ہی روزہ رکھنے کے دوسری چیز جائز نہیں اگرچہ اسکی طرف
 سے اسکا آقا بردہ آزاد کر دے یا کہا نا کہلاو (اس لئے کہ غلام خود تو مالک نہیں تاکہ کہا نا
 کہلاو یا بردہ آزاد کرے اور آقا کا آزاد کرنا اور کہا نا کہلا نا اسکی طرف سے معتبر نہیں
 پھر اگر روزہ رکھنی کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کہا نا کہلاو یا جیسا صدقہ فطر میں مذکور
 ہوا یا کہانے کی قیمت دی (پس اگر اپنی طرف سے دوسرے) شخص کو اجازت دی کہ ظہار
 کے کفارہ میں کہا نا کہلاو یا اور وہ حکم کی تعمیل کرے تو درست ہے (اور) کفارہ مذکی سبنا
 اقسام میں کہانیکا مباح کر دینا درست ہے (یعنی ظہار کی اور روزہ کی قضا اور قسم اور
 احرام کے شکار کے کفارہ وغیرہ اور نیز شیخ فانی کو روزہ کے خدیہ ادا کرنے میں
 کہانیکا مباح کرنا جائز ہے) مگر صدقات میں (مثل زکوٰۃ اور صدقہ فطر اور عشرہ زمین
 میں) مباح کرنا کافی نہیں (بلکہ تملیک شرط ہے اور مباح کرنا اس طرح ہے کہ کہا نا لا کر
 فقیروں کو اس کے کہانے کی اجازت دیدی اور تملیک یہ ہے کہ وہ کہا نا فقیروں کو
 دیا لے اور انکی ملک کر دی جائے کہانیں چاہیں دوسرے کو دیا لیں) اور کہا نا
 کہلانے میں یہ شرط ہے کہ ہر فقیر کو پیٹ بہر کر دو صبح یا دو شام یا ایک صبح اور ایک
 شام کا کہانا دی (یعنی دو وقت کہلاو یا خواہ ایک دن میں ہو یا دو دن میں) اور اگر

ایک فقیر کو دو مہینے تک کھلا دینے تو درست ہی (لیکن اگر ایک فقیر کو ۴۰ حصے) ایک
 و نمین (وید سے تو) جائز نہ ہوگا مگر حاکم مدین کے (ایک آدمی کے) کھلانے میں شمار
 ہوگا اور اگر کھانا کھلانے کے درمیان میں عورت سے صحبت کرے تو کھانا نہ لے سکتا ہے کھانا
 (جیسا روز و نمین تھا) اور اگر دو ظہار دن کے کفار و نمین ساٹھ فقیروں کو ایک
 ایک صاع گیہون حوالہ کرے تو ایک ظہار کا کفارہ جائز ہوگا (دوسرے کا اور دینا چاہیے
 اور) اگر ایک کفارہ افطار کا تھا اور ایک ظہار کا اور کھانا مثل مذکورہ بالا دیا یا دم
 ظہار میں دے دے تو آزاد کرے اور معین کیا (کہ کونسا کس ظہار میں آزاد کرتا ہوں) تو
 ان (مذکورہ نمین) دو نو (کفارہ دے گی) پھر سو جائز ہوگا اور اسی جیسا سو دہ ظہاروں
 کے عوض میں روزی رکھو اور کھانا کھانا (یعنی معین نہ کرے کہ کسی کو عرصہ روزی رکھتا
 ہوں اور کسی کو عرصہ کھانا کھانا ہوں تو وہ ظہار کا کفارہ ہو جائے گا) اور اگر دو دن
 ظہار دن کے کفارہ میں ایک بر دو آزاد کرے یا دو مہینے کے روزی رکھو تو ایک ظہار
 کا کفارہ ہوگا (دو کا نہ ہوگا) اگر ایک کفارہ ظہار کا ہو اور ایک قتل کا اور ہر شخص ایک
 کفارہ بلا تعین ادا کر دے تو کسی کی طرف سے جائز نہ ہوگا (غرض کہ دو نو کفارہ اگر ایک
 جنس کے ہوں گے تو جائز ہے کہ کفارہ دینے والا بعد کفارہ دینے کے انہیں سے ایک
 کی نیت کرے اور اگر دو جنس کے کفارہ ہوں تو انہیں بعد کفارہ دینے کے اگر معین
 کرے گا تو کافی نہ ہوگا واللہ اعلم) *

بَابُ بَعَانِ
 بَعَانِ

بَابُ بَعَانِ کے بیان میں (جس سے مرد و عورت میں جہائے جو باقی ہے
 لغت میں اس کے معنی آپس میں لغت کر نیے ہیں اور شریعت میں) بَعَانِ چھ گواہیاں
 مرد و عورت کی ہیں جو تاکید اور قسم اور لغت خدا کے ساتھ بیان کریں اور (پھر)

لعان) مرد کے حق میں گالی دینے کی شرکاً قائم مقام ہے اور عورت کے حق میں زنا
 کی شرکاً ہے پس اگر شوہر اور عورت بیاہت کو اہی کی رکھتی ہوں (یعنی آزاد اور عاقل اور
 بالغ اور مسلمان ہوں اور مرد اپنی عورت کو زنا کی نہت کرے اور وہ عورت ایسی ہو
 کہ اس پر نہت زنا کرنے والی کو نہت مانتی ہو) (یعنی پارسا منکوحہ ہو) یا وہ شوہر اس
 عورت کے بچہ کو کہے کہ یہ میرا نہیں اور عورت اس شوہر کو زنا کی نہت کی شرکاً دلوانا
 پاہے تو اس صورت میں لعان واجب ہو پس اگر شوہر لعان کی انکار کرے تو اس کو قید
 کیا جاوے یہاں تک کہ خواہ لعان کرے یا اپنی آنکھ چھوٹا سکے اور گالی کی شرکاً اس پر
 ہے جب شوہر لعان کرے تو عورت پر لعان واجب ہو اور اگر وہ انکار کرے تو قید
 کیا جاوے یہاں تک کہ لعان کرے یا شوہر کی نہت کو سچا کرے (اور زنا کی شرکاً کو بوجھے)
 یہ اگر شوہر میں بیاہت کو اہی کی نہت تو اس کو گالی کی شرکاً ہے اور اگر شوہر میں بیاہت
 کو اہی کی ہو مگر عورت ایسی نہ ہو جس کی نہت لگانے والی کو نہت گالی کی دیکھا دے (یعنی
 پارسا نہ ہو تو شوہر پر نہت شرکاً واجب ہو نہ لعان) اور صورت لعان کی وہ ہو جو کلام محمد
 میں ارشاد ہوئی ہے (یعنی قاضی شوہر سے شروع کرے اور وہ چار مرتبہ اس طرح
 گواہی دے کہ میں خدا کے نام سے گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جو نسبت زنا کی اس عورت
 پر کی ہے اس میں سچا ہوں اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ اگر اس باب میں میں جھوٹا
 ہوں تو خدا تعالیٰ کی لعنت مجھ پر ہو بعد اسکے عورت چار بار گواہی دے کہ میں خدا کے
 نام سے گواہی دیتی ہوں کہ یہ مرد جو مجھ کو زنا لگاتا ہے اس میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ
 یوں کہے کہ اگر مجھ مرد میرے ذمہ زنا لگانے میں سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ہو پس
 جب اس طرح لعان کر چکیں تو عورت اور مرد حاکم کے حکم سے علیحدہ ہو جاوے اور اگر

مرد نے تہمت اٹھائی کہ جو کہ عورت کے بچہ کو کہا ہو کہ میرا نہیں تو حاکم اس شخص پر
نسب مرد سے دور کرے اور اس کو اس عورت کی طشت لگا دے اور اگر مرد اپنی آپ کو
جھوٹا کہے کہ میں نے چوٹ کہا تھا تو اس کو گالی کی شراد بجا دے اور جو سکتا ہو کہ
مرد اس عورت سے بعد لعان کے اور قاضی کے جدا کر دینے کے) نکاح کرنے اور اس طرح
اگر اپنی بیوی کے ہوا کسی اور عورت کو زنا کی تہمت کرے اور اس کی سزا مرد کو سٹے یا
عورت زنا کرے اور اس کو زنا کی سزا ملے تو ان صورتوں میں مرد کو اختیار ہو کہ تہمت
سے نکاح کر لے۔ اور شہرہ اگر گونجا ہو اور وہ زنا کی تہمت اپنی مشکوکہ کو کرے یا کوئی
شخص اپنی بیوی کے حمل کو کہے کہ میرا نہیں تو ان صورتوں میں لعان واجب نہیں (اس لئے)
کہ پوری تہمت کلام کے ساتھ میں ہے اور وہ گونگے سے ناممکن ہے اور حمل کے انکار کرنے
میں بھی پوری تہمت نہیں اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ بچہ پیٹ میں نہ ہو دوسری بیوی ہو گیا ہو
یا کوئی مرض ہو) اور اگر شوہر کہے کہ تو نے زنا کیا اور یہ حمل زنا کا ہے تو لعان واجب
ہے (اس لئے کہ یہ صورتیں صریح نسبت زنا کی کی ہیں) اور (قاضی کو چاہیے کہ اس مسئلہ میں
حمل کو اس کے باپ سے جدا کرے) (اس لئے کہ بچہ ہونے سے پیشتر حمل کے ہونے اور نہ ہونے
ہی میں شبہ باقی ہے۔ اور) اگر لوگ اس کو مبارکبادی لڑکے کی دیویں اور اس وقت
وہ کہو کہ مجھ بچہ میرا نہیں یا اسباب بچہ کے تولد کے خریدنے کی وقت ایسا کہے تو
یہ نسب کو دور کرنا اپنا دوسری درست ہے اور ان وقتوں کے بعد اگر کہیگا تو جائز
نہوگا اور لعان دونوں صورتوں میں کرے (یعنی خواہ تہمت کی وقت لڑکے کو اپنا
نہ بتا دے خواہ تہمت کے بعد خواہ سامان ولادت خریدنے کی وقت خواہ پیچھے)
اور اگر جڑوان بچوں میں سے اول کو اپنا نہ کہے اور دوسرے کو اپنا بتا دے تو گالی کی سزا

اسکو دیکھا دیا اور اگر اول کا اقرار کرے اور دوسرے کا انکار تو لعان کرے اور نہ ہو تو
بچو گا دونو صورتیں اسی سے ہو گا۔

**باب عتق یعنی نامرد کے یا بنین (جو عورت سے صحبت نہ کر سکے۔ عتق اسکو
کہتے ہیں جس سے عورتوں سے صحبت نہ ہو سکے یا کنوارے بونکی صحبت پر قادر نہ ہوں بونکی
صحبت پر قادر ہوں) اگر عورت اپنی شوہر کو بھیڑا یعنی ذکر گناہ دیکھے تو فاقی اُن
دونوں کو اسی وقت جدا کر دیں اور جس صورت میں کہ نامرد اور خصیہ نکالا ہوا ہو تو ایک سال
ٹھہرے اگر اس پر مین وہ صحبت کرے تو بہتر روزہ اگر عورت اُس سے جدا ہونا چاہی
تو فاقی جدا کر دیں۔ پس اگر شوہر کہے کہ میں نے صحبت کی ہے اور عورت انکار کرے اور
دوسری عورتیں کہیں کہ وہ عورت باگہ رہی تو اُس عورت کو جدا ہو جائیگا اختیار دیا
جاوے گا اور اگر وہ کہیں کہ یہ عورت مرد رسیدہ ہے تو شوہر کا قول شرط قسم کہانی کے
سچا جانا جائیگا اور اگر عورت شوہر کو پسند کر لے تو اس کے بعد جدا ہونے میں
حق باطل ہو جائیگا اور اگر مرد و عورت میں کسی کیس کو دوسرے کے عیب کے عیث
اختیار نہ دیا جاوے (یعنی جس صورت میں کہ ایک کو جذام یا جنون یا برف غیر ہر جا
تو دوسرے کو جدا ہو جائیگا اختیار نہیں۔ اور اس مسئلہ میں امام شافعی کا خلاف ہے کہ
اُن کے نزدیک پانچ مرفوضین عورت مختار ہوتی ہے تین جو اذ پر مذکور ہوئی چوتھا
رُتق ہے کہ عورت کی شرمگاہ کے مُنہ پر گوشت اُبھرا ہو جو صحبت کا مانع ہو جائیگا
قرن ہے کہ اوجھلہ پر ہڈی مانع صحبت کی ہو اور دلیل امام اعظم کی قول عطاء علی
نمر بن عبد العزیز اور اوزاعی اور سفیان ثوری اور ابن ابی لیلی کا ہے اسوجہ سے کہ جن
معاملات میں رفاقت ہی کامل شرط ہو ان میں یہ بات ہوتی ہے کہ اگر رفاقت**

بہت چاہیے
ہو تو

کی نفوت میں کوئی عیب خلل کرتا ہے تو اس معاملہ کو پس گردی میں اور کچھ لازم
ہونا کامل رضامندی پر موقوف نہیں اسکو کہ نکاح تو ہنسی کے الفاظ سے بھی لازم
ہو جاتا ہے (۴)

باسب عدت کے بیان میں۔ عدت اس انتظار کو کہتے ہیں کہ عورت کو (طلاق کے یا
شوہر کی موت کے بعد کرنا) لازم ہے۔ عدت آزاد عورت کی طلاق کے لٹو اور بعد محبت کے
نکاح کے ٹوٹنے کے لٹو تین حیض ہیں جسکو حیض آتا ہو اور جسکو حیض نہ آتا ہو اور اسکی عدت
تین مہینے ہیں اور شوہر کے مرنے کی عدت چار مہینے و نسل روز میں اور نوڈھی کی عدت
اگر حیض آتا ہو تو دو حیض ہیں اور اگر حیض نہ آتا ہو تو آزاد عورت کی عدت کا نصف ہوگا
(یعنی طلاق اور نکاح ٹوٹنے میں ڈیڑھ مہینا اور خاوند کے مرنے میں دو مہینے پانچ روز
اور حاملہ عورت کی عدت بچہ کا جنما ہو اور قار کی منکوحہ کی عدت وہ ہے جو دونوں
وقتوں میں سوزیادہ تر دور ہو) (۵) اُس مرد کو کہتے ہیں کہ اپنی بیبی کو مرض کیمالت
میں طلاق دے اور اُسی مرض میں مر جاوے تو ایسی عورت کی عدت چار مہینے و نسل
اور تین حیضوں کی مدت میں سوزیادہ ہو دہی ہوگی) اور جو عورت کہ طلاق رجعی
کی عدت میں آزاد ہو جاوے اور اسکی عدت کا حکم مثل آزاد عورت کے ہو اور (اگر طلاق)
بائن (کی عدت میں یا) خاوند کے مرنے کی عدت میں (آزاد ہووے تو) حکم آزاد کا
سا ہوگا (نوڈھی کی عدت کر لگی) اور جس عورت کو تین مہینے عدت کے بعد حیض پھر
آنے لگے تو اُسکی عدت حیض کے اعتبار سے ہوگی (نہ مہینوں کے اعتبار سے) اور جس
عورت کا نکاح فاسد ہوا ہو یا اُس سے شبہہ میں صحبت ہوئی ہو اُسکی عدت اور اُم ولد
کی عدت باعتبار حیض کے ہے شوہر کے مرنے وغیرہ کے لٹو۔ اور شوہر اگر چھوٹا ہو

باسب عدت کے بیان میں

خاوند اور عورت

باسب عدت کے بیان میں

عدت چار مہینے و نسل

اور قار کی منکوحہ کی

عدت چار مہینے و نسل

اور تین حیضوں کی مدت

میں سوزیادہ تر دور ہو

اور اُسکی عدت حیض کے

اعتبار سے ہوگی

اور اس کی زوجہ اس کے مرتبے وقت حاملہ ہو جاوے تو اس کی عدت بچہ کا جنم نہ
 اور اگر اس کے مرتبے بعد حاملہ ہو تو عدت چار مہینے دس ہدن کی ہوگی اور اگر
 دو نو مہر تو تین نسل بچہ کا اس شوہر خود دسالی سونہ لگا یا جاوے گا اور جس
 حیض میں عورت کو طلاق دی گئی ہو اس کا اعتبار بخیا جادو (یعنی اگر طلاق حیض کی حالت
 میں دئی ہو تو اس حیض کو عدت میں شمار نہ کریں بلکہ تین حیض اس کے ہوا شمار
 کریں) اور جو عورت کہ عدت میں ہو اگر اس کی شہبہ سی صحبت کا اتفاق ہو تو وہ عورت
 دوسری عدت کرے اور بعد دو نو عدت میں ایک دوسری میں آجاوے گی اور جو حیض صحبت
 کے بعد عورت کو ہوگا وہ دو نو عدت تو نہیں شمار ہوگا اور وہ عورت جب پہلی عدت
 پوری ہو چکے تو دوسری کو تمام کرے (یعنی مرد نے عدت والی عورت کی شہبہ کے
 ساتھ صحبت کی تو اس عورت پر ایک عدت اور لازم ہوگی اور جو حیض اب آدیاوے وہ دو نو
 عدت تو نہیں شمار ہوگا اور یہی معنی ہیں دو نو عدتوں کے ایک دوسرے میں آجانیکے اور
 جب پہلی عدت پوری ہو چکے تو دوسری عدت تمام کریں اور شروع عدت کا طلاق
 کے پڑنے اور مرنے کے بعد سے ہے اور نکاح خاسد میں جدائی کے بعد سے یا اس
 وقت سے کہ شوہر نے قصد انس کی صحبت کے ترک کیا۔ اور اگر عورت نے دھو کر کیا
 کہ میری عدت گزر گئی (یعنی اب رجعت درست نہیں) اور شوہر نے اس کا قول سنا تو
 فاضل کے یہاں معتبر عورت ہی کا قول ہوگا بشرطیکہ قسم سے بیان کرے۔ اور اگر شوہر
 نے اپنی عدت والی عورت سے نکاح کیا اور اس کو صحبت سے پیشتر طلاق دیدی تو اس
 نکاح کا مہر پورا دینا واجب ہوگا نہ آدیاوے اس کی عدت عورت پر لازم ہوگی
 اور اگر کوئی ذمی اپنی ذمی منکوحہ کو طلاق دی تو وہ عدت نہ کرے (یعنی اس عورت میں کہ

اگر عورت طلاق دے تو اس کی عدت
 چار مہینے دس ہدن کی ہوگی
 اگر عورت طلاق دے تو اس کی عدت
 چار مہینے دس ہدن کی ہوگی

اوستے مذہب میں عدت واجب نہ ہو **فصل** جس عورت کو طلاق بائن علی ہو یا شوہر
مرگیا ہو وہ سوگ کر مہنی زریب ذرینت اور خوشبو لگانا اور سرمہ اور تیل ڈالنا چھوڑ دے
اور مرض کے عذر سے تیل و سرمہ درست ہو اور مہدی لگانا اور سرخ دھرد کپڑا
پہنتا ترک کرے بشرطیکہ عدت بالغ اور مسلمان ہو اور اگر آزادی کے سبب عدت
میں ہو یا نکاح فاسد کی عدت میں جیسے بدن گواہوں کے نکاح ہو ہو تو ایسی
عدت تو نہیں سوگ نہ کرے اور عدت والی عدت سے سوا حائضہ پیام نکاح کا نہ بجا دے
اور اشارہ پیام دینا صحیح ہے اور جو عورت طلاق کی عدت میں ہو اسکو اپنی گھر سے
مٹھانا سہا ہے اور جو موت کی عدت میں ہو وہ دیکو اور شروہ راتین نکلے اور یہ دونوں
عدت اسی گھر میں بیٹھیں جس میں عدت انہیں واجب ہوئی ہو (یعنی طلاق یا متوجس گھر
میں ہوئی ہو) اس میں عدت چاہیے لیکن اگر اس میں کسی کوئی غالی یا دہ گھر گر جادو
تو دوسری مکاتین رہیں جو عورت کہ سفر میں بائن ہو یا شوہر مر جادو اور اس میں اور
اُس کے شہر میں فاصلہ تین روز سے کم ہو تو اپنی شہر کو واپس آوے اور اگر تین دن کی عدت
ہو تو خواہ اپنی شہر کو چلی آوے یا جد ہر جاتی ہے اس طرف چلی جادو و دھنصور تو
میں اس کے ساتھ محرم ہو یا نہیں اور اگر کسی شہر میں ایسا اتفاق ہو تو اسی جگہ
عدت کرے اور بعد عدت کے وہاں کسی محرم کے ساتھ نکلے +

باب نسب کے ثابت ہونیکے بیان میں۔ اگر کوئی مرد کہے کہ فلاں عورت سے اگر نکاح
کر دن تو اسکو طلاق ہی بہر اُس سے نکاح کیا اور جب سے نکاح کیا تھا پوری چھ مہینے
کے بعد اُس عورت کے بچہ ہوا تو اسکا نسب اُس شوہر پر لازم ہوگا اور مہر پورا دینا
آدیکا اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت میں ہو اس کے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت

بہر اُس سے نکاح کیا تھا پوری چھ مہینے

ہوگا اگرچہ وہ دوبرس کے بعد جنی بشرطیکہ عدت کے ہو چکنے کا اقرار نہ کرے اور اس
 بچہ کا ہونا رجعت کے حکم میں ہوگا دوبرس سے زیادہ پر اگر ہوا ہوگا اور اگر دوبرس
 سو کم میں ہوا ہوگا تو رجعت نہ ہوگی (اسلمو کہ حمل دوبرس سے زیادہ نہیں ٹھہرنا پس اول
 میہورت میں معلوم ہوا کہ شروع حمل کا عدت میں ہوا (اسلمو) یا عفت رجعت ہو گیا اور
 دوبرس سو کم کی صورت میں بچہ شک ہے کہ شاید بچہ حمل نجات کے دن نکلا ہو تو اس پر
 موجب رجعت نہوا) اور اگر عدت طلاق یا ن کی عدت میں ہو تو دوبرس سو کم میں اگر کم
 ہوگا تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہ ہوگا (اسلمو کہ طلاق یا ن میں اتنا رجعت کا اعتبار
 مانا اگر شہر بچہ کا دھوکہ کرے) تو ثابت ہوگا اور یہ مان لیا جاوے گا کہ شہر سے رجعت
 کی ہوگی) اور جو عدت بائع ہونیکے قریب ہو اور وہ عدت میں طلاق رجعی یا یا ن کی ہو
 اس کے بچہ کا نسب اگر نو مہینے سے کم میں ہوگا تو ثابت ہوگا اور اگر پوری نو مہینے
 یا زیادہ میں ہوگا تو ثابت ہوگا اور جو عدت موت شہر کی عدت میں ہوا دوسو بچہ
 کا نسب دوبرس سو کم میں ثابت ہوگا۔ اور جو عدت کہ اپنی عدت ہو چکنے کا اقرار نہ
 ہوا اس کے بچہ کا نسب وقت اقرار سے چھ مہینے سے کم میں اگر ہوگا تو ثابت ہوگا ورنہ ثابت
 نہ ہوگا۔ اور جو عدت میں ہوا اور اس کے بچہ ہونے کو لوگ نہ مانتے تو اس کا نسب
 کسی طرح ثابت ہو سکتا ہو یا بچہ کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی اس بچہ کے
 ہونے کی دین یا بچہ کہ حمل ظاہر ہو یا بچہ کہ شوہر اس بچہ کو کہے کہ میرا ہے یا اگر شوہر
 مر جاوے تو اس کی وارث اس کی تصدیق کریں۔ اور عدت منکوحہ کے بچہ کا ثبوت
 اس شوہر سے مخصوص نہیں ہو کہ اس کے بچہ چھ مہینے خواہ زیادہ میں وقت نجات سے
 پیدا ہو اگرچہ شوہر چھ مہینے (بچہ اقرار یا انکار نہ کرے) اور اگر انکار کرے تو ایک عورت

کی گواہی سے ثابت ہو گا جو بیان کرے کہ آنحضرت کے بچہ پیدا ہوا ہے پہر اگر بچہ پیدا
 ہونیکے بعد عورت مرد میں اختلاف ہو عورت کہے کہ تو نے مجھ سے چہم مہینی ہوئی
 کہ نکاح کیا ہی اور شوہر دعویٰ کرے کہ چہم مہینے سے کم ہوئے ہیں تو آنحضرت میں
 عورت کا قول معتبر ہو گا اور وہ بچہ اُس مرد کا ٹھہرے گا۔ اور اگر شوہر طلاق کو مشروط
 بچہ ہرنے پر کر دے اور ایک عورت اس کے بچہ ہونے پر گواہی دے تو طالق نہ ہوگی اور
 اگر مرد نے خود اقرار حمل کا کر لیا ہو تو بدو ن کسی کی گواہی کے عورت پر طلاق
 پڑ جاوے گی اور مدت حمل کی زیادہ سے زیادہ دو برس میں اور کم سے کم چہم مہینی (اور
 امام شافعی کے نزدیک زیادہ مدت حمل کی چار برس میں اور لیل امام عظیمی کے
 قول حضرت عائشہ کا ہے کہ بچہ پٹ مین دو برس سے زیادہ نہیں رہتا) پس اگر کسی
 لونڈی سے نکاح کر کے اسکو طلاق دی پہر اسکو حشرید لیا اور وقت خریدے سے چہم
 مہینے کے اندر اس کے بچہ ہوا تو وہ بچہ (اُس کے سر پر لگا اور) اوسیکا (لڑکا) ہو گا
 (اور چہم مہینے یا زیادہ میں بچہ جنسیگی تو بدو ن دعویٰ کے اُسکا نہ ٹھہرے گا) اور
 اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیرے پٹ مین بچہ ہو تو وہ میرا ہے
 اور گواہی دے ایک عورت بچہ ہونے کی تو وہ لونڈی اس مرد کی ام ولد ہو جاوے گی
 (یعنی نسب اُس بچہ کا بدو ن دعویٰ کے ثابت ہو جاوے گا لیکن یہاں سے جو مرتین
 کہ بچہ اُس لونڈی کے مرد کے اقرار سے چہم مہینے سے کم میں ہو دی اور جو شخص
 کسی لڑکے کو کہے کہ مجھ پر بیٹا ہے اور مر جاوے پس اُس لڑکے کی ماں کہے کہ میں
 اوسکی بی بی ہوں اور مجھ اسکا بیٹا ہے تو یہ دو تو اُس مرد کے وارث ہونگے پہر
 اگر اُس عورت کی آزادی معلوم نہ ہو اور وارث مردہ کا (یعنی وہ لڑکا) کہے کہ تو

میر جو باپ کی ام ولد ہو (نکاحی بی بی نہیں) تو اس عورت کو میراث ٹھیکگی۔

باب بچہ کے گود لینے (یعنی پرورش) کے یا نہیں۔ سب سے زیادہ مسخ (اور بہتر) بچہ کے رکھنے کے لئے شکی مان ہو یا پسر یا عورت کے پیشتر اور بعد جدائی کے بھی اور بعد ان کے تالی سے اس کو پیدا دہی اس کے پیچھے ہیں حقیقی اس کے بعد ہیں انجانی اس کے بعد ہیں ملائی پر حالہ اس طرح (یعنی حقیقی سب سے مقدم اس کے بعد انجانی اور اس کے بعد ملائی پر پھر پیمان اس طرح پر اور جو عورت کہ بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرے (یعنی شکا شوہر) بچہ سے قرابت قریب نہ کہتا ہو) تو اس عورت کا حق گود لینے کا جاتا رہیگا اور اگر وہ عورت اس شوہر سے جدا ہو جاوے تو حق مذکور پہرٹ آویگا بعد ان مذکورین کے گود لینے کے مستحق عسبات ہیں ارث کی ترتیب پر اور مان اور تالی دہی اس کے کی پرورش کی مستحق ترین جنوقت تک کہ وہ اپنی حاجات ضروری سے پرہیز کرے (یعنی کھانا پینا کھرا سہنا استنجا کرنا خود بدوں کیسی دے کر سکے) اور اس کا انداز اس کے حق میں سب سے برسا ہے (کہ اس عورت کا لڑکا بیہ باتیں اپنی آپ کر لیا کرتا ہے) اور لڑکی کی مستحق اُس وقت تک ہیں کہ وہ حائضہ ہو اور مان اور عجبہ کے سوا اور دنگو اس وقت تک حق ہو کہ لڑکی مستحباتہ (یعنی مردوں کی خواہش کے لائق) ہو جاوے اور لونڈی کو (اپنی اراد کے باوجود) اور ام ولد کو (اپنی بچوں کے باہم) حق گود لینے کا نہیں جیسا کہ آزاد و نہر جاوین (اور آزاد و نہر کے بعد آزاد و عورت کی طرح ان کو حق گود میں لینے کا ہوگا) اور عورتی اپنی مسلمان بچہ کے رکھنے کی اس وقت تک مستحق ہو کہ وہ دین کو نہ سمجھو (اور بعد دین کی سمجھ آئیگی) ان بچہ کا مستحق اس کا باپ مسلمان ہوگا) اور بچہ کا اس باہم نسبت یا نہیں (یعنی اس کو اختیار دین کہ چاہے ان کے ساتھ رہے یا چاہے باپ کے ساتھ رہے) اس کو کہ اس کو عقل

نہیں اور غالب یہی ہو کہ اس کے نزدیک جو بہتر ہو گا اور اس کو آرام ملے گا وہی صورت اختیار کرے لیکن بھلا مرتبت کی مصلحت کے خلاف ہی اس لئے کہ تربیت میں دیکھی اور گوشائی ضروری ہے اور جس صورت کو اطلاق دی گئی ہو وہ اپنی جگہ کو لیکر کہیں سفر کرے مان (اگر اپنے وطن کو جان اسکا صلاح ہوا تھا ایجاد ہی تو مضائقہ نہیں)۔

پاسبانہ کے بیان میں (نفقہ کھانا وغیرہ دینے کو کہتے ہیں) عورت کا کھانا اور کپڑا شوہر پر موافق حیثیت دونوں کے واجب ہو (یعنی کھانے اور پوشاک میں دونوں کے حال کی رعایت مفلسی اور توانگری کے اعتبار سے (کرنی چاہیے) اگرچہ عورت اپنا مہر لینے کی سطر صحت شوہر کو نہ کرنے دیتی ہو لیکن جو عورت کہ سرکش ہو (یعنی خاوند کے گھر سے نکلے گی اور اسکی بات نہ مانے) اسکا نفقہ اور لباس شوہر پر واجب نہیں اور نہ اس عورت کا جو کم رس قابل محبت کے نہ ہو اور نہ اسکا جو فرضدار ہونے کی حیثیت سے قید ہو اور نہ اسکا جو بزرگستی (شوہر سے) چھین گئی ہو اور نہ اسکا جو جم کو شوہر کے سوا کسی کے ساتھ چلی گئی ہو اور نہ اسکا جو بیماری کے سبب شوہر کے حوالہ نہ ہوئی ہو۔ اور اگر شوہر توانگر ہو تو عورت کے خادم کا نفقہ بھی اس کے ذمہ ہو گا اور اگر شوہر نفقہ دہی ہو تو عورت اس سے جدا کیا جائے بلکہ اسکو اجازت دی جائے کہ شوہر کے نام قرض لے (یعنی قاضی حکم کر دے کہ اپنی شوہر پر قرض لیکر کہا دے) اور اگر شوہر کو توانگری عارض ہو جاوے تو توانگری کے نفقہ کو پورا کرے گو نفقہ مفلسی کا حکم ہو چکا ہو (یعنی اگر قاضی نے شوہر کو حکم دیا ہو کہ مفلسوں کا سا نفقہ عورت کو دیدے اور بعد اسکے وہ توانگر ہو جاوے تو اسکو توانگری کا نفقہ پورا دینا پڑے گا) اور جو مدت گزر چکی ہو اسکا نفقہ بدون قاضی کے حکم کے یا رضامندی شوہر کے واجب نہیں ہوتا اور شوہر اور عورت میں اگر ایک مرد جاوے

تو جو نفقہ کہ حاکم نے مقرر کیا ہو وہ جانا رہتا ہو اور جو نفقہ کہ شوہر عورت کو دینا چاہتا ہو
 اگر شوہر مر جاوے تو عورت سودہ واپس لے لیا جاوے گا۔ اور شوہر اگر غلام ہو اور منکوحہ کا
 نفقہ نہ ہو تو ادا کے نفقہ میں بیٹا لایا جاوے گا۔ اور لونڈی منکوحہ کا نفقہ جبکہ بیٹا نہ ہو تو
 ہوتا ہو (یعنی اگر لونڈی کے آقا نے لونڈی اور ادا کے شوہر کو جبکہ علحدہ رہنے کی کالی
 ہوگی تو اسکا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا ورنہ واجب نہ ہوگا) اور شوہر پر (عورت کو لے کر)
 ایک مکان میں رہنے کو دینا واجب ہو جو شوہر کے گھر والوں اور عورت کے گھر والوں سے
 خالی ہو اور جائزہ عورت کے گھر والوں کو اس عورت کی طہارت دیکھنا اور اس سے
 باتیں کرنی (جب انکا دل چاہی) اور جو شخص کہ غالب ہو ادا کے لئے اور مان باپ اور
 منکوحہ کا نفقہ اس کے مالین مقرر کیا جاوے جو دوسری شخص کے پاس ہو اور وہ ادا
 کرے (کہ بھید فلانے کا مال ہی) اور (بیم بھی اقرار کرے کہ) یہ عورت اسکی منکوحہ
 ہے اور منکوحہ کو ضمانت لے لیا جاوے (کہ اگر اسکی منکوحہ نہ ہوئی تو نفقہ واپس کرنا پڑے گا) اور
 واجب ہو نفقہ اس عورت کے لئے جو طلاق کی عدت میں ہو نہ شوہر کی موت کی عدت والی کو
 اور نہ ایسی جدائی کی عدت والی کو جو عورت کی طہارت ہوئی ہو (مثلاً عورت کے قریب ہونے
 کے باعث جدائی ہوئی ہو تو ادا اسکی عدت کا نفقہ شوہر پر نہ ہوگا۔ اور اگر عورت کو تین طلاقیں
 بائن ملین اور ادا کے بعد وہ مرتد ہو گئی تو جو نفقہ عدت کا ادا کے لئے لازم ہوتا وہ ساقط
 ہو جاوے گا اور اگر عورت مذکور شوہر کے ہسر کو اپنی ہم بستری پر تاد کر لے تو نفقہ مذکور
 ساقط نہ ہوگا۔ اور واجب ہے آدمی پر نفقہ اپنی بیچے محتاج کا۔ اور مان پر زبردستی
 لیا جاوے کہ بچہ کو دودھ پلاوے بلکہ باپ کسی دودھ پلانے والی کو نوکر دیکر لے کہ مان کے
 پاس اسکو دودھ پلاوے اور اگر اسکی مان منکوحہ ہو یا عدت میں تو اسکو اجرت دودھ

پانے کی خدمت اور بعد عدت کے مان کو دودھ پلانے پر اجرت لینے کا زیادہ سے زیادہ
 ہر شریک زیادہ اجرت مانگے۔ اور واجب ہر آدمی پر نفقہ اپنی مان بآپ اور اجارہ دار
 حیات کا اگر وہ محتاج ہوں۔ اور دین کے مختلف ہونے سے نفقہ واجب نہیں رہتا مگر
 منکوہ ہو کر یا بآپ بیٹا ہونے سے (یعنی اگر دو شخصوں کے دین میں اختلاف ہو تو ایک
 کا نفقہ دوسرے پر نہیں واجب ہوتا لیکن دو صورتوں میں اول بھیکہ منکوہہ اہل کتاب میں
 سے ہو تو دوم بھیکہ مان بآپ کافر ہوں یا بیٹا اور پوتا کافر ہوں کہ ان صورتوں میں باوجود
 دین کے مختلف ہونے کے نفقہ لازم ہے اور بآپ اگر اپنی اولاد کو نفقہ دے یا فطر کا ایسے
 مان بآپ کو نفقہ دے تو اس نفقہ میں کوئی اور شریک نہیں ہوگا اور جرح شدہ وار محرم کے محتاج اور
 کمانے سے عاجز ہو اسکا نفقہ وارثوں پر بقدر وراثت ہوگا اگر وہ تو اگر ہوں (مثلاً ایک شخص فقیر
 اور ابا بچے اور اس کے ایک بھائی اور ایک بہن ہو تو اسکا نفقہ بھائی پر دو حصہ بہن پر
 ایک حصہ واجب ہوگا بشرطیکہ وہ نوغنی ہوں) اور بآپ کو اپنی نفقہ کے لئے اپنی بیٹے کا
 اسباب پہنچا درست ہر گز زمین کی فروخت کرنی درست نہیں اور اگر کسی شخص نے اپنی امانت
 دوسرے کے پاس رکھی اور اُس دوسرے نے اسکی بدون اجازت کے اسکو اور اس کے بآپ کے
 نفقہ میں اٹھا ڈالا تو اسکا تادان دینا پڑیگا اور اگر مان بآپ کے پاس کچھ مال بیٹے کا ہو اور وہ
 خرچ کر ڈالیں تو اس پر کچھ تادان نہیں پس اگر مان بآپ یا بیٹے یا فریب کے لئے قاضی سے
 حکم نفقہ کا دیا اور ایک مدت گزر گئی کہ وہ نفقہ انکو نہ پہنچا تو فقہ اہل مگدشتہ کا قاطع
 ہو جائیگا مان اگر قاضی انکو حکم فرض لینے کا کر دے اور وہ فرض بے لیدین تو باقظ ہوگا
 (اُس شخص کے ذمہ لازم رہیگا) اور واجب ہر نفقہ غلام کا آقا پر اور اگر وہ انکار کرے نفقہ
 دینی سے تو غلام کا نفقہ اسکی کامی میں ہے (یعنی جو کچھ غلام کا دینی مشین سے کہاوی)

اگر بآپ کو نفقہ دے
 یا فطر کا ایسے
 مان بآپ کو نفقہ دے
 تو اس نفقہ میں
 کوئی اور شریک
 نہیں ہوگا اور
 جرح شدہ وار
 محرم کے محتاج
 اور کمانے سے
 عاجز ہو اسکا
 نفقہ وارثوں پر
 بقدر وراثت
 ہوگا اگر وہ
 تو اگر ہوں
 (مثلاً ایک شخص
 فقیر اور ابا
 بچے اور اس کے
 ایک بھائی اور
 ایک بہن ہو تو
 اسکا نفقہ بھائی
 پر دو حصہ بہن
 پر ایک حصہ
 واجب ہوگا بشرط
 کہ وہ نوغنی ہوں)

کتاب الحثاق

اور اگر کوئی پیشہ اسکو نہ آتا ہو تو اس کے فروخت کر دینے کا حکم دیا جائیگا (ناکہ ہلاک نہیں)
 اس میں آزاد کر نیکی مسئلے میں (جاننا چاہیے کہ آزاد کرنا ایک عمل مستحب ہے کہ حدیث میں
 اس کے فضائل بہت واقع ہیں ان میں سے یہ ہے کہ رسول خدا مسلم نے فرمایا جو کوئی آزاد
 کرے مسلمان برہ کو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلہ میں آزاد کرے تو ایسے کے ہر عضو کو دو درجہ
 کی آگ سے آزاد کرے) آزاد ہی ایک ایسی قوت شرعی ہے جو غلام میں بعد آقا کی ملکیت
 دور ہونے اور بندگی کے جاتے رہنے کے ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ درست ہوتی ہے
 جس وقت آزاد و عاقل اور بالغ اپنی غلام لڑکی کو بچہ کہے تو آزاد ہو یا ایسا لفظ کہ جس
 سے نام بدن بیان کیا جاتا ہو (مثلاً کہے کہ تیری گردن یا تیرا سر بارود آزاد ہے)
 یا تو قیتین ہو یا متعین ہے یا مختار ہے یا میں نے مجھ کو آزاد کیا ان الفاظ سے آزاد ہو جائیگا
 نیت کرے یا کرے (اسو ملو کہ بچہ کلمات صریح آزاد کر نیکی میں ان میں نیت کی کچھ جہت
 نہیں) اور (اگر آقا بچہ کہے کہ) میری ملک تجھ پر نہیں خواہ (یوں کہے کہ) میری بندگی
 تجھ پر نہیں یا (بچہ کہے کہ) مجھ کو تجھ پر اختیار نہیں (تو ان میں) اگر نیت آزاد ہی کی کر گیا تو غلام
 آزاد ہو جائیگا) اور اگر یہ کہے کہ بچہ غلام میرا بیٹا یا باپ ہے یا بچہ لڑکی میری ماں ہے
 یا کہے کہ بچہ میرا مولیٰ ہے یا یوں بچارے کہ اے میرے مولیٰ یا آزاد یا آزاد یا تو متین تو ان
 الفاظ سے آزاد ہو گا لیکن اگر یوں کہے کہ آدھ بیٹا یا آدھ بھائی یا مجھ کو تجھ پر غلبہ نہیں یا
 الفاظ طلاق کہے یا یوں کہے کہ تو مثل آزاد کے ہو تو آزاد نہ ہو گا اور آزاد ہوتا ہے
 ان الفاظ سے تو نہیں ہے مگر آزاد اور تو آزاد ہو خدا کی رضا کے لئے یا شیطان کی
 رضا کے لئے یا بت کے لئے اور آزاد ہو جاتا ہے قریب رشتہ دار (جو ذریعہ محرم ہو)

مالک ہونیکے سبب سے اگرچہ مالک کو کامیاد یا نہ ہو (یعنی قریب بحرو مالک ہونیکے آزاد ہو جاتا ہے) اور اگر کوئی زبردستی سے آزاد کرادی یا حالت فتنہ میں آزاد کرے تب بھی آزاد ہوگا اور اگر آزادی کو مالک پہنچے یا کسی اور شرط پر شرط کر لیا تو درست ہوگا (مثلاً یوں کہی کہ اگر میں مالک ہوں اس بندہ کا تو یہ آزاد ہو یا فلاں شخص آدمی تو میرا غلام آزاد ہو) اور اگر حاملہ لڑکی کو آزاد کرے تو وہ اور اسکا بچہ دونوں آزاد ہو جائینگے مگر جو رحم کہتا ہو کہ بچہ صورت اس وقت ہے کہ بعد آزادی کے چہرہ مہینی سے کتر میں بچہ پیدا ہو اور اگر بعد اس مہینے کے پیدا ہوگا تو بچہ بالاصالت آزاد نہ ہوگا بلکہ مان کی تبعیت سے آزاد ہوگا) اور اگر حمل کو آزاد کر لیا تو صرف بچہ آزاد ہوگا اسکی نان آزاد نہ ہوگی۔ اور بچہ مالک اور آزادی اور غلام ہونے میں اور مدبر اور مکاتب اور آدم دلد ہونے میں مان کا تابع ہوتا ہو (پس اگر لڑکی ام دلد ہوگی اور اس کے بچہ آقا کے سوا کسی اور شوہر سے ہوگا تو وہ بھی ام دلد کے حکم میں ہوگا یعنی بعد آقا کے مرنیکے مان کے ساتھ میں آزاد ہو جاوے گا) اور جو بچہ کہ لڑکی کے آقا سے ہو وہ آزاد ہے *

باب اس غلام کے بیان میں جس کا کچھ حصہ آزاد ہو جاوے جو شخص کہ اپنی غلام کا کچھ حصہ آزاد کر دے تو وہ سب آزاد نہیں ہوتا (بلکہ اسے قدر آزاد ہوتا ہو جو مالک نے آزاد کیا ہو) اور جو مقدار کہ آزاد نہیں ہوئی اس کے لہو آقا کو روپیہ کما دی اور اس کا حکم مثل مکاتب کے ہو (یعنی مالک کو اختیار ہو چاہے باقی کو آزاد کر دے یا باقی کی قیمت ادائیگی کی ہو لیکن اس فرق ہے کہ اگر کچھ غلام کالنے سے عاجز ہو جاوے تو جو مقدار آزاد ہو گیا ہو وہ پہلے غلام نہ ہوگا بخلاف مکاتب کے کہ وہ عاجزی کی بعد نہیں پہلے غلام ہو جاتا ہو) اور اگر ایک غلام میں دو شریک تھے اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسری شریک اختیار

اس کا کچھ حصہ آزاد ہو جاوے

پانچواں حصہ بھی آزاد کر دی جاوے گا۔ مگر اس مسئلہ کو اسلئے اور ضرورتیں والا ہے
 نہ کہ ہم کو (دو نوشریکوں کو جو بیچکا) (یا یہ کہ جسے) جسے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو اس
 حصہ سے کہ وہ ہم پر بستر لیکے دو روپیہ والا ہو اور وہ آزاد کر نہ لایا ہو وہ غلام
 ہی کے لیے ہی اور ضرورتیں والا حصہ آزاد کر نہ لایا ہو (دوسری شریک کے
 جو بیچا) اور اگر وہ نوشریک ایک دوسرے کے حصہ کے آزاد کرنے پر گواہی دین (یعنی
 ہر ایک دین کہے کہ اس شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے) تو وہ غلام وہ نو مالکوں کو آزاد
 کر دے گا۔ (اور آزاد ہو جاوے) اور اگر وہ نوشریکوں میں سے ایک تو کسی شخص کے
 لیے کہ غلام روزین آزاد ہونے کو مشروط کرے اور دوسرے کے برعکس مشروط کرے اور
 اس کے بعد اسے اور معلوم نہ ہو (کہ وہ نوشریکوں میں سے کسی کو بھی) تو غلام نصف آزاد ہو جائیگا
 اور اپنی آدمی قیمت دو نوشریکوں کو کما دیگا (مثلاً ایک شریک نے کہا کہ اگر زید کل کو آزاد
 تو میرا غلام آزاد ہو اور دوسری شریک نے کہا کہ اگر کل کو زید نہ آوے تو میرا غلام آزاد ہو
 اور کل کے روز میں معلوم نہ ہو کہ زید آیا یا نہ آیا تو غلام نہ کو نصف آزاد ہو جائیگا اور نصفی
 اپنی قیمت دو نو کو کما دیگا) اور اگر وہ شخص نے اسی طرح قسم کہا ہی اپنی غلام کے غلام
 غلام آزاد ہو لیکن تو وہ غلاموں میں سے کوئی بھی آزاد نہ ہوگا (مراد قسم سے یہاں ہی
 مشروط کرنا ہی مثلاً ایک شخص نے کہا کہ اگر زید کل آوے تو میرا غلام آزاد ہو اور دوسری
 کہا کہ نہ آوے تو آزاد ہے تو اگر آنا نہ آتا متحقق نہ ہوگا تو کوئی آزاد نہ ہوگا اور فرق دو مسئلوں
 میں یہ ہے کہ پہلے مسئلہ میں غلام مشترک تھا اور اس مسئلہ میں دو نو کے غلام الگ الگ تھے
 اور اگر باپ دوسری شریک کے ساتھ میں اپنی بیٹی کا مالک ہو تو حصہ باپ کا آزاد ہو جائیگا
 اور اگر شریک ثانی کو کچھ دینا نہ بیٹا دیگا اور شریک کو اختیار ہو کہ یا اسکو آزاد کر دی جائے

حصہ کی قیمت کمرالے۔ اور اگر ایک غلام کے نصف کو ایک اجنبی نے خریدا پہرہ دے
 کو اس غلام کے باپ نے خریدا تو مشتری اول کو پوچھتا ہو کہ وہ یا باپ سے اپنی حصہ کا تارا
 ایسے خواہ بیٹے سے کمرالے۔ اور اگر باپ نے اپنے بیٹے کا نصف کیسے پاس سے دل
 لیا جو کل کا مالک تھا تو اس حصہ میں باپ اس بائع کو تارا ان نہ بچا (بلکہ بائع یا باقی کو تارا
 کر دی یا اس کی قیمت اس بیٹے سے کمرالے) ایک غلام میں تو انکار و نکل شرکت میں سے
 ایک نے اسکو بربکر دیا اور دوسرے آزاد کر دیا تیسرا چپ رہا (تیسرا شخص) اپنی
 حصہ کا تارا ان بربکر کو اسے سولیو ہو اور بربکر کو تارا آزاد کر دیا اسے سہی تہا ہی قیمت
 غلام بربکر کے او سقدر نہ لے جتنی کہ اسکو تیسری کو دی ہے (اسلو کہ وہ تو پوری
 غلام کی تہا ہی تھی اور بربکر کا دام پوری کی رہ تہا ہی کہتے ہیں تو چونکہ بربکر اسکی کیا کر
 تو اسلئے بربکر کی تہا ہی سہی تینی چاہیے) اور اگر ایک شریک نے دوسری سے کہا
 کہ مجھ نوڈی تیری ام ولد ہو اور اسکو انکار کیا تو وہ نوڈی ایک روز منکر کی خدمت کرے
 اور ایک روز بیٹی رہے (یعنی مدعی کی خدمت کرے) اور ام ولد کی کچھ قیمت نہیں تو
 اگر ان دو نوڈیں سے کوئی اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسرے کو کچھ تارا ان دینا نہ پڑے گا
 ۔ ایک شخص کے تین غلام ہیں دو کو انہیں سے کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو اسلام کے
 بعد ایک چلا گیا اور تیسرا جو نہیں تہا وہ چلا آیا پہرہ اسکو دی کہا (کہ تم میں سے ایک
 آزاد ہو) اور اپنی نیت کا حال بدون بیان کئے مر گیا تو مصورت میں جو غلام و نوڈی
 میں دیاں موجود رہا اسکی تین چوتھائی آزاد ہو گئی اور جو ایک دفعہ رہا (یعنی دونو باقی)
 انکا نصف آزاد ہوگا (اور) اگر کچھ معاملہ مالک کے مرض میں ہوا ہو (اور وہ بیان کرنے سے
 پہلے مر جا دی) تو سوم حصہ ترک کر کے ان سہا مو پر تقسیم کیا جاوے گا (اسلو کہ مرض میں

آزاد کرنا وصیت کے حکم میں ہو اور وصیت ترک کی بنا پر ہی ہو یا پس شہام
 کو تقسیم کرینگے تین شہام دو نو دفعہ والی کو اور دو دو شہام ان دو نو کو اور یہ سات شہام
 مال مالک کی بنیادی میں سے ہونے چاہئیں اور بیچنا اور آزاد کرنا اور مرنا اور سپہ کرنا اور ہر
 کرنا ہم آزاد کرنا بیان ہوتا ہے (یعنی اگر دو غلاموں کو کہا کہ تم میں سے ایک آزاد ہو جس کے
 انہیں سے ایک کو بیچا یا آزاد کر دیا یا دو مر گیا یا بد کر دیا یا سپہ کیا تو دوسرا آزاد ہو گا
 جو وصیت کرنا بیان نہیں (یعنی اگر اپنی دو نوڈیوں کو کہا کہ ایک تم میں سے آزاد ہو جس
 اسکے ایک کے ساتھ وصیت کی تو ایسے ہی یہ معلوم نہ ہو گا کہ دو سو کی آزادی مراد نہیں) اور
 وصیت اور موت طلاق بہم کا بیان ہوا اگر فی ہین (مثلاً اگر اپنی دو بیبیوں کو کہا کہ تم میں سے
 ایک کو طلاق سے پہلے ایک کے ساتھ وصیت کی یا ایک مر گئی تو ایسے ہی معلوم ہو گا کہ طلاق
 دوسرے کو ہوئی) اور اگر شوہر کہے کہ اول بچہ جو تو جنمے اگر وہ لڑکا ہو تو آزاد ہو ہی رہا ہے
 ایک لڑکا اور لڑکی تو ام ہوئی اور معلوم نہ ہو کہ پہلے کو فاسا ہوا تو لڑکا تو غلام رہیگا اور لڑکی
 اور اسکی مان نصت آزاد ہو جاوے گی (اسلئے کہ لڑکے کا اول پیدا ہونا شرط آزادی کی
 ہے تو وہ ہر حال میں غلام ہی خواہ اول پیدا ہو یا بچہ اور اسکی مان اور ہین میں آگے پہچ
 ہونے ولادت کی رو سے شبہ آزادی کا ہے کہ شاید لڑکا اول ہوا ہو گا تو آزاد ہوئے
 ایسے دو نو آزاد ہوئے ان اصل میں آزاد ہوگی اور لڑکی اس کے ساتھ ہین)
 اور اگر دو گواہ کسی شخص پر گواہی دیں کہ اس نے اپنی دو غلاموں یا دو نوڈیوں میں سے
 ایک کو آزاد کیا ہے تو یہ گواہی لغو اور نامقبول ہوگی (اسلئے کہ جسکے لغو گواہی دیتی ہین
 معلوم نہیں) مان اگر (یہ صورت) وصیت میں (واقع ہو کہ مرض میں اس نے ایسا کیا ہے) یا
 طلاق بہم میں (اس طرحی گواہی ہو تو) مقبول ہوگی (اسلئے کہ وصیت میں طرفائی یا

اگر دو گواہ کسی شخص پر گواہی دیں کہ اس نے اپنی دو غلاموں یا دو نوڈیوں میں سے ایک کو آزاد کیا ہے تو یہ گواہی لغو اور نامقبول ہوگی (اسلئے کہ جسکے لغو گواہی دیتی ہین معلوم نہیں) مان اگر (یہ صورت) وصیت میں (واقع ہو کہ مرض میں اس نے ایسا کیا ہے) یا طلاق بہم میں (اس طرحی گواہی ہو تو) مقبول ہوگی (اسلئے کہ وصیت میں طرفائی یا

و مبی ہوگا یا وارث ہوگا اور وہ معلوم ہیں اور طلاق میں اسکو مقبول ہوگی کہ دیو سے
 طلاق میں شرط نہیں پس بدون معلوم ہونے پر ثانی کے بھی شہادت مانی جاوے گی +
باب آزادی کو کسی چیز پر مشروط کر نیکیے بیان ہیں۔ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ میں
 اگر گدہ میں جاؤں تو اس روز میری جتنے مملوک ہیں آزاد ہیں حالانکہ اسوقت اسکی ملک
 میں کوئی غلام لڑھی نہیں تو شرط کے پائے جانے سے وہ مملوک آزاد ہو جاوے گی جو اسکو
 ملک میں بعد اس شرط کر نیکیے آئے ہیں اور اگر لفظ (اس روز) نکھینگا تو جن مملوکوں کا
 مالک بعد اس شرط کے ہوگا وہ آزاد نہ ہونگے اور کلمہ مملوک حمل پر واقع نہیں ہوتا (تو
 حمل اس شرط سے خارج رہیگا اور اگر یہ کہو کہ جتنے میری مملوک ہیں یا میں انکا مالک ہوں
 وہ کل کو آزاد ہیں یا میرے مرنیکے بعد آزاد ہیں تو اس میں صرف وہ مملوک شامل ہونگے
 جنکا وہ شخص شروع اس شرط لگانے سے مالک ہی (وہ نہ شامل ہونگے جنکو بعد اس شرط
 کے خرید لیا) اور اگر وہ شخص مر جاوے گا تو اس کے مال کی تہائی سے وہ مملوک بھی آزاد ہوگی
 جنکا وہ شرط کے مالک ہوا ہی (جیسے شرط کی وقت کے مملوک آزاد ہوتے ہیں اسکو کہ جسے
 اسکا قول وصیت کے حکم میں ہو تو اسلئے سوم حصہ مال سے جاری ہوگی +

باب مال کے عوض میں آزاد کر نیکیے بیان ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے بندہ کو مال پر آزاد
 کرے اور وہ غلام اسکو قبول کرے تو آزاد ہو جاوے گا اور اگر آزاد ہونے کو مال کے
 اد ا کرنے پر مشروط کر دی تو وہ غلام تجارت میں مازون ہوگا (یعنی اجازت تجارت کی
 اسکو آقا کی طرف سے ہو جاوے گی) اور مال مشروط کو آقا کے سامنے رکھو تو آزاد ہو جاوے گا
 (یعنی بھہ ضرور نہیں کہ غلام کے آزاد کرنے کو مال قبول ہی کرے بلکہ مال کا سامنے
 رکھ دینا کافی ہے) اور اگر کہو کہ تو میری موت کے بعد ہزار کے بدلہ میں آزاد ہو تو

اگر کوئی شخص اپنے بندہ کو مال پر آزاد کرے اور وہ غلام اسکو قبول کرے تو آزاد ہو جاوے گا اور اگر آزاد ہونے کو مال کے اد ا کرنے پر مشروط کر دی تو وہ غلام تجارت میں مازون ہوگا (یعنی اجازت تجارت کی اسکو آقا کی طرف سے ہو جاوے گی) اور مال مشروط کو آقا کے سامنے رکھو تو آزاد ہو جاوے گا (یعنی بھہ ضرور نہیں کہ غلام کے آزاد کرنے کو مال قبول ہی کرے بلکہ مال کا سامنے رکھ دینا کافی ہے) اور اگر کہو کہ تو میری موت کے بعد ہزار کے بدلہ میں آزاد ہو تو

اگر کوئی شخص اپنے بندہ کو مال پر آزاد کرے اور وہ غلام اسکو قبول کرے تو آزاد ہو جاوے گا اور اگر آزاد ہونے کو مال کے اد ا کرنے پر مشروط کر دی تو وہ غلام تجارت میں مازون ہوگا (یعنی اجازت تجارت کی اسکو آقا کی طرف سے ہو جاوے گی) اور مال مشروط کو آقا کے سامنے رکھو تو آزاد ہو جاوے گا (یعنی بھہ ضرور نہیں کہ غلام کے آزاد کرنے کو مال قبول ہی کرے بلکہ مال کا سامنے رکھ دینا کافی ہے) اور اگر کہو کہ تو میری موت کے بعد ہزار کے بدلہ میں آزاد ہو تو

غلام کا تبدیل کرنا مالک کی موت کے بعد ممبر ہو گا اور اگر غلام کو اپنی ایک سال کی عمر
کے عرصہ میں آزاد کرے اور وہ غلام قبول کرے تو اس وقت آزاد ہو جاوے گا اور مالک کی
خدمت ایک برس کرنی ہوگی اور اگر ایک نصف مدت یعنی سو پہلے مر جاوے تو اس غلام آزاد کر
اپنی قیمت مالک کے ورثہ کو دینی پڑے گی۔ اور اگر ایک شخص نے نوٹدی کے مالک سے
کہا کہ تو اسکو ہزار کے عوض اس شرط سے آزاد کر دو کہ اسکا نکاح مجھ سے کر دیں
اسکو آزاد کیا اور نوٹدی نے اس شخص کے ساتھ نکاح کرانے سے انکار کیا تو وہ
مفت میں آزاد ہو جاوے گی (اسلئے کہ شرط ہزار کی پوری نہ تھی) اور اگر (اس شخص نے)
اتنا لایا کہ زیادہ کہا کہ (اس نوٹدی کو) میری شرط سے (ہزار کی عوض آزاد کر دو تو)
تو (اس صورت میں) ہزار کو اس نوٹدی کی قیمت اور اس کے ہر مثل پر بانٹا جاوے گا تو
جس قدر اسکی قیمت کے مقابل (صدہ ہزار میں سے) ہو گا وہ اس شخص کو مالک
کے حوالہ کرنا واجب ہو گا (اور جس قدر ہر مثل کے مقابل پڑے گا وہاں سے دینا نہ آوے گا)
نہونے کی جہت سے جائز ہے

باب ملوک کے بیڑ بگرنیکے پانچویں۔ یہ برکرا بھیجی کہ ملک کی آزادی کو کوشش
موت مطلق پر شہر داکرو مثلاً (بھیجی کہ) جب میں مردوں تو تو آزاد ہو یا تو آزاد
ہو جس دن میں مر جاؤں یا میری بعد تو مدبر سے یا جنگ میں نے مدبر کیا پس (اسلم
ہ نسیم)۔ پہا حاکم نہ سہ کیا جادو لیکن اس سے کار خدمت لیا جاو اور مزدوری
پر پہنچا جادو اور اگر نوذنی ہوا اس سے محبت کیجاو اور اسکا نکاح کر دیا جاو
اب مالک کے مرنے پر مدبر کے تین حال ہیں اگر مالک تو انگریز ہو تب مدبر اسکی نہایت
مال میں سے بالکل آزاد ہو جائیگا اور اگر وہ فقیر ہو تو تنہائی آزاد ہو گا اور اپنی دولت

سید محمد

قیمت مالک کے وارثوں کو کما دینی پڑگی اور اگر مالک فرزند از ہو تو اپنی کل قیمت کما
 دینی ہوگی اور جس مرتبہ مالک کہے کہ اگر میں اپنی ہنر خواہ ہنر خواہوں یا دھنل جس تک
 مر جاؤں تو تو آزاد ہو یا بعد فلان شخص کے مرنے کے تو آزاد ہو تو ان صورتوں میں
 اسکا بیچنا درست ہے (یعنی وہ مدبر نہ ہوگا) اور اگر (ان صورتوں میں) شرط پائی جاوے گی
 تو وہ آزاد ہو جاوے گا (اسلمی کہ یہ صورتیں مشروط آزادی کی ہیں مدبر کی نہیں) (نہیں)
 باب اتم و لہ بنائے بنائے۔ اگر کسی لونڈی کے مالک سے اولاد ہو تو اسکو
 دوسری کی مالک کرنا (یعنی بیچنا اور مہیہ کرنا) درست نہیں لیکن اس سے صحبت کرنی
 اور خدمت لینا اور فردوسی کرانی اور دوسری سے اسکا نکاح کرنا جائز ہے۔ ہر اگر
 وہ سری دفعہ اول کے اولاد ہو تو اس بچہ کا نسب لاکشتی بدون اس کے دعویٰ کے
 ثابت ہوگا بخلاف اول دفعہ کی اولاد کے کہ وہ بدون دعویٰ مالک کے ثابت
 نہ ہوگا) اور دوسری دفعہ کے بچہ کے نسب اگر مالک منکر ہوگا تو اسکا نسب اس
 سے الگ ہو جاوے گا اور وہ لونڈی مالک کے مرنے پر اس کے کل مال میں سے آزاد
 ہو جاوے گی اور اپنی قیمت مالک کے قرض خواہ کیوں منظور نہ کماوے گی۔ اور اگر نصرانی شخص
 کی ام ولد مسلمان ہو جاوے تو چاہیے کہ وہ اپنی قیمت مالک کو کما دے (اس لئے کہ
 مسلمان عورت کا نصرانی کے ماتحت رہنا جائز نہیں) اور اگر کوئی لونڈی نکاح کے
 سبب بچہ جنم پھر اسکا شوہر اسکا مالک ہو جاوے تو وہ لونڈی اس شخص کی ام ولد
 ہو جاوے گی۔ اور اگر ایک لونڈی دو مردوں میں مشترک ہو اور وہ بچہ جنم اور ان دونوں
 میں سے ایک اسکا مدعی ہو تو اس بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اسکی
 ام ولد ہو جاوے گی اور اسکو لازم ہوگا کہ وہ اپنی قیمت لونڈی کی اور ادھی اجرت

کامیابی کیلئے
 سچائی

صحبت کی مثال اپنی شریک کے کرے اس شخص کی قیمت کچھ نہ ہو اور اگر وہ وہ دونوں
شریک اس شخص کے مدعی ہوں تو اس کا نسب دو سو سو ثابت ہو گا اور وہ نوٹڈی ہو
کی ام ولد ہوگی اور ہر ایک پر اوچھین سو نصف اجرت صحبت کی لازم ہوگی اس میں ہر
دو دین (یعنی نہ بچہ اس سے ہے نہ وہ ایسی ہی اس کو ہر دو اجلہ پر دوسرے کا حق برابر
ہے) اور اگر ان شریکوں میں کوئی مر گیا تو وہ بچہ ہر ایک کے ترکہ میں سو پوری میراث
بٹے کی باد گیا اور اگر وہ اسکے ساتھ مر جاوے گا تو اسکے ترکہ میں ان دو نوٹڈوں کا ایک
باپ کا حصہ ملے گا (اسکو وہ نوٹڈ باہم قسم فصفا نصف کر لیں) اگر ایک شخص کے پاس
غلام مکاتب ہو اور مکاتب کے پاس نوٹڈی ہو اس شخص نے اس نوٹڈی کے بچہ کا جو
کیا اور مکاتب نے اسکے قول کی تصدیق کی تو نسب لازم ہو گا اور اجرت صحبت کی
اور قیمت بچہ کی اپنی مکاتب (یعنی نوٹڈی کے مالک کو) حوالہ کرنی پڑے گی اور وہ نوٹڈ
اس شخص کی ام ولد ہوگی اور اگر مکاتب نے اسکو دھوئی میں جھٹلایا تو نسب اس
ثابت نہ ہو گا۔

کتاب الايمان

اس میں کسمنوں کا بیان ہے۔ قسم اسکو کہتے ہیں کہ خبر کے سچ یا جھوٹ کو ایسی چیز
سے ذکر سے مضبوط کرے جس کے نام کی قسم کہاتی ہے۔ ہر قسم کی تین قسمیں ہیں
اول یہ کہ کسی گزشتہ معاملہ پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کہا ہو اسکو جھوٹ کہتے ہیں
دوسری یہ کہ ظن غالب کی راہ سے قسم کہا ہو وہ قسم لغو ہے اول صورتیں گناہ کا
ہو تاہی دوسری میں نہیں ہوتا تیسری یہ کہ کسی اور آئندہ پر قسم کہا ہو یہ قسم
مستفید ہو اور صرف اس میں اگر قسم کے خلاف کرے گا تو گناہ لازم آوے گا (یعنی غرض

سچ

اور اس کی تین قسمیں ہیں
اول یہ کہ کسی گزشتہ معاملہ پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کہا ہو اسکو جھوٹ کہتے ہیں
دوسری یہ کہ ظن غالب کی راہ سے قسم کہا ہو وہ قسم لغو ہے اول صورتیں گناہ کا
ہو تاہی دوسری میں نہیں ہوتا تیسری یہ کہ کسی اور آئندہ پر قسم کہا ہو یہ قسم
مستفید ہو اور صرف اس میں اگر قسم کے خلاف کرے گا تو گناہ لازم آوے گا (یعنی غرض

اور لغو قسم میں کفارہ واجب نہیں ہے اور قسم معتقد کو کسی زبردستی سے کہا دے دیا جائے
 کہا دے دیا اور اسکا خلاف خواہ کسی زبردستی سے کرے یا بھول کر مری سب طرحی کفارہ لازم
 آتا ہے اور قسم خدا تعالیٰ کی اور رحمن اور رحیم اور اسکی عزت اور اسکی بزرگی اور
 اسکی کبریائی ہوتی ہے اور اس کے الفاظ بھہ میں قسم کہا نامہوں اور حلف کرتا ہوں اور
 گواہی دیتا ہوں کہ خدا کی گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ اور اللہ اور ایم اللہ اور عہد کی قسم اور یہاں
 خدا کی قسم اور مجھ پر ہے یا خدا تعالیٰ کی نذر ہے اور اگر میں بھگد کام کروں تو کافر ہوں
 (یہ سب کلمات قسم کے ہیں) اور خدا کے ظلم اور غضب اور عقہ اور رحمت کی قسم اور
 اس کے نبی مسلم کی اور قرآن مکی اور کعبہ کی اور خدا کے حق کی قسم کہانے سے قسم نہیں
 ہوتی اور اگر میں بھگد کام کروں تو مجھ پر خدا کا غضب اور غصہ ہو یا میں زانی یا چور یا
 شراب خوار یا سود خوار ہوں ان (کلمات) سے بھی قسم نہیں ہوتی اور قسم کے حیدون
 عربی میں ہے اور وادرت میں (مثلاً یا اللہ اور وادرت اور تالہ) اور کسی حرف قسم
 پوشیدہ بھی ہوتا ہے (جیسو اللہ کہو اور وادرت کہو سے ہو) اور (اگر قسم کے خلاف
 کام کرے تو اسکا کفارہ ایک بردہ کا ازاد کرنا یا دس سکینہ کو کہانا کہلانا ہی بطرح
 ان دہ نوباتوں کا ذکر ظہار میں گذر چکا ہے یا دس آدمیوں کو کپڑا پہنانا یا اس طرح کہ انکا
 بدن اکثر ڈھکا دیں پس اگر بھدہ نوباتین نہ ہو سکین تو تین روز میں پیچ رہے اور قسم کے خلاف
 کرنے سے پیشتر کفارہ نہ دی۔ اور جو شخص کسی گناہ کے کام کرے اس کے لئے قسم کہا دی تو
 اسکو چاہیے کہ اپنی قسم کے خلاف عمل کرے اور قسم کا کفارہ دیوے۔ اور کفارہ قسم کا
 کا زبرد لازم نہیں گو قسم کے خلاف حالت مسلمانی میں کرے اور جو کوئی اپنی ریا کو اپنی
 اوپر حرام کرے وہ حرام نہیں ہوتی پس اگر اسکو استعمال میں لادے تو کفارہ دے۔ اور اگر

۱۰۶
 کفارہ قسم کا کفارہ
 کفارہ قسم کا کفارہ
 کفارہ قسم کا کفارہ

یوں کہے کہ ہر ایک چیز پر چار حصہ رام ہو تو بیکہ قسم کہانے اور پیشے کی چیزوں پر ہوگی اور
مستوی اسپر ہوگا اسکلام سوا کسی بی بی بدون نیت طلاق کے بائن ہو جاتی ہو۔ اور
جو شخص کوئی مذہ مطلق یا مشرک کسی شرط پر کرے اور وہ شرط پائی جاوے تو اپنی مذہ
پوری کرے خواہ تندر مطلق ہو یا مشرک یا لیکن اگر قسم میں ملکہ انشاء اللہ ملا کہ تو قسم
نہوگی (اور اس کو خلاف کرنے سے کچھ لازم نہ آوے گا)

باب اندر جانے اور نکلنے اور رہنے اور آنے وغیرہ پر قسم کہانیکے بیان میں۔
اگر کسی نے قسم کہا ہو کہ میں گہر کے اندر نہ جاؤں گا تو کہہ میں اور مسجد میں اور اگر جاؤں
ہو تو بونگی مندر میں اور گہر کی ڈھوڑی اور رستہ کے چہرے اور صف میں جانے سے اس کی قسم
ٹوٹے گی (صفحہ اسکو کہتے ہیں کہ تین دیوار دن پر چہرے والدیجاوے) اور اگر قسم کہا ہو
کہ کسی گہر میں نہ جاؤں گا اور ہر گہر میں ڈھنسنے کے بعد داخل ہو تب بھی قسم نہ ٹوٹے گی
اور اگر قسم کہا ہو کہ میں گہر میں نہ جاؤں گا اور اس کے گرجانے کے بعد آئین جاؤں
تو قسم کے خلاف ہو جاؤں گا اگرچہ وہ مکان ٹوٹ کر دو سر بن گیا ہو اور اگر مکان نہ کو
ٹوٹے کے بعد باغ یا مسجد یا حمام یا کوٹھری ہو گیا ہو تو آئین جانے سے قسم نہ ٹوٹے گی
اسی طرح اگر کہے کہ میں کوٹھری میں نہ جاؤں گا اور وہ ویران ہو جاوے یا اس کی جگہ دوسرا
مکان بن جاوے تو آئین جانے سے قسم نہ ٹوٹے گی اور جو شخص کہ گہر کی چہرے پر کھڑا ہو وہ
مکان میں داخل ہو اور اگر دروازہ کی محراب میں کھڑا ہو وہ مکان کے اندر نہیں۔ اور
پریشاک اور سواری اور رہنے پر ٹھہرنا ایسا ہے کہ گویا اب شروع کیا ہو (یعنی اگر
یوں قسم کہا ہو کہ میں اس کپڑے کو نہ پہنوں گا حالانکہ پہن چوٹی ہو یا کہ اس گہر کی
ہر سواری نہ ہو گا اور اس وقت سواری یا کہے کہ اس گہر میں نہ ہو گا حالانکہ رہتا ہے

یہ قسمیں اگرچہ
مستوی اسپر ہو
مگر ان کے خلاف
کچھ لازم نہ آتا

یہ قسمیں اگرچہ
مستوی اسپر ہو
مگر ان کے خلاف
کچھ لازم نہ آتا

یہ قسمیں اگرچہ
مستوی اسپر ہو
مگر ان کے خلاف
کچھ لازم نہ آتا

اور اسی حالت پر ٹھہرا ہو تو قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر یوں کہو کہ میں اس گہر میں داخل ہوں گا
 اور اس میں موجود ہوا اور ٹھہرا ہو تو اس ٹھہرے سے قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر یہ قسم کہا ہو کہ
 میں آسمان میں یا اس کو ٹھہری یا اس محل میں نہ ہوں گا اور خود تو چلا گیا مگر اس کا
 اسباب اور گہر کے لوگ رہ گئے تو قسم ٹوٹ جاوے گی مگر شہر کے (یعنی اگر اسباب
 کی قسم کہا ہی کہ شہر میں نہ ہوں گا اور خود نکل گیا اور اسباب اور اہل خیال شہر میں
 رہے تو قسم نہ ٹوٹے گی) اور اگر قسم کہا ہو کہ میں نہ نکلوں گا پہر اس کی اجازت سے لوگ اس کو
 اٹھا لائے تو قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر اس کی اجازت سے اس کو نہیں اٹھایا بلکہ خود آؤ
 خواہ وہ راضی تھا یا نہ بر دہنی سے لے آؤ تو قسم نہ ٹوٹے گی جیسے مسطور تین کہ قسم کہا ہی
 کہ میں صرف جنازہ ہی کے لئے نکلوں گا اور پہر جنازہ کے لئے نکلے اور جنازہ کے بعد
 اپنی کسی کام کو جاؤ تو قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر قسم کہا ہی کہ کہ کو نہ نکلوں گا یا سجاؤنگا
 پہر کہ کے ارادہ سے نکلے اور اٹھا لیا وہ سے پہر آؤ تو قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر یوں کہو کہ
 کہ میں داخل ہوں گا اور وہی صورت ہو جو نہ کو رہو ہی تو قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر قسم کہا ہو
 کہ میں فلان شخص کے پاس ضرور آؤنگا اور نہ آیا یہاں تک کہ مر گیا تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی
 کے آخر میں ٹوٹے گی اور اگر قسم کہا ہو کہ مجھے ہو سکے گا تو فلان کے پاس ضرور آؤنگا تو اگر
 ہو سکے تو مراد بدن کی قدرستی ہو گی (یعنی بشرط خیریت ضرور آؤنگا اور بشرط قدرت
 مراد نہ ہو دیگا جس کے بہر معنی ہیں کہ تمام اسباب اور پہنچ کے موجود ہوں اور سب موانع اور
 باہر کے بظاہر ہوں کہ اس حال میں محلول کا موجود ہونا واجب ہو جاتا ہے اور اگر وہ
 شخص ان الفاظ سے بشرط قدرت ہی ارادہ کری تو دیانت کی راہ سے ان لیا جاوے
 (یعنی چھ نیت اس معاملہ میں کہ اس سے اور خدا تعالیٰ سے بڑھیا مقبول ہوگی مگر قاضی کی

یہ قسم کہ میں ضرور آؤنگا
 اگر وہ مر گیا تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی
 اگر وہ نہ مر گیا تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی
 اگر وہ مر گیا تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی
 اگر وہ نہ مر گیا تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی

انہی میں مقبول نہ ہوگی اور اسکے نزدیک بشرط خیریت ہی سمجھا جاوے گا) اور اگر قسم کہا ہی
سیری منکوحہ بجز میری اجازت کے نہیں نکلیگی تو ہر نکلنے کو سطر علیحدہ اجازت شرط ہوگی
(ورنہ قسم ٹوٹ جاوے گی) بخلاف اسکے کہ یوں کہو کہ میری عورت نہ نکلے مگر مجھ کے من اجازت
دون یا (نہ نکلے) جب تک کہ میں اجازت نہ دوں (تو اس صورت میں ہر نکلنے کے لئے علیحدہ اجازت
طہر نہ ہوگی بلکہ اول بار نکلنے کو سطر اجازت چاہئے) اور اگر عورت نے نکلنے کا ارادہ
کیا یا اپنی غلام کو مارنا چاہا تو سوہنے کہہا کہ اگر تو نکلے یا غلام کو مارے تو تو طلاق ہو
تو یہ طلاق اسی نکلنے اور مارنے پر مشروط ہوگی (یعنی اگر عورت اس وقت نکلے یا مارے
سے باز رہے اور ہر نکلے یا مارے تو طلاق نہ پڑے گی) جس سے تصور تمین کہ ایک شخص سے کہہا کہ میں
میکہ پاس کہانا کہا لے اس سے جواب دیا کہ اگر میں کہانا کہاؤں (تو میرا غلام آزاد ہو
یہ آزاد ہی بیعت کی کہانی پر مشروط ہوگی) اور قسم کہ تو سوہنے غلام کی سواری خود اس شخص کی
بشرطیکہ وہ غلام کی سواری بھی نہت قسم میں کہو اور ایک کہ غلام کو قرض کیسا نہ ہو (اور اگر قرض
تو غلام کی سواری خود اس کی نہ ہوگی گو وہ نیت بھی کرے اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ مالک
کہو کہ میں اگر اپنی سواری پر سوار ہوں تو مثلاً میرا غلام آزاد ہو اور نیت کرے کہ سواری
خواہ میری ہو یا میرے غلام کی مگر اس غلام پر کسی کا قرض نہ ہو تو اس صورت میں اگر وہ اپنی
غلام کی سواری پر سوار ہوگا تو اس کا غلام آزاد ہو جاوے گا)

باب کہانے پنے پنے کلام کر کے پر قسم کے یا نہیں۔ اگر قسم کہا دیکھ کہ اس
درخت میں سو نہ کہاؤں گا تو اس کا نہوہ کہانے سو قسم ٹوٹ جاوے گی۔ اور اگر یوں کہہا کہ
کچے چہرہ ماروں یا کچو نہ کہہاؤں گا یا اس دودھ کو نہ چوے گا تو جس صورت میں کچو کو معین
کیا تھا اس میں کچو کے کہانے سو اور کچو کی صورت میں خشک کے کہانے سو اور دودھ

بشرطیکہ وہ غلام کی سواری بھی نہت قسم میں کہو اور ایک کہ غلام کو قرض کیسا نہ ہو (اور اگر قرض

کہیں سر زمین آسکے۔ رہتی کے کہاں سے سو قسم تو ٹیگی سلجھ کر کہا کہ اس قسم سے
 اس جوان سے بنو لو گنا یا اس نصیحت سے بچو کہ نہ کہاؤ گنا تو اگر اس کے سے جوانی
 بولیکا یا جوان سے اس کے بڑا ہونے پر کلام کر گیا یا بچہ کو بڑا ہونے پر کہاؤ گنا تو قسم
 جاؤ گی۔ اور اگر کہے کہ میں کچے چوہا رہی نہ کہاؤ گنا اور نچتہ کہاؤ سو تو قسم نہ ٹیگی اور
 اگر کہے کہ نچتہ چوہا رہی یا کچھو کہاؤ گنا یا یوں کہو کہ نہ بچے کہاؤ گنا نہ خام تو نہ تنہا یعنی
 گدڑی کہاں سے سو قسم تو سجاؤ گی (اور نہ بچے چوہا رہی کو کہتے ہیں جو ایک طرف سے پکنا شروع
 ہو گیا ہو یا پکا ہو اور پھر اس کا کچا رہا ہو) اور اگر کہے کہ میں تر چوہا رہی تو پھر وہ پھر پھر
 کچے چوہا رہی کا مول لے جس میں کچھ تر بھی ہوں تو قسم نہ ٹیگی اور اگر کہے کہ گوشت
 کہاؤ گنا تو چھپلی کہاں سے سو قسم نہ ٹیگی اور شور اور افسان کا گوشت اور کیچڑ اور اڑھم
 گوشت ہو (یعنی اگر قسم کہاؤ کہ گوشت کہاؤ گنا تو ان چیزوں کے کہاں سے سو قسم
 جاؤ گی۔ اور اگر کہے کہ چرنی نہ کہاؤ گنا اور پیٹھ کی چرنی کہاؤ سو یا کہے کہ گوشت کو یا چرنی
 کو نہ کہاؤ گنا اور پھر وہ نہ کی چکتی کہاؤ سو یا کہو کہ ان گیسوؤں کو نہ کہاؤ گنا اور انکی روٹی
 کہاؤ سو تو ان صورتوں میں قسم تو سجاؤ گی۔ اور اگر کہے کہ اس آٹے کو نہ کہاؤ گنا تو اسکی روٹی
 کہاں سے سو قسم تو ٹیگی خشک کہاں سے سو نہ ٹیگی اور روٹی (کی اگر قسم کہاؤ جو تو اس سے)
 وہ مراد ہوگی جو ادھر کے شہر والوں کو عادت ہو۔ اور یہی تو اور پکے کی قسم سے گوشت ہوا
 ہوتا ہی اور یہی کہانے کی قسم میں وہ مراد ہوگی جو اس شہر میں پکتی ہو (یعنی جو شہر)
 سری شہر میں پکتی ہو خواہ گاؤ کی ہو یا بکری کی قسم میں وہی معتبر ہوگی) اور یہ وہ سو قسم
 سیب اور خربزہ اور زرد آلو ہو یا انگور اور انار اور خرمائے تراور کہہ لکری مراد نہیں
 اور سالن کی قسم سے وہ مراد ہوگا جس میں روٹی تر کیا ہو جس میں سرکہ اور نمک اور زیتون

کہ نسل حسین گشت اور پائے اور پیر و نعل نہیں تیار نہیں کے کہانے سے مراد فخر
 سے لیکر ظہور کے وقت تک ہو اور شام کے کہانے سے فرض ظہر کے وقت سے اور ہی رات
 تک ہو اور شجر سے مراد آدمی رات سے صبح تک ہے۔ اگر کہے کہ میں اگر کہاؤں یا بیوں یا
 بیہون تو ایسا ہو اور نیت کرے کسی معین کہانے پینے پہننے کی چیز کی تو اسکی نیت نہ تکم
 ناقصی میں نانی جاوے گی نہ دیانت کی روسو مان اگر یوں کہیگا کہ میں اگر کہانی کی چیز کہاؤں
 یا پینے کی چیز بیوں یا کہہ بیہون تو ایسا ہو تو اسور نہیں اگر معین چیز کی نیت کرے یا تو
 کی راہ سوسو مان لیا جاوے گا (مگر قاضی کے یہاں معتبر ہوگا) اگر قسم کہاوی کہ میں گنگا کا
 پانی نہ پیوے گا تو مراد منہ سے پانی چنے سے ہوگی (بدون کسی برتن کے) بخلاف اسکے
 کہ کہو کہ گنگا کا پانی نہ پیوے گا (اس صورت میں اگر برتن میں لیکر بھی پیوے گا تو قسم ٹوٹ جاوے گی)
 اگر یوں کہے کہ اگر میں اس کو نہ کا پانی نہ بیوں تو ایسا ہو حالانکہ اس کو نہ میں پانی
 نہ ہو یا ہو اور اسکو گرا دیا جاوے یا نہ شخص ان الفاظ کو مطلق کہو قید آجکی نہ لگا دے
 اور کو نہ میں پانی نہ ہو تو ان سب صورتوں میں قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر پانی ہو اور گرا دیا جاوے
 تو قسم ٹوٹ جاوے گی۔ اگر قسم کہاوی کہ میں آسمان پر چڑھوے گا یا اس پہر کو سونا بنا دوں گا
 تو اسوقت قسم ٹوٹ جاوے گی اور کفارہ دینا پڑے گا (اسلمو کہ مجھ امور ممکن نہیں) اگر قسم
 کہاوی کہ فلاں کے سے بولوے گا پہر اسکو سوتے میں بکا را کہ وہ جاگ اٹھا تو قسم
 جاوے گی اور اگر یہ کہتا تھا کہ اُس سے بدون اسکی اجازت کے کلام نہ کروے گا اور اس شخص
 نے اجازت تو دی مگر اسکو اجازت کا حال معلوم نہ ہوا اور کلام کی تب بھی قسم ٹوٹ جاوے گی
 اور اگر یوں کہے کہ میں ایک مہینہ تک بولوے گا تو شروع اس مہینے کا اسوقت سے
 معتبر ہوگا جسکو کہ اس قسم کہانی سے اور اگر مجھ کہو کہ میں تکلم نہ کروے گا اور قرآن یا

ملاحظہ فرمائیے کہ
 قسم کا یہاں
 کہی ہے کہ میں
 گنگا کا پانی
 نہ پیوے گا
 اگر میں اس
 کو نہ کا پانی
 نہ بیوں تو
 ایسا ہو حالانکہ
 اس کو نہ میں
 پانی نہ ہو
 یا ہو اور اسکو
 گرا دیا جاوے
 یا نہ شخص ان
 الفاظ کو مطلق
 کہو قید آجکی
 نہ لگا دے اور
 کو نہ میں پانی
 نہ ہو تو ان سب
 صورتوں میں
 قسم نہ ٹوٹے
 گی اور اگر پانی
 ہو اور گرا دیا
 جاوے تو قسم
 ٹوٹ جاوے گی۔
 اگر قسم کہاوی
 کہ میں آسمان
 پر چڑھوے گا
 یا اس پہر کو
 سونا بنا دوں گا
 تو اسوقت قسم
 ٹوٹ جاوے گی
 اور کفارہ دینا
 پڑے گا (اسلمو
 کہ مجھ امور
 ممکن نہیں) اگر
 قسم کہاوی کہ
 فلاں کے سے بولوے
 گا پہر اسکو
 سوتے میں بکا
 را کہ وہ جاگ
 اٹھا تو قسم
 جاوے گی اور
 اگر یہ کہتا تھا
 کہ اُس سے بدون
 اسکی اجازت کے
 کلام نہ کروے
 گا اور اس شخص
 نے اجازت تو دی
 مگر اسکو اجازت
 کا حال معلوم
 نہ ہوا اور کلام
 کی تب بھی قسم
 ٹوٹ جاوے گی
 اور اگر یوں کہے
 کہ میں ایک مہینہ
 تک بولوے گا تو
 شروع اس مہینے
 کا اسوقت سے
 معتبر ہوگا جسکو
 کہ اس قسم کہانی
 سے اور اگر مجھ
 کہو کہ میں تکلم
 نہ کروے گا اور
 قرآن یا

تسبیح پڑھے تو قسم نہ ٹوٹے گی (اسکو کہ عرف میں اسکو حکم نہیں کہتے بلکہ تلاوت اور تسبیح پڑھنا بولتے ہیں) اگر یوں کہے کہ جس دن میں فلاں شخص سی بولوں تو ایسا تو اس سی دن اور رات دو نو سمجھ جاوے گیے اور اگر اس قسم کی وقت اسلام سی دن ہی کی نیت کی نہ رات کی تو مان لیا جاوے گا لیکن اگر یہ کہے کہ جس رات فلاں سی بولوں تو ایسا ہو تو اسلام سی خاص رات ہی مراد ہوگی (دن آئین متصور نہوگا) اور اگر کہے کہ اس سی بولوں گا مگر اُصور تین کہ زید آ جاوے یا کہو کہ مگر اُصور تین کہ وہ اجازت دے یا جب تک کہ وہ اجازت دے پہر اس سی زید کے آنے سے پہلے اور اس کی اجازت سے پیشتر کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر ان دو نو باتوں کے بعد بولے گا تو قسم نہ ٹوٹے گی۔ اور اگر زید مر جاوے تو حکم قسم کا جاتا رہے گا۔ اور اگر قسم کہتا ہو کہ فلاں کا کہنا نہ کہنا یا اس کے گہرین نجاوے گا یا اس کا کپڑا نہ پہنوں گا یا اس کی سواری پر سوار نہ ہوں گا یا اس کے غلام سی بولوں گا ان صورتوں میں اگر ان چیزوں کی نظر اشارہ کر کے کہو کہ اس کا یہ نیکو یا اس گہرین یا اس کپڑے کو فریاد اور پہر ان چیزوں پر سو مالک کی ملک مانتی رہو اور قسم والا وہ کم کرے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی جس سے کہ نئی ملک میں (یعنی مالک اگر دوسرے کہنا یا کہ بھول تو قسم اس کا کہنا نہ اور نہ کہ کر اندر جائے قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر ان چیزوں کی نظر اشارہ کرے تو مالک کے ہاتھ نہ ہونے کے بعد ان کو نہ کہ قسم نہ ٹوٹے گی اگر اس کی نئی خریدی ہوئی چیزوں سے قسم نہ ٹوٹ جاوے گی۔ اور اگر کہے کہ فلاں کے دوست یا اس کی بیوی سی بولوں گا اور اشارہ کر دیا تو ان دونوں سے جب اس کی دوستی اور زوجیت جاتی رہے گی اس وقت بھی اگر کلام کرے گا تو قسم نہ ٹوٹ جاوے گی اور اگر اشارہ کرے گا تو قسم نہ ٹوٹے گی مان اگر اس کے نہ دوست اور نہ منکر ہو سی بولے گا تو قسم نہ ٹوٹے گی اور اگر یہ کہے کہ اس چادر کے مالک سی بولوں گا اور

ایک نئے وہ چادر بیچ ڈالی تب اس کو اس کو غلام کیا تو قسم تو سجا دی گی اگر قسم
 میں لفظ انجین اور زمان پاؤں وہ تو کو نکرہ بولے (یعنی جنین اور زمان کہہ دیا)
 تو بچہ وقت چلے بیٹے کا ہو گا (مثلاً اگر کہے کہ بچہ کا ام ایک مین تک نکرہ دیکھا تو
 بیٹے مراد ہو گئے) اور اگر آئندہ اور الابد معھا تو تمام عمر ہو گی اور اگر دیر کو نکرہ کہا
 تو محل ہے (یعنی اسکی مقدار یقینی معلوم نہیں) اور اگر الایام یا ایام کثیرہ کہا یا
 بیسویں اور برسوں کہا تو دس مراد ہو گئے اور اگر ایک نکرہ بولے گا تو تین مراد ہو گئے
باب طلاق دینا اور آزاد کرانیکے باب میں قسم کے بیان میں۔ اگر کوئی شخص
 یوں کہو کہ اگر تو بچہ جسے تو طلاق ہی یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد ہو اور اسکی بچہ
 مردہ پیدا ہو تو اس شخص کی قسم تو سجا دی گی (یعنی طلاق پڑ جائے گی اور لونڈی آزاد ہو جائے گی)
 لیکن اگر اسکو کہا تھا کہ تو بچہ جنو تو وہ بچہ آزاد ہو اور اس کے بچہ مردہ پیدا ہو تو
 بچہ کے آزاد ہونیکا حکم نہ کرے (اور اسکی قسم باقی رہے گی) اور اگر یوں کہے کہ جس غلام
 کو میں اول مالک ہوں تو وہ آزاد ہو پس اگر ایک غلام کا مالک ہو گا تو وہ اس قسم
 کی رخصتی آزاد ہو جا دے گا اور اگر پہلے وہ غلاموں کا مالک ایک ساتھ ہو تب پھر
 مالک ہو تو ان تینوں میں سے کوئی بھی آزاد نہ ہو گا۔ اور اگر یوں کہے کہ جس تنہا غلام کو
 میں اول مالک ہوں وہ آزاد ہو تو ایسا صورت میں تنہا کی قید سے تیسرا غلام آزاد ہو جا
 دے گا اور اگر یوں کہے کہ بچہ بندہ جسکا میں مالک ہوں وہ آزاد ہو پھر وہ مالک ہوا ایک غلام
 کا پھر دوسری غلام کا اور اس کے بعد مر گیا تو دوسرا غلام اس شخص کی ابتدا ملکیت
 سے آزاد ہو گا۔ اگر بچہ کہو کہ جو غلام مجھ کو خوشخبری طلاق معاملہ کی سنایا دے گا وہ آزاد
 ہے پھر تین غلاموں نے علیحدہ علیحدہ وہی خوشخبری اسکو سنائی تو جس نے اول سنائی

اگر کوئی شخص
 یوں کہو کہ اگر تو بچہ جسے تو طلاق ہی یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد ہو اور اسکی بچہ
 مردہ پیدا ہو تو اس شخص کی قسم تو سجا دی گی (یعنی طلاق پڑ جائے گی اور لونڈی آزاد ہو جائے گی)

ہوگی وہ آزاد ہوگا اور اگر تینوں نے ایک ساتھ سناخی تو سب آزاد ہو جائیں گے اور
 ادا کفارہ کے لئے اپنی باپ کا خریدنا درست ہے (اور یہی حکم ہے ہر ذریعہ حرم
 کے خریدنے میں کہ اگر نیت کفارہ کی کر لے اور وہ مجبور خریدنے کے آزاد ہو جائے تو
 کفارہ ادا ہو جائیگا لیکن اگر کسی غلام کی آزادی کو اپنی خرید پر مشروط کر دیا ہو
 اور اس کے خریدنے میں نیت کفارہ کی کر لے تو وہ شرط کی جہت سے آزاد ہوگا (نہ
 کفارہ کی عوض میں) اور بھی حال ہے ام ولد کے خریدنے کا کہ وہ بھی کفارہ کے
 عوض نہ ہوگی اور اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی مشکوچہ سے جو نوٹہ می ہو اور اس
 سے اولاد رکھتی ہو کہے کہ اگر میں تجھے خریدوں تو تو آزاد ہے اور خریدنے کی قیوت
 نیت کفارہ کی کر لے) اگر کہے کہ اگر میں حرم بناؤں تو وہ آزاد ہے تو یہ قول اس وقت
 درست ہے کہ جس نوٹہ کو کہا ہو وہ وقت اس کی ملک میں ہو (اگر مشروط کرے کی قیوت اس کی ملک میں نہ ہو
 تو آزاد نہ ہوگی) اگر یوں کہے کہ جتنی میری ملک میں سب آزاد ہیں تو اس لفظ سے اس سے غلام اور
 ام ولد اور مدبر سب آزاد ہو جائیں گے مگر مکاتب آزاد نہ ہوں گے (کہ وہ پورے ملک
 نہیں ہوتے) اگر کہے کہ یہ مشکوچہ ظاہر ہی یا بھید اور بھید تو تیسری کو طلاق پڑ جائیگی
 اور پہلی دو میں شوہر کو اختیار دیا جائیگا (کہ جسکو چاہے طلاق کے لئے مصیبت کرے
 اور یہی حکم ہے بندوق کے آزاد کرنے کا اور لوگوں کے لئے مال کے اقرار کرنا
باب خرید و فروخت اور نکاح اور روزہ نماز وغیرہ میں قسم کہاں کی بنا ہے
 جو کام کہ انکو اپنی آپ کرنے سے قسم ٹوٹتی ہے اور دوسرے کو ان کے کرنے کی اجازت
 دینی تو قسم نہیں ٹوٹتی وہ یہ ہیں بیچنا مول لینا ٹھیکہ دینا فردوری پر کام لینا
 کسی مال کے عوض صلح کرنا تقسیم کرنا مقدمات کی جواب دہی کرنا لڑکے کو مارنا لان

میں سے کسی قسم کی قسم نہیں ٹوٹتی
 اور اگر کسی قسم کی قسم ہو تو اس سے
 کسی قسم کی قسم نہیں ٹوٹتی
 اور اگر کسی قسم کی قسم ہو تو اس سے
 کسی قسم کی قسم نہیں ٹوٹتی
 اور اگر کسی قسم کی قسم ہو تو اس سے
 کسی قسم کی قسم نہیں ٹوٹتی

نکاح اور روزہ وغیرہ میں
 قسم کہاں کی بنا ہے
 جو کام کہ انکو اپنی آپ کرنے سے
 قسم ٹوٹتی ہے اور دوسرے کو ان کے
 کرنے کی اجازت دینی تو قسم نہیں
 ٹوٹتی وہ یہ ہیں بیچنا مول لینا
 ٹھیکہ دینا فردوری پر کام لینا
 کسی مال کے عوض صلح کرنا تقسیم
 کرنا مقدمات کی جواب دہی کرنا لڑکے
 کو مارنا لان

کا جو نہیں اگر قسم کہا و جو کہ میں نہ کر رہا تھا تو اپنے آپ نہ کرے اور اگر دوسرا شخص
 اسکی اجازت سے کچھ امور کرے تو اسکی قسم نہ ٹوٹے گی اور جو کام ایسی ہیں کہ اگر
 خواہ آپ کرے یا دوسرے کو اسنے کر نیکی اجازت دی و نہ صورتو نہیں قسم ٹوٹ
 جاتی ہے وہ بچہ بن نکاح اور طلاق اور عورت سے خلع کرنا اور انا دکرنا اور کتاب
 بنانا اور قتل عہد سے صلح کرنی اور سبہ کرنا اور صدقہ دینا اور قرض دینا اور
 قرض لینا اور غلام کو مارنا اور جانور کو ذبح کرنا اور گہر بنانا اور سینا اور آٹا
 سوچنی یا رکھنی اور ناگی چیز دینی یا لینی اور قرض ادا کرنا یا اپنا وصول کرنا اور کپڑا
 پہنانا اور کسی چیز کو اٹھا کر سواری پر لادنا کہ ان امور کو اگر خود کر گیا یا دوسرے سے
 کرنے کو کہیگا تو وہ صورتو نہیں قسم ٹوٹ جائیگی اور داخل ہونا لام تخصیص کا
 (جسکے معنی واسطو کے ہیں) بیع اور شرا اور اجارہ اور زرگری اور دخت اور نکاح
 بنانے پر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ فعل اس شخص کی اجازت سے ہوا جو جسکے
 ساتھ اسکو مشروط کیا ہو گو وہ شخص مالک اس چیز کا ہو یا نہیں (مثلاً بچہ کہو کہ
 اِن بَیْتُ لَکَ ثَوْبًا یعنی اگر تیری واسطی بیچوں یا خرید کر دوں کپڑا وغیرہ تو اسکو
 بچہ معنی میں کہ تیری اجازت سے بیچوں) اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو
 یوں کہو کہ اِن بَیْتُ ثَوْبًا لَکَ یعنی اگر میں بیچوں کپڑا جو تیرا ہے یہاں لام تو بیع
 پر داخل ہے نہ بیع پر تو اسصورت میں اسبات پر دلالت کرے گا کہ وہ چیز اس شخص کی ملک
 ہے خواہ اسکی اجازت سے بیچ خریدنے وغیرہ کی دی ہو یا نہیں (جیسے مثال
 دوم سے معلوم ہوتا ہے) اور اگر وہ شخص نیت اسکے سوا کرے (یعنی لفظ نہیں
 تو لام کو فعل پر پڑے اور معنی وہ لے جو لام کو چیز پر داخل کرنے سے ہوتے ہیں

یا اسکا آٹا کرے) تو اسکی بات مافی جاو گی ایسی صورتیں کہ (اسکی نیت کو مطابق
 معنی یعنی سی) اسکا نقصان ہوتا ہو اور اگر اسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اسکا
 فائدہ ہوتا ہو گا تو نہ لکھو جاوینگے واضح ہو کہ لام کے آنے سے غرض اسکا متعلق
 ہونا ہی اس طرح کہ جارحہ سے متعلق فعل کے ہون یا چیز کی صفت پڑیں یہ غرض
 نہیں کہ لام مقدم لایا جاوے اسلئے کہ مقدم تو دو نو مثالوں میں ضمیر خطاب ہے) اگر
 بعد کہا کہ میں اگر اس بندہ کو خرید کروں یا بیچوں تو آزاد ہو یہاں اسکو جا کر
 خرید یا بیچا تو قسم تو شجاء دیگی (یعنی غلام نہ کو آزاد ہو جاوے گا) اور یہی حال ہی
 اگر بیع فاسد کی یاد دہشت کی اجازت پر ہو تو قوف رکھی لیکن اگر بیع باطل کی تو
 اس میں قسم نہ ٹوٹے گی اگر بعد کہا کہ میں اسکو نہ بیچوں تو ایسا ہو یہاں اسکو آزاد یا بندہ
 نہ ہو یا تو قسم ٹوٹ جاوے گی (اسلئے کہ نہ بیچنا متحقق ہو گیا) عورت نے اپنی شوہر سے
 کہا کہ تو نے مجھے نکاح کر لیا اسنو جواب دیا کہ میری جو منکوحہ ہو اسکو طلاق ہو
 تو اس عورت پر بھی طلاق پڑ جاوے گی (اور دوسری اگر ہو گئی وہ بھی طلاق ہو گئی)
 اگر کہے کہ مجھے پیادہ جانا خانہ خدا کو یا کعبہ طیف و جب ہی توجہ یا عمرہ پیادہ یا
 کرے اگر او میں سوار ہو گا تو دم دینا پڑے گا (یعنی بکری ذبح کرنی پڑے گی) بخلاف
 اس صورت کے کہ کہی مجھے نکلنا یا خانہ خدا کو جانا یا پیادہ روانہ ہونا حرم خواہ
 یا مردہ کو واجب ہو (کہ ان صورتوں میں جی پیادہ کرنا لازم نہیں ہوتا بلکہ پیادہ
 کہی نکلنا لازم ہوتا ہے) اگر کہی کہ میرا غلام آزاد ہو اگر میں اس پر سوچ نہ کروں
 پر وہ مدعی جہ کا ہوا دو گواہ گواہی دین کہ محض اس کے دن وہ کوفہ میں تھا تو
 قسم نہ ٹوٹے گی اور غلام آزاد نہو گا (اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ جہ کر کے نحر کے روز کو قسم

میں چلا آیا ہو اور اگر کہی کہ میں روزہ ترک ہو گا تو روزہ کی نیت سے ایک ساعت کا روزہ
 ترک ہو سو بھی قسم تو شجادی کی اور اگر کہی کہ میں ایک روزہ یا ایک دن کا روزہ ترک ہو گا تو
 تمام دن کے روزہ ترک ہو سو قسم تو شکی اور اگر کہی کہ میں نماز نہ پڑھو گا تو ایک گرت
 کے پڑھنے سے قسم تو شکی اور اگر پوری نماز کہیگا تو دو گرت پڑھنے سے قسم تو شکی (ایک
 گرت پڑھنے سے نہ تو شکی) اگر خود معی کہی کہ اگر میں تیرا کا تا ہوا پہنوں تو وہ ہندی سے
 پہنوں شخص روئی کا مالک ہوا اور عورت نے اسکو گانا اور کپڑا بنا گیا اور مرد نے پہنا
 تو وہ ہم ہی ہو جاوے گی (اوسکو کہی کہ بیہوش پڑیگا) اور سوئی کی انگوٹھی اور شیشی کا ہینڈل
 کا پہنا سو گر چاندی کی انگوٹھی زیر زمین نہو کی (یعنی اگر قسم کہی کہ میں زیورات پہنوں گا
 تو سونے کی انگوٹھی اور جوئی کی ٹری پہنوں سو قسم تو شجادی کی لیکن چاندی کی انگوٹھی
 پہنوں سو قسم تو شکی) اگر دیون کہی کہ میں زمین پر نہ بیٹھوں گا پھر فرش پر یا چٹائی پر نہ
 باکی کہ اس فرش پر نہ سوؤں گا پھر اوپر ایک دروازہ فرش پہا با گیا اور اوپر سو رہا
 یا کہی کہ اس چوکی پر نہ بیٹھوں گا اور اوپر دوسری چوکی بچائی گئی اور دوسری پر بیٹھا
 تران میر تو نہیں قسم تو شکی لیکن اگر فرش پر پلنگ پوش پہا کر سو رہا یا چوکی پر
 فرشتی یا چٹائی والکڑ بیٹھا تو قسم تو شجادی کی
 باب پنجم : خرقہ کو بادر جان سے مار ڈالو تو غیرہ پر قسم کہانے کے تاجین سے اگر کوئی متغیر
 دیکھو سو کہی کہ اگر میں جگہ ماروں یا کپڑا پہناؤں یا تہہ لسیات کروں یا تیرہ پاؤں
 آدین پوڑا لیا ہو تو میرا افعال وہ سو کی زندگی کے ممالک سے متعلق ہوتے ہیں (اگر
 بعد موت کے بعد کام کر گیا تو قسم تو شکی) بخلاف اس صورت کے کہ کہی کہ اگر میں تکبیر
 نہ کروں یا اوٹھاؤں یا اٹھ لگاؤں (تو ایسا ہو کہ چھ امور اگر وہ نہ کرے تو شکی ہے

اگر کوئی شخص
 کسی قسم کی قسم
 کرے تو اس قسم
 کی قسم کو
 اگر وہ کرے
 تو وہ قسم
 کی قسم ہے
 اگر وہ نہ کرے
 تو وہ قسم
 کی قسم ہے

بھی کر چکا تو قسم تو چھوڑ دیگی، اگر قسم کہا تو کہیں اپنی بیٹی کو بیارو گا پھر اسکو مال پہنچو
 یا گلا دباؤ دی یا کاٹ کھاؤ دی تو قسم ٹوٹ جاوے گی (اسلم کہ مجھ یا تین یا تین دھنسل
 ہیں) اور اگر کہا کہ میں اگر فلاں شخص کو جانچ سو ہماروں تو ایسا ہیادورہ شخص سے
 قسم سے پہلے مر چکا ہے تو اگر اسکو ادھسکی موت کا حکم ہوگا تو قسم ٹوٹے گی اور اگر اسکو
 مرنے کو نہیں جانتا تو نہ ٹوٹے گی۔ اور اگر قسم میں زمانہ قریب یا بعد کہیگا تو قسم سب سے کم
 مدت قریب ہو اور ایک مہینہ اور اس سے زیادہ مدت دراز ہو اگر قسم کہا ہو کہ فلاں
 کا فرض آج ادا کرو گا پھر ایسے عرصہ ادا کی جو کہوئے ہوں یا چلتے نہیں یا کسی اور
 کے ثابت ہوں تو قسم پوری ہو جاوے گی اور اگر زائد کے ہونے یا تین یا تین کے تو قسم
 ٹوٹ جاوے گی نہ اور فرض کے عوض میں کوئی چیز چھوڑا لی اور فرض کے حکم میں ہو لیکن اگر
 فرض خواہ فرضدار کو فرض ہو کر دے تو ادا کے حکم میں ہوگا (یعنی ادا پر قسم کہانے
 کی ضرورت نہیں اگر دے ہوں کوئی چیز عوض فرض کے فرض خواہ کے ساتھ چھوڑا لیگا تو قسم جوتی نہ
 نہ پڑے گی اور اگر فرض خواہ فرض معاف کر دے تو ادا ثابت ہوگا اور قسم ٹوٹ جاوے گی، اگر قسم
 کہا ہی کہ میں اپنی فرض کے وصول کرنے میں ایک ماہ کو بدوں دوسرے کے نہ لوں گا (یعنی
 فرض میں سے کچھ چھوڑو گا سب لوں گا اور جدا جدا وصول نہ کروں گا اکٹھا لوں گا پھر کچھ فرض
 قبضہ میں لالیا تو قسم نہ ٹوٹے گی جہاں کہ تمام فرض کو جدا جدا وصول نہ کرو اور ضروری
 جدا ہی سو قسم نہ جاوے گی، کہ فرض کے ادا میں اگر متعدد علیحدگی ضرور ہو کر رہے مثلاً
 روپے کا گننا اور تولتا اور لپکنا کہ ان امور سے قسم نہیں جانیگی) اگر کہو کہ میرے
 پاس سو خواہ اوس سو ہوں تو ایسا ہو تو اس صورت میں سو کے پاس سے کتنے کے مالک
 ہوئے سو قسم نہ ٹوٹے گی (بلکہ سو سے زیادہ کے مالک ہونے سے قسم ٹوٹے گی) اگر کہے کہ

میں ایسا نکر و نکاح تو اس کام کو ہمیشہ کو چھوڑ دو (یعنی ایک بار بھی کرنے سے منع ہو جاتی
 رہیگی) اور اگر قسم احکامات پر کرے کہ فلاں کام ضرور کر دینا تو اسکو ایک بار کرنے سے
 قسم پوری ہو جاوے گی اور اگر کسی شخص سے جاکم وقت قسم لے کہ ہکو مفذ لوگوں اور
 ہر طرف کے روگوں کی اطلاع کرتے رہو تو یہ قسم اس حاکم کی حکومت تک بتدیر رہیگی
 (یعنی بعد اس کے معزول ہو جائیکے اطلاع دینی لازم نہ ہوگی) قسم پوری ہوتی
 ہے یہ کرنے سے بدون مہربان نہ کہ قبول کرنے کے بخلات سے کئے بدون
 قبول مشتری کے (یعنی اگر قسم کہاں کہ اس چیز کو فلاں نے کو یہ کر دینا اور یہ
 اس شخص کو یہ کہ دی گراؤ سنو قبول نہ کی تو وہ اب کی قسم بھی ہو گئی اور اگر
 بیع کی قسم کہاں کے بعد فروخت کی اور مشتری نے قبول نہ کی تو قسم بھی ہو گئی) اور اگر
 قسم کہاں کہ ریحان نہ سو نگہو نکاح تو گل گلاب (اور چمیلی کے ہونگے تو قسم نہ ٹوٹے گی
) پہلو کہ ریحان اس سبزہ خوشبو کا نام ہے جس میں تھنہ ہو کہ کھار ہو پس اسکو
 گلاب کے پھول اور چمیلی کے پھول پر تہ بول سکیں گے) اور بقیہ اور گلاب اگر قسم میں
 نہ کرے تو اس شخص کو نکاح کی پتی مراد ہوگی (نہ اس کے پیر کی شاخیں اور پتیان)
 اگر قسم کہاں کہ میں نکاح نکر و نکاح اور اسکا نکاح کسی اجنبی شخص نے کر دیا اور اس
 زبان سے اس شخص کے نکاح کو جائز رکھا تو قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر (زبان سے کچھ نہ کہا
 بلکہ ایسا فعل کیا) جس شخص کی اجازت پائی یا تو شہابی اس عورت کا مہر عید یا
 تو (مہر و تمین) قسطنطنیہ اور گہر کا اعتبار ملکات اور کرایہ سنو (یعنی اگر قسم
 کہاں کہ اپو گہر میں نہ کہسو نکاح پھر اپو قلام کے گہر میں کیا یا اپو کرایہ کے مکان میں
 کیا تو قسم ٹوٹ جاوے گی) اور اگر قسم کہاں کہ میرے پاس مال نہیں حالانکہ اسکا مال

کسی مفلس کے ذمہ ہو یا نادہندہ تو اگر کے ذمہ تو اسکی قسم نہ ہوگی۔

کتاب الحدود

پہلے حدوں یعنی سزاؤں کا بیان ہے (حد وہ سزا ہے جو خدا تعالیٰ کے حقوق کے لئے واجب ہوتی ہے) پس جو سزا اس طرح کی ہو کہ اس میں زندہ کا حق ہو تو اسکو حد نہیں کہتے جیسے قصاص ہے) اور زنا اس صحبت کو کہتے جو ایسی شرمگاہ میں ہو کہ وہ ایک اور شبہ ملک سے غالی ہو اور زنا ثابت ہوتا ہے چار آدمیوں کی گواہی سے لفظ زنا کی ساتھ اور اگر لفظ وطی اور جماع سے گواہی دینگے تو ثابت ہوگا پس ان گواہوں سے عاکم شرع یوں پوچھے کہ زنا کیا چیز ہے اور کس طرح ہوا اور کہاں ہوا اور کب ہوا اور کس حدت سے زنا کیا پس اگر وہ گواہ سب باتیں بیان کر دیں اور یوں کہیں کہ ہم نے اس مرد کو اس صورت سے زنا کرنے ایسے دیکھا جیسو سرمدانی میں سلاخی اور ان گواہوں کی حدالت بھی ظاہر ظہور اور خفیہ تحقیق کر لیا وہی تو قاضی اسوقت حکم نہا کہ ہونیکا کرے اور زنا اس طرح بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس سے زنا کیا ہو وہ چار مرتبہ اپنی چار مجلسوں میں اقرار زنا کا کرے اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اس کے اقرار کو ماننے اور اس سے زنا کی حقیقت اور وقت اور جگہ اور کیفیت وغیرہ) اس میں مذکورہ بالا پوچھے پس اگر وہ سب بیان کر دی تو اسکو سزا دی اور اگر سزا ہی پیشتر اپنی اقرار سے منکر ہو یا عین سزا کے بیچ میں منکر ہو تو اسکو سزا کرے اور مستحب ہو کہ قاضی اسکو انکار کی وجہ ان لفظوں سے تعلیم کرے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا یا ماتہ لگا یا ہو گا یا شبہ سے صحبت کی ہوگی۔ پھر اگر زانی محض ہو تو اسکو ایک میدان میں سنگسار کر دی جائے تاکہ مر جاوے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کریں پھر عاکم پھر دوسرے لوگ اور اگر گواہ

سنسار کرنے سے انکار کریں تو خدا بانی ہوسکتی ہے اور اگر زانی خود مقرر ہو تو اسکو
 اول خاکم تہر ہر سہرا در لوگ۔ اور اگر زانی محسن ہو تو اسی حد بحد ہو کہ آزاد ہو تو
 تلو کوڑے اور ملوک ہو تو خدا اور کدہ الیسا ہو کہ او کی چوٹی میں گزہ ہو اور پوٹ خوش
 مارین بہ بہت زور سے بہت آہستہ اور سرد کے کپڑے ادا مارین اور سہرا در پھر اور سہرا
 کو بچا کر تمام بدتر الگ الگ گھاؤں اور خدا کے بقوت سر کو کھڑا کریں اور پھر خدا
 خدا مارین (غیر محدود) یا پیچہ بڑا ہو کہ زمین پر لٹا کر آزاد گھسیٹ کر تمارین یا یکہ کوڑا
 کو بار کر کہ گھسیٹیں کہ زخم کر دی یا پیچہ کدہ کوڑا مارنے وقت ہاتھ کو ستریز کہیں تاکہ
 ہو کہ بچا بہت بڑے (اور عورت کے کپڑے سہرا نو پستیں اور دومی دار کے انا کو
 با زین اور اسکو حد پہلا کر مارین اور اس کے سنسار کرنے کو ایک گزہ یا کھو و لیں
 نہ ہو کہ لے لے اور مالک اپنی علام کو برون اڈن بادشاہ کے خدا خدا ہو تا اور پھر
 جو سنسار کر کے میں مشہور ہو وہ یکہ ہو کہ ادا اور خدا اور بائع اور سلطان ہو اور
 چلے اس زمانہ کو کلاخ پیچہ ہو کسی عورت کے ساتھ بخت کی ہوئے ہو کہ حال میں
 مرد و عورت دو دو قسمت محض ہو سکی کہ بے ہون (یعنی شکر و عورت آزاد اور عورت
 اور بائع اور سلطان ہون اور کلاخ پیچہ ہو یا پسین بخت کرین) اور کوڑے ہو اور اسکو
 کر یا کھو لے بادی (یعنی دو نو ستر اندھی چاچین) اس پر کدہ سہرا لے اور عورت
 کر یا کھو لے ان اگر خاکم کسی سہرا کی عورت کو ستر اور کدہ عورت کو ستر اور کدہ عورت کو ستر
 اور تہا زہر اگر ستر سنسار سی کی ثابت ہو تو ستر کدہ کیا جاوے اور کوڑے کلاخ ہو
 جب تک کلاچیا ہوئے اور اسکو کہ ستر کدہ لے میں تو ستر کدہ لے اور کلاخ اور کلاخ
 اور ستر کدہ بڑا میں اور کوڑے مارنے میں غرض چکر کدہ کلاخ کدہ لے اور کلاخ کدہ لے

حالیتہ برضہ میں کوڑوں کی سوسہ چار اسلٹی انتظار محبت ضروری ہے اور حاملہ عورت کو کوڑوں کی حد نہ ماری جاوے ورنہ جگہ نفاس سے غلامی ہوئے۔ +

باب : اس صحبت کے بنائیں جس سے حد واجب ہوتی ہو اور جس سے حد نہیں ہوتی۔ جن عورت سے صحبت کی ہو اگر اس میں شبہ حلال ہونے کا ہو گوا اس شخص کو فتنہ غالب اور اسکے حرام ہونے کا ہو تو اس کی صحبت سے حد نہیں آتی مثلاً اپنے بیٹے یا دوست کی نوڈھی سے صحبت کرنی یا جو عورت کہ کنایہ کی طلاق کی عورت میں ہو اس سے ہم بستری ہونا (موجب حد نہیں آتا) کہ او میں شبہ حلال ہو نہ کیا ہو نہ وہ شخص گمان غالب انکی حرمت کا رکھتا ہو اور نفس صحبت میں اگر شبہ حلال کا ہو اور مرد بھی اپنی گمان غالب میں حلال جانے کر بکارت بھی حد واجب نہ ہوگی مثلاً اگر کہیں طلاق کی حد میں ہوں تو صحبت کرنی یا اپنی باپ کی نوڈھی سے یا بیوی کی نوڈھی سے یا اپنی آقا کی نوڈھی سے صحبت کرنی (کہ اس صحبت کو اگر اپنی گمان میں حلال جانتا ہو گوا حد لازم نہ آئے گی) اگر حرام جانتا ہو گوا تو حد لازم آئے گی) اور نسب حضرت اول صورت میں ثابت ہوگا (نہ دونوں میں) اور اگر اپنی بھائی اور چچا کی نوڈھی سے نہ کرے تو حد نہ آئے گی گوا اس صحبت کو حلال خیال کرے اور یہی حال ہو اگر کوئی اپنی عورت اپنی بستر پر نہ دیکھو اور اس سے صحبت کرے لیکن اگر کوئی عورت بیکانہ اسکے پاس نہ جاسے اور نہ کہد یا جاسے کہ یہ تیری ڈھن ہو (اور وہ اس سے ہم بستری نہ کرے تو حد واجب نہ ہوگی بلکہ اسکا فتنہ یعنی اجرت صحبت کی دینی پر لگی نہ اور ان میں سے کوئی حد بھی حد واجب نہیں ہوتی اول یہ کہ جو عورت فرد پر حرام تھی اور اس سے صحبت نہ کرنا حرام ہو گیا (اور اس سے صحبت کی تو نکاح کے شبہ سے حد جاتی رہتی تھی یا نہ)

کہ اجنبی عورت سے پیشاب گاہ کے برابر جگہ میں محبت کرے یا کسی سوا غلام کو یا چاربا
 سے محبت کرے یا دارالحرب میں جا کر سرکشوں کے بیان پہنچ کر زنا کرے یا دارالحرب
 میں رہے والا قومی خدمت سے زنا کرے تو مرد پر حد نہ ہوگی (مگر عورت پر جہد جاری کرنی چاہیے)
 یا لڑکا یا دیوانہ عورت بالغ مسلمان عاقل سے زنا کرے اور اگر اسکا اثا ہر (یعنی کسی فرد
 کسی لڑکی یا دیوانہ عورت سے زنا کرے) تو حد واجب ہوگی مرد پر یا زنا کرانہ کی عورت
 سے کرے (یعنی اگر زنا کے لئے کسی عورت کی خرچی متفرق کرے تو حد واجب نہیں ہوتی)
 یا زنا زبردستی کرے (یعنی کیسے زور سے اس حرکت کا مرتکب ہو تو حد لازم نہ ہوگی) یا زنا
 کا افراد کرے اور طر فانی اسکا انکار کرے (تو اس سے بھی حد جاتی رہتی ہے) اور جو شخص
 کسی نوٹھی سے زنا کرے اور وہ اس فعل سے مرعوب ہو تو اس پر حد بھی واجب ہوگی اور
 اس نوٹھی کی قیمت مالک کے حوالہ کرنی پڑے گی۔ اور بادشاہ سے قطعاً اس کا اور
 مالوں کا مواخذہ کیا جائے مردوں کا مواخذہ کیا جائے (یعنی بندوق کے حقوق کا
 مواخذہ اس سے کریں اللہ تعالیٰ کے حقوق کا کریں)۔

باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پہر جانے کے بیان میں۔ گواہوں کے ایک
 پڑائی بانی پر گواہی دی جو موجب حد تھی سوا پہچان زنا کے تو اس شخص پر حد لگائی
 جائے گی اور اگر گواہی چوری کی ہوگی تو اس شخص سے تاوان اسباب سے رو تہ کا لیا جائے گا
 (مگر اتھ نہ لگا جائے گا) اور اگر گواہ ثابت کر دین کہ اس نے ایک غائب عورت
 سے زنا کیا ہے (یعنی عورت پہنچو دہن) تو اس پر مرد پر حد مازنی جائے گی مگر حد نہیں کے
 کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چھوڑا نہ ہو کر شہوت کرے تو اتھ نہ لگایا جائے گا (مگر اگر
 مرد زنا کا اقرار کرے یا عورت نے پہچان کرے تو لوگو کو حد مازنی جائے گی اور اگر گواہوں کے

زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پہر جانے کے بیان میں۔ گواہوں کے ایک پڑائی بانی پر گواہی دی جو موجب حد تھی سوا پہچان زنا کے تو اس شخص پر حد لگائی جائے گی اور اگر گواہی چوری کی ہوگی تو اس شخص سے تاوان اسباب سے رو تہ کا لیا جائے گا (مگر اتھ نہ لگا جائے گا) اور اگر گواہ ثابت کر دین کہ اس نے ایک غائب عورت سے زنا کیا ہے (یعنی عورت پہنچو دہن) تو اس پر مرد پر حد مازنی جائے گی مگر حد نہیں کے کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چھوڑا نہ ہو کر شہوت کرے تو اتھ نہ لگایا جائے گا (مگر اگر مرد زنا کا اقرار کرے یا عورت نے پہچان کرے تو لوگو کو حد مازنی جائے گی اور اگر گواہوں کے

اسی طرح اس کے ہاں بھی وہی قاعدہ لگائی جاوے جو جس پر تصویر تین کہ گواہان مذکورہ
 کی خواہش اور مجبور ہی میں اختلاف کریں مثلاً دو کہیں کہ وہ راضی تھی (اور دو کہیں کہ
 اس کو زبردستی کیا) یا (جس شہر) میں زنا ہوا اسکے نام) میں اختلاف کریں اگرچہ
 ہر زمانہ کے فصل پر چار گواہ ہوں (لیکن حد ساقط ہو جاوے گی) اور اگر گواہ کو ٹھہری کے
 گوشوں میں اختلاف کریں تو تصویر تین مرد و عورت دو نو کو حد لگائی جاوے اور اگر گواہوں
 نے ایک عورت کی زنا پر شہادت دی حالانکہ وہ باکرہ ہو (یعنی مرد کے ساتھ ہم بستری نہ
 ہوئی) یا گواہ بدکار میں یا گواہی دیوں کہ چار گواہوں نے مقبوضے اس شخص پر زنا کی گواہی
 دی ہو گو وہ اصل گواہ بھی بعد کہ اس نے زنا پر گواہی دی تو تصویر تین کسی پر حد جاری
 نہو گی (نہ جس پر گواہی دی اور نہ گواہوں پر) اور اگر گواہ اندھے ہوں یا کسی گالی کے
 بہتان میں حد و ٹکڑ لگ چکی ہو یا چار کی جگہ تین گواہ ہوں تو ان صورتوں میں گواہوں
 پر حد لگے گی نہ اس شخص پر جس پر کہ انہوں نے گواہی دی ہو۔ اور اگر کسی شخص کو گواہوں
 کی گواہی سے حد ماری گئی بعد کہ معلوم ہو کہ ایک گواہ غلام تھا یا بہتان کی علت میں
 نہ رہا چکا ہو تو چاروں پر حد لگائی کے بہتان کی جاری ہوئی چاہیے اور اس اول
 مرد کو جو ان کے سبب سے حد لگی اور زخم یا چوٹ پہنچی اس کا توبہ ان گواہوں پر لازم نہ آوے
 اور اگر ان کی گواہی سے دہشت گسار ہو گیا ہو گا تو اس کا خون بہا و ارثوں کو میت الحال سے دیا جا چکا
 اور اگر بعد اس کے رجم کے ایک گواہ پہر گیا تو اس کو سزا گالی و سیو کی دی جاوے گی اور چوتھی
 خون بہا کا توبہ ان لیا جاوے گا اس کے سنگسار ہونے سے پیشتر اگر کوئی گواہ پہر گیا تو
 چار و ٹکڑ لگے اور رجم ثابت نہو گا اور اگر پانچ گواہوں میں سے ایک پہر جاوے گا تو اس پر
 گالی کی سزا لازم نہو گی لیکن اگر دس اور گواہ پہر گیا تو اس وقت دو نو کو حد ماری جاوے گی

اور دو نو کو بلکہ چوتھائی خونیہا دینا پڑ گیا اور دینے سنگسار کر کے ہوس شخص کی خزانگی کو پتی
 پڑ گئی اگر یہ معلوم ہو کہ گواہ غلام ہیں (خز کی اس شخص کو کہتے ہیں جو کو انہوں کا مالک
 ٹھیکہ بتاتا ہے کہ مجھ عادل قابل شہادت ہو یا نہیں) جیسو اسنو تین کہ اس شخص کو
 کوئی جان سوار ڈالے اور ہر گولہ ہو گا حال ایسا ہی کہے (یعنی ایک شخص پر جسم ٹھیکہ
 ہوا دوسرے نے جسم کی جگہ ٹھیکہ غوار سے مار ڈالا پھر ظاہر ہو کہ گواہ غلام ہیں تو اسکو
 میں دوسرے شخص اول شخص کے خونیہا کا تمام ہو گا) اور اگر وہ شخص جس پر جسم کا حکم ہو گا
 سنگسار کیا جاوے اور گواہ غلام ٹھیکہ تو اسکا خونیہا بیت المال میں ہو گا۔ اور اگر زانیہ
 کے گواہ گواہی میں مجھ لفظ کہیں کہ ہنسے جان بوجھ کر زانی اور زانیہ کی طرف دیکھا تو اسکی
 شہادت قبول کی جاوے (یعنی قصداً دیکھنے کے جرم میں شہادت رد کرنی چاہیو اور جس
 شخص پر گواہی زانی کی گئی ہو اگر وہ اپنی محسن نے سو نکار کر دی پھر اس کے محسن نے
 پر اکیس وار دو عورتیں گواہی دیں یا اسکی بیوی کے اس سے بچہ پیدا ہو تو اس پر جسم کیا جاوے
 (اسکو کہ منکو جس جیسو اسکو بچہ ہو تو اسکا محسن ہونا ثابت ہو گیا)۔

اگر گواہ غلام ہو
 جس پر جسم کا حکم ہو
 تو اسکا محسن ہونا
 ثابت ہو گیا۔

خارج باب
 کے بیان میں

باب شراب پینے کی حد کے بیان میں۔ جس شخص نے کہ شراب پی اور ایسی طرح گرفتار
 ہو کہ شراب کی موجودگی یا وہ خود مست ہو اگر چہ ہمیشہ کے پینے سے ہوا ہو اور دوسرے
 اور شراب پینے کی گواہی دیں یا وہ خود ایک بار اقرار کرے تو اسکو حد لگائی جاوے
 اگر چہ معلوم ہو کہ اسکو اپنی خواہش سے پی ہو اور حد حالت ہوش میں یا رین (بہوشی
 میں غارین) اور اگر وہ خود بعد بوکے جانتے رہنے کے اقرار کرے یا دوا گواہ
 (شراب پینے پر) بعد بوکے جانے کے گواہی دیں نہ دوزی فاعلمہ کی جیت سے
 (یعنی اگر فاعلمہ کی دوزی کی جیت سے ہو جاتی رہی ہو تو اس سے حد نہ لگائی جائے)

کا یا مانوں کا یا اپنی مان کے غاوت کا مثلاً (تو ان محدثین میں لازم نہیں آتی۔
 اور اگر کسی کو کہا کہ اس چٹال کے جنم اور اسکی مان مرگئی ہو اور وہ یا اسکا باپ یا بیٹا
 خواہ سنگار ستر کے ہوں تو حد لگائی جاوے گی۔ اور اگر باپ یا آقا اپنی لڑکے یا غلام کی
 مان کو نہت زنا کی گالی دین تو لڑکا اور غلام خواہ سنگار انکی ستر کے نہون اور حد
 قدح کی اس شخص کے مرنے سے باطل ہو جاتی ہے جسکو گالی دی ہو لیکن اگر مجرم کہو کہ میں
 اپنی قول سے رجوع کیا اور جھوٹ گالی دی تھی یا جھوٹ گالی دی وہ کہو کہ میں نے مجرم کو
 سزا دی کیا تو حد باطل نہو گی۔ اور اگر کسی کو کہو کہ زنت فی انجیل (تو نے پیار میں مان لیا)
 اور مرادی پیار پر چڑھنے کی تو حد مارا جاوے (یعنی زنا و ہمزہ کے ساتھ چڑھنے کے
 معنی نہیں آتا ہے مگر اسکا قرینہ یہ تھا کہ اس کے بعد جملے بولتا جب اسے سزا دی کہ تیرا
 ہوا کہ چڑھنے کے معنی نہیں لہو بلکہ زنا کے معنی لہو اسلیئے حد واجب ہو تھی) اور اگر
 کسی کو کہو کہ اسی زانی احمد دوسرے نے اسکو جواب میں کہا کہ تو زانی ہو تو وہ تو کو مڈاری
 جاوے اور اگر اپنی منکوہ سے کہو کہ اسی زانیہ اور وہ جواب میں کہو کہ زانی تو ہو تو عورت
 پر حد لگائی جاوے گی اور لعان واجب نہیں ہو اور اگر عورت بون جوابدہ کہ میں نے زنا
 تجھ سے کیا ہو تو حد (اور لعان) دو فو باطل ہو جاوے گی اور اگر پہلے اپنی بیٹی کا اقرار کیا ہو
 کہا کہ میرا نہیں تو لعان کرے اور اگر اول کہو کہ میرا نہیں پھر اقرار کرے تو ہر صورت میں
 اس پر حد لگائی جاوے اور وہ دو صورتوں میں ایسا دیکھا ہو گا اور اگر عورت سے بون کہو
 کہ یہ لڑکا نہ میرا جو نہ تیرا تو حد اور لعان دو فو باطل ہو گئے۔ اور اگر زنا کی گالی کسی
 عورت کو دی جسکے بچہ کا باپ معلوم نہ ہو یا جو اپنی بچہ کے باپ میں لعان کر چکی ہو یا
 ایسی مرد کو زنا کی گالی دی جسکو لڑکے یا غیر ملوک سے صحبت کی ہو (مثلاً اپنی مان یا بہن یا

اس کے ساتھ ساتھ
 اس کے ساتھ ساتھ
 اس کے ساتھ ساتھ

بجائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو یا گالی دی ہو مسلمان کو جس حالت کفر میں نہ آجائی
 ہو یا گالی دی ہو مکاتب کو جو اتنا مال چھوڑ جاوے کہ اسکی کفایت کا حوض ہو سکنا ہو تو
 ان سب صورتوں میں گالی دینے والے پر حد نہار ہی جاوے گی اور جس شخص نے کہ آتش
 پرست لونڈی سے صحبت کی ہو یا حائضہ عورت یا مکاتب لونڈی سے یا کسی مسلمان سے
 حالت کفر میں اپنی ان سے نکاح کیا ہو تو ایسی شخص کو اگر کوئی زنا کی گالی دی تو اس پر
 مار یا جاوے گی اور شتمنا میں اگر مسلمان کو گالی دی تو اس پر حد لگائی جاوے گی (متناس اس کی کفر
 کو کہتے ہیں کہ دار الحرب سے دار الاسلام میں امن لیکر آئے ہوں اور جس شخص نے ضد مرتبہ
 گالی دی اور ضد مرتبہ زنا کیا اور شراب پی اور حد لگایا گیا تو یہ حد اسکی کل افعال
 کی ہو جاوے گی) (اسلئے کہ حد نہیں داخل ہو جا یا کرتا) **فصل تہذیب** (یعنی تاویب اور
 توبہ) کے بیان میں (تغزیر وہ سزا ہے جو حد سے کم ہو اسکی مقدار میں نہیں حاکم کی
 راہی پر منحصر ہے) اگر کوئی شخص غلام یا کافر کو زنا کی گالی دی یا مسلمان کو ان الفاظ سے
 کوئی کلمہ آسمانی یا فاسق اور کافریا جیٹ آسمی چر آسمی بدکار آسمی منافق (یعنی ظاہر کو مسلمان
 آسمی لونڈے باز آسمی سود خوار آسمی شراب پیو والے آسمی دیوث) (یعنی بغیرت کہ اپنی
 گہروالی پر زنا کار و دار ہو) آسمی ہجرتی آسمی حیانت کر بوائے آسمی محبت کے جنو آسمی بدین
 اور قلمت بان یعنی کشتی آدھروں اور زنا کاروں کے تھا گئے اور حرام آدمی تو ان سب
 صورتوں میں تغزیر کیا جاوے گا (اور اگر مسلمان کو کہو کہ) آدھرتے آدھرتے ہو اور پھاڑی بکرے
 آدھور آدھیل آدھانپ آدھیرت کہیں آدھ زنا کی فردوری لینو والے آدھ ولد احرام آدھ
 عیار فریبی آدھ سرنگون آدھ وہی آدھ سخری آدھ ٹھٹھ باز آدھ بغیرت آدھ سہہ دیو آدھ
 یعنی شیطان آدھ موقوف تو ان صورتوں میں تغزیر لازم نہوگی اور تغزیر کی مقدار زیادہ

اگر کسی مسلمان کو گالی دی ہو یا مسلمان کو کفر میں نہ آجائی ہو یا مسلمان کو کفر میں نہ آجائی ہو یا مسلمان کو کفر میں نہ آجائی ہو

اگر کسی مسلمان کو گالی دی ہو یا مسلمان کو کفر میں نہ آجائی ہو یا مسلمان کو کفر میں نہ آجائی ہو یا مسلمان کو کفر میں نہ آجائی ہو

اگر کسی مسلمان کو گالی دی ہو یا مسلمان کو کفر میں نہ آجائی ہو یا مسلمان کو کفر میں نہ آجائی ہو یا مسلمان کو کفر میں نہ آجائی ہو

زیادہ ۳۹ کوڑے ہیں (اسکو کہہ کوڑی حد غلام کے لئے ہے اس سے ایک کم تعزیر ہوگی
اور کم سے کم تین کوڑی اور جائز ہو مجرم کا قید کرنا بعد تعزیر کے۔ اور سخت تر مار تعزیر
کی ہے پہر زنا کی حد میں پہر شراب پینے کی حد میں پہر گالی کی حد میں (یعنی تعزیر میں
خوب سخت ہاتھ لگا دین اور اور وہ نہیں بتدریج نرم ہاتھ پڑے) اور جس شخص پر حد
یا تعزیر ہو اور وہ مر جاوے تو اس کا خون معاف ہو (یعنی خونہا بیت المال سے نہ پڑے گا)
بخلات شوہر کے جو اپنی منکوہہ کو سنگار چھوڑنے پر خواہ محبت کے لئے اپنا کہنا مانگو پر
خواہ نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل نہ کرنے پر یا گھر سے نکل جانے پر تعزیر دے
(اور عورت مر جاوے تو شوہر پر خونہا لازم ہو دینگا) *

کتاب السرقة

اس میں چوری کا بیان ہے۔ چوری اسکو کہتے ہیں کہ قاتل بالغ شخص کی مال جو اس
درم یا زیادہ قیمت کا ہو اور محفوظ جگہ میں خواہ گنجبان کے تحت میں ہو پوسیدہ
پس گروہ اسکی لینے کا سیطرہ پر ایک بار اقرار کرے یا دو مرد اسکی چوری پر گواہی دیں
تو اسکا ہاتھ کاٹا جاوے اور اگر بہت لوگوں نے مال چرایا اور مال کی جگہ سے انہیں نہ
بعض ہی اوٹھالائی ہوں مگر اس میں سے حصہ ہر ایک کو دس درم سے کم غلام ہو تو سب کا
کاٹا جاوے گا۔ اور لکڑی اور گھاس اور نرکل اور چھلی اور چرند اور سنگار اور ہرنال
اور گیرد اور جونا اور ترسیوہ اگر چہ درخت پر ہو اور دود و آدر گوشت اور کہستی جو
کٹی نہ ہو اور نشہ آور چیزیں اور مقبور اور قرآن شریف کو سونا لگا ہوا اور مسجد دروازہ
اور سونے کے ترسول اور شطرنج اور نردین اور آواز دہلکا اگر چہ زیور بینی ہو اور
بالغ غلام اور دفتر و نکی چوری میں ہاتھ نہ لانا جائے الا اگر نابالغ غلام

ترجما

اور حساب کا دفتر چڑادی تو ماتھہ کاٹا جا دی اور گتے اور چیتے اور دفت اور ڈھول
 اور سارنگی اور آلات سرو و کے چرانے سے اور خیانت کرنے اور لوٹ لینے اور
 اچک لیجانے اور کفن چرانے اور عام کے مال چرانے (مثلاً بیت المال میں سے
 چوری کر کے) اور اُس مال میں سے جو چور میں اور دوسری شخص میں مشترک ہو اور
 بقدر اپنے فرض کے قرضدار کے مال میں سے چور لینے اور ایسی چیز کے چورانے سے
 جس میں پہلے اسکا ماتھہ کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ خیر بدستور ہو کچھ بدلی نہ ہو ماتھہ نہ
 کاٹا جا دیگا (اور اگر سال کی لکڑی یا نیزہ کی چڑیا بنوس یا مندل یا سبز رنگینے اور
 یا قوت اور زرد اور موتی اور برتن اور دروازے جو لکڑی کے ہوں چورادی تو ماتھہ
 چور کا کاٹا جا دیگا **فصل محفوظ جگہ کے یا نہیں**۔ جو شخص اپنی قریب محرم کا مال
 چڑادی اور قرابت دودہ کی راہ سے نہ ہو یا اپنی مشکوہ کا مال یا عورت اپنی شوہر کا مال
 یا غلام اپنی مالک کا مال خواہ مالک کی بیٹی کا مال خواہ مالک کے شوہر کا مال یا اپنی مکان
 کا مال یا اپنے داماد اور خسر کا مال یا مال غنیمت (یعنی لوٹ کا مال جو کافروں سے لایا ہو)
 یا حمام میں کا مال خواہ ایسی گہر میں کا جس میں گہنہ کی اجازت ہو چڑادی تو ماتھہ کاٹا
 سنا دیگا۔ اور اگر کوئی شخص مسجد میں سے کچھ اسباب چڑادی اور مالک اسباب کا اسباب
 پاس ہو تو ماتھہ کاٹا جا دیگا۔ اور اگر کوئی مہمان مہربان کی چیز چڑادی یا کوئی چیز چڑا
 کر اسکو گہر سے باہر نہ لیجا دی تو ماتھہ نہ کاٹا جا دی۔ اور اگر چوری کی چیز کو حجرہ سے
 نکال کر گہر کے صحن میں لا دی یا جو شخص حجرہ والوں میں سے ہو وہ ایک حجرہ کو لوٹ لے
 یا گہر کی دیوار میں سوراخ کر کے اندر گھسے اور کسی چیز کو سوراخ میں سوراخ میں ڈال دے
 پھر نکالے اور سکو اوٹھا لے یا کسی چیز کو گدھ پر لا کر اسکو ماتھہ دی اور اسباب اس طرح

بے
 غرض
 سے
 چور
 کرے

فصل

باہر نکال لادی تو ان سب صورتوں میں ماتھے کاٹا جادو اور اگر گہر کے باہر سے چڑھ کر
 کو دیر یا گہر میں صرف ماتھے والے سبب کے لئے یا کیسہ جو آستین کے باہر موٹا
 لے یا اونٹوں کی قطار میں سے ایک اونٹ یا اسکا بوجھ چرائے تو ماتھے کاٹا جادو لگا اور
 اگر اونٹ کے شلیطہ کو چکر آستین سے اسبب کے یا اسبب کے شلیطہ کو ایسی طرح لے کر
 اسکا مالک اسکی چوکسی کرتا ہو خواہ اوپر سوتا ہو یا ماتھے مستحق میں خواہ کسی جین
 و آستین میں ڈال کر اسلے تو ماتھے کاٹا جادو لگا فصل ماتھے کاٹنے کی کیفیت اور اسکے
 ثابت رکھنے کے بیان میں۔ چور کا دہنا ماتھے پونچے سے کاٹ کر (خون بند ہونیکے لئے)
 داغ دیا جائے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو بایان پاؤ کاٹا جادو اور اگر تیسری
 دفعہ چڑا دے تو قید کیا جائے اور تغیر دیا جائے کہ چوری سے توبہ کرے مگر ماتھے کاٹا جادو
 اور اسے اس شخص کا حال ہو چوری کرے حالانکہ اس کا بایان انگوٹھا ماتھے کا
 کٹا ہو یا لٹکا ہوا ہو یا دو انگلیاں بائیں ماتھے کی سوار انگوٹھی کے کٹے ہوئی
 یا بیکار ہوں یا دہنا پاؤ کٹا ہوا ہو کہ ان سب صورتوں میں اسکا ماتھے کاٹا جادو لگا
 اور جس شخص کے دہنے ماتھے کٹنے کا حکم ہوا ہو اگر کاٹنے والا اسکا بایان ماتھے کاٹ
 ڈالے تو کچھ دیت (یعنی خونہا) اسکو دینی نہ آدگی اور ماتھے کاٹنے میں شرط ملے
 جسکے پاس سے مال چوری کیا ہو وہ درخواست کرے اگرچہ وہ شخص دوسری کالانت دار
 ہو یا زبردستی کسی کا مال چھین لیا ہو یا سود لینے والا ہو کہ مال بطریق سود و دوسری
 لیا ہو اور جس صورت میں کہ مال انہیں لوگوں کے پاس سے چوری جادو اور مال کا اصل
 مالک درخواست چور کے ماتھے کاٹنے کی کرے تب بھی ماتھے کاٹنا چاہیئے اور اگر
 ایک چور نے مال چرایا اور چوری کے عوض اسکا ماتھے کٹا بعد اسکو وہ مال کسی

دوسری نے چرایا تو اب اول چور خواہ اصل مالک اگر ہاتھ کاٹنے کی درخواست کرینگے تو دوسری کا ہاتھ کاٹنا جاوے گا اور جو شخص کہ کوئی چیز چورادی اور ہنوز مالک نے اس پر نالش نہیں کی کہ اوس چیز کو مالک کے حوالہ کر دی یا قاضی نے حکم ہاتھ کاٹنے کا کسی چوری میں کر دیا تھا بعد حکم کے وہ چیز چور کی ملک میں آگئی یا چور خود مدعی ہوا کہ یہ میری ملک چور یا چوری کے بعد اس چیز کی قیمت دینا دم سہی کہ ہوگئی تو ان سب صورتوں میں ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا۔ اور اگر دو چوروں نے ایک چیز کے خود چور کیا اقرار کیا پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ مجھ میرا مال جو تو ان میں سے کسی کا ہاتھ کٹی گا اور اگر دو آدمی ایک چیز چور دیں اور ایک ان میں سے غائب یعنی روپوش ہو جاوے اور گواہی دے تو دوسرے کو ہتھ چرانا ثابت ہو تو موجود چور کا ہاتھ کٹے گا۔ اور اگر کوئی غلام چوری کا اقرار کرے تو اس کا ہاتھ کٹے گا اور مال اس شخص کو دلایا جاوے گا جس کے پاس سواغ چرایا تھا۔ اور ہاتھ کاٹنا اور مال کاٹنا وان ایک ساتھ نہیں ہوتے (یعنی پہلے ہتھ کاٹنا ہو سکتا کہ ہاتھ بھی چور کا کٹی اور اس سے مال کی قیمت بھی دلائی جاوے لیکن اگر مال مشفقہ اس کے پاس موجود ہو تو مالک کو دلایا جاوے گا اور اگر کچھ چوریوں کے عوض میں اس کا ہاتھ کاٹنا جاوے تو اور مال کہ اوس چور اسی ہوئے ان کا تاوان نہ دینا پڑے گا۔ اور اگر کپڑے کو چور کر لے یا چور ہی میں چیرہ پاڑ ڈالا پھر باہر نکالا تو ہاتھ کٹے گا۔ اور اگر کبری کو چور کر لے اوس جگہ ذبح کر کے باہر نکالا تو ہتھ کٹے گا اور اگر چاندی سونا چور کر اوس کے نوہ اشتر فی بنا لے تو ہاتھ کٹی گا اور روپیہ اشتر فی مالک کو دے جائے گا۔ اور اگر کپڑے کو چور کر شرخ رنگا اور ہاتھ کاٹا گیا تو نہ کپڑا مالک کو دے نہ اس کی قیمت اور اگر سیاہ رنگ تو کپڑا پھیر دے۔

باب رہنری کے بیان میں۔ اگر کوئی شخص کہ قصہ رہنری کا کہتا ہو رہنری سے
 پہلے گرفتار ہو تو اسکو قید کرنا چاہیے یہاں تک کہ اس ادا و فاسد سے قریب کر دے (اور اگر
 دیکھ کر کسی مال مستحق کے لیے ہو) (یعنی مسلمان کا مال خواہ ذمی کا چھینے) تو اسکا
 ایک ہاتھ اور ایک پانہ و دستہ بجا نبی کا ناجاد ہی (یعنی دہنا اتھہ اصرایان پانہ)
 دے گا اگر اوسکو کسیکو جان سے مار ڈالا ہو تو وہ بھی حد میں مار ڈالا جائے (نہ قصاص میں نہیں)
 اگر مہ دارث مقتول کا خون اُسکو معاف کر دے (مگر خون معاف نہ ہوگا) اور اگر کسیکو
 جان سے مار کر مال لے لے تو اسکا دہنا ہاتھ اور بایان پانہ کا ٹکڑا مار ڈالا جائے اور سولی
 چڑھا دیا جائے یا کہ مشتر جان سے مار دیا جائے یا فقط سولی پر کھینچا جائے (یعنی عام
 اور اختیار ہو چڑھا ہو انہیں سو کرے) اور جس سے مرعین کہ امام سولی پر چڑھنا پسند کرے
 تو ڈاکو نہ دے سولی پر چڑھا دے اور اس کے پیٹ کو نیزہ سے چیرے تاکہ مر جائے اور
 میں دو ایک او سکی لاش سولی پر رکھو اور پھر تین جرمال اوسنی لیا ہوا اسکا تاوان
 لے لے اور ہر شخص مرنے کا مال لینے کا ہوا ہو وہ مثل مرگب کی ہو (یعنی
 ڈاکو نہ کسیکو مرنے کیسے انہوں نے چاہے خواہ اوس خود ڈاکو نہ زنی کی ہو یا اسکی مدد سے
 دوسرے کی ہو) اور اگر کسی اور پھر مار ڈالو میں مثل تلوار سکھ میں (جیسا اگر کسی اور
 کسیکو مار ڈالا دیا ہی تلوار سے) اور اگر کسیکو ڈاکو نہ زنی کرے اور مال لے لے ہو تو
 اسکا دہنا ہاتھ اور بایان پانہ کا ٹکڑا مار دیا جائے اور زخم کا قصاص جاتا رہے گا اور اگر صرف زخم
 کرے اور مال نہ لے یا جان سے مار ڈالے پھر رہنری سے تو پھر نہ لے یا بعض راہزن عاقل اور بالغ
 نہ ہوں یا جس پر رہنری کی ہو اس سے قرابت قریب رکھنا ہو یا قافلہ کے کچھ لوگ دوسرے
 ساتھیوں پر ماہ زنی کریں یا رات کو خواہ دنگو شہر میں یا دوشہر وکنج سے بیچ میں رہنری کرے

تو ان سب سے قرضیں مد لازم نہو گی وادارہ کو اختیار ہو جاوے گا جس سے مقصود حاصل ہو سکے گا
 کے چاہو معاف کر دو۔ اور جو شخص شہر میں کسی مرتبہ لکھا کہ ہوت کر لو کہ اگر کسی کو
 ان کے عوض میں ارڈانا چاہیے۔

کتاب التبیان

اس میں جہاد کے طریق اور سفر کا ذکر ہو (سیر میں کے کمرہ و ادب اور مہتمم سے سیرت کی
 جمع ہو اور اسکے معنی طریق جہاد کے ہیں) جہاد (یعنی کافروں سے دین کے کمرہ
 ابتدائین فرض کیا ہے) یعنی مسلمان کو چاہیے کہ شروع لڑائی کا وعدہ کریں اور اگر
 کافر کسی شہر پر چڑھ آوے تو ہر شخص پر لڑنا فرض نہیں ہو جاتا ہے اور معنی فرض کیا ہے کہ جہاد میں
 کہ اگر اس (کام) کو کچھ لوگ کریں تو سب کے ذمہ ہو اور چاہیے اور اگر کوئی کرے تو کچھ کا سب
 ہو دین۔ اور جہاد لڑنے کے اور عورت اور غلام اور اہل بیت اور اہل بیت ہونے کو
 واجب نہیں۔ اور فرض نہیں ہے بشرطیکہ دشمن چڑھ آوے پس مسلمان عورت بدلتا اور
 اپنی شوہر کے اور غلام بدلتا اور اجازت مالک کے جہاد کو نکلے اور جہاد پر فروری کا
 مقرر کرنا کہ وہ بشرطیکہ بیت المال میں مال پایا جاوے ورنہ نہ کرے نہ نہیں (کہ اور لوگوں
 سے لیکر جہاد کرنا اور نہ دین) پس اگر ہم فرقہ اہل اسلام کافروں کو محاصرہ کریں تو اول
 ان سے مسلمان ہو جائیں اور خواہش کریں اگر وہ مسلمان ہونا مان لیں تو بہتر ہے (کہ مطلب
 حاصل ہو گیا) اگر نمانیں تو ان سے خیرہ طلب کریں اگر خیرہ نہ پاتا تو ان سے خیرہ
 جو ہمارے لئے ہے (یعنی انکی جان اور مال کو محفوظ رکھنا چاہیے) اور اوپر وہ ہے جو ہر
 (یعنی معاملات میں ان کے احکام مثل مسلمانوں کے ہیں) اور جس کی سبب کہ دعوت اسلام
 نہ پہنچی ہو اس کے ساتھ ہم نہ لڑیں گے (یعنی اگر ان سے مسلمان ہو نہ تو ان کو نہیں لڑیں گے)

یہ کتاب تفسیر ہے
 جہاد کے معنی
 لڑائی ہے
 اور جہاد
 کا مطلب
 ہے کہ
 مسلمان
 کو چاہیے
 کہ
 شروع
 لڑائی
 کا
 وعدہ
 کریں
 اور
 اگر
 کافر
 کسی
 شہر
 پر
 چڑھ
 آوے
 تو
 ہر
 شخص
 پر
 لڑنا
 فرض
 نہیں
 ہو
 جاتا
 ہے
 اور
 معنی
 فرض
 کیا
 ہے
 کہ
 جہاد
 میں
 کہ
 اگر
 اس
 (کام)
 کو
 کچھ
 لوگ
 کریں
 تو
 سب
 کے
 ذمہ
 ہو
 اور
 چاہیے
 اور
 اگر
 کوئی
 کرے
 تو
 کچھ
 کا
 سب
 ہو
 دین۔
 اور
 جہاد
 لڑنے
 کے
 اور
 عورت
 اور
 غلام
 اور
 اہل
 بیت
 اور
 اہل
 بیت
 ہونے
 کو
 واجب
 نہیں۔
 اور
 فرض
 نہیں
 ہے
 بشرطیکہ
 دشمن
 چڑھ
 آوے
 پس
 مسلمان
 عورت
 بدلتا
 اور
 اپنی
 شوہر
 کے
 اور
 غلام
 بدلتا
 اور
 اجازت
 مالک
 کے
 جہاد
 کو
 نکلے
 اور
 جہاد
 پر
 فروری
 کا
 مقرر
 کرنا
 کہ
 وہ
 بشرطیکہ
 بیت
 المال
 میں
 مال
 پایا
 جاوے
 ورنہ
 نہ
 کرے
 نہ
 نہیں
 (کہ
 اور
 لوگوں
 سے
 لیکر
 جہاد
 کرنا
 اور
 نہ
 دین)
 پس
 اگر
 ہم
 فرقہ
 اہل
 اسلام
 کافروں
 کو
 محاصرہ
 کریں
 تو
 اول
 ان
 سے
 مسلمان
 ہو
 جائیں
 اور
 خواہش
 کریں
 اگر
 وہ
 مسلمان
 ہونا
 مان
 لیں
 تو
 بہتر
 ہے
 (کہ
 مطلب
 حاصل
 ہو
 گیا)
 اگر
 نمانیں
 تو
 ان
 سے
 خیرہ
 طلب
 کریں
 اگر
 خیرہ
 نہ
 پاتا
 تو
 ان
 سے
 خیرہ
 جو
 ہمارے
 لئے
 ہے
 (یعنی
 انکی
 جان
 اور
 مال
 کو
 محفوظ
 رکھنا
 چاہیے)
 اور
 اوپر
 وہ
 ہے
 جو
 ہر
 (یعنی
 معاملات
 میں
 ان
 کے
 احکام
 مثل
 مسلمانوں
 کے
 ہیں)
 اور
 جس
 کی
 سبب
 کہ
 دعوت
 اسلام
 نہ
 پہنچی
 ہو
 اس
 کے
 ساتھ
 ہم
 نہ
 لڑیں
 گے
 (یعنی
 اگر
 ان
 سے
 مسلمان
 ہو
 نہ
 تو
 ان
 کو
 نہیں
 لڑیں
 گے)

رفتہ لڑنا سزا ہے اور اگر پہلے دعوت اسلام پونہچ چکی ہو تو مستحب ہو کہ لڑائی کے
 شروع میں پہر آن ہو مسلمان ہو نیکو کہہ با جاوے۔ پہر اگر جزیرہ دینا یہی قبول کرین
 تو اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کر کے اُن کو لڑنے کے اُطرح کہ آلات لڑائی کے سب
 کام میں لاوینگے اور کافروں کو جلا دینگے اور ڈبو دینگے اور اونسے درخت کاٹ دین
 گے اور ہستیان آجاڑ دینگے اور تیر و نکی بہرہار کرینگے اگر مہدہ بعض مسلمانوں کو
 اپنی سپہ سالارین اور ہم تیر و غیرہ مارنے میں کافروں کی نیت کرینگے نہ مسلمانوں کی (یعنی
 اگر کافر مسلمان کو اپنی سپہ سالارے اور اسکی آڑ میں کھڑا ہو اور اسکو مارنے کی ضرورت
 ہو تو صرف کافر کی نیت سے تیر و غیرہ مارنا چاہیے گو مسلمان بھی زخمی ہو یا مارنا جاوے
 اور مسلمانوں کو منع ہو کہ قرآن اور عورت کو لسیو شکر میں بہرہ لیں جس میں جمعیت تہرہ
 ہو اور شکست کا خوف لگا ہو اور نیز منع ہو کہ دغا کرین یا عہد کے خلاف کرین یا مال
 فضیلت میں خیانت کرین یا کسیکے ناک کان کاٹیں یا عورت اور معتقل و نابالغ کو مارین
 یا بوڑھے فرطوت اور اندھے اور ابا بچ کو قتل کرین یا جس سے تین کہ ایسا شخص لڑائی میں
 رامی دینا ہو یا بادشاہ ہو تو اسکو مار ڈالنا چاہیے اور منع ہو کہ (مسلمان لڑکا اپنے
 باپ مشرک کو قتل کرے کیلئے کہے کو اس کے مار ڈالنے سے انکار کرنا چاہیو تاکہ دوسرا
 شخص اسکو مار ڈالے۔ اور ہنگو اختیار ہو کہ اُن سے کچھ مال لیکر خواہ دیگر صلح کر لیں
 اگر صلح کرنا مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو اور صلح کو توڑ دالیں اگر توڑنا اچھا ہو اور اگر
 کافروں کا بادشاہ خیانت کرے تو بدوین صلح توڑے اُن سے لڑیں اور مرتدوں سے
 بدوین مال کے لڑیں پس اگر مرتدوں سے مال لے لیا جاوے یا بدوین مال کا لینا درست
 نہیں تاہم اُس مال کو انکو واپس نہ دیا جاوے۔ اور کافروں کے ماتھے مسلمان ہتھیار تھمیں

اور جس کا فرکو کوئی مسلمان مرد یا عورت پناہ دی اسکو قتل کرین ان اگر اسکا پناہ دینا برا
 ہو تو امن کو توڑ ڈالین اور اگر کوئی قیدی یا قیدی یا سوداگر یا غلام جسکو زبردیا حکم نہیں
 تھا کسی کا فرکو پناہ دی تو اسکا پناہ دینا باطل ہے ۔

باسبجہ مال غنیمت کہ کافروں سے ہاتھ ملے اسکے اور اسکی تقسیم کے یا نہیں مسلمانوں
 کا پادشاہ جس شہر کو غلبہ اور زبردستی سے فتح کرے اسکو مسلمانوں میں بانٹ دے یا اس
 ملک کے باشندوں کو اس پر مقرر کرے اور ان خود پر جزیہ اور انکی زمینوں پر خراج ٹھہراوے
 اور قیدیوں کو اختیار ہے چاہے مار ڈالے چاہے غلام بنائے چاہے آزاد چھوڑ دے
 کہ مسلمانوں کو جزیہ دیا کرین لیکن یہ حکم ان لوگوں میں ہے کہ مرتد ہوں اور نہ عرب کے
 شرک کرنے والے اور حرام ہے قیدیوں سے فدیہ لیکر دارالحرب کو واپس بھیجنا اور مفت
 اونپر احسان رکھ کر راکر دینا اور نیز حرام ہے مویشی کی کوچیں کاٹنی جس صورت میں کہ
 انکا دارالاسلام میں لانا مشکل ہو بلکہ فزع کر کے انکو جلا دیا جاوے (تاکہ کافر فائدہ اُن سے
 نہ اٹھایں) اور کافروں کے ملک میں مال غنیمت کو بانٹنا حرام ہے مگر سپرد کرنے کے طور پر حرام
 نہیں (یعنی اگر لشکر والوں کو مال اسلحہ بانٹ دین کہ انکے پاس امانت رہے دارالاسلام
 میں داخل ہو کہ پر قسمت کیجاوے گی تو جائز ہے) اور حرام ہے مال غنیمت کو تقسیم سے پیشتر
 فروخت کرنا اور جو وہ کہ مسلمانوں کو پونہچو وہ مال غنیمت میں انکی شریک ہوگی اگرچہ وہ
 کے لوگوں کو کافروں سے لڑنے کا اتفاق ہو مگر بازار شخصی شخص اور جو کہ دارالحرب میں ہو جاوے
 وہ شریک نہ ہوگا اور اگر دارالحرب کے محاصرہ کے بعد دارالاسلام میں مر گیا تو حصہ اُس مردہ
 کا اسکے وارثوں کو دیا جاوے گا۔ اور جائز ہے مسلمانوں کو کہ مال غنیمت میں سے ان شیا کو تقسیم
 سے پیشتر اپنے کام میں لادیں گہاٹن اور کہانے کی چیز اور کڑیاں جلانے کی اور اختیار اور

باسبجہ

غنیمت

تہذیب

۷

مسکون

وہ لوگوں

سے جانچیں

تیل کر اسکا بچنا جائز نہیں اور جب دارالحرب و ملکین تو اور انکو کام میں تلاء میں بلکہ جسد
 اپنے پاس بچے ہوں اور انکو مال غنیمت میں دلہیں دین۔ اور جو شخص کہ کافر دشمن سے
 مسلمان ہو جاوے گا اسکی جان قتل ہو اور اگر کافیر سے بچکا اور جو مال اس کے پاس ہو گا یہی
 مسلمان کے پاس خواہ ذمی کے پاس امانت ہو گا وہ غنیمت ہو جائے سو محفوظ رہے گا
 لیکن اس کے مسلمان ہونے سے اسکا ہزار گنا اور اسکی عورت اور حمل اور زمین اور
 غلام جنگی محفوظ نہ ہو جاوے گا فصل غنیمت کی قسمت کرنے کے یہاں نہیں۔ پیادہ کے لئے
 ایک حصہ ہو اور سوار کے لئے دو حصے اگرچہ اس کے پاس دو گھوڑے ہوں اور ہر کسی کا
 مثل تازی پودے گھوڑے کے ہو اور اونٹ اور بچر کی مانند نہیں (یعنی اونٹ اور بچر
 کیو اسلئے کچھ حصہ نہیں) اور سوار اور پیادہ ہونے میں اسوقت کا اعتبار ہو کہ جیسے
 دارالاسلام کی حد سے آگے نہیں (پس اسوقت جیسا کہ نئی ہو گا دیکھا جیسا ہی اعتبار کیا جائے گا
 اور غلام اور عورت اور لڑکے اور ذمی کی حد سے اگر لڑائی میں متحدہ ہو جائیں زمین کچھ ہزار
 مال دیا جاوے گا (اسکا پورا حصہ نہیں) (چاہیے) اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ یتیموں
 کا ہو (جنکے باپ مر گئے ہوں) اور مسکینوں کا اور مسافروں کا (جو اپنے پاس مال نہ رکھتے
 ہوں) اور محتضرت سے اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے فقیر (یعنی فقرار بنی باہتم اور بنی ہاشم
 ان تینوں قسموں معنی یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر) مقدم رہے جو دین اور جو
 آئین سے فنی ہوں انکا حق اس پانچون حصہ میں نہیں اور ذکر اللہ تعالیٰ کا جو ہر آیت میں
 ہو وَاغْلُواْ اَلْاَغْنِیْمَ مِّنْ شَیْءٍ فَاِنَّ لِلّٰہِ خُمُسَهُ وَاَلَا تَسْئَلُ الْاِیْمَانَ
 کی اسلو نہ کر ہو (پس کوئی حصہ عائد اللہ کے لئے نہ ہوگا) اور حصہ آنحضرت سلم کا آپکی
 وفات کے سبب جا تارا جیسے کہ سنی جا تارا کہ اب امر اور بادشاہوں کو معنی لینا چاہئے

فصل

لکھ
 دارالحرب و ملکین
 تلاء میں بلکہ جسد
 اپنے پاس بچے ہوں

کے مال کے بھی مالک ہو جائیگے جو وہ دوسری قوم سے لائے تھے) اور اگر کھنار
مسلمانوں پر غالب ہو کر انکا مال اپنی ملک میں لیجا دیں تو اس کے مالک ہو جائیگے
پہر اگر مسلمان اور غیر غالب ہوں تو جو مسلمان اپنی چیز بچھڑان پادری وہ غنیمت کی تقسیم
سے پیشتر اسکو مفت لے لے گا جو غرض کہ چاہے اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اسکو اپنا
مال ہے تو اس مال کی قیمت دیکر لے سکتا ہے اور اگر کسی سوداگر نے کافروں سے
چیز مول لے لی ہو اور دارالاسلام میں لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے لگے ہوں ان
دیکر لے لے اگرچہ اس مال کی آنکھ بچھوٹ گئی ہو اور اسکا عوض لے لیا گیا ہو (یعنی
ایک داگر نے دارالحرب سے ایک غلام مول لیا جو کسی مسلمان کا تھا اور اسکو کھنار
لیگو تھو اور وہ سوداگر اسکو دارالاسلام میں لایا تو مسلمان مالک کو چاہے کہ جس
دام کو سوداگر لایا سوداگر کے حوالہ کرے اگرچہ اس غلام کی آنکھ کسی نے پھوڑ دی
ہو اور اس سوداگر نے اس سے اسکا عوض لے لیا ہو مگر مسلمان مالک کو کھنار
کہ آنکھ بچھوٹنے کے عوض کو غلام کے مول میں سے کم کر کے دے) پس اگر قیدی میں
اور خریدنا کر ہو تو مشتری اول دوسری سے اسکا دام دیکر لے اور پہلا مالک
و نہ دام مشتری اول کو دے (اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ کافر زید کے غلام کو کبرا
لیگو اور عمرو انس اسکو ہزار روپیہ کو خرید لیا پہر دوبارہ اس غلام کو کافر زید
لیگو تو کبرا انس ہزار روپیہ کو دارالاسلام میں لے آیا اب اگر عمرو اس غلام کو لیکر تو کبرا
کے دام یعنی ہزار روپیہ دیکر لیکر اور زید اگر عمرو سے لیتا چاہیگا تو وہ ہزار روپیہ
اسکو کہ عمرو کے اس ہزار روپیہ لے لے (ہیں) اور اگر کافر مسلمانوں کے آزادوں اور
عبر اور رام ولد اور مکاتب کو کپڑا لیجا دیں تو وہ اس کے مالک نہ ہوں گے اور اگر مسلمان

انکے جیسے لوگ پاڑ لاد دیتے تو مالک ہو جا دیتے۔ اور اگر مسلمان کو کوئی اونٹ بھاگ کر
 کا فرون کے یہاں چلا جائے اور وہ اسکو پکڑ لیں تو مالک ہو جا دیتے لیکن اگر کوئی
 غلام بھاگ کر جاوے گا تو اس کے مالک نہیں بنے اور اس سے کوئی چیز نہ لے کر اگر کوئی غلام اپنے
 مالک کا گھوڑا اور اسباب لیکر کا فرون کیلے چلا گیا اور وہ جنہوں نے اسکو پکڑ لیا اور کوئی
 سوداگر ان سودہ غلام اور گھوڑا اور اسباب لیکر دارالاسلام میں لے آیا تو مالک نہیں
 اس غلام کو سوداگر سے مفت لے سکتا ہے (اسی طرح کہ اگر غلام کے مالک نہ ہو رہے ہوں اور غلام
 کے سوا اور چیزیں مول دیکر بیوسے (بقتلہ ام مشرعی نے) کا فرون کو دیا ہو اسکو اگر وہ
 چیزوں کے وہ مالک ہو گئے ہوں اور اگر کوئی کافر جو مسلمانوں کی امن سے دارالاسلام میں آیا
 ہو کسی مسلمان غلام کو خریدے اور اپنی ملک میں لے جاوے یا کوئی غلام دارالحرب ہی میں مسلمان
 ہو کر مسلمان بن چلا آوے یا مسلمان غالب ہو کر اس مسلمان کو دارالحرب سے پکڑ لادیں تو ان
 سب صورتوں میں مسلمان غلام آزاد ہو جاوے گا۔

بیان میں
 بیانیہ

باب مستامن کے بیان میں (اور مستامن اسکو کہتی ہیں جسکو مار ڈالو اور نہ
 لینے سے امن دیں تاکہ دارالاسلام میں آوے یا مسلمان دارالحرب میں جاوے اگر کوئی مسلمان
 سوداگر دارالحرب میں جاوے تو اسکو کافر دیکھ کر کسی چیز سے تعرض کرنا حرام ہو (یعنی اسکو
 بچا ہوا کہ اونکی کوئی چیز چوری یا زبردستی وغیرہ سے لے نہ لے) لیکن (باوجود اس سخت
 کے) اگر کوئی چیز نکال لادے تو اسکا مالک ممنوع طور پر ہو جاوے گا پس ایسی چیز کو تقیر و نکو
 خیرات کر دینی چاہیے (اپنی خرچ میں غلام ہو اسکو کہ اسکا لینا حرام تھا) اور اگر سوداگر
 مذکور کے ہاتھ کسی کافر نے کوئی چیز اود دیا ہے یا سوداگر نے کافر کے ہاتھ یا
 انہیں سے ایک نے دوسری کو زبردستی کوئی چیز لے لی اور پھر وہ دونوں دارالاسلام

جن آدین اور قاضی کے یہاں جو کہ کرین تو قاضی کہہ کر (یعنی حکم عصب و غرور میں)
 کافر پر خواہ کافر کا مسلمان ہی آدین ہی حال ہو اگر وہ کافر دار الحرب میں قرض یا عصب کا
 کرین اور پھر امن لیکر دارالاسلام میں چلے آدین (یعنی قاضی کہہ حکم عصب یا قرض کا
 مذکور) ان اگر وہ قافر مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آدین اور نالش کرین تو قرض کا
 حکم کیا جاوے گا اور عصب نہیں کیا جائیگا اور اگر وہ مسلمان امن لیکر دار الحرب میں آدین
 اور ایک امنین سو دوسرے کو مار ڈالے تو اگر جانکر مارا ہو گا تو اس کے مال میں خوشیا
 واجب ہو گا اور اگر براہ خطا مارا ہو گا تو کفارہ لازم ہو گا اور اگر وہ مسلمان دار الحرب میں
 قید ہوں اور امنین سو ایک دوسرے کو دار الحرب میں قتل کرے یا اس مسلمان کو جو دار الحرب
 میں اسلام لایا تھا کو کئی مسلمان ان ہی مار ڈالے تو ان دو نو صورتوں میں صرف خطا کا
 راء ہی مار ڈالو میں کفارہ (اور خوشیا اور قصاص کہہ جب نہیں) **فصل**
 مستامن کو جو دار الحرب سے آوی دارالاسلام میں ایک سال کامل رہنے دین اور اس
 سے کہا جاوے کہ اگر تو یہاں ایک برس ٹھہرے گا تو پھر چند یہ معین کر دیا جاوے گا پھر اس
 کہنے کے بعد اگر وہ ایک برس ٹھہرے گا تو ذمی ہو جاوے گا (یعنی اس میں جزیہ لینا چاہیے)
 اور پھر اس کو دار الحرب میں جاتے نہ دیا جاوے جیسو انصورتین کہ کوئی مستامن میں
 خریدے اور اسے چند سال مقرر ہو جائے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح
 کرے (تو ان صورتوں میں بھی انکو پھوڑے گئے کہ اپنی ملک کو بچے جادین) بخلاف
 اسکے عکس کے (یعنی اگر مستامن مرد ذمی عورت سے نکاح کرے تو وہ مرد ذمی ہو جائے
 اور اگر وہ اپنی وطن کو جانا چاہے گا تو جانے دیگی پس اگر مستامن جو دارالاسلام
 میں آیا تھا دار الحرب کو تو شجادی اور کسی مسلمان خواد ذمی کے پاس اسکی کچھ نہ

یا ان وہ نوے کے ذمہ اسکا قرض ہو تو اسکا مار ڈالنا جائز ہو گیا اس پر مجھ شکاک اگر کانہ
 مذکور قید ہو کر لایا جاوے یا کافر دین پرستان غالب ہووین اور وہ شخص مارا جاوے تو جو
 قرض اسکا تھا وہ جائز ہو گیا اور جو امانت تھی وہ مال غنیمت منسوب ہو گا اور اگر بدوین
 غلبہ کے وہ مارا گیا یا اپنی آپ سہ مر گیا تو اسکا قرض اور امانت اس کے وارثوں کو ملے گی مال
 غنیمت نہ ہوگی۔ اور اگر کوئی حربی امن لیکر دارالاسلام میں آیا اور دارالحرب میں اسکی
 بی بی اور بچہ اور کچھ مال کسی مسلمان ہندوئی اور حرنی کے پاس سے اور وہ یہاں آکر
 مسلمان ہو گیا اور اس کے بعد کافر مغلوب ہوئی تو اس کے تمام شہادہ مذکورہ داخل غنیمت
 ہونگے اور اگر دارالحرب میں مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آیا اور پھر حربی مغلوب ہو کر اسکا
 چھوٹا بچہ مسلمان آنا ہو اور جو امانت اسکی مسلمان خواہ ذمی کے پاس ہوگی وہ بھی مسلمان
 یا ذمی کی ہو جائے گی (کہ وہ اس کے مالک ہو جائے گی اور اس کے سوا اسکی اور خیرین (شاہ
 بی بی اور بیٹا لڑکا اور دوسری خیرین) غنیمت ہونگی اور جو شخص کہ چوک کر کسی مسلمان کو مار ڈالے
 جسکا کوئی وارث نہ ہو یا کسی کافر حرنی کو جو امن لیکر دارالاسلام میں آیا تھا اور مسلمان
 ہو گیا تھا مار ڈالے تو امام کو چاہیے کہ انکا خون بہا قاتل کی قوم سے لے لے اور اگر قصداً
 اسکو مار ڈالے تو اسکا حکم قصاص میں مار ڈالنا یا خون بہا لینا ہے نہ معاف کرنا (یعنی
 بادشاہ کو اختیار ہے چاہے مار ڈالے چاہے خون بہا لے مگر معاف نہیں کر سکتا) +
 یا سب ذمہ کی اور خراج (یعنی زمین کے محصول) اور خیرہ کے یا نہیں۔ زمین عرب
 کی اور وہ زمین جہان کے رہنے والے مسلمان ہو گئے ہوں یا غلبہ کے طور پر مشغول ہو کر
 لشکر اسلام کو بانٹ دیں گی ہو مجھ تینوں قسمن زمین عشری ہیں انکی پیداوار سترہ کی
 یعنی چاہیے اور جو ملک کہ غلبہ سے جیتا ہوا اور پہلے اس ملک کے باشندوں کو اور سترہ

بجائے زمین عرب
 کی اور وہ زمین جہان کے رہنے والے مسلمان ہو گئے ہوں یا غلبہ کے طور پر مشغول ہو کر
 لشکر اسلام کو بانٹ دیں گی ہو مجھ تینوں قسمن زمین عشری ہیں انکی پیداوار سترہ کی
 یعنی چاہیے اور جو ملک کہ غلبہ سے جیتا ہوا اور پہلے اس ملک کے باشندوں کو اور سترہ

رکھا ہوا یا امام نے انکے ساتھ مسلح کر لی ہو تو ایسی زمینیں خراجی ہیں امام جو مصلحت
 سمجھو انسیو لیو۔ اور اگر کوئی شخص زمین ویران کو جو کسی ایک ملک نہ ہو آیا دکر تو اس
 زمین کا پاس ہونا معتبر ہوگا (یعنی اگر وہ عشری زمین کے پاس ہوگی تو اس سے
 وہ کی لینگے اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو خراج لینگے) اور مصر و کی زمین عشری
 اور خراج کی مقدار بھہو کہ زمین جو قابل زراعت ہو ادسکی پیداوار میں سترہ پیچہ
 ایک صاع اور ایک درم لینا چاہیے اور ترکاری کی زمین سو پیچہ میں پانچ درم اور
 انگور اور چوہاری کے پلے کھڑے ہوں انکے پیچہ میں دس درم اور اگر زمین میں گنجا
 اس قدر محصول کی ہو تو کم کر دیا جاوے مگر زیادہ کی گنجا بیش کی صورت میں زیادہ لکھا جاوے
 ۔ اور جس صورت میں کہ خرچہ کھار کی زمین پر پانی غالب ہو جاوے یا پانی ہی نہ برسے یا
 کہبتی کو کوئی آفت پونچھو تو ان صورتوں میں زمین پر کچھ خراج نہوگا۔ اور اگر مالک
 زمین اپنی زمین کو پٹار کھو یا مسلمان ہو جاوے یا کوئی مسلمان زمین خراجی کو خراج
 کرے تو ان صورتوں میں خراج لازم ہوگا۔ اور خراجی زمین کی پیداوار میں دس پیچہ
 (یعنی اس کے پیداوار میں خراج ہی کافی ہے وہ کی اس میں سو نہ لینا دکر) فصل
 خربزہ لینے پچھی مگر زمانہ ہی طرفین سو مقرر ہوئی ہو تو اس سو کی بیشی نکجا دکر زمین
 ایسی فقیر ہو جو کما سکتا ہو بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور پچھ کے حال میں
 ۴۴ درم اور دولت در پرہ ۴۴ درم سالانہ مقرر کیا جاوے۔ اور جزیرہ اہل کتاب پر (مثلاً
 یہود و نصاریٰ) پیرا اور آتش پرستوں اور بت پرستوں پر جو عجم کے رہنے والے ہوں
 معتبر کیا جاوے اور جو عرب کے بت پرست ہوں یا اسلام سے مرتد ہو گئے ہوں اور لڑکے اور
 صحت اور فلام اور مکاتب اور اچھ اور اندھے پر اور ایسی فقیر پر جو کانکے اور

گوشتہ نشین پر جو لوگوں سے میل نہ کرتا ہو منتر نکلیا جاوے۔ اور جزیرہ تین ہاتھوں سے
 ساقط ہو جاتا ہو ایک کافر کے مسلمان ہو جائے سو دوسری سال کی کمرہ چھ
 سے (یعنی ایک سال کا جزیرہ ادا نہیں کیا اور دوسرا سال ہو گیا تو جزیرہ ایک سال کا
 دینا پڑ گیا۔ اسلام کو کہ جزیرہ ایک سال کا دوسرے میں آ جاتا ہے) تیس برس گزرنے کے
 بعد کافر کے مرجائے ہو اور نیا گر جاوے اور یہودیوں کا معبد دارالاسلام میں بنایا
 جاوے اور اگر پڑانا ڈھ گیا ہو تو اسکو پہرے بنالین۔ اور ذمی شخص مسلمانوں سے کہ
 اور سواری اور زمین میں جدا کیا جاوے اس طرح کہ گھوڑوں پر سوار نہراوے تھپا روں
 کا استعمال نہ کرے اور نہ تاریخی علامت کفر کو ظاہر کرے اور ایسی زمین پر چڑھے جو پالان
 کی شکل کا ہو۔ اور اگر ذمی جزیرہ دینو سے انکار کرے یا مسلمان عورت سے زنا کرے
 یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ان امور
 سے اسکا عہد ذمہ کا نہیں ٹوٹا بلکہ عہد سطح ٹوٹا ہو کہ دارالحرب میں جاسے
 کسی جگہ پر دارالاسلام کی جگہ زمین لڑائی کی تیاری سے چڑھ جاوے (اور واجب ذمی
 دارالحرب میں جاسے تو وہ مرتد کی مانند ہو جاتا ہو) (یعنی اسکی موت کا حکم کیا
 جاوے گا اور اسکا مال اس کے وارثوں میں بانٹ دیا جاوے گا) اور غلبی مرد اور عورت
 سے جو دونوں بالغ ہوں اہل اسلام کی زکوٰۃ سے وہ چند لیجاوے (غلبی ایک فرقہ تھا
 کا یہ ان سے جزیرہ کے عوض مسلمانوں کی زکوٰۃ کا دونا لینا چاہیے) اور غلبی فرقہ کا
 آزاد کیا ہوا غلام مثل قریشیوں کے آزاد کو ہوٹو کے ہو (یعنی اس سے زمین کا خراج
 اور جزیرہ لینا چاہیے) قریشیوں کے غلامان آزاد سے لیتے ہیں زکوٰۃ کا دونا لینا
 چاہیے قریشیوں سے لیتے ہیں اور خراج زمین کا اور جزیرہ کا مال اور غلبیوں کا مال

اور کفار جو ہمیشہ یہ ہیں اور جو مال کہ مسلمانوں کے ہاتھ کافروں سے بدولت لرائی کے لگے
بہ سب مال مسلمانوں کی بہتری کے ہو زمین صرف کئی جاوین مثلاً کفار و کئی راہ بند
کشت اور پانی پر پل باندھنے اور بڑی ٹی تعمیر کرانے اور قاضیوں اور عاملوں اور
دوسرا ہیون اور انکی اولاد کے روزینہ میں خرچ کریں۔ اور جو شخص سال کے سچ میں مر جائے
وہ شخص سالانہ سے محروم رہے گا۔

باب مرتد یعنی آن لوگوں کے بیان میں جو دین اسلام سے ہر جاوین۔ مرتد ہوا
بہتس کیا جاوے (یعنی کھانا جاوے کہ ہر مسلمان ہو جائے) اور اس کو مسلمان پر کے اعتراض
کے جاوین اور تین دن قید کیا جاوے اگر اسے صدمہ میں مسلمان ہو جائے تو بہتر ہے در قتل
کر دیا جائے اور مرتد کا مسلمان ہونا مجھ ہو کہ دین اسلام کے ہر اسب جنوں سے ناراض
بیزار ہو یا اس دین سے نفرت کرے جس کو اس سے اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان ہو نہ ہو
نہ کہیں اور اس سے پہلے ہی مار ڈالیں تو مجھ امر مکروہ ہو اور اگر کوئی پیشتر ہی مار
ڈالے تو قاتل پر تادان نہ آدھکا اور عورت اگر مرتد ہو جائے تو اس کو جان سے
خوارین بلکہ قید کریں یہاں تک کہ توبہ کرے اور مرتد ہونے سے مرتد کی ملک اس کے
مال پر سرجاتی رہتی ہو مگر زوال ملک ملتوی طور پر ہوتا ہو یعنی اگر وہ ہر مسلمان ہو جائے
تو ملک بھی بہتور قائم رہے گی اور اگر حالت مرتد ہی میں مر جائے یا قتل کیا جائے تو اس کا
مسلمان وارث جو کچھ مال اس کا مسلمان کی کماٹی کا ہو گا بعد ازاں فرضہ حالت اسلام
کے سب مال ہو گا اور جو کچھ اس سے مرتد ہونے کی حالت میں کما یا ہو گا اس میں سے ان
دنوں کا فرضہ دیکر جو کچھ رہے گا وہ مال غنیمت مقصور ہو گا۔ اور جب مرتد کے لئے
دارالحرب میں جا ملے گا حکم کیا جاوے گا (یعنی قاضی حکم کر دے گا کہ مرتد دارالحرب میں جائے)

تو اسکا مدبر اور ارم ولد آزاد ہو جاوے۔ اور اسکا مال وارثوں کو دیا جائیگا اور
 قرض اسکا حال ہو جاوے گا (یعنی اُسی مدت باقی نہ رہے گی) اور اسکا بیچا اور آزاد کرنا اور
 بیہ کرنا سب تصرفات طہوی رہیں گے پس اگر وہ ایمان لادے تب تو قصہ جاری نہ ہو
 اور اگر مر جاوے تو سب تصرفات باطل ٹھہریں گے اور اگر حکیم قاضی کے بعد مرتد ہو مسلمان
 ہو کر چلا آوے تو جو چیز وہ اپنی وارثوں کے پاس سے لے آئے ہو اور جو اسکو ملے
 اسکو نہیں لے سکتا (یعنی اگر وارث کسی چیز میں قصہ کر ڈالیں گے تو اونپر تادیب
 لازم نہ ہوگا) اور اگر مرتد شخص کی نصرانی نوٹدی اوسکے مرتد ہونے کے شروع سے چہرہ
 مہینے کے اندر بچہ جنے اور وہ شخص دعویٰ کرے کہ میرا حق وہ نوٹدی اسکی ام ولد
 ہو جاوے گی اور وہ بچہ اسکا بیٹا اور آزاد ٹھہریگا مگر اسکا ترکہ نہ پادے گا اور اگر نوٹدی
 مسلمان تھی اور اُس سے بچہ ہوا تو یہ بچہ اسکا وارث ہوگا بسوقت مرتد اپنی کھنڈ کی
 حالت میں مرے یا وارث الحبر کو چلا جائے اور اگر مرتد مع اپنی مال کے وارث الحبر کو چلا
 جاوے اور مسلمانوں کی فتح ہو تو وہ مال مسلمانوں میں خیریت ہو جاوے گا اور اگر مرتد وارث الحبر
 سے نوٹ کر دارالاسلام میں آوے اور اپنا مال لے جاوے پھر مسلمانوں کو غلبہ میں وہ مال
 لے لے تو مال مذکور اُس مرتد کے اس وارث کو ملے گا جو دارالاسلام میں ہو۔ پس اگر مرتد
 دارالحرب میں جائے اور اسکا غلام اوسکے بیٹے کا ہو جائے (یعنی قاضی حکم کر دی
 کہ اب اسکا مالک بیٹا ہی) اور اسکا بیٹا اُس غلام کو مکاتب کر دے پھر وہ مرتد
 مسلمان ہو کر چلا آوے تو کتایت کے عوض کا مال اور وہ یعنی غلام کا ترکہ بشرط
 مر جائے تب وارث کو دینا چاہیگا (یعنی اُسی مرتد کو جو مسلمان ہو گیا ہی) اور اگر مرتد
 براہ خط مار ڈالے اور دارالحرب میں جا لیا یا بارجاوے تو خیر نہا مقتول کا مرتد

اس مال میں سے جو کچھ جو حالتِ مسلمانی میں لایا ہوا اور اگر زیرِ کاتبہ عمر نے جان بوجھ کر
 کات ڈالا اور وہ بعد کو مرتد ہو گیا اور اسی زخم میں مر گیا یا دارالحوب میں جا ملا اور
 پہرہ و آنکھ سے مسلمان ہو کر لایا اور اس زخم میں مر گیا تو عمرو کے مال سے نصفِ خیر بہار
 کے دارِ ثنکو دلائی جاوے گی اور اگر دارالحوب میں پیدا ہوئی اور مسلمان ہو کر زخم کے سبب
 سے مر جاوے تو اسے سو فیصدِ عمر و تمامِ خیر بہار کا حصہ من ہوگا۔ اور اگر کوئی غلام مکانیہ لایا
 ہو اور مرتد ہو کر دارالحوب میں جائے پہرہ و مال پکڑا جاوے تو کتابت کا عوض الگ کو بیٹھا
 اور جس قدر عوض کتابت سے زائد بچے گا وہ مکاتب مذکور کے دار ثنوں کو پونہ چھ لاکھ اور اگر خاتون
 ملی ہوئی و نو مرتد ہو کر دارالحوب میں جا ملے اور وہاں اس کے بیٹا ہو اور اس سے بیٹے
 کے بیٹا پیدا ہو پھر مسلمان ہو گئی فتح ہو اور یہ سب پکڑے جاویں تو بیٹا اور نو مرتد کا
 مال غنیمت ہونے اور بیٹی پر مسلمان ہونے کے لئے زیرِ دست کی جاوے گی مگر پونے پونہ چھ لاکھ
 - اور جو لڑکا کہ داخل ہو اس کا مرتد ہونا صحیح محو جیسی مسلمان ہونا درست ہو اور
 اس طرح کے مرتد لڑکے پر مسلمان ہو جائے کہ زیرِ دست کی جاوے گی جان سے نارا جاوے گا
 باب بانیوں کے بیان میں (جو بادشاہ اسلام کی فرمانبرداری سے باہر ہو جاویں)
 اگر ایک گروہ مسلمانوں کا بادشاہ کے فرمان سے ٹکڑے کسی شہر پر غالب ہو جاویں تو
 بادشاہ انکو اپنی اطاعت کے لئے کہی اور جو شہر انکو فرمانبرداری میں ہو گیا ہو
 دور کرے اور ان سے لڑائی شروع کرے (اگرچہ وہ لڑائی کا آغاز نہ کریں) اور اگر انکی عت
 کوئی اور ایسی ہو کہ بھید لوگ اس کے ساتھ ملکر مقبوض ہو جاویں گے تب تو جو شخص ان
 بانیوں میں کا زخمی ہو اور اسکو جان سے مار ڈالے اور جو بھاگے اسکا پیچھا کرے اور
 اگر ایسی جاعت اور نفرت زخمی کو ماری نہ بھاگے تو بھاگے اور انکی اولاد کو

اگر کوئی مسلمان
 ہو کر لڑکا کہ داخل
 ہو اس کا مرتد ہونا
 صحیح محو جیسی
 مسلمان ہونا درست
 ہو اور اگر انکی عت
 کوئی اور ایسی ہو کہ
 بھید لوگ اس کے
 ساتھ ملکر مقبوض
 ہو جاویں گے تب
 تو جو شخص ان
 بانیوں میں کا زخمی
 ہو اور اسکو جان
 سے مار ڈالے اور
 جو بھاگے اسکا
 پیچھا کرے اور
 اگر ایسی جاعت
 اور نفرت زخمی
 کو ماری نہ بھاگے
 تو بھاگے اور
 انکی اولاد کو

تہیہ کر سوار کئے مالو کو نظر بند کر دیا تاکہ وہ تو یہ کر میں اور اگر غازی باغیوں
 کے ہتھیاروں اور گھوڑوں کی حاجت ہو تو کام میں لا دی (یعنی ضرورت کی وقت
 انکا استعمال میں لانا درست ہے) اور اگر ایک باغی اپنی جیسو باغی کو مار ڈالے ہر
 انکی شکست ہو جاوے تو قاتل پر پنے قصاص لازم ہوگا نہ خون بہا۔ اور اگر باغی خود کسی
 شہر پر غالب ہو جاوے اور کوئی شہر والا دوسری شہری کو مار ڈالے پھر وہ شہر متروک
 ہو تو شہری قاتل اس مقتول کے قصاص میں مارا جاوے گا اور اگر کوئی عامل (یعنی
 بادشاہ کی اطاعت والا) باغی کو مار ڈالے یا باغی اسکو مار ڈالے اور باغی بچے کہو کہ
 میں حق پر ہوں (یعنی بادشاہ کی فرمانبرداری نہ کرنے میں) اور یہ شخص جو بادشاہ کی
 طرف سے تھا اس کے مار ڈالنے میں حق میری طرف ہے تو قاتل مقتول کا وارث ہوگا (یعنی
 اگر دونوں میں کوئی قرابت در نہ پانے کی ہوگی تو اس طرح کے قتل سے ترکہ سے محروم ہوگا
 اور اگر باغی بچے کہو کہ میں باطل پر ہوں اور اعتقاد اپنی باطل پر ہونے کا رکھتا ہوں
 تو وہ مقتول عادل کا وارث ہوگا۔ اور اہل فتنہ کے ماتھے (مثلاً باغیوں اور فتنہ
 اور اہل حبس کے ماتھے) ہتھیاروں کا بیچا کر دے ہو اور اگر بچے معلوم نہ ہو کہ خریدار اہل فتنہ
 میں سے ہو تو مکروہ نہیں *

کتاب الیقین

اس میں یقین کا بیان ہے (یعنی اس بچے کا جو بڑا ہوا ہے اور اسکا والی معلوم نہ ہو)
 ایسی بچے کا اٹھالینا مسلمان کو مستحب ہے اور اگر اس کے تعلق ہو نیک خوف ہو تو اس وقت
 اٹھانا واجب ہے اور وہ بچہ آزاد ہوگا اور اسکا خرچ بیت المال میں ہوگا اس طرح کی
 میراث بیت المال میں کہی جاوے گی اور اس کے قصور دن کا نادان بھی بیت المال سے دیکر

کتاب الیقین
 جلد اول
 باب اول

اور اٹھائے سو اسکو کوئی نہیں لے سکتا اور اسکا نسب ایک شخص اور دو شخصوں پر
 ثابت ہوگا (یعنی جو کوئی دعوہ کرے کہ بعد از کاہی نسب اس شخص پر ثابت ہوگا اگر
 وہ یوں) اور اگر وہ نور جو نہیں ہو کوئی ایسی نشانی بنا دے جو اس لڑکے میں موجود
 نہ ہو شخص اس بچہ کا زیادہ تر سخن ہوگا (نسب کے ثبوت ہونے میں) اور اگر وہ کسی
 لڑکے کو میرا ہی تو ذمی ہو نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان رہے یا بشرطیکہ وہ بچہ نبی
 کے مکان اور محلہ میں پیدا ہو (اور اگر ذمیوں کے مکان میں پایا ہوگا تو ذمی ہوگا) اور اگر
 غلام اسکا دعوہ کرے یا تو نسب غلام سے ثابت ہوگا اگر وہ بچہ آزاد ہوگا والا اس سے نہیں
 کہہ سکتا کہ وہ ثابت ہو جاوے (کہ بعد از کاہی غلام کا ہے) تب البتہ غلام ہوگا) اور اگر
 اس بچہ کے ساتھ کچھ مال پایا جاوے تو وہ اس بچہ ہی کا ہے اور اٹھائے کو اس بچہ
 شجاع کرنا اور بیچنا اور کرایہ دینا درست نہیں (یعنی اٹھائے کو اس بچہ پر شجاع کر دینا
 کی ولایت نہیں) اس بات کا اعتبار ہو کہ اس کے مال کو فروخت کرے یا اسکو کرایہ دے
 (ان) (بچہ ہو سکتا ہو کہ اسکو کسی پیشہ میں سونپ دے) تاکہ وہ کام سیکھ جائے) اور اگر
 اسکو کوئی چیز میرے تو لے لیو تو

کتاب اللقطة

یعنی بڑی ہوئی چیز کے پانے کے بیان میں پڑتی ہوئی چیز حرم اور حلال کی امتیاز
 یعنی اگر وہ پانیو ایسے پاس ہو جانی رہے تو اس پر اسکا تاوان لازم نہ آوے (بشرطیکہ
 پانیو نے اس نیت سے اٹھائی ہو کہ مالک کو سپرد دیکھا اور اس امر پر لوگوں کو
 گواہ کر دیا ہو۔ اور اٹھائے والا اس چیز کو بتلا تا اور بیان کرتا رہے یا نہ کہ اسکو
 معلوم ہو کہ مالک اب باز پرس نہ کرے گا پس اس چیز کو خیرات کر دے یا اگر مالک آباد

کتاب اللقطة
 یعنی بڑی چیز
 بچہ یا بچہ

تو اسکو اختیار ہو جائے اس کے خیرات کر دینے کو درست رکھی جاوے اور اٹھائیواں سے قیمت لیے۔ اور جس چار پائے کا کوئی دانی نہواں اسکو پڑھنا درست ہو مگر اسکو کہلانا پلانا مفت پڑیگا جیسا کوئی پڑی ہوئی بچہ کو کہلاوے و پلاوے اور اگر قاضی کے حکم سے چار پائے خواہ بچہ کو کہلاوے و پلاوے وہ ہبستہ مالک کے ذمہ قرض ہوگا (اور) بچہ سے بعد بالغ ہونیکے ہر لیگا) اور اٹھائی ہوئی بچہ اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی اسکو کر ایوے اور اسی میں سے اسکا خرچ کر کے اور اگر اس سے نفع نہ ہو سکتا ہو تو بچہ اسکی قیمت رکھ کر چورے۔ اور اٹھائیواں لیکو اختیار ہو کہ مالک سے جب تک اپنا خرچہ وصول نہ کرے تب تک اس خیر کو روکے رکھے اور پائی ہوئی خیر کو دعوے کرنا ایسے حوالہ کرے جب تک کہ مدعی کو ان سے اپنی ملک ثابت نہ کرے پس اگر مدعی کوئی علامت اس خیر کی بیان کرے کہ اس سے اٹھائیواں لیکو ملن غالب ہو کہ یہی مالک ہی تو اس کے حوالہ کر دینا حلال ہو مگر جبر نہیں پہنچا (یعنی باوجود علامت بیان کرنے کے اگر وہ حوالہ کرے تو اس پر زبردستی درست نہیں) اور اگر اٹھائیواں محتاج ہو تو پائی ہوئی خیر سے نفع لے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو خیرات کر دے اور اگر اس کے مان بپا اور بچہ ہی اور ان کا محتاج ہوں تو ان پر صدقہ کر دے۔

کتاب الایق

یعنی بھاگے ہوئے غلام کے بیان میں۔ یہاں گے ہوئے غلام کا پکڑنا مستحب ہے بلکہ اس کے پکڑنے پر قادر ہوا اور جو شخص بھاگے ہوئے غلام کو مدت سفر یعنی تین دن کے فاصلہ سے ہٹا کر لاوے تو اسکو ہم درم اجرت ملیگی اگرچہ غلام کی قیمت ہم درم سے کم ہو اور مدت سفر سے کم فاصلہ سے ہٹا کر لاوے گا تو اسی حساب اجرت ملیگی (یعنی)

کتاب الایق
جس میں غلام
کا پکڑنا مستحب ہے

ابن دین کے فائزہ سولہ لاکھ تھوڑے سے قدم کی تہائی کا مستحق ہو گا اور دور دور کے فائزہ
 سے دس من دو تہائی کا اور سولہ لاکھ لاکھ فلام کی ہین (پینے انکو اگر کوئی فائزہ
 تین دینی راہی پکڑ لایگا تو اجرت بہم درم لازم ہوگی) اور اگر پکڑ لانیو ایسے
 فائزہ سولہ لاکھ ہوا تو اوپر تارا ان نہوگا اور قیمت دینی نہ آدگی اور اگر پکڑ
 وال کو کوئی کواد کر دے کہ میں اس فلام کو اسکو پکڑتا ہوں کہ مالک کے پاس لیجاؤں۔
 اور اگر فلام رہیں ہو اور یہاں گواہی اور اسکو کوئی پکڑا دے تو اجرت مرہن کے
 ذمہ ہوگی اور یہاں کے ہونے فلام پر کچھ خرچ کر نیکا حکم ایسا ہو جس پر پڑی ہوئی چیز
 پر خرچہ کا حال بیان ہوا یعنی اگر فاضی کے حکم سے اوپر خرچ کر لیا تو وہ مالک کے ذمہ
 قرض ہوگا اور اگر بدون حکم کے کر لیا تو مفت کا سلوک ہوگا مالک کے ذمہ لازم نہوگا
 کتاب مفتوحہ

اصح مفتوحہ یعنی کم ہو شخص کا بیان ہو۔ مفتوحہ اس شخص غائب کو کہتے ہیں جب تک کہ وہ
 موت اور حیات معلوم نہ ہو۔ ایسی شخص کے لکھ فاضی ایک آدمی مقرر کرتا ہے کہ وہ اسکا
 حق (جو لوگوں کے ذمہ پر ہے) وصول کرے اور اس کے مال کی حفاظت کرے اور سرکار
 اسے اور اس مال میں سو غائب شخص کے ان رشتہ داروں پر جو دلا دیا زوجت کرتی
 ہوں (یعنی اس کے مان باپ اور اصول اور اسکی اولاد اور اسکی بیوی پر بہت حسرت
 کر لیا اور فاضی اس مرد کی بیوی کو اس سے جدا کرے اور ۹۰ برس کے بعد اسکی موت کا
 حکم کرے (پینے جب اس شخص کی عمر ۹۰ برس کی ہو جاوے تو حکم کر دے کہ وہ مر گیا اور
 اسکی بیوی عدت میں بیٹھے اور اسکا ترکہ اسوقت تقسیم ہو اس سے پہلے نہو اور
 فاضل شخص کیسا ورثہ نہیں پاتا (دفعہ ہو کہ امام مالک کے نزدیک اگر مفتوحہ شخص کی بیوی

کتاب مفتوحہ
 اصح مفتوحہ یعنی کم ہو شخص کا بیان ہو۔ مفتوحہ اس شخص غائب کو کہتے ہیں جب تک کہ وہ
 موت اور حیات معلوم نہ ہو۔ ایسی شخص کے لکھ فاضی ایک آدمی مقرر کرتا ہے کہ وہ اسکا
 حق (جو لوگوں کے ذمہ پر ہے) وصول کرے اور اس کے مال کی حفاظت کرے اور سرکار
 اسے اور اس مال میں سو غائب شخص کے ان رشتہ داروں پر جو دلا دیا زوجت کرتی
 ہوں (یعنی اس کے مان باپ اور اصول اور اسکی اولاد اور اسکی بیوی پر بہت حسرت
 کر لیا اور فاضی اس مرد کی بیوی کو اس سے جدا کرے اور ۹۰ برس کے بعد اسکی موت کا
 حکم کرے (پینے جب اس شخص کی عمر ۹۰ برس کی ہو جاوے تو حکم کر دے کہ وہ مر گیا اور
 اسکی بیوی عدت میں بیٹھے اور اسکا ترکہ اسوقت تقسیم ہو اس سے پہلے نہو اور
 فاضل شخص کیسا ورثہ نہیں پاتا (دفعہ ہو کہ امام مالک کے نزدیک اگر مفتوحہ شخص کی بیوی

جدائی چاہی تو قاضی چار برس کی ہولت دے دے اور اسکے بعد اگر وہ اور دلیل امام غلام
 کی قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کانہو کہ عورت اپنی بیوی جو جس تک کہ اس کی
 موت کا سال نکلتے اور موت وہ طر علی سے یقینی اور حکمی تو وہ بیوی کی عمر کے بعد موت
 حکمی سے کہ غالب بھی ہو کہ مر گیا ہوگا) پس اگر منقود کے ساتھ ایسا وارث ہو کہ
 منقود کے ہوتے ہوئے محبوب ہوتا ہو (یعنی اس کو کچھ ملتا ہو) تو اس وارث کو کچھ
 نہ دیا جاوے گا (اس لیے کہ منقود حکم میں مثل موجود کے ہو تو وہ ہر سہ سے دور رہتا ہے
 سے مانع ہوگا) اور اگر ایسا وارث ہو کہ منقود کے ہوتے ہوئے اس کو کچھ ملتا ہو (بہر
 نہیں کہ محروم ہو جاوے) تو اس وارث کو وہ حصہ نہیں سونپتا کہ مر گیا ہو (یعنی ایک حصہ
 اور صورتیں کہ منقود موجود ہو اور ایک حصہ اس حال میں کہ وہ مر گیا ہو ان میں سے جو
 کم ہو گا وہ وارث نہ کرے کو ویدے کے اند باقی کو منبری رکھ چھوڑے گی) جیسے کل
 حصہ کو ملوئی رکھ چھوڑے ہیں (یعنی اگر کوئی شخص مر جاوے اور اس کی بیوی عالمہ ہو
 تو اس کا ترکہ تقسیم کرنے میں حلال کا متعہ جہاں کر رہتے ہیں)

کتاب الشریعہ

اس میں شرکت کا بیان ہے۔ شرکت دو طرح سے ایک) شرکت بلک (اور دو) شریعہ
 کہ وہ شخص وراثت کی وجہ سے یا خریداری کے باعث ایک چیز کے مالک ہوں اور
 شرکت میں ہر ایک او نہیں سوا جنہی ہوتا ہے دوسرے کے حصہ میں (یعنی بلا اجازت
 دوسرے کے حصہ نہ جائز ہے) اور (دوسری قسم) شرکت معاقلہ (یعنی کہ ایک
 کہو کہ میں نے تجھ سے فلاں چیز میں شرکت کی اور دوسرا کہو کہ میں نے قبول کیا
 اور ہر اس کی لفظی ضمن میں ایک کو شرکت معاقلہ کہتے ہیں اگر شامل ہو وکالت اور

وہ جو بیوی کے
 حصہ میں ہے
 اس کو کچھ
 نہیں ملتا

کثالت کو (یعنی ہر شخص دوسری کا وکیل اور قبیل دو نومین اور غلام اور لڑکے اور
 من، دنو برابر ہوں اس سے کچھ نکلا کہ شرکت مفاد ضہ آزاد اور غلام میں اور لڑکے اور
 بالغ میں اور مسلمان اور کافر میں درست نہیں (اس لئے کہ نص میں اور دین میں برابر
 نہیں) اس قسم کی شرکت میں جو چیز ایک شخص مول لیکھا وہ مشترک دو نومین ہوگی اگرچہ
 گہر والوں کی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہ ہوگی اور جو قرضہ کہ انہیں کسی ایک پر تجارت
 کے باعث خواہ غصب اور ضمانتی کے سبب لازم ہوگا وہ دوسرے پر لازم
 ہوگا اور اگر ایسا مال جس میں شرکت مفاد ضہ درست ہو (مثلاً روپیہ اشرفی) ایک شریک
 کو کسی نے یہ کیا یا ورثہ میں ملا تو اس میں مفاد ضہ باطل ہوگا اور اگر اسباب میں مثل
 گہڑی اور کپڑے کے اگر ہمہ یا ورثہ میں ایک کو ملے تو شرکت باطل نہ ہوگی اور یہ شرکت
 اور شرکت عینان (جسکا بیان آگے آتا ہے) بدون روپیہ اشرفی اور چاندی سونے
 کے ٹکڑوں کے جنہر سیکہ نہ ہو اور پیسوں کے جنکار و اج لین دین میں ہوتا ہو درست
 نہیں (یعنی شرکت مفاد ضہ اور عینان میں کچھ ضرور ہو کہ دو شخص برابر روپیہ خواہ
 اشرفی خواہ بغیر سیکہ کی ڈیلیان جو مروج ہوں خواہ پیسے مروج ملا دین ورنہ درست نہ ہوگی
 اور اگر دو شخص طرح کریں کہ ہر واحد اپنا نصف اسباب دوسرے کے نصف اسباب کے بدلہ
 میں بیچا لے (اور شرکت مفاد ضہ یا عینان کر لین تو درست ہو اور یہ صورت شرکت
 کے حیلہ کی ہو اس مال میں کہ چاندی سونا برابر ملا دین اور اپنی نصف اسباب کو دوسرے
 کے نصف کی عوض بیچا لیں تو سب میں شریک ہو جائینگے) شرکت معاملہ کی دوسری
 قسم عینان جو جس میں مشترکات ہوتی ہو (کثالت نہیں ہوتی) اور تیکہ اگر مال میں
 برابری ہو اور نفع میں نہ ہو یا نفع برابر لین اور مال برابر نہ ہو یا تیکہ کہ بعض مال میں شرکت ہو

اور بعض میں نہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپہ دیا ہو اور دوسرے نے اشرفی یا
 کہ ہر ایک اد نہیں سو اپنی آپکو جدا جدا رکھو ہر طرح درست ہو۔ اس شرکت میں جو
 شخص کوئی چیز مول لیکتا تو مطالبہ قیمت کا ہوتا اسی مشتری سے کیا جاوے گا (دوسرے
 شریک سے نہو گا) اسکو کہ اس شرکت میں کفالت نہیں (ان مشتری جو دام چیز کے مالک
 کو دو سو دسین سو دوسری شریک ہو اسکے حصہ کے موافق بھرے) (یعنی جتنا اسکی
 طرف سے اسنے دیا ہو وہ اُس سے بھرے) اور شرکت عمان میں اگر دو مال ہلاک
 ہو جاوے یا مال مشترک خریدنے سے پیشتر ایک مال بٹا رہو دو صورتوں میں ہلاک
 ہے۔ اور اگر دو شریکوں میں سے ایک اپنی مال کے عوض میں کوئی اسباب خریدے اور
 دوسرے مال تلف ہو جاوے پس جو اسباب خرید ہو گیا ہو وہ دونوں میں مشترک ہو گا
 اور جسکو مول لیا ہو وہ اپنی شریک کے حصہ کے موافق اسباب کا دام اُس سے ملے اور
 اگر دو شریکوں میں سے ایک کے لئے چند روپہ نفع میں سے مقرر کر دی جاوے تو شرکت قائم
 ہو جاتی ہے (اسکو کہ ہو سکتا ہے کہ ان روپیوں کے ہوا اور کچھ نفع نہیں) اور شرکت
 مفاد و فہ اور عمان کے دو شریکوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ مال مشترک کو
 بطور مضامنت کسیکے حوالہ کرے یا تحلیکہ دی یا امانت رکھو یا مضامنت پر دیوے یا
 کسیکو وکیل کرے اور ہر ایک کا نصف مال مشترک میں حکم میں امانت کر دے (یعنی
 اگر مال تصرف ہو جائتا ہو گیا تو اسکو تاوان دینا نہ پڑے گا اور) شرکت معاملہ میں
 تیسری قسم قبضہ ہے اسکی صورت یہ ہے کہ دو درزی خواہ ایک درزی اور ایک منگڑ
 اس شرط پر شریک ہوں کہ دونوں کام مشترک لیا کریں اور مزدوری جو کچھ ملے اسکو دونوں
 بانٹ لیا کریں اس شرکت میں اگر ایک شخص کوئی کام منظور کر لیا وہ دونوں کو کرنا لازم ہو گا

چند روپہ
 نفع میں سے

اور ہر ایک کا ایک حصہ دو تو میں شریک رہیگا۔ جو بھی قسم شرکت معارفہ کی ہو جو اسے
 اسکی بھر بیعت ہو کہ وہ شخص بدین مال کے شریک ہوں اسطرح کہ اپنا اعتبار سے مال
 خریدیں اور بیچیں (یعنی لوگوں سے جان پہچان ہونے کی جہت سے مال بطور قرض خریدیں
 اور بیچیں اور نقد کچھ نہ لگاویں) بعد شرکت متضمن وکالت کو جوتی ہے (کہ ہر ایک شخص اپنے
 سے دوسرے کو وکیل ہوتا ہے) ہر اگر نقصان نصفی کے اقرار سے مال خریدیں یا ایک تنہا
 اور دو تنہائی کی شرط سے تو نفع بھی اسطرح ہوگا اور زیادتی کی شرط باطل ہوگی (یعنی اگر
 آپس میں اقرار کریں کہ ال نقصان نصف خرید کرے تو نفع بھی آدھوں آدھ ہی ہوگا اگر
 اقرار میں نفع ایک زیادہ ٹھہرائے فصل اور لکڑیاں لانے اور شکار کرنے اور پانی
 دینے میں ہر شرکت درست نہیں بلکہ جسے کام کیا ہو کما می او سکی ہوگی اور دوسرے کو
 استقدر مزدوری دے گی جتنی جتنا او سنی کام کیا ہوگا (یعنی ایسے کام میں اگر دوسرا
 شخص نفع دیتا ہو تو اسکی اس کے کام کے موافق حسب دستور مزدور دے گی جتنی
 اور اصل چیز کا حق کام کرنا اسے کی ہوگی) اور جس صورت میں کہ شرکت قاسم ہو جائے تو
 نفع مال کی مقدار کے بموجب ہوگا اگرچہ زائد کی شرط کر لی گئی ہو اور معاہدہ شرکت دوا
 شریک نہ ہیں تو کسی کے مرجانے سے باطل ہو جاتا ہے اگرچہ مرجانا حکمی ہو (چنانچہ مرتد
 دارالحرب کو چلا جاتا ہے وہ حکم کے اعتبار سے مرجانا ہے) اور باہر کی کوئی دوسری شریک
 میں سے وہ شریک کی مال کی زکوٰۃ بدین اسکی اجازت کے نہ دے پس اگر ہر ایک نے دوسرے
 کو اپنا مال کی زکوٰۃ دینے کی اجازت دے دی اور وہ مال نے ایک ہاتھ ادا کی تو جس
 فرد دوسرے مال کی زکوٰۃ دی ہوگی وہ ہر ایک کو دینی پڑے گی اور اگر ایک ساتھ نہ دی
 بلکہ ایک نے آگے اور دوسرے نے پیچھے تو پچھلے کو ہی مال شخص کے حصہ کی زکوٰۃ

ذکوۃ کا نام ان لازم ہوگا مفاد منت کے دو شرکونین سو ایک نے دوسر کو مہبت
کر نیکی لئے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور دوسری اس اجازت کے بموجب
لونڈی خریدی اور مال مشترک میں سو اسکا دام دیا تو بھہ لونڈی اس خرید نیوالی
ہوگی بدو ن عوض کے (یعنی نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک اجازت دینے والے
کو دینی پڑے گی)

کتاب الوقف

اس میں وقف کر نیکیا بیان ہے۔ وقف اسکو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی
ملک میں روکے رکھے اور اسکا نفع خیرات کر دے (جس چیز کو وقف کرے اور اسکو
موقوف کہتے ہیں اور وقف کر نیوالا واقف ہو) واقف کی ملک موقوف پر سے
قاضی کے حکم کرنے سے جاتی رہتی ہے (یعنی اگر قاضی حکم کر دے کہ اسکی ملک
جاتی رہی تو جاتی رہتی ہے اسلام کہ جن مسائل میں اختلاف ہوتا ہے وہ ان قاضی
کا حکم ہی حال رکھتا ہے اور وقف میں بھی علما کو اختلاف ہو کہ واقف کی ملک آپر
سے جاتی رہتی ہے یا نہیں پس قاضی کے حکم کے بعد کچھ شک ملک کے جائیداد میں
رہتا) لیکن واقف کی ملک جائیداد کے بعد وقف کا مالک کوئی اور نہیں ہو جاتا اور
وقف پورا نہیں ہوتا جب تک کہ اوپر متولی قبض نہ کر لے اور واقف اسکو علیحدہ کر دے
(یعنی اگر ایسی چیز ہو جو قسمت ہو سکتی ہو تو واقف کا علیحدہ کر دینا موقوف کو شرط ہے)
اور بھیم بھی ضرور ہو کہ وقف کی صورت انجام کو ایسی کر دے کہ وہ منقطع نہ ہو جاوے بلکہ
جاری رہے (مثلاً اگر چند خاص لوگوں پر وقف کرے جو کبھی کسی زمانہ میں نہ ہوتا ہے ممکن ہو تو
کہہ دے کہ ان لوگوں کے زمینوں کے بعد وقف کے فقیروں یا علما کو اسکا نفع پہنچے تاکہ ہمیشہ

دقت جاری رہی) اور اگر واقف زمین کو مع بیگون اور کہیتی کر نیوالو کے دقت
 کر دی تو درست ہو اور تیز درست ہو دقت کرنا مشاع کا (یعنی ایک تہائی نصف
 زمین کا) بشرطیکہ حکم اوسکے جائز ہو نیکا ہو گیا ہو (یعنی اگر قاضی حکم کر دی کہ مشاع
 کا دقت کرنا درست ہو تو درست ہو جاوے گا اسلئے کہ مشاع کا دقت کرنا مسئلہ اختلافی
 ہے جو جس میں تین قاضی اوسکے جواز کا فتویٰ دی تو درست ہو گا) اور درست ہو
 اشیاء کا دقت کرنا جگہ اور ہر اہر لیجا سکتے ہیں اور انہیں پہلے سو دقت ہوتا آیا ہو
 (یعنی لوگوں کا معمول ہو کہ ان چیزوں کو دقت کیا کرتے ہوں جیسے تیر اور پھل پڑا
 اور بسلا اور تابوت اور قرآن مجید اور کتابیں) اور موقوف ملک میں نہ لائی جاوے گا
 نہ تقسیم کیجاوے اگرچہ اپنی اولاد ہی پر دقت کیا ہو۔ اور دقت کی پیداوار میں سے
 اول مرمت اور درستی موقوف کی کیجاوے گا دقت نے اسباب کی شرط ملے ہو اور
 اگر موقوف کو نئی مکان ہو تو اوسکی تعمیر اوسکے ذمہ ہو جو اس میں رہتا ہو اور اگر وہ
 تعمیر سے انکار کرے یا عاجز ہو کہ نہ کر سکتا ہو تو حاکم تعمیر کر دی اور لاگت اُس مکان کے
 کرایہ میں ہو لگا دی اور اگر موقوف ٹوٹ جاوے تو اُسکا ٹوٹا ہوا حصہ اوسکی تعمیر میں لگا
 جاوے گا اگر ضرورت ہو ورنہ اُس کو کہہ چھوڑنا چاہیے کہ دوسری وقت حاجت اصلی پڑے
 مگر دقت کے مستحق ہو حاکم اُسکا طلبہ تقسیم کرے۔ اور اگر واقف دقت کی پیداوار کو
 اپنی ذات کی واسطہ کر لے یا دقت کی ولایت اپنی طرف کر لے کہ متولی خود ہی تو درست
 ہو لیکن اگر وہ خیانت کرتا ہو تو موقوف کو اُسکے ماتھے سے نکال لینا چاہیے جیسی وصی
 (اگر خائن ہوتا ہو تو وصی پنا اُسکا موقوف کر دے تو میں اور اسی جگہ دوسری کو مقرر
 کرتے ہیں) گو دقت کر نیوالے نے شرط کی ہو کہ موقوف کو میری ماتھے سے نہ نکالیں

قصہ مسلسل جو شخص مسجد بنا دے تو اس پر سو اسکی ملک بنجا دیگی جیسا کہ اسکو اپنی
 ملک سے رہنے کے جدا کر دے اور اس میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دیدے بعد
 اجازت کے اگر اس میں ایک شخص بھی نماز پڑھیں گا ملک کی ملک جاتی رہیگی۔ اور جو
 شخص ایک مسجد بنا دے کہ اس کے نیچے تہ خانہ ہو یا اوپر بالا خانہ اور مسجد کا دروازہ
 راستہ کی طرف نہ کرے اور اسکو اپنی ملک سے جدا کر دے یا اپنی گھر کے اندر ایک مسجد بنا دے
 اور لوگوں کو اس میں آنے کی اجازت دے تو اس شخص کو اسکا بیچنا درست ہو گا اور
 اس سے ترکہ دوسری وارثوں کو پہنچے گا (یعنی وقفی مسجد کے حکم میں نہ رہے گی)
 اور جو شخص سقاہہ مثل حوض وغیرہ کے یا مسافر خانہ یا قافلہ کے اترنے کا مکان
 یا قبرستان بنا دے تو اسکی ملک ان چیزوں پر سو نہیں جاتی جیسا کہ قاضی حکم ملک
 کے جاتے رہنے کا کرے (یعنی صرف واقف کے یہ کہنے سے کہ میں نے اسکو وقف
 کر دیا ملک بنجا دیگی) اور اگر مسجد کی راہ میں سو کچھ مسجد میں ملا دیا جا دے یا مسجد میں
 سو کچھ زمین راہ میں شامل کر دیا جا دے تو درست ہے۔

الحمد لله والحمد لله ترجمہ کنز الدقائق کی جلد اول بہار رمضان المبارک ۱۲۹۹ھ ہجری ۱۳۸۱ھ
 الصلوٰۃ والسلام بعد تصحیح کامل اور تحریف متقابلہ کرنے ترجمہ کے ساتھ اصل کتاب عربی کی تمام کو پونہ
 و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین صلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحابہ اجمعین

کتاب البیوع

میں سے بیع

اس میں خرید و فروخت کے اقسام کا بیان ہے۔ آپسکی رضا مندی سے ایک مال کو دوسرے سے بدل لینا بیع کہلاتا ہے اور یہ ایک کے ایجاب کرنے اور دوسرے کو قبول کرنے سے جبکہ دونوں بیعت مافی ہون لازم ہو جاتی ہے (مثلاً جب ایک نے کہا کہ میں نے اتنی کو بیچی اور دوسرے نے کہا کہ میں نے خرید کی تو بیع لازم ہو گئی اور شخص کے قول کو ایجاب کہتے ہیں اور دوسرے کے قول کو قبول) اور اگر (زبان سے) ایجاب قبول نہ کریں بلکہ) بائع (یعنی بیچنے والا) اپنی چیز کو الہ مشتری (یعنی خریدار کے) گھر سے اور مشتری دام اس کے حوالہ کرے تب بھی بیع لازم ہو جاتی ہے اور اگر کوئی ایچ دونوں میں سے (مال کو خرید اور قبول کرنے سے پیشتر مجلس معاملہ سے اور فائدہ جادو یا ایسا بل عمل ہو جاوے گا۔ اور دام اگر سامنے نہ ہوں تو انکی تعداد اور وصف بیان کرنے چاہئیں اور اگر سامنے ہوں تو ضرورت بیان شمار اور وصف کی نہیں) (یعنی اگر دام موجود ہوں اور مشتری اشارہ کر دے کہ ان کے عوض فلان چیز مولیٰ تو حاجت استیانت کی نہیں کہ دام کی مقدار اور وصف بھی بیان کرے اور اگر موجود نہ ہوں اور اشارہ نہ کرے تب لازم ہے کہ شمار اور وصف دونوں بیان کرے مثلاً یوں کہو کہ دس روپیہ فلاںے سکے کی عوض لینا ہوں) اور درست ہے نقد داموں بیچنا اور ادوار پر بیعاً بشرطیکہ دام کے ادا کا وقت معلوم ہو۔ اور اگر بیع کرنے میں مول کے دام گول مول رکھو تو اس سے وہی بیع جادوینے جو شہر میں اکثر چلتے ہوں اور اگر بہت سے سکے چلتے ہوں اور بیان نہ کرے کہ کون سے سکے کے عوض بیع ہوئی تو مجہ معاملہ فاسد ہوگا اور کہانی کی چیزوں مثلاً گہیوں جو وغیرہ کو ناپ کر اور ڈھیری لگا کر اٹھل سی بیچنا اور ایک برتن خاص یا معین

۱۷
بیعہ تفصیلی سے
کہ کون سے سکے
خارج ہونے چاہئے

سونا پ تو لکر بچا درست ہو اگر چہ پیانہ اس برتن کا اور وزن باٹ کا معلوم نہ ہو۔
 اور اگر کوئی شخص اناج کا ڈھیر صاع و پیمے ایک درم ٹھہر کر نیچے تو صرف ایک صاع
 کی بیع ہوگی (بیس کی نہ ہوگی) اور اگر کربو کا ٹھکڑا یا کپڑے کا ٹھکان ہر بکری یا گز و بچہ درم
 ٹھہر کر نیچے تو بیع کل کی فاسد ہوگی (یعنی ایک بکری اور ایک گز کی بھی صحیح نہ ہوگی) بان اگر
 ان صورتوں میں بائع تعداد سب صاحبوں اور بکریوں اور گزوں کی کہد بگا تو بیسی
 بیع درست ہوگی۔ اگر (بائع نے صاحبوں کی تعداد بتا کر غلط کا ڈھیر بچا اور وہ مثلاً
 ایک پیانہ کم نکلا تو مشتری چاہے حصہ رسد و امون سے لیسے یا (راضی نہ ہو تو) واپس کرے
 اور اگر (تعداد کسی) زیادہ نکلے تو وہ بائع کا ہی (مشتری کا نہیں) اور اگر کپڑے کے
 ٹھکان میں (ایک گز مثلاً) کم نکلے تو مشتری چاہے بڑی دام کو لیسے خواہ سارا تہان
 نے اور اگر زیادہ نکلے تو وہ مشتری کا ہی اور بائع کو اختیار نہیں (کہ چاہے بچہ چاہے
 نیچے) اور اگر تہان کی قیمت میں بائع نے کہد یا کہنے گز ایک درم کو ہی (یعنی کل تعداد
 گزوں کی بھی بتا کر دتی دام کہو اور اتنا جملہ اور کہنا کہ فی گز ایک درم کو ہی) اور اگر مشتری
 تہان مذکور کم نکلا تو مشتری چاہے حصہ رسد و امون سے لیسے یا جو چاہے نیم کر دی (اور بھی
 حال ہی اگر تہان نہ گز زیادہ نکلے یعنی خواہ حصہ رسد زیادتی کا دام او سکے حساب
 لگا کر زیادہ دیکر لیسے نہیں تو بیع توڑ دی) اور اگر گھر میں سی و دس گز زمین بیچی جس کی
 جگہ معلوم نہ ہو تو بیع فاسد ہی لیکن اگر مکان کے تنوے سے ہوں اور ان میں سی و دس کی میم
 کیجا دی تو فاسد نہ ہوگی (بلکہ جائز ہوگی) اور اگر ایک گھری اس شرط پر بی کہ اس میں دس
 تہان ہیں مگر دس میں کم یا زیادہ نکلے تو وہ تو بیع تو نہیں بیع فاسد ہی اور اسی صورت میں
 اگر ہر تہان کا دام جدا گانہ بتا دیا تو جس صورت میں دس سے کم نکلے تو اسی مقدار کی بیع

۴۷
 اگر کوئی شخص
 زمین یا گز
 بیچے

صحیح ہوگی (جتنی گہری مین ہوگی) اور مشتری کو اختیار یا جاوینا (کہ چاہو حقیر ہر
 دامن سوار تے تھا نو کو لیجے خواہ کئی نسلے) اور اگر تھان زیادہ ٹھیکین گئے (مثلاً
 گیارہ یا بارہ) تو بیع فاسد ہوگی (اسلئے کہ ہر صورت میں یہ معلوم نہیں کہ دس جو درخت
 ہر سو رو کو فسی ہیں) اور اگر تھان کو یوں خریدا کہ دس گز کا ہو فی گز ایک روپیہ کے
 حساب سے اور وہ ساڑھو دس گز کا نکلا تو مشتری کو دس روپیہ کے عوض لینا ہوگا
 اور پھر بیع کا اختیار نہ ہوگا اور اگر ساڑھے نو گز نکلے گا تو نو روپیہ کو لینا ہوگا (اس
 اختیار کے ساتھ) (کہ چاہو لیجے چاہے نہ لے) فصل گہر کی فروخت مین دیواروں کی
 نبوین اور گنجیان اور زمین کی بیع مین درخت بدون ذکر کئے آجاتے ہیں لیکن زمین کی
 بیع مین آسین کی زراعت اور درخت کی بیع مین اسکا پھل بدون ذکر کئے شامل نہیں ہوتا
 اور اگر زمین اور درخت کی فروخت مین ذکر کہستی اور پھل کا نہ آوے تو بائع کو کہا جائیگا
 کہ اپنی کہستی اور پھل کاٹ لے اور زمین خواہ درخت حوالہ کر اور پھل کا بیچنا درخت پر
 خواہ وہ کار آمد ہو گیا ہو (یعنی گہرا گیا ہو) یا نہ ہو اور مست ہو اور مشتری اوس
 پھل کو اسی وقت توڑے اور اگر بیع مین شرط کر لیا کہ پہلو نکو درختون پر منہ دے گا
 بیع فاسد ہوگی (اور امام شافعی کے نزدیک ایسی پہلوں کی بیع جو کار آمد نہ ہوئے ہوں
 درست نہیں اور امام اعظم کی دلیل قول آنحضرت صلعم کا ہے کہ جو شخص تر کا شکوہ ڈالو
 کے بعد خرما کا درخت خرید کرے تو اسکا پھل بائع کو ملیگا مگر اُس صورت میں کہ مشتری شرط
 کرے کہ پھل بھی مین لے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خرما کا پہل تر کا پھل ڈالنے کے
 بعد بیع کرنا درست ہے حالانکہ اسی وقت وہ پھل کسی کام کا نہیں ہوتا نہ گہرا نہ لے
 اور درخت پر کے پہلوں کی بیع مین اگر بائع چند سیر معلوم علیحدہ رکھے (مثلاً کہو کہ

صحیح

چار سیر بیچو گنا نورست ہو۔ اس طرح صحیح ہو بیچا گیون کا بالی مین اور نوٹے کا چمکے کے
اندہ۔ اور مبیع (یعنی بکے ہوئی چیز) کے ناپو کی مزدوری بائع کے ذمہ ہوگی اور وہو
کے پرکھنی اور تولنے کی مشتری نے کے ذمہ اور جو شخص کچھ اسباب نقد کے عوض فروخت
کرے تو اول اسباب مشتری کے حوالہ کرے اور اگر ایسا نہ ہو (یعنی اسباب ہی کے عوض میں
اسباب فروخت کرے) تو وہ نو ایک ساتھ ایک دوسرے کو چیز حوالہ کریں (اسلمو کہ دونوں
اسباب قیمت بھی ہو سکتے ہیں اور اسباب بھی تو ساتھ ہی دینے چاہئیں)۔

باب جا کر بیچنے کے یا نہیں (یعنی بائع اور مشتری کو اختیار ہونا کہ چاہیں بیع
رکھیں چاہیں نہ رکھیں) بائع اور مشتری دونوں کو خواہ ایک کو تین دن کا یا اس سے
کم کا اختیار درست ہو اور اگر زیادہ کا ہوگا تو زیادتی جائز نہوگی اور اس صورت میں بھی
اگر تین دن کے اندر بیع کے معاملہ کو درست رکھیں گے تو صحیح ہوگا۔ اگر اس شرط پر
بیچا کہ تین دن تک اگر دام نہ دگنا تو بیع نہوگی تو یہ شرط جائز ہو اور چار دن کی اگر قید
لگا دیکھا تو درست نہوگی لیکن (باوجود چار دن کی قید کے) اگر قیمت تین دن کے اندر آوا
کر دیکھا تو بیع درست ہو جائیگی (اسلمو کہ اگرچہ چار دن کا نام زبان سے لیا تھا مگر
دام تین ہی دن میں دید تو گو یا تین ہی دن کی شرط تھی) بائع کا اختیار مبیع کو اسکی
ملک سے باہر نہیں ہونے دیتا اور مشتری کے لیجانیکے بعد اگر ہلاک ہوگی تو اسکی قیمت
دینی آدگی (جاننا چاہیے کہ جو دام چیز کا مشتری اور بائع میں ٹھہرتا ہو اسکو مشن
کہتے ہیں اور وہ چیز جنسی کی یا نذر میں ہوا اسکو قیمت سمجھتے ہیں پس جس صورت میں بائع کا
اختیار ہو اور مشتری چیز لیجا دے اور اس کے پاس سے جاتی رہے تو مشتری کو مشن
دینا نہ آدگیا بلکہ قیمت بازار کی دینی پڑیگی) اور مشتری کا اختیار بائع کی ملک سے نکلا

بیچنے کی چیز
بیچنے کی

کا مانع نہیں کہ مشتری بھی اسکا مالک نہیں ہوتا اور اسقدر نہیں کہ مبیعہ جاتی رہی
 مشتری کو زمین دینا پڑے گا مبیعہ کے عید دار ہو چکی ہو زمین ہی (یعنی اگر مشتری
 کا اختیار تھا اور وہ مبیعہ کو لیکر چلا آیا اور اسکے پاس اگر مبیعہ میں کچھ عید کی بات
 سمجھتے ہیں بھی اسکو زمین دینا پڑے گا یا آزاد وقت نہ لیا ہو گی) اگر ایک مرد کی منگو دوسرے
 جی ادھر اس کے مالک ہو اسکو اختیار خرید و کچھ اجی باقی رہیگا (اسو اسکو
 لوند ہی اختیار کے باعث اجی اسکی ملک میں نہیں آئی کہ کچھ فروخت ہوئی) پس اگر دوسرے
 اس کو صحبت کرے تو اسقدر نہیں ہے اسکو اختیار واپس کر دینا کہ (اسکو کہ مبیعہ
 پہلے کچھ کے سبب ہی ہے اس مبیعہ کے پسند نہ کیے گئے) اور جس شخص کو اختیار
 دوسرے کے پیشے ہے اگر معاملہ کو جائز کرے تو درست ہے اور اگر غلط کرے تو درست ہوگا
 (یعنی مانع مشتری نہیں ہے جسکو اختیار ہو تو فیص معاملہ کے لئے دوسرے کا مانع
 ہونا چاہیے) اور اگر جس شخص کو اختیار تھا وہ مر جاوے یا بابت اختیار کی یعنی میں نے گواہ
 تو عید بیع کا لی ہو جاتی ہے اور اگر مبیعہ بڑھ ہو اور مشتری اسکو آزاد کر دے یا آزاد کر دے
 متعلق باقین اس کے ساتھ کرے (مثلاً اسکو مکتب یا مہر کر دے) یا مبیعہ کی ملکیت کی
 جہت سے اس کے پاس کی زمین شفعہ کی راہ ہو تو اس سے بھی اگر مشتری نے اختیار
 لے رکھا تھا بیع پوری ہو جاوے گی اور اگر مشتری دوسرے کے اختیار کو شرط کرے (مثلاً
 کہ اگر زیادہ اگر پسند کر لیا تو بیع شفعہ ہوگی ورنہ نہیں ہوگی) تو درست ہے اور اسقدر نہیں مشتری
 اور دوسرے میں سے جو بیع کو جائز یا فسخ کر دے گا درست ہوگا اور اگر ایک جائز کرے اور
 دوسرے فسخ کرے تو پہلے والے کی بات کا اختیار ہوگا اور اگر دوسرے کی بات ایا ہے
 ساتھ ہوئی ہوگی تو بیع فسخ رہیگی۔ اور اگر مانع دوسرا ہو تو اس شرط پر ہے کہ ایک

۲
 عید بیع کا لی ہو جاتی ہے اور اگر مبیعہ بڑھ ہو اور مشتری اسکو آزاد کر دے یا آزاد کر دے متعلق باقین اس کے ساتھ کرے (مثلاً اسکو مکتب یا مہر کر دے) یا مبیعہ کی ملکیت کی جہت سے اس کے پاس کی زمین شفعہ کی راہ ہو تو اس سے بھی اگر مشتری نے اختیار لے رکھا تھا بیع پوری ہو جاوے گی اور اگر مشتری دوسرے کے اختیار کو شرط کرے (مثلاً کہ اگر زیادہ اگر پسند کر لیا تو بیع شفعہ ہوگی ورنہ نہیں ہوگی) تو درست ہے اور اسقدر نہیں مشتری اور دوسرے میں سے جو بیع کو جائز یا فسخ کر دے گا درست ہوگا اور اگر ایک جائز کرے اور دوسرے فسخ کرے تو پہلے والے کی بات کا اختیار ہوگا اور اگر دوسرے کی بات ایا ہے ساتھ ہوئی ہوگی تو بیع فسخ رہیگی۔ اور اگر مانع دوسرا ہو تو اس شرط پر ہے کہ ایک

مین بھگو اختیار ہو اور اسکو صلحہ اور معین کر دی تو بھگو اختیار درست ہوگا ورنہ درست نہ ہوگا۔ اور معین کر نہکا اختیار چار سو کم مین درست ہو (یعنی اگر تین چیزیں اختیار لیگا کہ جو فی ماہوں لے لوں تو درست ہوگا اور چار چیزیں ماہوں ہوگا جیسے اختیار مین دن کا درست ہو زیادہ کا نہیں) اور اگر دو مشتریوں نے اختیار کی شرط پر کوئی چیز مول لی اور ایک ماہ مین سو راضی ہو گیا تو دوسرا بھی واپس نہیں کر سکتا (یعنی اسکا اختیار بھی جاتا رہا) اور اگر ایک غلام اس شرط پر لیا کہ وہ نانہائی یا کاتب ہو اور اسکو خط نکلا تو مشتری چاہو پوری دامن کو لے لے یا پہر دی (اسلم کہ بھگو امور و صفت مین ا جروض مین دام نہ کہئے گا)۔

باب دیکھنے کے اختیار کے بیان مین۔ جس چیز کو مشتری نے نہ دیکھا ہو اسکا خرید لینا درست ہو مگر دیکھنے کو بعد اسکو پہر دی کا اختیار ہو گو پہلے راضی ہو چکا ہو اور اگر بائع اپنی چیز مین دیکھے پھر دی تو اسکو دیکھنے کے بعد بھگو اختیار نہیں مشتری سو واپس کرے۔ اور دیکھنے کا اختیار انہیں باتوں سے باطل ہوتا جو جس شرط کا اختیار جاتا رہتا تھا (یعنی اختیار واپس کے مر جانے یا تین دن گزر جانے وغیرہ سو دیکھنے کا اختیار جاتا رہتا ہے) اور غلہ کے ڈھیر اور غلام کے نہہ کا دیکھنا اور جانور کے منہ اور پیٹ کا دیکھنا اور لٹھی سوئی کپڑے کی اوپر کی نہ دیکھ لینا اور گھر کو اندر سو دیکھنا کافی ہے (یعنی انکے دیکھنے کے بعد اختیار دیکھنے کو جو سو پہر سیکھا) اور (صبح کے لینے کیواسطے) اگر مشتری نے کسیکو وکیل کیا ہو تو وکیل کا دیکھنا مثل مشتری ہے دیکھنے کے ہو (اختیار کے دور ہو جانے مین) مگر قاصد مشتری کا دیکھنا کافی نہیں (یعنی اگر مشتری نے کسیکے ماتھے سام کھلا دیا ہو تو وہ اگر صبح کو دیکھ لیا تو اسکو دیکھ

بھگو اختیار درست ہوگا

ہوشیاری کا اختیار نہ دیا جائے گا اگر بیع کا معاملہ کریم اور کوئی چیز مول کے لئے کوئی
 ہو اور جب وہ کسی چیز کو مول کے لئے یا جو کہ اسے یا جو کہ اسے (یعنی ایسی چیز کو جو کہ
 مال ٹھونے خواہ سو لگھن خواہ چکے ہو سکوم ہو جانا ہو یا زمین کا مال اس سے زیادہ
 کر دیا جائے (کہ اس طرح کی بیع) تو اس کا اختیار ہو کہ اسے کا جائزہ لے کر دے یا نہ لے کر
 زمین سے ایک کو (خریدنے کے پیشرو لکھ لیا تھا اور دوسرے کو نقد خرید لیا) دیکھتا
 ہو سکتا ہے کہ وہ خود مول کو دیکھنے کے اختیار سے واپس کر دے اور
 دیکھنے کا اختیار اور شرط کا اختیار دوسرے میں نہیں آتا (یعنی اگر اختیار
 والا مر جاتا ہو تو اس کے وارث کو اختیار نہیں رہتا کہ بیع کو واپس کر دے) ہوشیاری
 نے اپنی دیکھی چیز کو مول لیا پس اگر اس کا حال کہہ کا کہ یہ ہو گیا تو ہوشیاری کو
 دیکھنے کا اختیار ہو گا اور اگر مول کی تول ہو تو اختیار ہو گا۔ پھر اگر ہوشیاری کو بیع کا
 حال بد لگے اور بائع کہو کہ نہیں بد لا تو بائع کا قول مستبر ہے اور اگر دیکھنے میں بد لگے
 اختیار ہو تو ہوشیاری کا قول مستبر ہے (مثلاً ہوشیاری کہے کہ میں نے بن دیکھ کر خریدنا ہے
 اور بائع کہے کہ دیکھ کر خرید لیا ہے تو ہوشیاری کی بائی بائی جاوے گی) اور اگر ایک ہوشیاری
 تھا توں کی مول کی اور دوسرے میں سے ایک تھا توں سے اولایا کہ سکو نہ کرے اس کے حوالہ
 کر دے یا تو بائع کے سبب تو نہیں سکتا ہے مگر دیکھنے کے اختیار اور شرط کے اختیار سے
 واپس کر سکتا (اس لئے کہ ایک تھا توں میں نصت بالکار کر نہیں سکتا اختیار جا آ رہا ہے)
 بات (دیکھنے کے لئے) اشارہ ہو چکے یا نہیں۔ ہوشیاری اگر بیع میں کہہ لے
 یا دوسرے چیز کو خرید کر دے (اپس کر لے کر دے) اور جس اس نقصان کو کہہ توں
 جسے بیع میں جو کہ اسے اور اگر دوسرے لکھ لیا ہو کہ اس کی قیمت کم ہو جائے (یعنی ہوشیاری

ہوشیاری
 کا اختیار
 نہ دیا جائے

لوٹتی ہیں بہانہ اور چھوٹے مین موت دینا اور چوری کرنا اور دینا نہ ہوتا ہے اور اصل
 لوٹتی ہیں مین کی بد بوی اور فعل کی بد بوی اور زنا کار اور بھلا اور حرام کی اولاد میں ہوتی ہے اور
 یہ چاروں چیزیں غلام میں عیب نہیں اور اگر فرعون اور فو نہیں عیب ہی اور حوض کا نہ ہونا
 اور بیماری کا خون خرابی رہنا اور پانی کہا اسی اور دوسرے کا قسط دار ہونا اور مال اور
 پانی آگاہ میں ہونا عیب ہی پس اگر مشتری کے پاس اگر بیع میں ایک اور عیب پیدا ہو جا
 تو مشتری پہلے عیب کا غلام یا بیع سے پہلے یا اگر بیع سے پہلے کے پہلے پر راضی ہو
 تو پہلے ہی ہے اور اگر مشتری نے ایک تھان خرید کر قطع کیا نہ کہ میں عیب معلوم ہوا تو
 حنفیہ عیب سے نقصان ہو وہ دام یا بیع سے پہلے اور اگر بیع قطع کر ہو تو نقصان کو
 لینا منظور ہے تو اسے اختیار ہے کہ پہلے اور اگر مشتری قطع کو بھٹکان کو بیچ دے
 تو اب نقصان کا عوض یا بیع سے نہیں ہے بلکہ اگر اگر لیکر قطع کر کے سیایا اسکو
 دیکھ لیا یا اسکو لیکر اس میں گئی بلایا پہلے سے مین خواہ سنتو میں عیب معلوم ہوا تو
 نقصان کا عوض یا بیع سے پہلے عیب سے نہیں کہ عیب کیلئے بیع کو بیچ دے یا
 بیع جو غلام عیب دار تھا غلام ہی یا مشتری اسکو قطع کر دے تو نقصان کا عوض
 یا بیع سے لے لیا گیا اور اگر مشتری غلام عیب دار کو مال کے بدلے آزاد کر دے یا اسکو
 بیان سے آزاد کر دے یا کہا نامول لیا تھا اسکو کہانے یا اس میں سے کس قدر کہانے تو
 نقصان کا عوض کہنہ یا دیکھا اور اگر کسی نے اندامی یا کہنہ یا جسد و منزل لے
 اور توڑے تو اسے اسے خراب بخلی کہ کچھ کار آمد ہوں تب تو مشتری نقصان کا عوض
 یا بیع سے پا دیکھا اور اگر بالکل کار آمد نہ ہوں تو تمام دام یا بیع سے پہلے لیا گیا اور اگر بیع
 کو مشتری نے بیچ دیا اور وہ کسی عیب کے باعث یا بیعی کے حکم سے مشتری کو پیا

اگر مشتری نے عیب سے پہلے
 یا بیع سے پہلے عیب سے پہلے
 یا بیع سے پہلے عیب سے پہلے
 یا بیع سے پہلے عیب سے پہلے

وہ آپس آئی تو مشتری نے جس کو اسکو مول لیا ہو اسکو میر و سوا اور اگر مشتری نے اس
 چکر کو اپنی رشتہ بندی سے پہلے لیا ہو (قاضی کے حکم سے پہلے لیا ہو) تو ارباب بالغ اول کو
 وہ اس میں کر سکتا اگر مشتری نے بیع کو قبضہ میں لگا کر دیا ہو کیا کہ اس میں عیب ہو تو وہ بیع
 میں سے واپس کے لئے خبر لیا جادو کا لکن اس کو چاہئے کہ گواہ پیش کر کے عیب ثابت
 کرے ورنہ اپنا بیع سہو عیب نہ ہونے کی قسم سے ہر اگر مشتری کہے کہ میر و گواہ شام میں
 نہیں دیکھتا تو وہ میں انہیں سکتی تو میں بالغ کے حوالہ کرے بشرطیکہ بالغ قسم کہائے اگر
 مشتری مدعی ہو کہ میر و غلام میں سے لیا ہو وہ بھگوار ہو تو بالغ سے قسم نہ لیا جائے جبکہ
 کہ مشتری اس بات کے گواہ ملا ہو کہ میر و غلام میر پاس سے بھاگا ہو اور جب وہ گواہ پیش
 کرے تو بالغ سے میر و غلام لیا ہو کہ بخدا میر و پاس میں کہی نہیں بھاگا تھا (اسلم کہ اول تو
 میر و چاہئے کہ مشتری بھاگنے کا عیب غلام میں ثابت کر دے اس سے بھی ضرورت اس کو
 گواہ نہ ملے ہوئی جب وہ عیب ثابت ہو چکا تو اب بالغ اس بات کی قسم کہتا ہو کہ میر و عیب میر
 پاس نہ تھا اب یہاں پیدا ہوا ہو اس عیب کے سبب سے مشتری کا حق نہیں ہے (انہیں)
 اور منہ بول چکر کی مقدار میں قول قاضی کا (یعنی مشتری کی) معتبر ہو (مثلاً مشتری نے
 ایک بھان لیا اور عیب کے باعث اسکو پسرا چا ادا لائے تھے کہا کہ میر و میں اس کا تھا اور
 مشتری نے کہا کہ اٹھاؤ کہ تو مشتری ہی کا قول معتبر ہے) اگر وہ غلام ایک عقد
 میں مول لیا اور ایک پر قبضہ کیا اور دو میں سے کسی میں عیب معلوم ہوا تو چاہے وہ دو
 کو لینے یا دو کو پسردی (اسلم کہ جب ایک عقد میں الی میں دو دو کا حکم ایک چیز
 کا ہے) اور اگر ایسی چیز مول لی جو اب یا اول سے ملتی ہو اور اس میں سے کسی پر قبضہ میں
 عیب پایا تو غلام اس کو واپس کر دے ورنہ اسکو لے لے (اسلم کہ میں اس کو لے لے)

رہنوی اور سیدار کو داپس کرے) اور اگر بیس میں سو کی قدر ہو تو دوسری کی بلکہ
 آدھی تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ باقی بیس کو بائع کو سپرد و موافق اگر بیس کپڑا ہو کہ
 ابس میں ہو تو دوسری کا ہر مشتری کو اختیار ہوگا (کہ باقی کو داپس کر دے یا اسٹیو
 ایک کپڑے میں شکت ہوئے سوائس سو فیص نہیں لے سکتی گا) مگر کپڑا مول لیکر عیب
 رکھنا اور اس کو سکوہن لینا یا عیب دار سوائس پر اپنی کلام کو سوار ہوا یا اس کے مرض کا
 علاج کیا تو اس سو عیب پر راضی ہو نا یا یا جاوے گا اور اگر سوائس کے باقی بلائے کو یا
 بائع کے پاس لیجائے کو یا اس کے لئے گناہ اس خریدنے کو سوار ہوا ہوگا تو اس میں مشتری
 عیب کی نہ معلوم ہوگی اور اگر (بیس غلام نے بائع کے یہاں چوری کی تھی اور جب)
 مشتری نے اس پر اپنا قبضہ کیا تو اس چوری کی علت میں اسکا ہاتھ کاٹا گیا تو مشتری
 اس غلام کو پھیر دے اور بائع ہی قیمت داپس لے۔ اور اگر بائع نے بیس کی وقت کہہ دیا
 بین بیس کے سب عیبوں میں بری ہوں گو سب کا نام لینا تو یہ کہتا درست ہوگا اور
 پھر کسی عیب کی جہت سے سپرد نہ کیگا (یعنی اگر اس پر اول کہہ دیا کہ بیس میں جو عیب ہو
 مجھ سے روکار نہیں نہ اسکا مواخذہ مجھ سے چاہی تو اگر چند سب عیبوں کا نام لے تاہم
 کسی عیب کی جہت سے مشتری کو اختیار بیس کے سپرد نہ کیا نہیں رہتا)۔

باب بیع غلام کے یا غنیمت بیع مردار کی اور خون اور سنوز اور شراب اور
 آزاد شخص اور ام ولد اور زہر اور مکاتب کی ناجائز ہو پس اگر یہ چیزیں مشتری کے
 پاس جاتی رہیں گی تو ان کی قیمت غلامی پر لگی۔ اور چھلی کو شکار کرنے سے پہلے چنا
 اور حوالین اور رٹے جانور کو یا زہر یا بیٹ میں کے بچہ کو اور اس بچہ کے بچہ کو اور
 کے اندر دواہ کو اور سب کے اندر دواہ کی کو اور بکر یوں کی پشیدہ براد کی کو اور جہت کے اندر

بایں
 بایں

کی ایک کڑی کو اور تھان میں سے ایک کڑ کو فروخت کرنا اور شکاری کا اس طرح بیچنا کہ جو
اسد عقد میرے جال میں آویں اور سکوائے کو بیچنا ہوں مجھ سب سورتین نا جائز ہیں
(اسلمی کہ بیع سب سورتوں میں معلوم نہیں اسلمی بیع فاسد ہے) اور بیع قرابت درست
نہیں (اور سورت اسلمی مجھ ہی کہ درخت پر کے میوہ کو ٹوٹے ہوئے میوہ کے ساتھ
اسلمی بیچ) اور نہ بکائیست درست ہے (کہ بالغ یا مشتری کہی کہ اگر میں بھیکو
تیرے کپڑے کو ہاتھ لگا دوں تو بیع ہم میں اور تم میں ہو جاوے گی) اور کنکر مارنے کی
بھی بیع نا جائز ہے (اسطرح کہ بالغ یا مشتری کہی کہ اگر میں اس سبیل پر ہاتھ لگا کر
ایک دن تو ہم میں بیع لازم ہو جائے مجھ میون عقد کا فرد نکلی معمول نہیں کہ پورے ہاتھ
ایک طرف لگا کر لازم ہو جائے نہیں مجھ سب فاسد ہیں) اور دو کپڑوں میں ایک کو فروخت کرنا
(اسطرح کہ معین نکر ہی کہ کو نسا فروخت کرنا ہوں) اور چراگاہ کو بیچنا اور اسکو ٹھکے
دینا اور شہد کی کہی کا فروخت کرنا جائز نہیں اور شہم کے کپڑے کو اور اسکو ٹھکانے
کو بیچنا درست ہے۔ اور بھاگے ہوئے غلام کی بیع جائز نہیں لیکن اگر ایسے شخص کے
ہاتھ پر جو جسکے پاس اس غلام کے ہونیکا گمان ہو تو درست ہے۔ عورت کے دودھ
کی بیع اور شہر کے بالونکی درست نہیں بان یا لونگو ہوز وغیرہ کے سے میں استعمال
کرنا درست ہے۔ اور آدمی کے بالان کا بیچنا اور اسکو کوئی کام لینا درست نہیں
۔ مردہ جانور کی کہاں کو دیا غت جو پہلے بیچنا درست نہیں اور بعد و بافت کے
اسکو بیچنا اس کام میں لانا درست ہے۔ اسطرح مردہ جانور کی لہی اور بیچو اور اور
اور سیلگ لہہ جانور کو بیع لینا جائز ہے۔ بالا خانہ جو گر گیا ہو اسکو کسی نہایتانی کے
بہنہ کے جن کو بیچنا اور اسکو ٹھکانے کرنا اور نوٹنی کی بیع جو بیچنے کو غلام معلوم ہو

اور سب سے بدست نہیں۔ جوئی کو ایسی شرطیں ہوں لیں کہ بائع انکو کٹ کر برابر کرے
 اور اس میں قسم لگا دے درست ہو۔ قیمت کے ادا کے لئے یہ کہنا کہ غور فرماؤ مہرگان
 اور نصاریٰ کے رفدوں اور یہودیوں کی عید تک دینے درست نہیں بشرطیکہ بائع
 و مشتری کو بچہ دن معلوم نہوں (جانتا چاہے) کہ جب گرمی ہو بیشتر دن اور رات
 برابر ہوتے ہیں اُس دن کو غور فرماتے ہیں اور چارویں سو بیشتر اگر برابر ہوتے ہیں تو
 اسکو مہرگان کہتے ہیں) اور جائز نہیں یہ کہ کہنا کہ حاجوئی آدہ تک اور قیمت کٹو
 اور وائیں چلنے اور مہوہ ٹوٹے تک دینے اور اگر ان وقتوں تک کسی کا نہاں
 ہو تو درست ہو۔ اور اگر وعدہ ان وقتوں تک کیا اور مہنوز یہ وقت نہیں آئے
 تھو کہ مدت کو ساقط کر دیا (یعنی دایم پہلے دیدئے) تو درست ہو جاوے گا۔ اور
 اگر بائع آزاد اور غلام کو ملا کر بیچے یا دیکھ کر بیچے ہوئی بکری اور مردار کو ایک ساتھ
 کر کے بیع کرے تو دونوں کی بیع باطل ہے۔ اور اگر غلام کو دیکھ کر کے ساتھ خواہ
 کسی دوسری غلام کے ساتھ ملا کر فروخت کرے یا اپنی ملک کو وقف کے ساتھ
 ملا کر بیچے تو غلام اور ملک کی بیع درست ہوگی (مذہب اور دوسری غلام اور وقف کی
 بیع نہیں ہوگی) **فصل جس صورت میں کہ بیع فاسد ہو اور مشتری بائع کی اجازت سے بیع**
پر قبضہ کرے اور بیع اور ثمن دونوں مال ہوں تو مشتری بیع کا مالک نہ جاتا ہو مگر
قیمت باز آوے یعنی آتی ہے (ثمن جو اس میں ٹھہرا تھا نہیں دیتا یا) اور مشتری اور
بائع میں سے ہر ایک کو آپس بیع کے فسخ کرنے کی اجازت ہے لیکن اگر مشتری بیع
کو کسی اور کے ساتھ بیچ دے خواہ سبب کر دے یا (بیع غلام ہو اور اسکو) آزاد کر دے یا
(زمین بیع پر) عمارت بنائے تو (ان صورتوں میں) فسخ نہیں کر سکتا (بیع فاسدین)

مستری کو اختیار ہو کہ بیع کو روکے رکھے اور بائع کو نہ جو جسٹیک کہ بائع سے اپنا دیا ہو
 ثمن واپس کرے۔ بائع کو اگر ثمن سے کچھ نفع ہوا ہو تجارت وغیرہ کرنے سے تو اسکو
 حلال ہو اور مستری کو اگر بیع سے کچھ فائدہ ہوا ہو تو درست نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے
 پر کچھ روپیہ بھروسہ کیا اور اسکو مدعی کے حوالہ کر دئے ہر دو نو سچ پر الگ (یعنی
 اقرار کیا) کہ مدعی کا کچھ حالیہ کے ذمہ تھا (اور جو کچھ اسکو مدعی نے لیا تھا
 وہ بھیر دیا) تو جو کچھ (مدعی کو ان روپیوں کی) فائدہ ہوا ہو وہ مدعی کو حلال ہے
 مال کی قیمت زیادہ کہہ دینی اس غرض سے کہ دوسرے کو رغبت خریداری کی ہو جاوے
 اور واقع میں اپنی آپ اسکو نہ لینا چاہتا ہو کہ وہ۔ اگر کسی چیز کو دوسرا شخص خرید
 کرتا ہو تو اسکو آپ خرید لینا کہ وہ ہو (بشرطیکہ بائع دوسرے کے دینی پر راضی ہو مال
 ہوا سو دگر دن کے قافلہ سے آئے جا کر لے لے کہ چیز ازان خرید کر دی کر دے ہر باہر کا شخص
 اگر اسباب لادے اور اسکو کوئی شہری اسکی طرف سے فروخت کرے اسخطر سے کہ دیر کر اور گرا
 بیچو گھا کر دے۔ جہد کی اذان کی وقت فروخت کرنا کہ وہ اسطرچہ فروخت کرنا کہ وہ
 نہیں کہ جو دام زیادہ کہ وہ چیز ایسی (جیسے نیلام ہوتا ہے) جن دوبرو و تخمین
 قرابت قریب ہوا اور ایک صغیر سن ہوا و کوئی بچے میں جدا کرنا چاہیے (مثلاً مان سٹو
 کو یا بہن بھائی کو دو شخصوں کے ماتہ بیچے) بخلاف بڑی عمر والوں اور وندہ بی
 کے (کہ انکو فروخت کر نہیں سکتے کہ دینا کچھ مضائقہ نہیں)
 باب اقالہ (یعنی بیع کے واپس کرنے) کے یا نہیں۔ اقالہ کرنا بائع اور مستری
 کے حق میں تو پہلی بیع کا نسخہ ہو اور تیسرے شخص کے حق میں نہیں بیچ ہی (یہاں تک
 کہ اگر تیسرے شخص نے پہلے بیع اول کے وقت اپنا حق شفعہ وہ کر دیا ہو اور اقالہ کے

مستری سے روپیہ

بائع کا بیع

سبب پہرہ جو ہو کر خود درست ہو گا اور حق شعبہ اقالہ کی قیمت سے ثابت ہو گا) اقالہ
دینی ہی قیمت کو درست ہے جو اول مقرر ہوئی تھی اس سے زیادہ یا کم ٹھہرانا بدو کسی
زیادتی یا عیب کے مبیع میں لغو ہے (یعنی اگر اقالہ میں بچہ شرط کر لی کہ دام کم دے اس کر ٹیکر
یا زیادہ دینگے حالانکہ مبیع جون کی تون ہو اس میں کمی جتنی نہیں ہوئی تو بائع کو وہی
دام پہرے لازم ہونگے جو مشتری سے لیں) اور من کا جاتا رہنا اقالہ کا مانع
نہیں مگر مبیع کا ہلاک ہو جانا اقالہ کا مانع ہے اور اگر مبیع میں کسی قدر تلف ہو جاوے
تو اس بقدر کا اقالہ نہ ہو سکیگا باقی کا درست ہو گا +

بابت
قیمت
سے

باب قولیہ اور مراہمت کے بیان میں - اوتو دام پر بیچنا جتنے کو خرید کیا
ہو قولیہ کہلاتا ہے اور پہلی خرید پر نفع لگا کر بیچنا مراہمت کہلاتا ہے اور شرطان و
کی (یعنی قولیہ اور مراہمت کی) بچہ ہو کہ پہلی قیمت جو مشتری نے دی تھی بٹلی ہو
یعنی ایسی چیز ہو کہ اس کے تلف سے وہی ہی دینی آدمی قیمت دالی چیز و نہیں ہو
حکے جاتے رہنے سے قیمت دینی آتی ہے) جو شخص قولیہ کرنا چاہے وہ اصل مال
دہو لی کی اجرت اور رنگائی اور ترنج بنانے اور پہنڈنے بانٹنے اور بار برداری علیہ
اور ہنگائی بکریوں کی زیادہ کر لے اور خریدار سے بیچ کر کیونکہ بچہ مال مجکو
اتنے میں پڑا ہو (یہہ نکہ کہ میں نے اتنی کو خریدی اسلئے کہ جو بٹ ہو گا) اور گاسے
بکری کے چرانو الے کی مزدوری اور غلام کو قرآن اور حساب پڑانوالے کی اجرت
اور جس گہرین مال کی حفاظت کی ہو اسکا کرایہ اصل مال پر زیادہ بکری پس اگر مشتری
اول مراہمت کی صورت میں دغا کرے (یعنی قیمت زیادہ بتلا دی اور اس پر نفع لینا
چاہی) تو (مشتری دوم کو اختیار ہے) چاہی کہ قیمت کو جو اول مشتری بتاتا ہے چیز

بادا پس کردی لیکن اگر تولیہ میں خیانت معلوم ہو تو جعفر مشتری اول نے دام
 زیادہ کہی ہوں ادنیٰ کم کر کے حوالہ کرے۔ اور جو شخص کہ کوئی تھان غیر خریدے
 اور پہرا دسکو مباحث یعنی نفع سے بیچے (مثلاً تلو کو خریدے اور میں نفع کے ٹھہر کر
 ۱۲۰ کو بیچا) اور پہرا دسکو بعض سو کے خود مولے لیا اب اگر اسکو کیسے ہاتھ
 نفع ٹھہر کر بیچے تو چاہیے کہ پہلی دفعہ کی فروخت میں جو نفع کیا اسکو (اس دوبارہ کی قیمت
 میں سے) منہا کر دی (اور باقی کو اصل مال سمجھے مثلاً مثال مذکور میں اصل مال سنی
 تصور کرے یعنی پہلے جو بیٹل روپیہ نفع لیچکا ہو وہ اس سو میں سے منہا کر دی) اور اگر
 پہلے کا نفع ثمن کی برابر خواہ زائد ہو تو مشتری کو چاہیے کہ اسکو نفع ٹھہر کر بیچے
 (بلکہ از سر نو جتنے کو چاہے فروخت کرے مثلاً اوپر کی مثال میں اگر اول بار ادنیٰ سو
 کو خرید کر ۱۲۰ کو بیچا پہر خرید کر ۱۵۰ کو اور پہر خرید کر ۱۸۰ کو تو تینوں دفعہ کا نفع
 ملکر پوری سو روپیہ ہو گئی جو اصل دام تھا تو بصورتیں مباحث نہیں کر سکتا اسلیو
 کہ اصل مال اب کچھ نہیں رہتا) اگر غلام کو مالک کی اجازت تجارت کے لئے ہو اور
 غلام مذکور قرضدار ہوا اور ایک کپڑا دس روپیہ کو لیکر اپنا اقا کے ہاتھ پندرہ کو بیچے
 تو مالک اگر اس کپڑے کو مباحث پر بیچنا چاہی تو اصل مال دس روپیہ قرار دی اور
 ایسا ہی اسکا عکس ہے (یعنی اگر مالک اس کو لیکر غلام کے ہاتھ پندرہ کو بیچے اور وہ
 غلام کے نفع پر بیچنا چاہے تو اصل قیمت دس بتا دی پندرہ نہ کہی) اور اگر خریدار مضارب
 ہو (جو دوسرے روپیہ سے نصف نفع پر تجارت کرتا ہے یعنی مضارب دس کو مولے
 اور مالک مال کے ہاتھ پندرہ کو بیچے تو مال دس کو چاہیے کہ اگر اسکو مباحث
 پر بیچے تو ساڑھی بارہ روپیہ اصل قیمت بتا دی) (اسلیو کہ صورت اول میں گویا غلام

اور مالک ایک ہی میں غلام کا خریدنا بعینہ مالک کا خریدنا ہی اور غلام و نس کر لیا
تھا تو مالک کو اسی دس پر نفع لینا چاہیے اور دوسری صورت میں مستاذ اور مالک
دو شخص میں اور پہلے عقد میں جو مضارب نے مالک سے کیا ہے یا جو وہ نفع کے لئے
بیشک سوا دوا یعنی ادا مالک مال کو حاصل ہوئے پس اگر اب بعد مرافعت پر بھیجے تو
نفع اول کو حاصل سے منہا کر دے یعنی پندرہ میں سوا دوا یعنی نکال دالے باقی سوا دوا
بارہ کو اصل بیان کرے اور صورت اول میں غلام کے قرضدار ہونے کی قید پہلے ہو
کہ اسکا بچنا کسی چیز کو مالک کے ماتحت درست ہو ورنہ اگر غلام قرضدار ہو تو قرضوں
مالک میں ہو گا ورنہ مالک ہی کی ملک ہوگی اور اگر بیع میں کچھ نقصان خود نہ ہو گیا ہو یا
لوڈ سی بدحوالہ تھی اس سے صحبت کر لی تو مرابحت بدون ان باتوں کے بیان کرے
کے درست ہے (اور اگر مشتری نے خود اوس میں کوئی نقصان کر دیا ہو یا لوڈ سی یا اگر کوئی
اس سے ہم بستہ ہو تو اسے صورت میں بیان کر دینا چاہیے (تب نفع پرستی) ایک چیز کو
نہاڑ دیا کہ قرض حاصل لیا اور تنہا کے نفع پر اسکو فروخت کر دیا اور یہ سمجھا کہ میں نے
قرض نہ ہزار کوئی ہے تو مشتری ثانی کو اختیار ہی چاہے نہ چاہے نہ لے رہا کہ
اسکو معلوم ہو جائے کہ مجھے چیز نہ کہ کو قرضوں کی ہے نہ نقد و ن اور اگر بیع مشتری
ثانی تلف کر دی بعد اسکی خرید مشتری اول کا حال معلوم ہو تو اسکو گواہ سودی
لازم آویں گے اور یہی حال قولیم کا ہے (کہ اگر بیع کے ہوتے ہوئے مشتری دوم
کو خیانت مشتری اول کی معلوم ہوگی تب تو اختیار ہوگا اور اگر بیع کو تلف کر نیکی
بعد خیانت پر مطلع ہو گا تو وہی ہی دام دینے پر نیکی) اگر زید نے عروس کہا کہ جنہو
کو مجھے چیز چھوڑی ہو وہی کرے کہ اتنے بچا ہوں اور عروس کو معلوم نہیں کہ زید کا

لکنا حشر ہوا ہی تو بیع فاسد ہو اور اگر عمرو کو اوسی مجلس میں معلوم ہو جاوے کہ
 اتنی کو پڑی ہے تو اسکو اختیار ہوگا (جاہے لےتے ہی کو خرید لے یا جانے دے)
 فصل واضح ہو کہ منقول میں مال کو کہتے ہیں جو ایک جگہ ہو دوسری جگہ لیا سکیں
 جیسے گھڑا بکری چاندی سونا برتن وغیرہ میں اور غیر منقول وہ ہو کہ ایک ہی جگہ
 رہے جیسے زمین اور حویلی اور باغ وغیرہ پس غیر منقول کی بیع قبضہ میں لانے سے
 پیشتر درست ہے (یعنی مشتری اسکو خرید کر بدو ن قبضہ میں لانیسے بھی بیع کر سکتا
 ہے) اور منقول کی بیع قبضہ سے پیشتر درست نہیں۔ اور اگر ایسی چیز کو خرید کر جو
 ناپ سونا پی جاتی ہے تو مشتری کو اسکو بیچنا اور کھانا حرام ہے جب تک کہ اسکو ناپ نہ
 اور ایسا ہی حال ہے ان چیزوں کا جو وزن میں رد ہو یا شمار کے اعتبار سے خریدی
 لیکن اگر گز کی ناپ کے اعتبار سے خریدی تو اسکا بیع حال نہیں (یعنی اگر وزن کی چیز کو
 وزن کے طور پر یا شمار کی چیز کو شمار کے اعتبار سے خرید کر تو مشتری کو اسکا استعمال کرنا بیچنا جیسا کہ
 وزن اور شمار نہ کر لے بخلاف گز گت کے اعتبار کی بیع کے کہ بدو ن گز گت کئے
 اسکا استعمال درست ہے) ثمن میں قبضہ کرنے سے پیشتر تصرف کرنا (مثلاً اسکو بیچنا
 یا ہبہ کرنا) درست ہے ثمن میں زیادتی کرنی اور کمی کرنی درست ہے (یعنی جتنا ٹھہرنا
 اس سے اگر مشتری زیادہ دیوے یا بائع کچھ کم لےوے تو جائز ہے) اور جائز ہے بیع
 میں کچھ بڑا دینا (یعنی بائع اگر بیع میں کچھ اوپر آون بڑا دے تو درست ہے) اور
 استحقاق بائع (اور مشتری کا اس زیادتی میں متعلق ہو جاتا ہے) (یعنی قیمت یا سبب
 میں زیادہ کر دینے سے بائع یا مشتری کی کلا مستحق ہو جاتا ہے کہ گویا اصل عقد اتنی ہی
 چیز کا دینا ہی دامن پر ہوا ہے) سوا ہی فرض کے اور طرکے دین کی مدت مقرر کرنی

درست ہو دینے قرض کے سوا اور طر حکا دین اگر کسی ایک شخص کے ذمہ ہو مثلاً کسی چیز
کی قیمت دینی ہو تو اسکے واسطے اگر دہت کر دیکھا تو دہت لازم ہو جاوے گی مدت کے اندر
نہ ہو چکیگا بخلاف قرض کے کہ اسکی مدت کرے یا کرے قرض خواہ جب چاہے تقاضا کر سکتا ہے
باب ربوا (یعنی سود) کے بیان میں۔ ربوا مال کی اتنی زیادتی کو کہتے ہیں جو مال کو
سود بنو میں بدون عوض ہو ربوا کے پائو جانے کی وہ چیز میں جن میں مقدار اور
جنس ایک ہو (مقدار کے ایک ہونے سے بھی غرض ہے کہ دونوں چیزیں ایک ہی نام والی جاوے
یا وزن سے تو لیجاتی ہوں اور جنس کے ایک ہونے سے بھی مراد ہے کہ دونوں ایک ہی قسم کے
مال ہوں) پس جن چیزوں کی مقدار اور جنس ایک ہوں ان میں زیادتی اور ادوار دونوں
حرام ہیں (جیسے گہون کو گہون کے عوض بیچے تو اگر کم زیادہ ہونگے جب بھی ناجائز
ہونگے اور آج دی اور مدت کے بعد عوض کے گہون کے بیچ بھی حرام ہوگا ایسا ہی
حال ہے اگر جو کو جو کے عوض اور دپیہ کو روپیہ کے عوض اور شرفی کو اشرفی کے عوض
بیچ کرے کہ دونوں طرف میں چیزیں مقدار اور جنس کی راہ سے ایک ہیں تو اگر انکی بیع میں
وزن کی کمی بیشی ہوگی یا ادا یا بیچ جاوے گی تو ربوا لازم آوے گا اور بیع حرام ہوگی
اور اگر دونوں چیزیں ایسی ہوں گی کہ قیمت مقدار میں ایک ہوں اور جنس میں مختلف
جنس میں ایک ہوں اور مقدار میں مختلف تو ان میں ادوار حرام ہے زیادتی حرام نہیں (مثلاً
گہون جو کے عوض بیچ جاوے تو اس وقت دی اور اس وقت جو ضلے ادوار کرے گا تو
حرام ہوگا لیکن اگر کم زیادہ ہوں مثلاً گہون سیر بہر ہوں اور جو دوسیر تو کچھ مضائقہ
نہیں اور اتحاد جنس کی مثال جیسے برات کا ایک کپڑا دوسرے کے بدلے بیچنا تو اس میں بھی
ادوار حرام ہوگا نہ زیادتی اور جو چیزیں ایسی ہوں کہ نہ مقدار میں ایک ہوں نہ جنس

اس باب میں
جنس

ایک تو انہیں زیادتی اور آؤناک دو نو حلال ہیں (مثلاً کپڑا روپیہ کے بدلے یا غلام شریفی روپیہ کے بدلے) سچ تو زیادتی بھی درست ہے اور بچہ بھی ضرور نہیں کہ اس ہاتھ دیو اس ہاتھ لے بلکہ اوہ بار بیجا بھی جائز ہے) اور جو چیزیں کہ تاپی جاتی ہیں مثلاً گھون اور جو (غیر غلہ کے اقسام) اور نمک اور خرا اور جو چیزیں تولی جاتی ہیں جیسے چاندی سونا اور جو رطل سے منسوب ہیں ان چیزوں کو انہیں کی جنس سے برابر برابروخت کرنا درست ہے کسی و بیشی کے ساتھ درست نہیں اور کہہ کر کہو نا او نہیں ایک حکم رکھتا ہے (یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ کہہ ہی چیز کم لیجا دی اور کہوئی اوسکے عوض میں زیادہ لیجا دی) اور ان چیزوں میں معین ہونا معتبر ہے یہ ضرور نہیں کہ بائع اور مشتری میں قرضہ ہی کر لین (یعنی اگر گھون کے عوض گھون سچے جاوین تو دو نو کو معین کر دینا مجلس میں معتبر ہے بچہ ضرور نہیں کہ اوس وقت قبضہ بھی کر لین اور) یہ صورت عقد صرف کے سوا ہے (یعنی اگر بیع اور ثمن دو نو ثمن کی چیزیں ہوں مثلاً روپیہ شریفی ہوں یا چاندی سونا تو اس صورت میں مجلس عقد میں بائع اور مشتری کا قبضہ کرنا شرط ہے) ایک مٹھی غلہ کو ایک دو مٹھی کی عوض اور ایک سب کو بکے عوض اور ایک انڈی یا خروٹ یا خرمایا پیسے کو انہیں سے دو کے عوض بیجا درست ہے (اسلیو کہ ان چیزوں میں ناپ تول جو ربوا کا سبب ہے یا انہیں جاتا) گوشت کو جانور کے عوض اور گرمی کو ردی کے عوض بیجا اور نچہ خرا کو نچہ کے عوض خواہ خشک کے عوض جو وزن میں برابر ہوں بیجا درست ہے کوئی بیشی کے ساتھ درست نہیں) اور انگور کو انگور خواہ کشمش کے عوض بیجا اور مختلف گوشتوں کو ایک دوسرے کے عوض کمی بیشی سے بیجا درست ہے گاؤ کے دودھ کو بکر می کے دودھ کے عوض اور خرا کے سرکہ کو انگور ہی سرکہ کے بدلہ

مین اور پٹ کی چربی کو چمکتی کی چربی یا گوشت سے اوندھنی کو گھون خواہ آئے کے
 بدلہ چٹا کی پیشی کے ساتھ درست ہو۔ گیسو کو آٹے کے بے خواہ ستودن کے
 عرض کم زیادہ بچا درست نہیں۔ زیتون اور تلون کو تیل کے بدلہ مین بچا درست
 نہیں بیاٹک کہ تیل کی مقدار اس تیل سے زیادہ نہو جز زیتون اور تلون مین جو کون
 اسدور تین جس قدر تیل زیادہ ہو گا وہ دونوں کی کھلی کے عرض ہو یا دیگا روٹی کو دز
 سے فرض لبینا چاہیو نہ شمار سو (اسلو کہ روٹون مین فرق بہت ہو اگر تا ہی تو کئی پیشی
 کا احتمال ہے) مالک اور ظلام مین اور سلطان اور حرملی مین وارا محسہ بے کے اندر بوا
 ثابت نہیں ہوتا۔

باب (ان حقوق کے یانمین (جو بیع مین داخل ہو جاتے ہیں اور جو داخل نہیں ہوتے)
 بیت یعنی حجرہ کو مع او سکے کل حقوق کے خرید کرنے مین بالا خانہ داخل نہیں ہوتا اور
 منزل (یعنی مکا کی خرید مین بھی بالا خانہ داخل نہیں ہوتا جب تک یہ نہ کہا جاوے کہ
 معہ تمام حقوق مکان کے خریدایا اسکے تمام منافع سمیت (مول لیا) یا تھوڑی سی
 چیز جو اس مکان مین ہو یا اس سے متعلق ہے (اوسکے ساتھ مول لیا تو ایسی طرح
 ذکر آجانے سے بالا خانہ بھی داخل ہو جاتا ہے) اور دار (یعنی گہیر کی) خرید مین بالا خانہ
 بدون ذکر کے داخل ہو جاتا ہے جو یہ مکان کی خرید مین یا خانہ داخل ہو مگر گہیر کی خرید
 مین سائبان شامل نہیں جب تک کہ معہ کل حقوق نہ کہا جاوے (وضع ہو کہ بیت کو ٹھہری
 کو کہتی ہیں جس مین دروازہ اور چیت ہو اور منزل مکان کو کہتے ہیں جس مین گڑھراں
 اور دالان اور آنگن ہوں اور دار اس گہیر کو کہتے ہیں کہ اس مین مکان اور آنگن اور
 اسٹبل اور پاخانہ اور سب ضروری حاجت کی چیزیں ہوں) زمین کی بیع مین سب اور

بیت یعنی حجرہ کو مع او سکے کل حقوق کے خرید کرنے مین بالا خانہ داخل نہیں ہوتا اور منزل (یعنی مکا کی خرید مین بھی بالا خانہ داخل نہیں ہوتا جب تک یہ نہ کہا جاوے کہ معہ تمام حقوق مکان کے خریدایا اسکے تمام منافع سمیت (مول لیا) یا تھوڑی سی چیز جو اس مکان مین ہو یا اس سے متعلق ہے (اوسکے ساتھ مول لیا تو ایسی طرح ذکر آجانے سے بالا خانہ بھی داخل ہو جاتا ہے) اور دار (یعنی گہیر کی) خرید مین بالا خانہ بدون ذکر کے داخل ہو جاتا ہے جو یہ مکان کی خرید مین یا خانہ داخل ہو مگر گہیر کی خرید مین سائبان شامل نہیں جب تک کہ معہ کل حقوق نہ کہا جاوے (وضع ہو کہ بیت کو ٹھہری کو کہتی ہیں جس مین دروازہ اور چیت ہو اور منزل مکان کو کہتے ہیں جس مین گڑھراں اور دالان اور آنگن ہوں اور دار اس گہیر کو کہتے ہیں کہ اس مین مکان اور آنگن اور اسٹبل اور پاخانہ اور سب ضروری حاجت کی چیزیں ہوں) زمین کی بیع مین سب اور

پانی بہنے کی جگہ اور گھاٹ داخل نہیں ہوتے جس تک کہ ایسی طرح نکلیا جاوے کہ
کل حقوق کے ساتھ بیع کیا بخلاف کرایہ کے (یعنی اگر زمین خواہ مکان کو بدون
ذکر کل حقوق کے کرایہ لے تو ہشیار نہ کہ وہ داخل کرایہ ہو جاتی ہیں)۔

باب بیع اگر کسی دوسری کی کل آوی ہو اور وہ مدعی ہو اسکے بیان میں (اول
بچہ جانا چاہیے کہ) گواہ ایسی جت میں جو سب لوگوں پر قائم ہو سکتی ہیں (یعنی ان کو
لوگوں پر ہر طرح کا دعویٰ ثابت ہو جائے) مگر اقرار ایسا نہیں (وہ اقرار کرنا لے
ہی پر کچھ ثابت کرتا ہے دوسری پر اس سے کچھ نہیں ثابت ہوتا) ملک کے دعویٰ میں
تناقض اور خلاف پایا جانا ممنوع ہے لیکن آزادی اور طلاق اور نسب میں تناقض کا
ہونا کچھ مضائقہ نہیں (مثلاً اگر ایک نوٹدی خریدی اور پھر دعویٰ کیا کہ یہ زید کی ملک
ہے تو بچہ دعویٰ ممنوع اور غیر مقبول ہے اس لیے کہ خرید پر حبات کرنی دلیل اس بات کی ہو کہ
اوسکے عندیہ میں نوٹدی بائع کی ملک ہو نہ غیر کی اب جو زید کی بتاتا ہے تو ملک کے دعویٰ
میں خلاف ہوا اسی جہت سے مقبول نہیں آرا اگر نوٹدی خرید کر اپنی قبضہ میں لایا اور پھر
مدعی ہوا کہ بچہ زید کی آزادی ہوئی ہے تو آزادی کے باب میں اس کا دعویٰ باوجود تناقض
کے مقبول ہے اس طرح اگر کوئی عورت مال کے عوض شوہر سے خلع کر لے پھر دعویٰ کرے کہ شوہر
نے خلع سے پیشتر مجھ کو تین طلاقیں دی ہیں تو بچہ دعویٰ ہی باوجود تناقض کے مقبول ہوگا
ایسا ہی اگر بائع غلام کو بیچ کر مشتری کے حوالہ کرے بعد اس کے مدعی ہو کہ وہ غلام میرا بیٹا
ہے تو گو تناقض پایا جاتا ہے مگر دعویٰ نسب کا سنا جاوے گا) اگر کسی نوٹدی کچھ چیز
پہر گواہوں سے بچہ ثابت ہو کہ بچہ کسی دوسری کی ہے (یعنی زید مثلاً گواہوں سے ثابت
کر دے کہ بچہ میری نوٹدی ہے بائع کی نہیں تھی جو بیچا لی) تو وہ نوٹدی اور بچہ دونوں

بیان میں
مدعی جو بچہ
کے لئے ہے
اس کی دلیل
ہو کہ بچہ
میرا بیٹا
ہے

یہ کہ جس کے (اسلمو) کو اچھلے ہوئی حجت ہیں غیر تو نوٹ دی اور بچہ دہ نو کی لکائی
 ہوئی) اور اگر مشتری خود اقرار کرے کہ مجھ کو مذہبی زندگی سے قلعہ اسور تین) بچہ نوٹ
 کے ساتھ نہوگا (اسلمو) کو اقرار دہو رہی حجت ہی) اگر زندگی نے مشتری سے کہا کہ تو
 بچہ کو خسرے کہ میں غلام ہوں اور مشتری نے خرید لیا پھر معلوم نہوگا وہ آزاد ہو پس
 اگر تائے موجود ہو یا موجود نہوگا اس کی جگہ درپا معلوم ہو تب تو مشتری کا زید
 پر کچھ حوی نہیں (بلکہ بائع پر دعوی ہوگا) اور اگر بائع کا ٹیکانہ معلوم نہو تو مشتری
 اپنے دام زید سے لے اور وہ بائع سے بہت سے بکلاف رہن کے (یعنی اگر کوئی شخص
 زید کو جو اقرار اپنی غلامی کا کرے گزرتا ہے بعد اسکے آزاد نکلے تو خواہ راہن موجود نہ
 یا نہو رہن زید سے کچھ لے بلکہ راہن کی اپنی دام مانگے) زید نے ایک مکان میں
 کچھ اپنا حق یا گیا اور صاحب مکان نے اُس سے سو روپہ دیکر صلح کر لی پھر وہ
 مکان تھوڑا سا عمرو کا نکلا تو مکان والا زید سے کچھ بیٹا دی لیکن اگر زید تمام مکان
 کا دعوی رکھتا تھا اور مالک نے سو دیکر اسکو راضی کیا اور پھر کچھ مکان عمرو کا نکلا
 تو مالک مکان زید سے اس قدر دام حصہ رسید پہنچے جتنا کہ عمرو کا استحقاق ہو یعنی
 اگر عمرو نے آدھا مکان لیا ہو تو زید سے پچاس پیر لے اور چوتھائی ہو تو پچاس
 فصل اگر کوئی شخص غیر کی ملک کو فروخت کر دے تو مالک کو اختیار ہی چاہیے جو تو
 دے یا جائز کہو (اور قیمت خود لیسے مگر جائز رکھنا) اسو تین (جسے) کہ بائع اور
 مشتری اور بیع اور خود مالک موجود ہوں (اور اگر ان چاروں میں سے کوئی ہلاک
 ہو جائیگا تو بیع کا جائز نہو سیکے بلکہ توڑنا ہی پڑیگا) اور قائم رہنا میں کا (ذہبی
 ہی بیع کے جائز کہنے میں) اگر میں ہلاک ہو۔ اگر بائع نے کسی کا غلام غصب کر کے

بیچ والا اور مشتری نے اسکو آزاد کر دیا پھر مالک غلام کے غاصب کی بیع کو درست
 رکھا تو مشتری کا آزاد کر دینا بھی درست ہوا (وہ غلام آزاد رہے گا) لیکن اگر
 مشتری غلام مذکور کو پھر غاصب کا ماتھے بیچ دیا اور مالک نے اول بیع کو جائز رکھا تو
 مشتری (بیع ثانی) جائز نہ ہو گی اور اگر غلام مذکور کا ماتھے مشتری کے پاس کسی نے
 کاٹ ڈالا اور مالک نے غاصب کی بیع کو درست رکھا تو تاوان ماتھے کاٹنے کا
 مشتری کو ملیگا اور مشتری کو چاہیے کہ تاوان اگر نصف قیمت غلام سے زیادہ ہو تو اسکو
 فقیر و ن پر خیرات کر دے (اسلمی کہ اس مشتری کا حق و تنابہی ہو جو غلام مذکور کی
 قیمت سے زیادہ حق نہیں) اگر زید نے عمرو کا غلام بدو ن اسکی اجازت کے بغیر کے
 ماتھے بیچ والا پھر بکرنے گواہ گذرانے کہ زید نے اتوار کیا تھا کہ ہاک نے مجھ کو اجازت
 بیع کی نہیں دی یا گواہوں سے مالک نے یہ ثابت کیا کہ میں نے اجازت نہیں دی اور
 اس گواہی سے بکراؤں غلام کو ہٹانا چاہے زید پر تو مقبول نہ ہو گی (اسد مطلق کہ جیسے
 گواہی خرید کر نیکی پیشدستی کے خلاف ہو) اور اگر بائع خود قاضی کے یہاں بیع ہوا
 کہ جو کہ مجھ کو مالک کی اجازت تھی تو بیع ٹوٹ جائیگی اگر مشتری توڑ نیکی درخواست کرے
 اگر بائع نے غیر کا مکان بیچا والا اور مشتری نے اسکو اپنی مکان میں ملا لیا تو
 بائع کو اس مکان کی قیمت مالک کے حوالہ کرنی پڑے گی (یعنی جس صورت میں کہ بائع اول
 کر ہو کہ میں نے مکان زبردستی لیکر بیچا والا اور مشتری اسکو چھوڑا تا دوسرے
 باب سلم یعنی بدہنی کے بیان میں کہ قیمت اول بیکار ہو اور بیع کچھ دنوں کے
 بعد آئندہ لیجا دے) جن چیزوں کی صفت بیان کر دینی اور انکی مقدار کا معلوم ہو جانا
 ممکن ہو اور نہیں سلم درست ہو اور نہیں صفت کا بتانا اور مقدار کا جتنا نا غیر ممکن ہے

انہیں پہنچتی درست نہیں اس سے بھی نکلنا کہ آپ کی چیزیں اور قول کی چیزیں جو دشمن میں
 دینے ثمن کی عوض بنتی ہوں انہیں سلم درست ہو (اس قیدی سے روپیہ شہر کی کل گئے
 کیونکہ وہ خود دشمن میں کہ قول کی چیزیں ہیں) اور شمار کی چیزوں میں جو قریب قریب ایک
 ہوں مثلاً اخروٹ اور انڈیو اور پیو اور کھجور اور کئی اینٹ بشرطیکہ ان کا ساہرا معلوم ہو
 اور گڑسویں جو سی چیزوں میں مثلاً کپڑوں میں بشرطیکہ گزگت اور صفت اور بناوٹ معلوم
 ہو سلم درست ہو (مستوحکم کہتا ہے کہ پیو نہیں جو سلم مذکور ہو ان سے مراد فیروزہ ہے
 ہیں اور مروج پیو امام محمد صاحب کے نزدیک ثمن میں داخل ہیں انکی بیع سلم درست
 نہیں) اور جانوروں کو درادہ کے ساتھ یا لون اور سیر سی میں اور چمڑی میں شمار کی
 سی اور کڑی میں گٹھ کے اعتبار سے اور ترکاریوں میں کہ لون سے اور جو اہر اور پوتوں
 میں سلم ناجائز ہو۔ جو چیز بے اہم کی وقت خواہ اگر نیکی وقت موجود نہ ہو اس میں سلم
 درست نہیں۔ تازی چلیو نہیں سلم درست نہیں ان اگر نیک لگا کر اسکو سکھایا نہ تو
 وزن سے انہیں سلم جائز ہو اور گوشت میں سلم درست نہیں جس پیمانہ اور گز کی مقدار معلوم
 نہ ہو اس سے سلم درست نہیں۔ کسی خاص گائے کے گھوڑوں وغیرہ میں یا خاص رخت
 پیوہ میں سلم درست نہیں (اسکو کہہ سکتا ہے کہ انہیں کچھ پیدا ہو سلم کی (دستی کے
 لکھو) شرطیں ہیں اول (جس چیز میں سلم کہی ہے اسکی) جس کا بیان (کہ گھوڑوں میں
 دوسری جس) دوم اسکی نوع کا بیان (کہ بازاری ہونے یا چاہی) سوم اسکی صفت
 کا بیان (کہ موٹے ہونے یا پتلے) چہارم مقدار (کہ ناپ میں یا قول میں کتو ہونے)
 پنجم مدت (کہ اگر نیکی کہ گپ دتو جاوے) گھڑت ایک مہینہ یا ششماہ جو چیز بیشکی
 دیکھا دی اسکی مقدار یا اعتبار ناپ یا قول یا شمار کے بیان ہونی چاہی کہ اگر وہ پیو

مثلاً دینے ہیں چھ غنم وہ بیگمہ جہان سلم کی چیز اور ہونگی بشرطیکہ ایسی چیز ہو جس میں
بار برداری چاہی ہو اور اگر بار برداری کی حاجت نہ ہو تو بیگمہ کے بیان کی حاجت
نہیں جہان چاہے وہ ان حوالہ کرے آٹھویں اصل مال (جس کے بدلہ میں سلم ٹھہری
اوسکو ایک دوسری سو جدا سونیکے پیشتر سے لینا ہو پس اگر بدلہ گنہوں کے لئے نہیں روپہ
ٹھہرے اور دس نقد دے اور دس اور دس اور دس رکھو تو ان کے دس کی سلم باطل ہو گئی
(اسلمو کہ آٹھویں شرط پائی گئی) اس المال اور سلم والی چیز میں قبضہ کرے پیشتر نصرت
کرنا درست نہیں یعنی کسی دوسرے کو شریک کر لینا خواہ دوسرے کے ساتھ تولیہ وغیرہ کرنا
درست نہیں۔ اگر زید نے غرض سے بیع سلم کی پہر اسکو اقالہ کیا تو زید عمر و سے اس
المال کے بدلے میں کوئی دوسری چیز لے بلکہ جو مال عمر و کو دیا ہو وہی پہر لے کہ
اسکا بدلنا جائز نہیں اور اس مسئلے میں امام شافعی کا خلاف ہو اور دلیل امام غزالی کی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہ نہ لیو سو اس سلم کے یا اس مال کے (زید سے
عمر و سے گنہوں میں سلم کی اور عمر و سے ایک پیمانہ گنہوں کا مول لیا اور زید سے کہنا کہ اس
پیمانہ کو قبضہ کر لو اپنی حق میں تو بہہ درست نہ ہو گا لیکن یہ صورت قرض میں درست
ہے (یعنی اگر زید کا قرض عمر و پر ایک پیمانہ ہو اور عمر و پیمانہ خرید کر زید سے کہہ دے کہ
اپنے قرض میں اسکو بائع سے جا کر لے تو درست ہو گا) یا بیچے کہ عمر و زید سے کہے کہ جس
مال میں سلم ہوئی ہو اسکو میرے طرف سے جا کر قبضہ کر لو اور پہر اپنی طرف سے قبضہ کر لینا
اور زید نے ایسا ہی کیا (تو یہ قبضہ کرنا بھی درست ہے) اور اگر زید غرض سے کہے کہ
کہ سلم کا غلہ میری برتن سے ناپ دو اور عمر و اس کے برتن سے ناپ دے اور زید موجود ہو
تو یہ قبضہ درست نہ ہو گا بخلاف بیع کے (کہ اگر مشتری بائع سے کہے کہ غلہ بیع سے

برتن سے ناپ ہو اور وہ مشتری کے پیچھے دسکے برتن سے ناپی جگا تو درست ہوگا
 اگر ایک لونڈی دیکر خریدنے والا غور سے دیکھو کہ یہ بھنی کی اور عمر و منہ لونڈی پر غور
 کر لیا پھر وہ نوٹے اس سلم کو توڑ ڈالا اور بعد ازاں بیکے وہ لونڈی مرگئی تو اقالہ درست
 ہوگا اور اگر پہلے اقالہ سے مر جاو تب بھی اقالہ باقی رہتا ہے اور عمر و کو قیمت دینی
 پڑگی اور اس حکم کا عکس ہے اگر لونڈی کو عمر سے ہزار کو خرید کیا ہو زید (یعنی خرید
 کی صورت میں اگر مر جاو اور بائع اور مشتری اس کو مرنے سے پہلے یا چھ اقالہ کو دین
 تو وہ نو صورتیں اقالہ باطل ہو جاتا ہے اور (اگر بیع سلم میں ایک دعویٰ ہو کر جو خراب
 چیز تھی اور وہ سرانکار کرے یا ایک کہہ کہ ادا کیو سلطو مت ٹھہری تھی اور دوسرا منکر
 ہو تو) قول اسکا مستبر ہوگا جو مدعی خراب ہونیکا یا مدت کے ٹھہرنیکا ہو اور جو اچھا منکر
 ہوگا اسکا قول مقبر ہوگا (اسلمو کہ مدعی کا قول معاملہ سلم کے موافق ہے کہ سلم میں
 بیان صفت اور بیان مدت ضرور ہوتا ہے اور منکر کا قول اس کے خلاف ہے اور مذہبی
 طشت اور موزہ اور آفتابہ جیسی چیزیں درست ہے اور ایسی چیزیں نگو کار گیر سے
 سائی پر ہونا بھی جائز ہے مگر بنوانے والیکو دیکھو پر اختیار ہے (چاہے لے
 یا نہ لے) اور کار گیر کو اختیار ہے کہ بدون بنوانیو ایسکے دیکھو اپنی چیز دوسرے کو ہاتھ
 فروخت کر دی اور اگر ان چیزیں نگو بنا کر دینو کا کوئی وقت معین کر دیا جاو دی تو اسکا
 مال بیع سلم کا سا ہوگا +

مستبر
مستبر

مسائل مشرقہ (یعنی بیع کے مختلف مسئلے) گتھ اور جتھ اور زمرہ جانور و
 اور پرندوں کی بیع درست ہے۔ ذمی سوار شراب اور سور کے اور بیعین مثل
 مسلمانکی ہے (سور اور شراب کی بیع مسلمانکو درست نہیں اور ذمی کو درست ہے)

اگر عرصے بھر کسی کہنا کہ اپنا غلام زید کے ہاتھ ہزار کو بیچ ڈال اس شرط سے کہ
 میں ہزار کے سوا سوا روپیہ کا بھگو ضامن ہوں اور بکرنے ایسا ہی کیا تو بیع درست
 ہوگی اور ضامن ہونا باطل ہے ناں اگر عروا تھا اور کہہ دی کہ قیمت سی (یعنی ہزار
 کے سوا سوا روپیہ کا قیمت سی ضامن ہوں) تو اس صورت میں بکر کے ہزار تو زید پر ہوگا
 اور سوا روپیہ اگر لونڈی کا عروا نہ اپنی بی بی خریدی اور بعد خرید نیکی اس شخصیت
 کو تو بعد محبت کرنا حکم قبضہ کرنا رکھتا ہے (دوسری قبضہ کی حاجت نہیں) مگر اگر
 عقد نکاح (بدون محبت کے) حکم قبضہ کا نہیں رکھتا اگر زید نے غلام مول لیا اور
 کہیں چلا گیا اور بائع نے گواہ گذارنے کہ میں نے غلام کو زید کے ہاتھ بیچا ہے (اور دام
 نہیں پائے) اور زید کا ٹھکانا پتا معلوم ہے (کہ اس جگہ ہی) تو (اس صورت میں) غلام
 بائع کے قرضہ میں فروخت نہیں کیا جائیگا اور اگر اس کا پتا معلوم نہ ہو کہ کہاں گیا
 ہے تو غلام مذکور بائع کا دام ادا کرنے کی بابت فروخت کر دیا جائیگا۔ اگر وہ شخص
 نے ایک چیز مول لی اور ایک غائب ہو گیا تو موجود کو اختیار ہے کہ بائع کو کل دام دیکر
 بیع پر قبضہ کر لے اور اس کو اپنی پاس رہی دے جب تک کہ اپنی شریک سوا روپیہ کے
 حصہ کے دام نہ بھر لے اور جو شخص ایک لونڈی ہزار مثقال سونے چاندی کے
 عوض فروخت کرے تو دو نوں نصف نصف ہونگے (یعنی پانسو سونے کے اور
 پانسو چاندی کے) اور اگر کہے داموں کے عوض میں کہوئے بائع کے حوالہ کرے
 اور رہ جاتے رہی تو دام ادا ہو گئی۔ اگر کسی شخص کی زمین میں پرندے نکالیں یا
 انڈی دین یا ہرن رہی گئے تو وہ اس کے ہونگے جو اذکو پکڑ لے (خاص زمین
 والے کے ہونگے) جو چیزیں کہ شرط فاسد ہو باطل ہو جاتی ہیں اور شرط فاسد سے

۹
 اگر عروا نہ اپنی بی بی خریدی اور بعد خرید نیکی اس شخصیت کو تو بعد محبت کرنا حکم قبضہ کرنا رکھتا ہے (دوسری قبضہ کی حاجت نہیں) مگر اگر عقد نکاح (بدون محبت کے) حکم قبضہ کا نہیں رکھتا اگر زید نے غلام مول لیا اور کہیں چلا گیا اور بائع نے گواہ گذارنے کہ میں نے غلام کو زید کے ہاتھ بیچا ہے (اور دام نہیں پائے) اور زید کا ٹھکانا پتا معلوم ہے (کہ اس جگہ ہی) تو (اس صورت میں) غلام بائع کے قرضہ میں فروخت نہیں کیا جائیگا اور اگر اس کا پتا معلوم نہ ہو کہ کہاں گیا ہے تو غلام مذکور بائع کا دام ادا کرنے کی بابت فروخت کر دیا جائیگا۔ اگر وہ شخص نے ایک چیز مول لی اور ایک غائب ہو گیا تو موجود کو اختیار ہے کہ بائع کو کل دام دیکر بیع پر قبضہ کر لے اور اس کو اپنی پاس رہی دے جب تک کہ اپنی شریک سوا روپیہ کے حصہ کے دام نہ بھر لے اور جو شخص ایک لونڈی ہزار مثقال سونے چاندی کے عوض فروخت کرے تو دو نوں نصف نصف ہونگے (یعنی پانسو سونے کے اور پانسو چاندی کے) اور اگر کہے داموں کے عوض میں کہوئے بائع کے حوالہ کرے اور رہ جاتے رہی تو دام ادا ہو گئی۔ اگر کسی شخص کی زمین میں پرندے نکالیں یا انڈی دین یا ہرن رہی گئے تو وہ اس کے ہونگے جو اذکو پکڑ لے (خاص زمین والے کے ہونگے) جو چیزیں کہ شرط فاسد ہو باطل ہو جاتی ہیں اور شرط فاسد سے

انکو مشروط کرنا درست نہیں، وہ بچہ بین بیع اور قسمت اور اجارہ اور بیع فضولی کی اجازت اور رجعت اور مال کی عوض صلح کرنی اور قرض سہو بری کرنا اور وکیل کو معزول کرنا اور اعتکاف کو اپنی ذمہ پر لازم کرنا اور کھیتی بیکر آپسین کرنی اور ذخون کو بیکر بانی دینا اور کسی حق کا اقرار کرنا اور کسی چیز کو وقف کرنا اور کسیکو پنج منفر کرنا کہ ان سب میں اگر شرط فاسد ہوگی یا شرط فاسد پر مشروط ہوئے تو عقد باطل ہوگا اور جو چیزیں شرط فاسد سے باطل نہیں ہوتیں وہ بچہ بین قرض اور ہبہ اور صدقہ اور نکاح اور طلاق اور خلع اور آزاد کرنا اور گرد کرنا اور وصیت کرنا اور کسی کو اپنا وصی مقرر کرنا اور شرکت اور مضاربہ اور قاضی کرنا اور امیر بنانا اور ضمان ہونا اور حوالہ کرنا اور وکالت کرنا اور بیع کا اقالہ کرنا اور غلام کو مکاتب کرنا اور اسکو تجارت کی اجازت دینی اور بچہ کے نسب کا دعویٰ کرنا اور جو خون دلستہ ہوا ہو اس سے صلح کرنی اور زخم سے صلح کرنی اور جزیہ دینے کا معاملہ کرنا اور بیع کی واپسی کو عیب کے سبب یا شرط کے اختیار کے باعث پر مشروط کرنا اور قاضی کو معزول کرنا کہ ان سب صورتوں میں اگر شرط فاسد سے مشروط کر لیا تو معاملہ درست ہوگا اور مشروط کرنا باطل ہے

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰

باب بیع صرف (یعنی نقد کو نقد کے عوض بیچنے) کے بیان میں۔ صفحہ ۱۲
بیع کو کہتے ہیں کہ ایک شے کو دوسرے شے کے عوض میں فروخت کرے (مثلاً روپیہ کو
اشرفی کے عوض یا سونے چاندی کے عوض خواہ روپیہ کو روپیہ کے عوض) پھر
اگر دونوں ایک جنس کے شے ہوں (مثلاً روپیہ کو روپیہ کے عوض یا اشرفی کو اشرفی کے
عوض فروخت کرنا چاہیں) تو بیع کی درستی کے لئے مشروط بھی ہو کہ دونوں تو لیں بڑا

ہون (کم زیادہ نہوں اور بائع) اور مشتری کا قبضہ مجلس عقد میں ہو جاوے اگر پہ
 دو نو چیزیں خوبی اور گزشت میں جدا ہوں (مثلاً اگر چہرہ دار و پیرہ کو لکھنؤ کے روپیہ
 بدلیں تو بیع اسوقت درست ہوگی کہ دو نو وزن میں برابر ہوں اور اسی مجلس میں
 قبضہ کر لیا جاوے گو سکہ اور گزشت میں فرق ہو) اور اگر دو جنس کے ثمن کا مبادلہ ہے
 (مثلاً روپیہ کو اشرفی کے عوض پچھا منظور ہو) تو اس میں شرط صرف یہ ہے کہ بائع اور
 مشتری مجلس عقد میں قبضہ کر لیں (وزن کی برابر ہی شرط نہیں) اس سے یہ بھٹکا کر
 اگر سونے کو چاندی کے عوض اٹکل سے پچھن اور اسی مجلس میں قبضہ کر لیں یہ بھی
 درست ہوگی (اسلئے کہ دو جنسوں کے ہونے کی جہت سے وزن کی قیادت کا تو مفسد نہیں
 نہیں مگر مجلس میں قبضہ کرنا لازم تھا وہ ہو چکا) بیع صرف میں قبضہ کر نیسے پیشتر
 ثمن میں نصف کرنا درست نہیں مثلاً ایک اشرفی کے روپیہ بھٹا کر اور انکو بدو
 قبضہ کر مشتری خوش آمد کے عوض میں ایک تہاں خرید لیا تو اس تہاں کی بیع فاسد ہوگی
 (اسلئے کہ ثمن میں قبضہ سو پیشتر تصرف کیا) اگر بائع نے ایک لوندی منسلی نہیں دو
 ہزار کو بیچی کہ ہر ایک کی قیمت ہزار ہے اور مشتری نے ہزار روپیہ اسکو اسوقت دے دی
 تو بھہ ہزار منسلی کے دام ہونگے (اسلئے کہ منسلی کی بیع صرف میں داخل ہو تو مشتری
 پہلے کے لہو ہزار نقد کو منسلی کا دام ٹھہرا دیئے) اور اگر دو ہزار کو خریدے اسلئے کہ ہزار
 اور ہزار اور نقد منسلی کا دام ہو گا تاکہ بیع درست ہو۔ اگر بائع نے ایک تلوار سو
 کو بیچی جس میں پچاس کا زیور ہے اور مشتری نے بھہ نقد دے دی تو بھہ او میں زیور کا دام ہے
 اگر چہ مشتری نہ کہی کہ بھہ زیور کا دام ہے یا بھہ کہہ دی کہ بھہ پچاس منجملہ دو نو کے دام
 کے ہے اور اگر بائع اور مشتری مول تول کر کے بدو لہو دے علیحدہ ہو جاوے تو اگر

زیور بتوار کا اس طرح لگا ہو گا کہ بدون ضرر کے اس سے علیحدہ ہو سکتا ہے تب تو تلواری ہی
 درست ہوگی اور بدیور کی باطل اور اگر اس طرح لگا ہو کہ بدون ضرر کے جدا نہ ہو سکے تو بدیور
 کی بیع باطل ہوگی۔ اور اگر بائع نے ایک چاندی کا برتن فروخت کیا اور مشتری کسی
 دائم لے لیا اور وہ فو علیحدہ ہو گیا تو جو عقد کا دائم لیا اس عقد کی بیع درست ہوگی اور
 برتن بائع اور مشتری و دونوں میں مشترک رہے گا اور اگر دو سین سو تھوڑا سا کسی اور کا
 نخل آویز (مشتری کو اختیار ہے) چاہے باقی برتن کو حصہ رسد دائم دیگر لیے خواہ بائع
 کو واپس کر دے اور اگر چاندی کا ٹکڑا بائع نے فروخت کیا اور دو سین سو تھوڑا سا کسی اور کا
 کا نخل تو مشتری باقی کا ٹکڑا حصہ رسد دائم کے عوض لے لے پھیر دینے کا اختیار نہیں
 (اس لئے کہ برتن میں مشترک نہ نقصان ہوتا ہے اس لئے پھیرنے کا اختیار دیا گیا اور چاندی
 کے ٹکڑے میں شرکت سے کچھ نقصان نہیں اس لئے پھیرنے کا اختیار
 نہ ہوگا) اور جن صورتوں میں کہ ایک جنس مقابل دوسری جنس ہو سکتی ہو انکی بیع کی بھی
 کے ساتھ درست ہے (مثلاً ایک اشرفی اور دو روپیہ کو وہ اشرفی اور ایک روپیہ
 غنیمت یا چمنا اور ایک ایک پتہ گہنوں اور جو کو وہ نو کے دو روپیہ کے عوض اور گیارہ
 روپیہ کو وٹس روپیہ اور ایک اشرفی کے عوض اور ایک کپڑا اور دو کھوٹے ٹکڑے روپیہ کو
 دو کپڑے اور ایک کپڑے روپیہ کے عوض فروخت کرنا اور ایک اشرفی کو لیس روپیہ
 کے عوض بیچنا جو بائع کے ذمہ قرض ہیں یا مطلق وٹس روپیہ کو بیچنا اور پہلی صورت میں
 بائع اشرفی مشتری کے حوالہ کرے اور اس کے عوض کے وٹس روپیہ اپنی ذمہ کے قرض
 میں مجرا دے (یعنی نہ بائع مشتری کو کچھ لے نہ مشتری بائع سے اور وہ ان معاملات کی
 درستی کی جگہ ہو کہ وہ روپیہ مقابل ایک اشرفی کے اور وہ اشرفی مقابل ایک روپیہ کے

اگر مشتری
 کو اختیار ہے
 کہ وہ بائع
 کو واپس کر دے
 تو بیع درست ہے

اگر مشتری
 کو اختیار ہے
 کہ وہ بائع
 کو واپس کر دے
 تو بیع درست ہے

ہو سکتے ہیں اس طرح دو پلہ گینوں کے جو کے ایک پلہ کے عوض اور دو جو کے گینوں
 کے ایک کی عوض ہو سکتے ہیں) اور جن چیز و عین کہ چاندی اور سونا غالب ہو وہ سونا
 چاندی ہی ہیں (یعنی ملونی کے سکون وغیرہ میں اگر سونا یا چاندی زیادہ ہو تو اسکا
 حکم نرمی چاندی سونے کا ہے) یہاں تک کہ اگر تے میل خالص چاندی سونے کو میل
 کے عوض فروخت کریں یا دو نوٹس (مین) میلدار ہی ہوں تو انکی بیع بدون وزن کے
 برابر ہو سیکے درست ہوگی (مثلاً ایک اچھو روپیہ کو کھوٹے کی عوض فروخت کریں تو
 بیع جب درست ہوگی کہ دو نوٹس برابر ہوں اور جس صورت میں کہ وزن مختلف ہو بیع
 ناجائز ہوگی ان اگر تول کی کمی واسے کیٹسٹریٹ لگایا جاوے تو بیع درست ہوگی) اور
 ایسے روپیہ کا قرض لینا بھی وزن ہی سے درست ہے (شمار سے نہیں) اور جن
 روپیوں اور شرفیوں میں میل کی چیز غالب ہو وہ روپیوں اور شرفیوں کے حکم میں ہیں
 ایسی سکون کو جس کے ساتھ کمی بیشی ہو چکا درست ہو اور انکا قرض لینا رواج کے موافق
 وزن یا شمار یا دو نوٹس سے درست ہو اور اگر ایسی سکون کا رواج ہو تو ثمن میں انکو قرض
 دینا بھی معین نہونگے (مثلاً ایسی نٹل سکون کی عوض کوئی چیز لی تو یہ ضرور نہیں کہ جو
 بائع نے دیکھی ہوں وہی دیوے بلکہ اسنے کوئی سی وٹس دیوے ہی دے سکتا ہے) اور اگر
 رواج اٹکا نہ ہو تو معین کرنے سے متین ہو جائیگا (اسلئے کہ اس صورت میں انکا حکم ثمن کا نہیں ہوگا
 بلکہ اسباب کے حکم میں ہونگے) اور جن سکون میں ملونی برابر ہو (یعنی جتنی چاندی
 ہو اتنی ہی اور خیرلی ہو پس) انکا حال بیع اور قرض لینے میں (تو) ان سکون کا سا
 جنہیں چاندی زیادہ ہو اور بیع صرف میں ان سکون کا سا ہی جنہیں ملونی زیادہ ہو (یعنی
 کمی بیشی کے ساتھ بیع درست ہوگی مگر مجلس عقد میں قبضہ کرنا شرط ہوگا) اور اگر ان

ستر کی عرض میں لڑائی زیادہ ہو یا راجہ پیسوں کے بدلے میں کسی چیز کو مل گیا اور
 بہن بکریں یا پیسوں کا چلن نہ تو بیع باطل ہو جاوے گی اور راجہ پیسوں کے عوض
 بیع درست ہو اگر یہ عین ملک و جاؤں (اسلوگوں) راجہ پیسوں میں بدل دیئے گئے ہوں اور راجہ
 کی صورت میں ٹمن ہوا کرتے ہوں (اور نہ چلن پیسوں کی عوض میں بیع درست نہیں ہے)
 کہ اگر وہ عین ملک و جاؤں (اسلوگوں) راجہ پیسے میں بدل سبب کے ہیں اگر ایک شخص نے پیسے
 توڑنے سے تمہید کر دینے چلن ہو گئے تو وہ بیع ہو کہ دوسری بیع ہے قرعہ خواہ کھلا
 کر ہو (بسیا کہ قرعہ کا حکم جو ان پیسوں کی قیمت بٹانی واجب نہیں) اور اگر کوئی بیع
 نصف روپیہ کے پیسوں کی عرض میں کر دے تو بیع درست ہوگی (اور نصف روپیہ کے پیسے
 دینے پر بیگے) اور اگر صرف کو ایک روپیہ دے اور بیع ہو کہ چھو ایک بیٹھی رانی کر کے
 آٹھ آنے پیسے دیدے تو صحیح ہو (اسلوگوں نصف روپیہ رانی کر کے تو ابھی رانی کر کے
 مقابل ہو گا اور باقی یعنی نصف روپیہ رانی زیادہ مقابل پیسوں کے ہو جاوے گا)

در فضیلت

اس میں (کنیسے) ضامن ہونے کی بیان ہو تو دوسرے کے لئے ضامن ہونا نہ ملتا
 میں ضمانت کہلاتا ہو (یعنی جو ہر ماخذ اور تھاں ضامن دوسرے کے لئے ہو اسکو ہر ماخذ
 لے لینا کفالت اور ضمانتی ہو تو انہم ہر کہ جو شخص ضامن ہوتا ہو اسکو کفیل کہتے ہیں
 اور جسکی طرف سے ضامن ہوتا ہو اسکو کفیل کہتے ہیں (جو کفیل ضامن ہوتا ہو اسکو کفیل کہتے ہیں)
 کہتے ہیں ہر ضامن کی دو قسمیں ہیں اول قسم ضامن ذات کی یعنی حاکم ضامن
 (اور دوم) دوسرے ہر کو ایک شخص کے کسی ضامن ہوں (کہ ہر شخص اسکا باختر ضامن ہو جاوے گا)
 اور باختر ضامن اس طرح کہتے ہیں جو کسی کو کفیل ہوں کہ میں اسکی ذات کا کفیل ہوں

یا ایسی جہزہ کا کفیل کہ جس سے جو بدن مراد ہوتا ہو (مثلاً کہو کہ اس کے منہ خواہ گردن
خواہ سر وغیرہ کا کفیل ہوں) یا جزو غیر منہ کا کفیل یا دوسری مثلاً کہو کہ اس کے آدھے
یا خٹائی یا چوتھائی کا ضامن ہوں یا چھ کہو کہ میں اس کا ضامن ہوا یا یوں کہو کہ مجھے
شخص مسیکر زمر پر ہی یا میرے لطیفہ سے ہی یا میں اس کا ذمہ دار یا طرفدار ہوں (تو ان
سب الفاظ سے ضامن ہو جاتا ہے) لیکن اگر یوں کہیں کہ میں اس کے بچانے کا ضامن
ہوں تو (اس جملہ سے) ضامن نہ ہوگا اگر ضامن کھالت میں شرط کر دی کہ کفول عندہ کو فلا
وقت حاضر کر دو گا تو اس وقت میں اگر کفول نہ در خواست کرے تو اس کو لازم ہوگا
کفول عندہ کو حاضر کر دے یا اگر حاضر کر دے تو بہتر روزہ حاکم ضامن کو قید کر دے اور اگر
کفول عندہ وہاں نہ ہو تو حاکم ضامن کو اتنی مہلت دے کہ ضامن اس کی پاس جا دے اور
چلا آدے پس اگر اس قدر مدت ہی گزر جاوے اور حاضر نہ کرے تو حاکم ضامن کو قید کرے
اور اگر کفول عندہ ایسا غائب ہو کہ اس کا پتا نہ ہو تو ضامن سے مواخذہ نہ ہوگا
(اور نہ وہ قید ہوگا) اگر ضامن نے کفول عندہ کو ایسی جگہ حاضر کر دیا کہ کفول لم یأت من
سے جہزہ سکتا ہو مثلاً کسی شہر میں حاضر کر دیا تو ضامن ضمانت سے بری ہوا۔ اور اگر قاضی
کی کچہری میں حاضر کر دیا ٹھہرا تھا تو وہاں حاضر کرنا پڑیگا کفول عندہ کے مرنے سے یا ضامن
کے مرنے سے کفالت باطل ہو جاتی ہے مگر کفول لم یأت سے مرنے سے باطل نہیں ہوتی۔ ضامن
حق ضمانت سے بری ہو جاتا ہے اگر کفول عندہ کو کفول لم یأت کے حوالہ کر دے اگرچہ کفالت کرنے
میں مجھ نہا ہو کہ اگر میں سپرد کر دوں گا تو بری ہو جاؤں گا۔ یہی طوم اگر کفول عندہ خود حاضر
ہو جاوے تب بھی ضامن ضمانت سے بری ہو جاوے گا۔ اگر ضامن کے وکیل نے کفول عندہ
کو ضامن کی طرح حاضر کر دیا یا ضامن کے قاصد نے اس کو حاضر کر دیا تو بھی ضامن

بری ہو گیا۔ اگر ضامن کہو کہ جو تک کو میں حاضر کروں تو میں ضامن ہوں اس کا
 جو اوپر ہو اور پہر کل کو حاضر نہ ہو یا مکتول عند مراد ہو تو ضامن کو اس قدر مال بنا کر
 ہو اگر ایک شخص دوسرے پر سہ ماہی کا دعویٰ کرے اور یہ شخص کہو کہ اگر میں کل
 اس کو نہ لادوں تو یہ سوا شرفی مجھ پر حسین اور پہر کل کو اس کو نہ پونچا دو تو سوا شرفی
 اس کو نہ پونچا دو۔ ایک شخص کسی حد یا قصاص میں داخل ہو تو اس سے جو گناہاں آجائے
 کہ تو اپنا حاضر ضامن کہو کہ اس کو (لیکن اگر وہ خوشی ہو تو وہ مضائقہ نہیں) جب تک
 تو ہوں سوا الحال با ایک گواہ عادل کی گواہی نہ گذرے تب تک حد یا قصاص کی علت
 میں وہ علیہ کو قید کرنا چاہیے دوسری (قسم ضمانت کی) البتہ یہی ہو (اور وہ
 ہے) گو مال کی مقدار معلوم نہ ہو مگر مکتول عند کے وہ چار دین صحیح ہو اور وہ ان الفاظ
 سے ہوتی ہے کہ ایک شخص یوں کہو کہ میں بڑا دوسرے کا اس کی طرف سے ضامن ہوں یا
 جو تیرا دوسرے اس کا جو تیرا قصاص ہو اس سے میں اس کا یا جو تو نے غلام سے میری
 یا جو کچھ تیرا دوسرے ذمہ ثابت ہو وہ میرے ذمہ ہو یا جو کچھ فلاں شخص چھین لے وہ
 مجھ پر (ان سب صورتوں میں ضامن ہو جاوے گا) اب مدعی ضامن اور قرضدار دونوں
 مواخذہ کر سکتا ہے لیکن اگر شرط ظہر جاوے کہ قرضدار بری ہو تو (البتہ میں ضامن سے)
 قاضی سکا اور اس صورت میں کہ کفالت حوالہ ہو جاتی ہو (یعنی قرض ضامن پر لگتا
 ہے) اگر حوالہ میں حوالہ کرنا ایسے بری الذمہ ہو تو قید نہ ہو تو وہ کفالت ہو جاتی ہو
 اگر مدعی ضامن اور قرضدار میں کسی سے قضا کا کہو تو اس کو دوسرے سے بھی
 قضا درست ہو (یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ دوسرا بری الذمہ بنیاد ہو) کفالت کا مکتول
 کرنا اس شرط پر جو مناسب عقد ہو درست ہو اور شرط میں طرہ عقد کفالت کے مکتول

ہوا کرتی ہے یا تو یہ کہ مفعول غنہ کے ذمہ پر کوئی حق لازم ہوتا ہو اسکی شرط پڑے گی
 کہی کہ اگر مبیع کسی اور کی نئی تو میں ضامن ہوں یا شرط نہ ہو مفعول غنہ سے من مدعی ہوا
 ہو سکے گا ذریعہ بڑی مثلاً اگر یہ مفعول غنہ ہوا اور کفالت اسکی کوئی یون کرے کہ اگر
 اوگیا تو میں اسکا ضامن ہوں یا مدعی کا حق مدعا علیہ سے وصول ہونا مشوار ہوا اسکی
 شرط کفالت میں بیان کر دیا ہو مثلاً یون کہی کہ اگر مدعا علیہ شہر سے ہوا چاہے
 ضامن ہوں (تو اسطرح کی شرطیں درست ہیں) مگر (شرط نامناسب درست نہیں) مثلاً
 یون کہنا صحیح نہیں کہ اگر ہوا چلی تو میں ضامن ہوں (کیونکہ ہوا کا چلنا جسکے مناسب
 نہیں) پس اگر اسطرح کی شرط ناجائز کی تو کفالت صحیح ہو اور مال فوراً دیا دیا ہو کہ
 (اس شرط کے پائے جانے پر موقوف نہ ہوگا) ضامن نے کہا کہ جو مدعا علیہ پر مدعی کا
 نکلے میں اسکا ضامن ہوں اور مدعی گواہ لایا کہ میری ادبہر زر میں تو ضامن کو ہزار
 ہو سکے اور اگر مدعی گواہ نہ لادے تو جتنا ضامن قسم کہا کرتا وہی استقید کا ضامن ہو گا اور
 مفعول غنہ کا کہنا کفیل پر جاری نہ ہوگا (یعنی جسقدر مفعول غنہ اپنی ادبہر بیان کرے گا وہی
 کفیل کو نہیں دینا پڑے گا) اور ضمانت مفعول غنہ کی اجازت سے اور بدو ن اجازت دونوں
 طرح درست ہے پس اگر مفعول غنہ کے کہنے سے ضامن ہوا ہے تو جسقدر اسکو مفعول غنہ کی
 سوا دکرنا پڑے وہ اس سے ہے اور اگر اس کے حکم سے ضامن نہیں ہوا ہے تو مفعول غنہ سے
 کچھ نہیں لے سکتا کفیل مفعول غنہ سے قفا ضامن کر جب تک کہ مفعول غنہ کو اسکی طرف سے
 اور اگر مفعول غنہ کے ساتھ ساتھ ہی تو کفیل بھی اصل یعنی مفعول غنہ کے ساتھ
 پھرے۔ کفیل بری ہو جاتا ہے اصل کے ادا کر دینے سے۔ اگر مدعی اصل کو بری کر دے یا
 سے قفا ضامن کو ٹال دے تو کفیل بھی بری ہو جائیگا اور قفا ضامن بھی اسے نہ لے سکتا اسکی برکت

(یعنی اگر کفیل کو دعویٰ برسی کر دی یا دوسرے سے تلافی کو مال دے تو اس میں
 نہ ہوگا نہ دوسرے کو تلافی ملے گی) اس میں کفیل میں سے کسی نے صاحب مال سے جس کے
 لئے غویہ پاس پر صلح کر لی تو باقی سود و نوبری ہو گی۔ اگر صاحب مال کفیل سے کہہ کر
 مال کا تو کفیل پر وہ میں نے تجھ سے بھرایا تو کفیل اس میں سودہ مال ہے (گو یا اس میں کفیل
 سے کفیل نے مال ادا کیا ہو اس لئے کہ صاحب مال کو اس کا اقرار ہے) اور جب صاحب مال
 یوں کہہ کر نوبری ہو یا میں نے تجھ کو برسی کیا تو کفیل اس میں سودہ نہیں ہے بلکہ
 یہ کہہ کر اس سے کہیں کفیل نے اس میں کفیل سے کہہ نہیں ادا کیا اور نہ صاحب مال کو کچھ لینے کا
 اقرار ہے۔ اگر یوں کہہ کر اگر ایسا ہو تو فاسد میں برسی ہے (یعنی برسی بڑی کی) کوئی شرط
 برسی تو یہ شرط باطل ہے (یعنی کفیل برسی نہ ہوگا) فاسد میں حد و اربعہ اس کے لئے
 میں اور بیع اور گدہ چیز اور امانت کی ضمانتی باطل ہے لیکن ضمان کی ضمانت اور مضبوط
 نیز کی ادا اس شو کی جو مشتری خرید کر نیکی کے قصد سے لے آیا ہو اور یہ ہم فاسد کی بیعت کی اور
 ہے باطل ہے کفالت لاؤنے کی کسی خاص کرایہ کے چاہدہ پر اور غیہ میں کہ فی حلال
 میں کی جو خدمت کیو اسطو جو وہ دار مقرر ہو۔ اس طرح باطل ہے کفالت بدون طالب
 کفالت کے قبول کر نیکی اسی مجلس میں (یعنی حاضر فاسد میں اور مال فاسد میں یہ بیعت
 کو کہ کفول لئے مجلس حد میں ان سے) اگر رضی کا وارث کفیل ہو اور رضی کا تو اس میں
 غیر قبول کرنے طالب کے کفالت جائز ہو اس طرح کفالت مردہ مجلس کی یہ قبول
 الیکے معتمد ہو وکیل کو موکل کیو اسطو اس چیز کی قیمت کا فاسد میں ہونا جسے
 و باطل ہے اس طرح مضارب کو رب المال کے لئے حساب مضاربیت کی قیمت کی ضمانت
 رنی یا دوسرے میں سے ایک کو فاسد میں دوسرے کا تو ناشر مشتری کی قیمت کی ضمانت

[illegible]

(مثلاً اگر غلام مشترک دو نوکا ایک ہی عقد میں بیٹے تو ایک کو دوسری کی ضمانت کرنی
باطل ہے اور اگر دو عقد میں آدمی ایک اور پہر ایک شریک دوسرے کا ضمانت ہو تو صحیح
عقد دیکھ لفظ کے ساتھ کفالت باطل ہے (اسو اسٹیٹ کے عہد کے کئی معنی ہیں کاغذ
وثیقہ عقد حقوق عقد خیار شرط ضمانت و رک پس بسبب جہالت میں کفالت
صحیح نہیں) اس بطور باطل ہے کفالت چھڑانے کی (کہ نہ چھڑانے کے معنی یہ ہیں کہ بیع
اوسکے مستحق ہو چوڑا کر مشتری کو دیدی اور اس پر کفیل کو عقد ضمانت نہیں ہوا اور باطل ہے
کفالت مال کی ثابت کی (مکاتب کی طرف سے) فصل اگر مدعا علیہ کیلئے ضرر مطلوب ہے پہلے اس
سے کہ کفیل نے مدعی کو دیا ہو تو اب اس سے نہ پھرے (کہ نہ کفیل نے کو ابھی شکوہ نہیں
دیا ہو اگر آگے کو تو دیکھا) اس مال کی تجارت ہو اگر کفیل کچھ بد کرے مدعی کو دینے سے
پہلے تو یہ نفع کفیل کا ہو مگر مدعا علیہ کو پھر دینا اس نفع کا اشتقاق مستحب ہو کہ مال مذکور
شے معین ہو (نہ نقد) اگر مدعا علیہ اپنی کفیل سے کہی کہ مجھ سے بیع عینہ کرے یعنی مثلاً
اطلس شریعت خرید دی اور پہر اوسکو بیچکر مفلول کہ کو میری طرف سے دیدی اور کفیل ایسا
کرے تو یہ خرید کفیل کی ہو مگر جو نفع کہ اس اطلس کے بائع نے لیا وہ کفیل کے ذمہ
ہے نہ مفلول عہد کے واضح ہو کہ بیع عینہ اوسکو کہتے ہیں کہ سو روپیہ اودمار کو کسی سے
کچھ خرید کر ۹۰ روپیہ نقد کو اور کے ہاتھ بیچا اسے پس صورت مذکورہ میں کفیل مفلول
کے کہی ہو اسکا وکیل نہیں ہو جائیگا کہ نفع نقصان اس کے موکل کے ذمہ ہو بلکہ کفیل
اور جو اس میں نقصان پادہ کفیل کے ذمہ ہو کیونکہ جب ایک چیز قرض مولیٰ اور نقد
بیچی تو کچھ نقصان ضرور ہوگا اور اس شے کے بائع کو نفع رہیگا) جو شخص کفیل ہو اس مال
کا جو مدعی کا مدعا علیہ کے ذمہ نکلیا اوسکا جو حاکم مدعی کو مدعا علیہ سے دلا دی اور مدعی

کفالت مال کی ثابت کی (مکاتب کی طرف سے) فصل اگر مدعا علیہ کیلئے ضرر مطلوب ہے پہلے اس سے کہ کفیل نے مدعی کو دیا ہو تو اب اس سے نہ پھرے (کہ نہ کفیل نے کو ابھی شکوہ نہیں دیا ہو اگر آگے کو تو دیکھا) اس مال کی تجارت ہو اگر کفیل کچھ بد کرے مدعی کو دینے سے پہلے تو یہ نفع کفیل کا ہو مگر مدعا علیہ کو پھر دینا اس نفع کا اشتقاق مستحب ہو کہ مال مذکور شے معین ہو (نہ نقد) اگر مدعا علیہ اپنی کفیل سے کہی کہ مجھ سے بیع عینہ کرے یعنی مثلاً اطلس شریعت خرید دی اور پہر اوسکو بیچکر مفلول کہ کو میری طرف سے دیدی اور کفیل ایسا کرے تو یہ خرید کفیل کی ہو مگر جو نفع کہ اس اطلس کے بائع نے لیا وہ کفیل کے ذمہ ہے نہ مفلول عہد کے واضح ہو کہ بیع عینہ اوسکو کہتے ہیں کہ سو روپیہ اودمار کو کسی سے کچھ خرید کر ۹۰ روپیہ نقد کو اور کے ہاتھ بیچا اسے پس صورت مذکورہ میں کفیل مفلول کے کہی ہو اسکا وکیل نہیں ہو جائیگا کہ نفع نقصان اس کے موکل کے ذمہ ہو بلکہ کفیل اور جو اس میں نقصان پادہ کفیل کے ذمہ ہو کیونکہ جب ایک چیز قرض مولیٰ اور نقد بیچی تو کچھ نقصان ضرور ہوگا اور اس شے کے بائع کو نفع رہیگا) جو شخص کفیل ہو اس مال کا جو مدعی کا مدعا علیہ کے ذمہ نکلیا اوسکا جو حاکم مدعی کو مدعا علیہ سے دلا دی اور مدعی

قاضی ہو جاوے اور پھر مدعی کفیل پر گواہ لادے ہفتہ ہون کے کہ میسر مدعا علیہ ہوا
 روایت آتے تھے یہ گواہ اس کے مقبول نہ ہون کے (یعنی کفیل سے ہزارہ و لواحقین جو مدعی
 بہت تک مدعا علیہ حاضر نہ ہو) اور اگر مدعی ہفتہ کے گواہ لادے کہ میرا مدعا علیہ ہر
 اس قدر روپیہ یا مال ہے اور کچھ شخص اس کا کفیل ہے اس کے حکم سے نوادہ اس مال کے
 بلائیکا کفیل اور مدعا علیہ قاضی و دونوں سے حکم کیا جاوے گا اور اگر گواہوں میں کسی
 حکم مدعا علیہ کے کفیل ہونا ثابت ہو تو فقط کفیل ہی سہی وہ مال دلا جاوے گا۔ اگر
 شخص کفیل ہوا اس کا کہ اگر مبیع کسی اور کی تخلیقی نوٹن میسر وہ یہ تو یہ کفالت
 گویا اس بیع کا مان لینا اور اقبال ہو (یعنی اگر پھر یہ کفیل کہے کہ کچھ شریعت میں سے
 لی ہے تو سنا سنا گیا) معینا یہ پر گواہی یا مدکر دینی اس بیع کا مان لینا نہیں ہے
 (بجائیک کہ اگر یہ گواہ دعویٰ کرے کہ بیع میں نے خریدی ہے تو سنا سنا گیا) کو
 گواہی اور مہر سے تو اتنا ہی ثابت ہے کہ عقد ہوئی خواہ کسی ہی ہو فارسیہ یا اطل یا سمجھا
 اگر ایک شخص ضامن ہو اور دوسری کی طرف سے اس کے زمین کے خراج کا یا خراج کے بدلے
 میں کوئی شے گرور کہی یا آفات و حوادث کا ضامن ہوا (یعنی کہا کہ اگر حادثہ پڑ گیا تو
 مجھے پھر) یا کسی چیز کو شریک نہیں باضمن کا ضامن ہوا تو یہ ضمانت اور زمین وغیرہ
 سب جائز ہیں کفیل اگر کفول رہے کہ کہ میں فلاں شخص کی طرف سے ہوں تو ان سہی
 کا ضامن ہوں جو ایک مہینہ میں اسکو دینے سے اور وہ کہی مہینہ کا وعدہ نہیں کرے بلکہ مال
 میں سے اگر ہر چاہتین تو اس صورت میں ضامن کا قول معتبر ہے یہ نے ایک نوٹن ہی دے
 اور غرض ضامن ہوا کہ اگر نوٹن کسی اور کی تخلیقی تو اسکی دام کا میں ضامن ہوں اور نوٹن ہی
 کسی اور کی تخلیقی تو یہ عمر کسی مواخذہ نہ کرے جب تک کہ قاضی یا قہر حکم نوٹن ہی کی

قیمت واپس کر دینا کا حکم ہے +

باب دو شخصوں کے ضامن بنے ہو اور غلام کی بی بی یا غلام کی بی بی کے
 ہونے کے باوجود دو شخص مشترک خدائے زمین اور ہر ایک دوسری کا ضامن ہوا فرض خواہ
 واسطی تو جو کچھ ایک ادا کرے دوسرے کو دے سکتا ہے نہ کہ اس کا ایک ادا ہی فرض ہے
 زیادہ ادا کر دے تو اس زیادتی کو دوسری سے لے سکتا ہے۔ اگر دو شخص ایک کے
 کفیل ہوئے تو تمام مال کے اور ہر ایک دو نو آپس میں ایک دوسرے کے کفیل ہوئے تو جو کچھ ایک ادا
 کرے اس کا ادا دوسری سے لے یا جو کچھ ادا کیا ہو سب اکیلے سے لے (اگر اس کے حکم سے
 کفالت ہوئی ہو) اگر مدعی ان دونوں کفیلوں میں سے ایک کو بری کر دے تو دوسری سے سب
 مال لے سکتا ہے۔ دو شخص میں شرکت مفادہ ہے اور وہ مفادہ فرض میں اور شرکت
 مذکور ان دونوں نے توڑ ڈالی تو فرض خواہ جس سے چاہو سب فرض وصول کر سکتے ہیں اور
 ہر ایک جہت تک نصف سے زیادہ فرض ادا کر دے دوسری سے کچھ نہیں لے سکتا۔
 اگر ایک شخص اپنے دو غلاموں کو ایک ہی بار مکاتب کرے اور ہر ایک دو نو غلام آپس میں
 ایک دوسرے کے کفیل ہو جائیں تو جو کچھ ایک ادا کرے اس کا ادا دوسری سے وصول
 کرے۔ اسی صورت میں کتابت کے بعد اگر مالک نے دو نو میں سے ایک کو آزاد کر دیا
 تو جو کچھ نہیں آزاد کیا اس کا زر کتابت جس سے چاہو لے سکتا ہے (خواہ اس آزاد
 سے خواہ مکاتب سے اگر آزاد ہو مالک لے تو آزاد مکاتب سے لے سکتا ہے اور اگر مکاتب
 سے لے تو وہ آزاد سے کچھ نہیں لے سکتا۔ جو شخص غلام کا ضامن ہو اس مال کا جو
 آزاد ہی کے اوپر ہے جب الاد ہو (یعنی اگر کوئی ضامن نہ ہو تا بعد از ادایگی کے اوپر
 تعاضل ہو سکتا) صورتیں وہ مال نے محال واجب ہو گا آزاد ہی پر موقوف نہیں ہو

اگر دو شخص
 مشترک خدائے
 زمین اور ہر ایک
 دوسری کا ضامن
 ہوا فرض خواہ
 واسطی تو جو کچھ
 ایک ادا کرے دوسرے
 کو دے سکتا ہے نہ کہ
 اس کا ایک ادا ہی
 فرض ہے

اگر دو شخص
 مشترک خدائے
 زمین اور ہر ایک
 دوسری کا ضامن
 ہوا فرض خواہ
 واسطی تو جو کچھ
 ایک ادا کرے دوسرے
 کو دے سکتا ہے نہ کہ
 اس کا ایک ادا ہی
 فرض ہے

خدمت کے اسو معین کیا ہو (کہ جیسے رہتا چاہیو) ایک شخص نے دوسرے کے پاس غلام کا دوسرا
 کہ میرا جو اس ایک شخص ضامن ہو گیا کہ تمہارا ہو گا تو میں دو ٹکڑا پر غلام مر گیا اور وہی گواہ کیا
 کہ یہ غلام میرا تھا تو ضامن کو غلام کی قیمت دیتی پڑ گئی۔ اگر ایک شخص کسی غلام پر مال کا دوسرا
 کرے اور کوئی شخص غلام کے حاضر کر دینے کا کفیل ہو جاوے اور غلام مر جاوے تو حاضر ضامن
 والا برسی ہو جاوے گا ضمانت سے۔ اگر غلام مالک کا ضامن ہو اور اس کے حکم سے مرے اور مالک اسے
 غلام کو آزاد کر دیا اور غلام نے آزاد سی کے بعد وہ مال دے کر کواد کر دیا یا مالک غلام کا
 ضامن اسکی اجازت سے ہو اور غلام کی آزاد سی کے بعد مال غلام کی ضمانت سے لے لیا تو ان دونوں
 صورتوں میں غلام اور مالک ایک دوسرے سے مطالبہ نہیں کر سکتے (کیونکہ آزاد سی سے پہلے اگر
 ایک دوسری ضمانت سے لے لیا تو وہ دوسرے سے کچھ نہیں لے سکتا تھا اس سبب سے
 آزاد سی کے ہو گا واللہ اعلم)

کتاب المحالۃ

اس میں حوالہ کر دینے کا بیان ہے۔ حوالہ کہتے ہیں فرض کو ایک کے ذمہ سے دوسری پر آنا
 دینا فرض میں حوالہ درست ہے مگر عین میں یعنی معین چیز و عین درست نہیں اگر محال لینے
 فرسخا جس کے مال کو دوسری پر آنا اور محال علیہ جیسے پرا نا را رضی ہوں (تو حوالہ صحیح
 ہو گا) بعد حوالہ کے تخیل یعنی فرض اور جس پر اپنی ذمہ سے ہونا دیا اس فرض سے بری
 ہو جائیگا اگر محال اور محال علیہ کے حوالہ قبول کیا۔ مثال محیل کے اور پہر تقدیرا
 کرے لیکن اگر اس کا حق ہاک ہو جاوے اس طرح کہ محال علیہ انکار کرے اور اس انکار پر قسم
 کہا لے اور اس پر کوئی گواہ بھی حوالہ کے قبول کر نیکا نہ ہو یا محال علیہ مفسس ہوئے
 مر جاوے تو اس صورت میں فرض خواہ اصل فرض دار سے رجوع کر سکتا ہے (کیونکہ جیسے فرض آنا را

شرح

میں اس میں فرض کر دینا
 اور فرض کو ایک کے
 ذمہ سے دوسری پر آنا
 اور فرض کو ایک کے
 ذمہ سے دوسری پر آنا
 اور فرض کو ایک کے
 ذمہ سے دوسری پر آنا

تھا اس سے وصول نہوا) اگر محال علیہ محیل سو وہ مال اس کے جو اوپر اوارا تھا اور محیل کو
 کہ (بین نے منت حوالہ نہیں کیا تھا بلکہ) میرا جو تجھ پر آتا تھا اس کے بدلہ میں میں نے اپنا فرض
 تجھ پر اوار دیا تھا تو (میرے کہنا محیل کا مقبرہ ہو گا) اور بقدر دین اس کو دینا پڑیگا اور محال علیہ
 کے ذمہ پر اس کا قرض ثابت نہوا اور قول محال علیہ کا ہی مقبرہ ہو گا) اگر محیل محال سو کہ
 میں نے حوالہ اس واسطے کیا تھا کہ محال علیہ سو میرے واسطے وصول کر اور محال کہو کہ
 تو نے میرے قرض کو اوپر اوارا تھا جو میرا تجھ پر آتا تھا تو اس میں میں محیل کا قول مقبرہ ہے
 (یعنی خدا حوالہ کرنے سے محیل پر قرض ثابت نہوا) اگر محیل محال علیہ سو کہو کہ زید کے پاس
 میری امانت ہے (اس کو لیکر محال کا قرض جو مجھ پر ہے ادا کر دو) تو مجھ حوالہ دیجیم سو کہ
 ہلاک ہو گئی وہ امانت زید کے پاس تو محال علیہ برہی الذمہ ہو گیا کیونکہ حوالہ تو امانت پر
 تھا اور امانت ضائع ہو گئی تو اس کو اپنی پاس مال دینا نہیں پڑیگا) اگر وہ سب سفلج (اور
 سفاہت جمع ہے) سفتجہ کی جو معرب ہو سفتہ کا یعنی قرض دینا اس طرح کہ خطرہ راہ غیر
 کا نہ ہے جس طرح شدوی ایک جگہ سو دوسری جگہ بیعت میں سفتجہ کی اصل مجھ ہو کہ
 ایک لاشی کو خالی کر کے اس میں مال رکھ کر اپنے ہمراہ لیجاتے تھے تاکہ کسی کو خبر نہوا
 راہ کے خطرہ سے محفوظ رہے *

کتاب القضاء

اس میں قاضی ہونے وغیرہ کا بیان ہے۔ جو شخص گواہی کے قابل ہو وہی قاضی بھی ہو
 ہے۔ فاسق قاضی ہو سکتا ہے جیسو گواہی دے سکتا ہے مگر مناسب نہیں ہو کہ فاسق کو قاضی کیا
 جاوے۔ اگر قاضی عادل ہو اور پرہیزگار ہو تو عدۃ قضا کر
 معزول نہیں ہو جائیگا لیکن لائق معزول کر نیے ہو جائیگا اگر رشوت دیکر کوئی عہدہ قضا

قاضی قاضی ہو گا فاسق فتویٰ دینو کے قابل ہے (یعنی حکم شرعی مسائل فقہیہ میں قابل
 بیان کر دے گی) اور ایک روایت میں فاسق قابل فتویٰ نہیں چاہیے کہ قاضی بدعنوان
 اور سنگدل اور سرکش اور دشمنی کرنے والا نہ ہو۔ قاضی ایسا شخص ہونا چاہیے جسکی پرہیزگاری
 اور عقل اور صلاح اور سمجھ اور حدیث و انبیاء اور صحابہ کے قول وادب و تربیت کی راہوں کے
 عالم ہوئے یا سنا ہو مجتہد ہونا قاضی کے حق میں بہتر ہے (ایسا نہیں کہ بدون اور
 عہدہ قضا درست نہیں مفتی کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے (جیسا قاضی ہو) ایسی شخص کو قضا
 قضا کا اختیار کرنا کر دے ہر جسکو اپنی ظلم کرنے کا خوف ہو اور جو ظلم کرنے کے خوف سے مارا
 ہو تو اس کے حق میں عہدہ قضا کر دے نہیں مگر قاضی ہو جانے کی خواہش نہیں چاہیے
 عہدہ قضا کو بادشاہ عادل اور ظالم اور باغیوں کے یہاں سب جو عادل بادشاہ کو لگنا
 نالاب ہو گئے ہوں لینا جائز ہے جو شخص قاضی کیا جاوے اسکو چاہیے کہ پہلے قاضی کا
 دفتر طلب کرے دفتر سے مراد وہ بستی ہے کہ جنہیں دخلی پوششی اور محفرو غیر ہوں۔
 اور چاہیے کہ قید یونکو دیکھو جو قیدی ازار کرے کیسے حق کا یا اوسپر گواہ قائم ہوں تو
 وہ حق اوسپر لازم کر دے اور نہیں تو سناوے پہر دے کہ جسکا اس قیدی پر دعویٰ ہو
 وہ حاضر ہو اگر کوئی حاضر نہ ہو تو اس قیدی کو چھوڑ دے اور قاضی نوامانوں میں اور
 وقف کی پیداواری میں گواہوں پر یا ازار پر عمل کرے قاضی معزول کے کہنے پر عمل کرے
 لیکن اگر کوئی تابع و متصرف کسی چیز کا کہے کہ مجھ پر امانت یا وقف کا غلہ قاضی معزول نے
 دیا ہو تو اسسورتمیں قاضی معزول کا قول قبول کرے۔ مسجد میں بیٹھ کر یا اپنی گھر پر قاضی
 گھر پر کرے۔ جو کوئی یہ نہ بھیجے قاضی کو اوس پر دے۔ مگر جو کوئی قاضی کا رشتہ دار
 یا جو قاضی ہونے سے پہلے بیجا کرتا تھا بھیجے تو وہ قبول کرے۔ دعوت بھی قاضی کی

قبول کرے خصوصاً وہ جو صرف قاضی ہی کی دعوت ہو۔ نماز جنازہ اور عیادت مرخص
 کے لئے قاضی کو جانا چاہیے۔ مدعی مدعا علیہ دونوں کو برابر شہادتی اور دونوں کی طرف
 برابر توجہ کرے اور ایک سو کان میں بات نہ کرے اور نہ اشارہ نہ ہو اور نہیں سو کسی سے
 کچھ کہے اور نہ کسی کو اور نہیں سو محبت نہ سکھائے اور نہ کسی کی دعوت کرے اور نہ منہی کری
 اور گواہ کو گواہی دینے کا طریقہ نہ سکھاوے **فصل** جب مدعی کا حق مدعا علیہ پر ثابت
 ہو جاوے تو حکم کرے مدعا علیہ کو کہ جو کچھ تجھے ثابت ہوا مدعی کے حوالہ کر۔ اگر وہ دینے
 سے انکار کرے تو اسکو قید کرے اس حق کے بدلہ میں بشرطیکہ بھد حق کسی شے کی قیمت ہو
 (جو مدعی نے سچی تھی) یا قرض ہو یا مہر معجل ہو یا ضمانت ہو کچھ مال لازم ہوا ہو۔ اس کے سوا
 اور خون میں اگر مدعا علیہ اپنی مفلسی کا دعویٰ کرے تو قید نہ کرے پس اگر مدعی اسکی میری
 ثابت کر دے تو قید کرے جس قدر مصلحت ہو اور بعد قید کے آدمیوں سے پوچھو اگر اسکا
 کوئی مال ظاہر نہ ہو تو اسکو چھوڑ دے مگر فرضاً ہو تو اس سے مواخذہ کرنے سے باز نہ
 نہو (یعنی فرضاً ہو تو اختیار ہے کہ باوجود اس کے پاس مال نہ ملنے کے اس سے مواخذہ
 کریں) اگر قید سے پہلے مدعا علیہ مفلسی کے گواہ لائے تو اسکو قاضی نہ سنو اگر وہ قسم
 کے گواہ قائم ہوں (یعنی مدعا علیہ مفلسی کے گواہ لاوے اور مدعی غیر مفلسی کے) تو غیر
 مفلسی کے بہتر ہونگے۔ جو تو مگر یعنی غیر مفلس مدعا علیہ مدعی کے دینے سے
 انکار کرے اسکو ہمیشہ قید کہنا صحیح ہو (جہاں اور کڑی خاوند اپنی بیبی کے نفقہ کی بات
 قید کیا جاوے باپ بیٹے کے فرض کے سبب ہو) مگر اسوقت کہ باپ اسکی روٹی کھائے
 وغیرہ دینے سے انکار کرے (۵)

جو قاضی کے خط لکھتے ہیں دوسرے قاضی کو اسکی

باب بیان میں قاضی کے خط لکھنے کے دوسرے قاضی (یا دوسری کو) ایک قاضی دوسرے

قاضی کو سواہر مد و قضا میں اور حقوق کے باب میں لکھ سکتا ہو اگر اُس قاضی کے پاس
 گواہوں نے گواہی دی کسی حادہ شخص پر تو مجھے قاضی دوسرے کو لکھو کہ میں نے گواہوں
 کی گواہی سے یہ سبیر بھیہ حکم کیا ہو ایسے خط کو بھجیل کہتے ہیں۔ اور اگر اوس کے پاس گواہ
 گواہی موجود شخص پر نہیں بلکہ غائب شخص پر دین جو دوسری قاضی کے علاقہ میں ہو
 تو اُسکو حکم دینا درست نہیں بلکہ گواہی کو لکھ نہ بھیجے کہ گواہ یوں بیان کرتے ہیں کہ
 دوسرا قاضی بموجب اس کے حکم کر رہا ہے اس کے خط کو مکتوب حکمی کہتے ہیں۔ مکتوب حکمی
 حقیقت میں گواہی کا ایک جگہ سواہر دوسری جگہ نقل کرنا ہو۔ مجھے قاضی خط کو گواہوں
 روبرو پڑھے اور اوس پر اس کے سامنے مہر کر کے اوسکو دیدی۔ پھر جب مجھے خط دوسرے
 قاضی کے پاس پہنچے تو اس مہر کو دیکھو اور بغیر حاضر ہونے مدعا علیہ اور گواہوں کے
 اوسکو قبول نہ کریں اگر گواہ گواہی دین کہ مجھے خط غلام قاضی کا ہو اس سے کوئی چیز
 میں ہمارے سپرد کیا ہو اور ہمارے روبرو پڑنا ہو اور اوس پر مہر کی ہے تو اُسکو کہیں نہ پڑے
 مدعا علیہ کے روبرو پڑھو اور جو خط میں ہو وہ اوس پر لازم کر دی۔ خط جس قاضی کا ہو
 اوس کے مرتے خواہ معزول ہونے سے یا جسکو لکھا ہو اس کے مرتے سے باطل
 ہو جائیگا مان اگر مکتوب الیہ کے نام کے بعد مجھے لکھا ہو کہ مسلمانوں کے قاضی میں
 جس کے پاس مجھے خط پہنچے وہ اوسکی تعمیل کرے تو مکتوب الیہ کے مرتے سے باطل نہ ہوگا
 جس کے باب میں خط لکھا گیا ہو اس کے مرتے سے مجھے خط باطل نہ ہوگا۔ سواہر مد و قضا میں
 اور حکم دینے قضا و عدالت کر سکتی ہو۔ قاضی اپنا نائب کسی کو کرے لیکن اگر اُسکو نائب
 کا اختیار دیا گیا ہو تو نائب کر سکتا ہو بخلاف اُس شخص کے جو جمعہ کا امام مقرر کیا گیا ہو
 اگر اُسکو نائب کرنا اختیار ہو تو اُس سے نہ لکھا گیا ہو اگر قاضی کے پاس دوسرا قاضی کا

بناںب سو سبت جو جو ہی کا جافر ہو (قاضی کو جسٹس یا جی کہ جیم کا مال کیسکو قرض ہو یا
 اور اسکا خط لکھنے کے واسطے یا دہا پ کو (ایسے دمی کو جیم کا مال اور یا پ کو جیم کے لئے
 کا مال قرض دینا کا اختیار نہیں ہے)

باب بیچ بڈنے کے یا نہیں۔ اگر دو شخصوں نے ایک ایک کو بیچ کر ایک دوسرے کو
 قبضہ کر دی پس اس بیچ نے گواہوں سے یا قیام سے یا قسم سے یا بخلاف کر جانے پر سو اور
 وقفا میں اور دیت کے جو کہ قابل کے کہنے پر رتی ہے اور مقصد ہو نہیں حکم کیا تو حکم
 اسکا صحیح ہو اگر وہ باقی ہونے کے قابل ہو (یعنی قاضی کی معینین اس میں موجود ہوں) اور
 بیچ دینا اور ان کو بیچ کے حکم سے پہلے بیچاوت سے پھر جانا درست ہو پس اگر بیچ حکم
 کر چکا تو پھر حکم لازم ہو گیا وہ نو بر۔ قاضی کو بیچ کے حکم کو جاری کر کے اگر اسکا
 حکم اپنے لئے مذہب کے موافق ہو اور اگر ہو تو اسکو یا اطل کر دی۔ اگر بیچ نے اپنا
 باب اور ذین و فرزند کے نفع کا کوئی حکم کیا تو پھر حکم اطل ہو جسے قاضی کا حکم ان کو
 کے نفع کا یا اطل ہے بخلاف اس حکم کے کہ بیچ مان یا پ یا ذین و فرزند کے نفع کا کر
 وہ حکم صحیح ہو گا۔

مستشرق پہلے بیچ کا رہنے والا بغیر ضمانتی والا ہے (ایسے گھر میں میں
 نہ گارنٹ نہ سہرا نہ کرے۔ اگر ایک بیسی گلی ہے کہ اوٹھیں سی بیسی ہی اور پیدا
 ہوئی گھر زادہ کو نہیں نہیں ہے (یعنی غیر نافذ وہی) تو پہلی گلی کا رہنہ والا اس کو
 غیر نافذ دین و دروازہ نہیں نکال سکتا بخلاف ایسے کہ دو سری گلی ہو (کہ اگر وہ
 دروازہ نکال سکتا ہے صورت اسکی یہ ہے۔)

اگر ایسی گھر نکال دے جو کسی کا جو دوسرے کے پاس ہو طرح

بیچ

کہ اسنو مجھ کو ایک وقت میں بھیہ گزیرہ کر دیا تھا پھر اس سے گواہ مانگو گئی تو کہا کہ مد علیہ
 نے گزیرہ کے ہیہ کر کے ہوا نکال کر لیا تھا تو میں نے یہ کہہ کر اس سے خرید لیا تھا اور خرید
 کے گواہ لادو جو جو وقت ذیل لفظ کا دعویٰ کیا تھا اس سے پہلے اگر خرید نہ کیے گواہ
 میں تو قبول ہوئے اور اگر بعد کے ہیں تو قبول نہ ہو۔ زید کے پاس ایک لونڈی بھی ہے
 اور وہی کہنا کہ تو نے مجھ سے یہ لونڈی خریدی تھی اور مردوں نے خریدنے سے انکار کیا (تو
 بائع یعنی زید کو) اس سے صحبت کرنی درست ہو بشرطیکہ عمر نہ ہو جبکہ اچھوڑ دینا۔ ایک شخص
 اقرار کرے کہ میں نے فلاں سے سو تہل روپیہ لے کر بھڑکوا کہوئے تھے تو قسم کہنا کے
 بعد اسکا اعتبار کیا جاوے گا۔ جو کہے دوسری سو کہ مجھ سے ہزار روپیہ آتے ہیں اور
 دوسرا دس کے کہنے کو رو کر دے اور پھر مان لے تو اب اقرار کرنا اسے پر کچھ لازم نہیں ہوگا
 (کیونکہ دوسرے نے پہلی بار تو اس کے اقرار کو ماننا تو اب ماننے سے اس پر کچھ ثابت نہیں ہوگا)
 جو شخص دوسرے پر مال کا دعویٰ کرے اور مدعا علیہ کہو کہ میری اوپر تیرا کبھی کچھ نہیں تھا اور
 مدعی گواہ لادو ہزار کے اور مدعا علیہ گواہ لادو سو اُن ہزار کے اور دینو گے یا بخشہ
 کے تو گواہ مدعا علیہ کے قبول کرے یا دین گے اور اگر مدعا علیہ بھی کہنا کہ میں مجھ پر
 ہی نہیں تو مجھ گواہ نہ قبول کرے۔ زید نے عمر و پر دعویٰ کیا کہ تو نے اپنی لونڈی
 میرے ہاتھ سے چھو لی اور مردوں نے کہنا کہ میں نے تیرے ہاتھ نہیں چھو لی پس زید گواہ لایا
 خریدنے کے اور قاضی نے وہ لونڈی زید کو دلا دی اور اس میں اسنو کو بھی عیب پایا
 پس عمر نے گواہ گزرائے کہ زید لونڈی کے ہر عیب سے مجھ پر الزم کر چکا تھا تو مجھ
 عمر کے گواہ مقبول نہ ہوئے۔ جن اقرار نامہ یا وعدہ کے اخیر میں لفظ اللہ ہوگا
 وہ باطل ہو۔ ایک زعمی مراد اسکی یہی ہے کہنا کہ میں اس کے فریضے سے مسلمان ہو گئی

اہل تہذیب کی میراث منکر غنی چاہیے اور ذمہ داری کے وارثوں کے کہنا کہ خواتین پہلو
 مسلمان ہو گئی تھی تو خدا تعالیٰ کا قول بہتر ہو گا اور جو ترک میراث کیلئے (نزدیک کے پاس
 شہر کی کچھ ہاؤس تھی اور عمرو مرگیا، یہ نے نکال دیا کہ کچھ عمر کا لڑکا تھا اور عمرو کا
 ایک بھائی تھا اور وہ بھی وارث نہیں ہے تو وہ امامتہ خالد کو ویرانہ اور اگر خلیفہ کے بعد
 نہیں کر سکتا ہے کہ یہ بھی عمرو کا بیٹا ہے اور خالد کہہ کر تو جھوٹا ہے تو عمر و مال انت
 (بزرگ کو نہیں مل سکتا) خالد ہی کو ملے گا۔ اگر کسی بیٹے کے وارثوں یا غیر ضروریوں پر
 انہی خلیفہ و متروکوں پر جو اس کی بیعت نہ لیا وہی کہہ کر کوئی اور وارث یا غیر ضروری پیدا
 ہو گا تو (اس کا حصہ چھوڑنا تو گا) یہ سننے ایک گھر کا بیٹا اور جو کہ کچھ عرصہ پہلے
 تھا اور وہ مر گیا میں (دبیر) بھائی جو یہ بیان نہیں ہو اسکے وارث ہیں اور اس میں عمر
 ہو گا (گھر) تو بزرگ کو فقط وہ گھر لے گا (اور بھائی کا حصہ جو عاقبت نہیں ملے گا) ایک شخص نے کہا کہ
 میرا مال میرا بیٹا میں مال میں فقیر و غریب سے کہہ چکا ہوں اس مال میں جاری ہو گا جس میں کوئی
 درجہ ہوئی ہو (یعنی حاجت نہیں رہے اور بڑے ہونے والی چیزوں پر حکم سے لے لیا جاوے گا
 خواہ بڑے بڑے ہوں یا بہتے اور ان کے قبر میں جاری ہو گا جیسے سواہری کے گھر لگاوا
 ایسا ہاں ضرور ہے) ایک شخص کو کوئی وصیت کر رہا اور وہی سے نہیں جانتا کہ کس مال
 میں وصیت کی تھی اور کس کا حصہ میں ہوتا ہے جو نکاحات و کیل کے لے لیا کہ کس حصہ میں جاتا
 کہ کس چیز کا وکیل کیا تو یہ کلامت صحیح نہیں) اگر وکیل کو وکالت کی خبر کوئی نہ ہو تو اسکو
 نصیحت کرنا توکل کے مال میں صحیح ہو (خبر و نیو والا آزاد ہو یا غلام نہ ہو یا بڑا یا بچہ یا
 ہو یا مستعد معقول ہو یا وکیل کا بغیر خبر و نیو اکبر و عادل یا وافر و مستعد و مال کے
 ثابت نہیں ہو تا جیسے وکالت کو غلام کے تفسیر کی خبر و نیو اور شفیع کو بیع شفیع کی خبر

۴
 یہ بیعت صحیح ہے

دینی اور گناہی لڑکی کو اس کے گلج کی خیر و بدی اور اس مسلمان کو جو بدی اور گناہی
 دار الاسلام کو نہ آیا ہو احکام شریعت کی خیر و بدی (کذا) میں ایک عادل یا مستقیم
 الحال کا خبر دینا شرط ہے یعنی اگر ایک مستقیم حکم جبر و کجاء کو اسکا ماننا ضرور نہ ہو گا اور
 عادل کی خبر خواہ دو دستور الحال کی خبر کا ماننا ضرور ہو گا مثلاً مالک کو اگر عادل سمجھتے
 ہیں کہ تیرے غلام نے قصور کیا تو مالک پر اس قصور کا تادان آدھا اسب طرح اور
 سزا دیکھنا چاہئے) قاضی یا قاضی کا امین اگر کسی غلام کو اس کے قرض خواہوں کے
 لئے بچ کر مشتری سے قیمت لیے اور وہ قیمت ہو چار سو اور غلام کسی اور کا
 نکلے تو قاضی یا امین قیمت کے ضامن نہیں مشتری قرض خواہوں سے غلام کی قیمت
 کے واسطے بیچا رہتا۔ اگر قاضی کہے کہ وہی کو حکم کرے کہ اس کے غلام کو قرض خواہوں
 کے لئے بیچاں اور غلام کسی اور کا نکلا یا مشتری کے قبضہ سے پہلے مر گیا اور قیمت
 ضائع ہو گئی تو مشتری قیمت وہی بولے اور وہی قرض خواہوں سے (جنگ و اسطی بیچا تھا)
 اگر کسی سے قاضی عالم کہو کہ اس شخص پر میں نے حکم کیا ہے سنگسار ہونیکا یا ہاتھ
 کاٹنی کا یا حد مارنیکا تو اس کام کو کر دو تو قاضی کے حکم کی تعمیل اس شخص کو جائز ہے
 اگر معزول قاضی کسی سے کہو کہ میں نے جو تجھ سے ہزار روپیہ لئے ہیں تو فلان مقدم
 میں جو زید کے روپیہ میں نے قبضہ ثابت کیے تھے اسکو دیدو اور وہ کہہ کہ تو
 مجھ سے ہزار براہ ظلم ہو میں تو قاضی کا قول مقبر ہو گا (اور اس شخص کے ہزار کا وٹیرا
 نہ ہو گا) اسب طرح اگر کسی سے قاضی کہو کہ میں نے حق پر تیری ہاتھ کاٹنی کا حکم دیا تھا
 (یعنی بسبب چوری کے اور وہ کہو کہ میرا ہاتھ تو نے ظلم سے کاٹے ہیں
 تب بھی قول قاضی کا مقبر ہو گا لیکن بعد دو صورتیں) اُسحال میں (میں کہ ہاتھ

چہن پسنا یا مار ڈالنا ہی گواہ کو کسی نے گواہ کیا ہو مگر دوسری گواہی نیو پر
 گواہی نہ ہو جس تک کہ اس کو اس گواہی پر گواہ کیا جاوے۔ قاضی اور گواہ اور
 زادہ کسی نوشتہ پر عمل نہ کریں جس تک کہ وہ مقدمہ یاد نہ ہو۔ ایسی خبر کی گواہی
 مذمت سے سکو نہ کیا ہو سوامی ان خبروں کے نسب موت نکاح صحبت کرنا
 عرش پر حکمت قاضی کا اصل وقت کرنا کسی خبر کا کہ ان خبر زمین کسی مقبرہ
 گواہی دیکھتا ہو (مگر وقت کرنا اے ہے جو وقت میں شرطین کی ہوں اور کو غیر سے
 شکر کہ ایسی نہ بنی جائے) جس کے ہاتھ میں کوئی خبر سوامی غلام لونڈی کے دیکھو
 گواہی دیکھتا ہو کہ پیدا ہو گیا ہے۔ ان سکو زمین اگر قاضی سے صاف صاف کہو
 میں شکر گواہی دینا ہوں یا قبضہ دیکھ کر قبول نہ ہوگی۔ اگر کوئی گواہی دے کہ میں
 فلاں کے دفن میں یا نماز جنازہ میں حاضر تھا تو یہ موت کے دیکھو کی برابر ہے
 یہاں تک کہ ایسی گواہی اگر قاضی کے سامنے بیان کرے تو قاضی اس کو قبول کرے (واللہ اعلم)
باب ان شخصوں کے بیان میں جن کی گواہی مقبول ہو اور جن کی غیر مقبول ہے۔
 اندھو اور غلام اور نابالغ کی گواہی مقبول نہیں ان اگر غلام یا نابالغ حالت غلامی
 نابالغی میں گواہ ہو تو اور آزاد ہو اور بلوغ کی وقت میں گواہی دین تو مقبول ہوگی۔
 جس کو حد مار سی گئی ہو گا بی دینی پر گواہی تو یہ کرے ہو اور کسی گواہی مقبول نہیں لیکن
 اگر کفر کی جانبین اور سیرجہ حد لگی اور پر وہ مسلمان ہو گیا ہو تو مقبول ہو کر کے گواہ
 مان باپ دادا ہی دادا نانی نانا کی گواہی درست نہیں ہو اور اس کے برعکس بھی نہیں
 درست ہو (یعنی مان باپ وغیرہ کی گواہی نہیں پڑے تو نو سیر کیواسطی بھی نہیں صحیح ہوگی)
 جو رو خاندان ایک دوسرے کے گواہ نہیں ہو سکتے مالک اپنی غلام لونڈی اور مکاتیب گواہ

یہ خبریں
 قاضی سے
 بیان کرے

یہ خبریں
 قاضی سے
 بیان کرے

نہیں ہو سکتا ہے۔ ایک شریک دوسرے شریک کا شرکت کے بائیں گواہ نہیں ہو
 سکتا اور قوم کرنیوالی اور گائیوالی کی گواہی مقبول نہیں۔ دشمن جبکی دشمنی اگر یہ
 دنیا ہی کیو سٹو جو اور دائم انجیر جو (دوا کیواسٹو شرابہ نہ پیتا ہو بلکہ) کہیل کے ٹیڑھا
 ہوا ان دونوں کی گواہی نہائی جاوے گی اور جائزوں کی گواہی دالے (مثلاً کہو تر بارہ
 وغیرہ) اور گوگوئے سٹانیکو گائیوالے اور انیسو گٹا واکر نیوالے جسیرہ جاری ہوتی
 ہے یا تگے حمام میں نہانے والے یا سوڈو کہا نیوالے یا چوشراد شطرنج پکر کہیل
 یا ان دونوں کے سبب جو نماز کہو دینو والے یا آؤ سیو کی راہ میں پیشاب کر نیوالے یا
 راہ میں کہا نیوالے یا چھلو کو علانیہ بڑا کہو دالے (جسے اصحاب رسول اللہ صلیم
 وغیرہم کو انہیں سو کسی) کی گواہی مقبول نہیں۔ مقبول ہوئی گواہی ایک شخص کی اپنی
 بھائی یا چچا یا دودہ کی مان یا باپ کے ٹیڑھا اپنی سانس یا بیبی کے بیٹے یا انا دیا ہوا
 یا باپ کی بیبی کیواسٹو۔ مجھ سے گواہی اہل ہوا یعنی یہ نہ جب کی بکر فرقہ خطابہ کی
 (کہ کہو رافضی ہوتے ہیں) جائز نہیں (اسلمو کہ اونکے نزدیک یہ عیسائی قسم کے لحاظ
 سے جہوئی گواہی درست ہے) دینی کی گواہی دینی پر اور حرامی کی حرامی پر جائز ہے مگر حرامی
 کی دینی پر درست نہیں جیسے کہ گواہی گٹا واکر نیوالے اگر کہو دینو چو اور حسنہ کو
 ہوئے کی ادا حتمہ یعنی نفسی اور حرامی اور حسنہ کی اچھے مرد و عورت دونوں کی حلال
 (ہم) اور بادشاہی خانو کی (جو ظالم ہوں) اور رازا واکر جو کہ گواہی آزاد کردہ
 دالے کیڑا سٹے درست ہے۔ اگر وہ شخص گواہی دین کہ ظالم شخص کو ہمارے باپ کی
 کیا تھا اور وہ بھی آزاد کر دینی ہو گیا تو مجھ کو اپنی درست ہوئی (اور وہ شخص
 ہو گا) اور اگر انکار کرے تو گواہی مقبول نہ ہوگی اور اگر یوں گواہی دین کہ اس شخص کو

اپنا فرضہ لینے کا وکیل کیا تھا تو خواہ وہ اقرار و کالت کا کرے یا نہ کرے گواہی
مقبول نہ ہوگی۔ قاضی گواہوں پر ایسے طعنہ کو جو حق اللہ اور حق العباد سے خالی ہو
نہ سمجھیں کہ گواہ گواہی کے قابل نہیں ہیں مگر ایسے طعنہ کو جو بد دلیل حق اللہ
یا حق العباد ہو سکتی جو شخص گواہی دے اور کچھ جی سے جانتیکے پہلے کہہ کہ میں نے بعض
گواہی میں دہم کیا ہے تو یہ کہنا مقبول ہوگا اگر گواہ عادل ہو۔

باب دوم گواہوں کی گواہی کے اختلاف کے بیان میں۔ گواہی اگر دعویٰ کے
موافق ہو تو قبول ہوگی ورنہ نہیں۔ مدعی نے ایک گھر کا دعویٰ بسبب دراشتہ کے
یا خرید کے باعث کیا اور اس کے گواہوں نے گواہی دی کہ مجھ گھر کا مالک ہے۔ یہ
نہ بیان کیا تو یہ گواہی بیکار ہو اور برعکس ہے (یعنی مدعی نے فقط ایک گھر
کے مالک ہو نیکا دعویٰ کیا اور گواہوں نے کہا کہ ورثہ کے سبب یہ یا خرید کے سبب
سے مالک ہوا ہے تو بیکار نہوگی بلکہ مقبول ہوگی) دو نو گواہوں کا اظہار متفق چاہیے
لفظ اور معنی میں پس اگر ایک نے گواہی دی ہزار روپیہ کی اور دوسری نے دو ہزار
کی تو مقبول نہوگی اس لیے دو تین اگر دوسرے ڈیڑھ ہزار کی گواہی دی اور دعویٰ ہی ڈیڑھ
ہزار کا ہو تو ہزار کی قبول ہوگی۔ دو نو نے ہزار کی گواہی دی مگر ایک نے مجھ ہی کہا
کہ پانسو کا علی ہے اور دوسری ہزار کی مقبول ہوگی اور پانسو کے ادائیگی
قسطی جائیگی لیکن اگر دوسرا بھی اس کے ساتھ پانسو ادا ہونے کی گواہی دی تو مافی
جادائی مگر چاہیے کہ جو شخص پانسو وصول جانتا ہے گواہی میں بیان نہ کرے جب تک کہ مدعی
وصول کا اقبال نہ کرے۔ دو شخص گواہی دیں کہ مدعی کے ہزار قرض ہیں اور ایک انہیں
سے یہ کہے کہ وہ ادا بھی ہو گئے ہیں تو یہ گواہی قرض دین پر جائز ہوگی (مگر

کہنے والے کو اس سے مراد اگر لازم نہ ہوگا کیونکہ احتمال اور اداسی اگر وہ آدمی گواہی دینے
 کہ فلاں نے عید اچھے کے روز کہ میں زید کو مار ڈالا اور دوسرے کہ عید اچھے کے
 دن میں مار ڈالا تو دونوں کی مقبول نہوگی۔ ایسی صورتیں اگر ایک گواہی جس کے گواہ
 مزید دوسری سے پہلے تو دوسری باطل ہے۔ دو شخصوں نے گواہی دی ایک کا سے
 لی چوری پڑا اور کامی کے رنگ میں اختلاف کیا تو چور کا اٹھہ کاٹا جاوے گا اختلاف اس
 کہ تراور مارا ہو میں اختلاف ہو یا رنگ ہی میں اختلاف ہو بہین لیس کے مقدمہ میں
 چوری اسکے کہ ان دونوں صورتوں میں گواہی مقبول نہوگی اور اٹھہ نہ کٹے گا۔ ایک شخص
 نے دوسرے شخص کے گواہی دی کہ اسکو زید سے ہزار روپیہ کو غلام خریدایا اور
 دوسرے گواہ نے کہا کہ ڈیڑھ ہزار کو خریدایا تو گواہی باطل ہے۔ اس طرح کتابت
 اور خلق میں روپیہ کی تعداد کے اختلاف سے گواہی غالی جاوے گی لیکن نکاح تعداد ہزار
 کے اختلاف کی صورت میں ہزار پر ثابت ہو جاوے گا۔ جو مورث کا مال جو اسکے وارث کو
 ہدایا جاوے گا جب تک بھہ ثابت نہ ہو کہ وارث کی ملک میں آگیا (یعنی اگر گواہ گواہی
 دین کہ فلاں میت اس چیز کا مالک تھا تو قاضی حکم نہ دے گی کہ اس سے کسی وارث کو
 دیدن جب تک بھہ کہیں کہ مورث مر گیا اور اس چیز کو وارث کی میراث چور گیا) لیکن
 اگر گواہی دین کہ میت مرنے کی وقت اسکا مالک یا متصرف تھا یا موت کی وقت کسی
 اور نے اس سے مالک کر لیا تھا (کہ بھہ بھی حقیقت میں میت کا مالک
 ہی نہ مرنے کی وقت تک قبضہ اور تصرف ثابت ہونے سے بھی قاضی وارث کو
 دلا سکتا ہے) اگر گواہی دین کہ بھہ چیز اس شخص زندہ کے قبضہ میں ایک مہینہ سے
 ایک برس سے ہی تو بھہ گواہی مقبول نہوگی (یعنی اسکی ملک ثابت نہوگی مثلاً اگر

سے عروہ کی۔ جسے بڑے عروہ کی کیا کہ میری ہو اور گواہوں سے زید کی گواہی دی کہ
 شو ایک مہینہ ہو، مگر زید کے پاس دیکھی ہو تو اس سے وہ شہ زید کو نہ لانی یا سہی
 کیونکہ احتمال ہو کہ زید کے پاس منگنی ہو اور اگر مدعا علیہ اقرار کرے کہ یہ مال
 مجھے پاس ایک مہینہ ہو، پھر مدعا علیہ سے اس اقرار پر گواہ گواہی دین تو قاضی
 اسکو وہ عینک و لوا دے گا۔

باب گواہی پر گواہی دینے کے بائین۔ ایسے معاملوں میں جو شبہ ہو قضا
 نہیں ہوتے ہیں (یعنی سزا و حد اور قصاص کے) گواہی پر گواہی مانی جاوے گی اور
 اس میں بھی یہ شرط ہو کہ اصلی دو نو گواہوں میں سے ہر ایک کی گواہی پر دو مرد
 گواہی دین اور ایک گواہ غمی گواہی پر ایک مرد کی گواہی مقبول نہوگی۔ گواہ فرعی
 (یعنی گواہی پر گواہ) پکڑنیکا طریقہ یہ ہے کہ اصل گواہ (فرعی سے یوں) کہے کہ گواہ
 رہ میری گواہی کا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلا نے میرے سامنے اقرار کیا اسباب
 در (ایسی گواہی کے ادا کا یہ طریقہ ہے کہ) فرعی گواہ یوں کہے کہ گواہی دیتا ہوں
 کہ اصل گواہ نے مجھ کو گواہ پکڑا ہے اپنی اس گواہی کا کہ فلاں شخص نے فلاں
 امر کا اقرار اصل کے سامنے کیا اور اصل نے مجھ سے کہہ دیا ہے کہ تو میری گواہ ہو
 گا گواہ رہنا فرعی گواہ کی گواہی مقبول نہوگی جب تک کہ اصل نہ مری یا بیمار نہو یا سفر
 نہ کرے۔ اگر فرع کے گواہ اصل گواہ کا عدل ہوتا بھی یا کرین تو اتنی حد ثابت
 ہو جاوے گی ورنہ قاضی اسکو اس کا حال پوچھو۔ اگر اصل گواہ اپنی گواہی سے
 انکار کرین تو فرع کی گواہی باطل ہے۔ اگر زید اور عمرو نے گواہی دی کہ ہم سے
 بکر اور خالد نے کہا کہ فلاں شخص کے فلاں عورت پر جو فلاں نے کی مٹی ہو اور فلاں نے

یہ ہے کہ گواہی پر گواہی
 مانی جاوے گی اور

نہیں ہے مال مدعا علیہ کے ذمہ میں دو کی گواہی سبھی ثابت ہے اور اگر دوسرا
اور پھر جادو تو ان دو نو پہرنے والوں کو آدھا مال دینا پڑیگا (کیونکہ جو نہیں پھرتا
وہ ایک ہے اس سے نصف مال ثابت ہوتا باقی نصف ان دو نو سو لیا جاوے گا) اگر
عورتوں اور ایک مرد نے گواہی دی اور ایک عورت پر گئی تو بیہ چارم مال کی ضامن
ہوگی اور دو نو پر گئیں تو آدھے مال کی دو نو ضامن ہونگے۔ اگر ایک مرد اور دو
عورتیں گواہ ہیں اور آٹھ پر گئیں تو اوپر کچھ نہیں ہے اور نو پرین تو اوپر چار
ہے اور اگر سب عورتیں مع مرد پر گئیں تو نقصان کے چھ حصے برابر ہو کر (ایک
حصہ مرد پر اور پانچ حصے عورتوں پر پڑیں گے) (کیونکہ دو عورتیں ایک ایک مرد کے
برابر ہیں تو گویا دس عورتیں بجای پانچ مردوں کے ہوں اور ایک مرد گواہ تھا تو کل
گواہ چھ مرد ہوئے) اگر گواہی دین دو مرد ایک مرد پر یا ایک عورت پر سمفونی کی کہ ہر مثل
پر نکاح کیا ہے اور ہر اس گواہی سے ہر جادوین تو کسی چیز کے ضامن نہیں ہونگے لیکن
اگر ہر مثل سے زیادہ کی گواہی دی تھی تو زیادہ کی مقدار کا تاوان دینا۔ اور
(اگر بیع کے باب میں) قیمت مثل یا زیادہ قیمت کی گواہی دینگے تو پھر جانے پر
کچھ نہ دینا پڑیگا لیکن اگر کم قیمت کی گواہی ہے تو بقدر بیع کی قیمت سے کم ہوگی اور
بائع کے لئے ضامن ہونگے محبت سے پہلے طلاق کے دو نو گواہ اگر ہر جادوین تو نصف
مہر کے ضامن ہونگے اور اگر طلاق کے بعد محبت کے گواہ پھر جادو دینگے تو انکو محبت
ضمان نہ دینا ہوگا اور اگر غلام کی آزادی کے گواہ پھر جادوین تو اسکی قیمت دینی
پڑیگی۔ اگر خون کی گواہی سے ہر جادوین تو خونہا مقتول کا ان سے بھر لیا جاوے گا
مگر قصاص میں ماری نکال دینگے۔ اگر زعم کے گواہ جنہوں نے اور دن کے گواہ

ہونے کی گواہی دی ہو نہ جادو کے تو وہی مٹا دینے کے لئے ہر ایک کے
لواؤں کہیں کہ ہنسی انکو اپنی گواہی پر گواہ نہ کیا تھا یا یوں کہیں کہ ہنسی انکو گواہ
نے مٹا کیا تھا اگر جسے غلطی ہوئی تھی۔ اگر اصل دفعہ دو نو کے گواہ ہوں
تو ضامن فقط فرم کے گواہ ہونگے اور ان کے اس کہنے پر انکے کیا جادو کا
ہم سے اصل کے گواہوں نے جھوٹ کہا تھا یا غلطی کی تھی جس شخص نے گواہوں
کی حدالت کی تحقیقات کی ہیں اس سے پتہ چلا تو وہ خود ضامن نقصان کا ہو گا۔ ایسی
قسم کے گواہ جو کسی شرط پر معلق ہو اور زمانہ کے گواہ ضامن ہونگے لیکن زمانی کے
محسن ہونیکے گواہ اور شرط کے واقع ہونیکے گواہ کچھ ناوان ندینگے (یعنی اگر جا
گواہوں نے کیسے زمانہ کی گواہی دی اور دوسرے گواہوں نے اس کے محسن ہونیکے
گواہی دی جس سے سنگسار ہی لازم ہوئی اور پھر مجھ سے گواہی سے پھر گئی نہ سنگسار
کو ہوئی شخص کا خوبہا زمانہ کے چاروں گواہوں پر پڑیگا نہ محسن ہونیکے دو گواہوں
پر اور شرط کے واقع ہونے کی صورت میں مجھ سے کہ دو گواہوں نے کہا کہ زید نے ایسی
غلام سے کہا تھا کہ اگر تو گھر میں جائی تو آزاد ہے اور دو گواہوں نے گواہی دی
کہ وہ غلام گھر میں گیا پھر چاروں گواہ پھر گئے تو پہلے دو گواہ غلام کی قیمت
کے ضامن ہونگے نہ دوسرے) ۵

کتاب الوکالت

منہج کتاب

اس میں وکیل کر نیک بیان ہے۔ وکیل کرنا صحیح ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ دو
کو اپنی ذات کے قائم مقام کر دینا ایسی گفت و شنید میں جس کا خود موکل کو اختیار
ہو خواہ وکیل لڑکا ہو یا غلام جس کو معاملات کر نیکی لڑکا مالک کا حکم نہیں لڑکا

وکیل معاملات کی حقیقت سمجھتا ہو۔ جو معاملات موکل خود کر سکتا ہو انہیں دیکھ کر
 کو اپنی قائم مقام کر سکتا ہو اور (وکیل کرنا اپنے) جواب و سوال کیواسطی حقوق میں
 طرفشائی کی رہنمائی ہو (درست ہے لیکن اگر موکل بیمار ہو یا غائب ہو تو نہیں) مثلاً
 کے عرصہ میں یا اسکا سفر کا ارادہ ہو یا عورت پر و نشین ہو تو (ان صورتوں میں
 طرفشائی کی رہنمائی ضرور نہیں اور) (مبطل ہے) صحیح ہے وکیل کرنا) کوئی حق دینا یا لینا
 کیواسطی سوا وحد اور قصاص کے اگر موکل غائب ہو (اور اگر اس مجلس میں حاضر ہو تو
 وکیل کرنا حد اور قصاص لینا کیواسطی بھی صحیح ہے کیونکہ موکل کے ہوتے ہوئے وکیل کا
 کچھ اعتبار نہیں تو گویا یہ امور موکل ہی نے کئے) جس عقد کو وکیل اپنی طرف نسبت
 کرے مثلاً بیع یا ہبہ دینا یا اقرار سے صلح کرنا تو اس عقد کے حقوق وکیل سے متعلق
 ہو جائیں گے اگر وکیل وہ غلام نہ ہو جسکو معاملہ کرنے کے لئے مالک کا حکم نہیں۔ اور
 حقوق بیہ بین کہ مبیع کو دینا یا لینا یا اسکی قیمت لینا یا مبیع کسی اور کی نفعی تو باقی
 سے قیمت پھیر لینا یا مبیع کے عیب میں جھگڑنا (یہ سب معاملات وکیل سے متعلق
 ہوتے ہیں) اور مالک موکل کی ثابت ہوتی ہے معاملہ کے شروع ہی سے یہاں تک کہ
 اگر وکیل اپنی رشتہ دار کو خریدی تو وہ آزاد نہ ہوگا اور جن معاملوں کو وکیل موکل
 کی طرف نسبت کرے جیسے نکاح یا خلع یا صلح یا ہبہ خون سے یا انکار سے صلح کرنا تو انکو
 حقوق متعلق موکل ہی ہونگے (نہ وکیل سے) تو اب وکیل شوہر سے نکاح میں ہر کا
 مواخذہ نہیں ہو سکتا اور عورت کے وکیل سے عورت کے حوالہ کرنا مواخذہ
 نہیں کیا جاوے گا۔ خریدنیوالے کو اختیار ہے کہ موکل کو قیمت نہ دی (وکیل ہی کو دے
 کیونکہ بیع وکیل سے متعلق ہے) اور اگر موکل کو دیدی تو بھی صحیح ہے پھر وکیل اس

موافقہ کرے (کیونکہ حق خدا کو پوشیدہ)

باب خرید و فروخت کی پہلو وکیل کر کے یا نہیں۔ اگر وکیل کسی کو کہ مثلا ٹانڈو
کی سوسے یا گھڑا یا خچر خرید تو میم سے خواہ قیمت مقرر کرے یا کرے۔ اگر یوں کہو کہ
غلام یا مکان خرید تو قیمت اگر بنا دیکھا تو درست ہو ورنہ جائز نہ ہوگا۔ اگر کرا خریدے
کو بغیر قید ٹانڈو وغیرہ کے کہو یا کہو کہ چار پایہ خرید گھوڑی خچر وغیرہ کا نام لے
تو میم نہیں ہے گو قیمت بنا دی۔ اگر مطلق طعام خریدے کو کہو تو میمون یا امام داد
ہوگا۔ وکیل کو مبیع کا سپرد بنا سبب عیب کے میم مری جب مبیع اور کے پاس ہوا
جب موکل کو دیدی تو نے حکم اور سپرد نہیں سکتا۔ اگر مبیع کی قیمت وکیل نے اپنے
پاس دیدی ہو تو مبیع کو روک سکتا ہے جس تک موکل قیمت اٹکی نہ ہو۔ اگر مبیع وکیل
کے پاس جاتی رہی تو اگر روکنے سے پہلے گئی تو موکل کی گئی اور موکل کے ذمہ ہوگا
وام ساقط نہونے اور اگر بعد روکنے کے گئی تو اسکا حکم (اس) بیع کا سا ہی (ہو)
بائے کے پاس مشتری کے دیو سے پہلے ہلاک ہو یعنی ایسی مبیع کی قیمت موکل نہیں لے سکتا
بیع صرف اور مسلم جنہن عاقدین کی جدائی سے پیشتر قبضہ ضرور ہو اس میں وکیل کی
جدائی کا اعتبار ہو نہ موکل کی (یعنی وکیل کو بچا جائے کہ بیع صرف اور مسلم میں بدن
قبضہ بدل کے طلحہ ہو اور موکل طلحہ ہو تو مضائقہ نہیں) ایک شخص کو وکیل کیا
روپیہ کا آٹھ سیر گوشت خریدنے کو اور وکیل نے وہی گوشت جو آٹھ سیر بکنا ہے روپیہ
کا سولہ سیر خریدا تو موکل کو آٹھ آنے کا آٹھ سیر خرید کر لینا ضرور ہے۔ اگر کسی شخص
چیز کے خریدنے پر وکیل کیا تو وکیل اپنی پہلو اس چیز کو نہیں لے سکتا۔ اگر ایسی
چیز کو وکیل (روپیہ سے یعنی نقد کے عوض نہ لے) یا جو موکل نے اس کی قیمت بتادی

تھی اس کے خلاف لے تو وہ خرید وکیل ہی کی ہوگی۔ اگر وکیل کر کسی غیر تعین چیز
 کے خریدنے کا تو وہ خرید بھی وکیل کی ہے لیکن وکیل نے اگر نیت کر لی کہ موکل کیواسطے
 خریدتا ہوں یا موکل کے مال سے خریدی تو موکل کی ہوگی اگر وکیل کہی کہ میں خریدتا ہوں کیواسطے خرید
 اور موکل کہی کہ تونے اپنی واسطے خرید رہا تو موکل کا قول معتبر ہوگا اگر اسی صورت میں موکل نے پہلی
 قیمت دیدی ہوگی تو وکیل کا قول معتبر ہوگا۔ زید نے عمر سے کہا کہ خالد کیواسطے
 چیز میسر مانگے پھر وہ عمر کو دے پھر اسی اور پھر زید و کالت سے انکار کرے کہ میں نے
 خالد کیواسطے نہیں خریدی ہے تو خالد اس شے کو لے سکتا ہے لیکن اگر خالد کہی کہ میں نے
 زید کو وکیل نہیں کیا تھا کہ میری واسطے خریدتا تو خالد اسکو نہیں لے سکتا ان کے
 اسکو وہ چیز دیکھا ہو (تو خالد خالد لے سکتا ہے پھر زید کو ٹلگلی)۔ اگر وکیل سے کہے
 کہ فلاں دے وہ غلام میسر دے واسطے خرید اور قیمت نہ مقرر کرے پس وکیل ایک غلام اس کے
 واسطے خریدی تو صحیح ہے۔ اگر ان دونوں کو ہزار روپیہ میں خریدنے کو کہی اور دونوں کی
 قیمت برابر ہو پھر ایک کو وکیل پانسو یا کم کو خریدی تو بھی صحیح ہے اور اگر پانسو سے
 زیادہ کو خریدی تو نہیں صحیح ہو ان اگر موکل کے جھگڑنے سے پیشتر دوسری غلام کو
 پانسو سے ادنیٰ کم کو خریدی جتنا پہلے میں زیادہ دیا ہے تو صحیح ہے (کہ وہ ہزار
 میں ہو گئے) اگر کہی اپنی فرستادہ کو وکیل کرے کہ فلاں چیز میسر فرض کے بدلہ میں
 جو تجھ پر آتا ہے خرید دے اور وہ خرید دے تو صحیح ہے اور اگر غیر معین شے کو بطرح کہی
 تو وہ خرید وکیل کی ہوگی۔ اگر ہزار دیکر ایک شخص کو کہی کہ اتنی کو میری واسطے لے
 خرید اور اتنی خریدی پھر موکل نے کہا کہ مجھ تو پانسو کی ہے اس صورت میں خرید نیو لے
 (یعنی وکیل کا) قول معتبر ہوگا (کیونکہ موکل اس سے لینا چاہتا ہے اور وہ انکار کرتا ہے)

اور منکر کا قول قسم کے ساتھ مقبرہ نہ ہو) اور اگر پہلے سے ہزار نہیں دئے ہیں تو
 اس قدر تین موکل کا قول مقبرہ ہوگا (کیونکہ وکیل اس سے پانسون زیادہ لیا جائے گا
 اور وہ منکر اگر ایک معین شے کے خریدنے کو وکیل کیا اور پھر اختلاف ہوا وکیل
 کہتا ہے کہ ہزار کو خریدی ہے اور موکل کہتا ہے کہ پانسون کو اور اس شے کا بائع وکیل
 کہتی ہے کہتا ہے تو وکیل موکل اپنے قسم کہتا ہے اگر دو نوے قسم کہتا ہے تو وہ
 وکیل کی ٹھہری نہ موکل کی) ایک غلام زید سی کہی کہ تو مجھ کو میرے مالک سے میرے
 ہزار روپیہ کو خرید دے اور غلام نے ہزار روپیہ اور زید نے مالک سے کہہ دیا کہ میں
 غلام نے غلام کو فاضل دے سکی لیکن زید تاہوں اور مالک اسی شرط پر بیچتا ہے تو غلام
 آزاد ہو جاوے گا اور ولاء دے سکی مالک کو بیگی اور اگر زید کہی کہ اس غلام کو میں اپنے
 خریدتا ہوں تو زید کا ٹھہر گیا اور اس کے ذمہ ہزار روپیہ اور لازم ہوئے
 (اس لئے کہ غلام والے ہزار روپیہ تو مالک ہی کے ہیں کیونکہ جو غلام کا مال ہے وہ
 مالک کا ہے اب زید ہزار اور قیمت کے دے) اگر کہے کوئی غلام سے کہ تو میرے
 واسطے اپنا پکوانہ مالک سے خرید لے اور غلام مالک سے کہے کہ مجھ کو فلان شخص کے
 واسطے بیچ اور وہ بیچتا تو حکم کرنا لیکھا غلام ٹھہر گیا اور اگر یوں کہی کہ غلام نے کہوئے
 بیچ تو آزاد ہو جائیگا فصلی وکیل خرید و فروخت کا ایسا شخص ہے معاملہ کرے کہ
 جس کے واسطے کو ابھی نہ لیکے (مثلاً اپنا مان باپ لڑکا لڑکی بیبی خاوند شریک غیر
 سے معاملے خرید و فروخت کے کرے کہ خوف ہی نہمت کا) اور صحیح ہے کہ
 وکیل بیع کا کم زیادہ قیمت کے عوض میں خواہ اسباب کے بدلے میں خواہ
 کس وقت تک قرض پر چیز کو بیچ دے اور (اگر خریدنے کے لئے وکیل ہو تو) اسکی

صحت

ان امور میں دو وکیل ہوں تو ہر ایک انہیں کسی غیر دوسرے کے ان معاملات کو
 کر سکتا ہے اور معاملہ نہیں دو اتفاق سے کام کریں) وکیل اپنی طرف سے کسی اور کو
 وکیل نہ کرے مگر وکیل کے کہنے سے یا تصور تین کہ وکیل نے اس سے کہہ رکھا ہو کہ میں
 تیری عقل میں آج ویسا کر (ان دو صورتوں میں وکیل اپنی طرف سے وکیل کر سکتا
 ہے) اگر وکیل نے نئے حکم وکیل کے کسیکو وکیل کر لیا پس اس وکیل کے وکیل نے اس
 وکیل کے سامنے عقد کیا یا کسی اجنبی آدمی نے کوئی عقد وکیل کی طرف سے کیا اور اس عقد
 کو اصل وکیل نے جائز رکھا تو صحیح ہے (یعنی اگر اجنبی آدمی وکیل کے سامنے خاویا
 عقد کرے اور وکیل اسکو جائز کرے تو وہ عقد درست ہو جائیگا گو وہ شخص اجنبی کیل
 کا وکیل نہ ہو) اگر کاح کر دی غلام یا مکتوب یا کافر اپنی چھوٹی لڑکی کا جوازا اور
 مسلمان ہو یا ایسی لڑکی کے مال سے کچھ اوسکے لئے خریدے یا بیع کرے تو یہ صورتیں
 صحیح نہ ہوں گی (کیونکہ غلام یا کافر مسلمان عورت کا ولی نہیں ہو سکتا)۔

باب جہگز کرنے یا مال لینے کے لئے وکیل کر نیکیے یا نہیں۔ جو شخص
 جہگز کرنے یا اتفاقاً کرنے کا وکیل ہو وہ فرض کا روپیہ لے لینے کا اختیار
 نہیں رکھتا ہے اور جو فرض کے وصول کر نیکا وکیل ہو وہ جہگز کرنے کا مختار ہو اور جو
 کسی خاص چیز کے لینے کے واسطے وکیل ہو وہ جہگز کرنے کا مختار نہیں ہے اگر میری
 میں چیز مذکور کے قابض نے وکیل کے رو برو گواہ قائم کی کہ اس چیز کو تیری وکیل
 زید نے میرے ماتھے بیچا لاسے تو حکم موقوف رہیگا جب تک کہ زید غائب حاضر
 نہ ہو (جب زید حاضر ہو تو حکم کیا جائے گا زید کے سامنے گواہ قائم کر نیکا) اس طرح
 طلاق اور آزادی کا حال ہے (یعنی ایک شخص کو زید نے وکیل کیا کہ میری بیوی یا

جہگز کرنے
 یا اتفاقاً
 کرنے کا
 وکیل
 ہونے کا
 حکم

مسیک غلام کو سے آزاد و حُریت دے گواہ قائم کئے کہ زید نے مجھ کو غلام دیا
 ہے یا غلام نے گواہ قائم کئے کہ زید نے مجھ کو آزاد کر دیا ہے تو بغیر زید کے حاضر
 ہونے کے حکم موقوف رہیگا یعنی گواہ اویس کے سامنے سنو جاؤ گے جو شخص چاہے
 کرنیکا وکیل ہے وہ اپنی موکل کے ذمہ پر طرفائی کے حق کا اقرار اگر فاضی کے
 سامنے کرے تو وہ اقرار صحیح ہوگا اور اگر فاضی کے سامنے نہیں کیا تو معتبر نہیں۔
 ملاحظہ من کو اسی مال کے وصول کرنیکا وکیل کرنا صحیح نہیں (کیونکہ جس مال کا
 وہ کفیل ہے اویس کے وصول کرنیکا وکیل نہیں ہو سکتا) اگر زید دعویٰ کرے کہ میں
 فلان غائب کا وکیل ہوں اویس کے قرض وصول کرنے کا اور قرضدار اویس کہے
 کہ درست بتاؤ تو اویس کو حکم کیا جاوے گا کہ اس وکیل کو قرض ادا کر دے پس اگر
 وہ غائب آیا اور اویس وکیل کو سچا بتایا تو خیر ورنہ قرضدار کو دوبارہ قرض ادا
 کرنا پڑے گا اور اگر وکیل کے پاس اسکا مال موجود ہے تو پھر اسے ادا کر جاتا رہا تو
 کچھ نیا دیگا آہستہ اگر وکیل قرض وصول کرتے وقت ضامن ہو گیا تھا (کہ اگر وکیل
 کو کچھ مال نہ پونے تو میں ذمہ دار ہوں) یا قرضدار نے اسکی وکالت کو درست نہ بتایا
 ہو فقط دعویٰ وکالت پر اویس کو وہ مال دیا ہو (ان دونوں صورتوں میں اگر وکیل
 کے پاس مال تلف بھی ہو گیا ہو تو وصول کرے) اور اگر ایک شخص کہو کہ میں امانت
 لینے کی واسطے وکیل ہوں اور جبکہ پاس امانت سپرد ہے وہ اسکو سچا بتا دے تو اویس
 سے وہ امانت وکیل کو نہ دلائی جائیگی اسبطرہ اگر کوئی یون کہے کہ جبکہ میں امانت
 اس سے میں نے مول لیلیٰ ہو اور امانت دار اس بات کو سچا کہے (تو یہ امانت ادا
 سے وہ امانت نہ دلائی جائیگی) اور اگر کوئی یون کہے کہ مالک اس امانت کا کر گیا اور

بیمہ امانت میری لئے میراث چھوڑ رہا ہے اور جسکے پاس امانت ہو وہ اس شخص کو سہا
 کہہ کر تو وہ امانت اس دھڑی کو دلائی جائیگی۔ اگر قرضخواہ کسیکو وکیل کرے اپنی مال
 لینے کیو اٹھو اور قرضدار کہہ کہ صاحب مال نے تو اپنا مال لے لیا (تو اس کہنے سے
 مالک کا لے لینا ثابت نہو گا اور وکیل کی وکالت ثابت ہو چکی ہے) تو وکیل کو وہ مال
 حوالہ کرے اور (اُسکو حکم ہو گا کہ اگر مالک (کو) مال (ادار دیا ہو تو) اُس سے مواخذہ کر
 اور (اگر مالک مال لینے سے انکار کرے گا تو قرضدار) اُسکو قسم دلائے اگر ایک شخص کو وکیل
 کیا (کہ) بائع سے اس وجہ کی بابت جو خریدی ہوئی نوٹ ہی میں نکلا ہے (جواب سوال
 کر اور اسکو بائع سے حجت کی) اور بائع نے کہا کہ مشتری تو راضی ہو گیا تھا تو وکیل
 کو یہ بتائی کہ نہیں پھر سکتا جب تک مشتری قسم نہ لے گا (کہ میں راضی نہ ہوا تھا اگر قسم کہے
 تو پھر دینے کا حکم ہو گا) زید نے عمرو کو دس روپیہ دیئے کہ اُنکو سیڑ گھر والوں پر
 خرچ کر دیو اور عمرو نے اپنی پاس سے دس روپے خرچ کر دیئے تو یہ دس مقابل ہوئے
 زید والے دس کے (یعنی زید عمرو سے اپنی روپے نہیں لے سکتا یوں کہہ کر کہ تو
 تو اپنی پاس سے خرچ کئے)۔

باب وکیل کو برطرف کر نیکیے یا نہیں۔ اگر وکیل کو موکل نے برطرف کر دیا
 اور وکیل کو اسکی خبر بھی ہو گئی تو وہ کالیت باطل ہو گئی اسی طرح اگر وکیل یا موکل مر گیا
 یا مجنون ہو گیا ہمیشہ کو یا وہ مجنون ہو کر دارالخمسیت کو چلا گیا یا جن دو شرکیوں نے
 شرکت میں وکیل کیا تھا وہ شرکاء آپس میں نہیں رہے یا ایسی شرکت تھی کہ وکالت اسکو
 لازم تھی جیسے مفاد غنہ یا موکل مکان تھا اور وہ ادا دی نہ کہ بابت سے عاجز ہو گیا یا
 موکل غلام یا زون تھا پھر اُسکو مستحق سے مالک نے منع کر دیا (ان سب صورتوں میں)

بیمہ امانت میری لئے میراث چھوڑ رہا ہے اور جسکے پاس امانت ہو وہ اس شخص کو سہا کہہ کر تو وہ امانت اس دھڑی کو دلائی جائیگی۔ اگر قرضخواہ کسیکو وکیل کرے اپنی مال لینے کیو اٹھو اور قرضدار کہہ کہ صاحب مال نے تو اپنا مال لے لیا (تو اس کہنے سے مالک کا لے لینا ثابت نہو گا اور وکیل کی وکالت ثابت ہو چکی ہے) تو وکیل کو وہ مال حوالہ کرے اور (اُسکو حکم ہو گا کہ اگر مالک (کو) مال (ادار دیا ہو تو) اُس سے مواخذہ کر اور (اگر مالک مال لینے سے انکار کرے گا تو قرضدار) اُسکو قسم دلائے اگر ایک شخص کو وکیل کیا (کہ) بائع سے اس وجہ کی بابت جو خریدی ہوئی نوٹ ہی میں نکلا ہے (جواب سوال کر اور اسکو بائع سے حجت کی) اور بائع نے کہا کہ مشتری تو راضی ہو گیا تھا تو وکیل کو یہ بتائی کہ نہیں پھر سکتا جب تک مشتری قسم نہ لے گا (کہ میں راضی نہ ہوا تھا اگر قسم کہے تو پھر دینے کا حکم ہو گا) زید نے عمرو کو دس روپیہ دیئے کہ اُنکو سیڑ گھر والوں پر خرچ کر دیو اور عمرو نے اپنی پاس سے دس روپے خرچ کر دیئے تو یہ دس مقابل ہوئے زید والے دس کے (یعنی زید عمرو سے اپنی روپے نہیں لے سکتا یوں کہہ کر کہ تو تو اپنی پاس سے خرچ کئے)۔

میں دکالت باطل ہو جائیگی جس کام کے لئے وکیل کیا ہو اگر موکل اسکو بذات خود کرنے لگے تو دکالت جاتی رہتی ہے +

کتاب الدعویٰ

اسمیں دعویٰ کا بیان ہے۔ دعویٰ کہتے ہیں جہاں کسی چیز کو اپنی طرف نسبت کرنے کو (یعنی یوں کہنے کو کہ یہ میری چیز ہے) مدعی اسکو کہتے ہیں کہ دعویٰ کری اور جو جہاں چھوڑ دیتے تو اس سے مؤخذ نہ ہو۔ مدعا علیہ عی کے خلاف ہی (یعنی جس پر دعویٰ کیا جائے اور وہ اگر جوابدہی سے چپ ہو رہے تو زبردستی اس سے جواب طلب ہو) دعویٰ صحیح نہیں جب تک وہ شہر جس پر دعویٰ ہی بیان نہ کر دیکھا ہو اور اسکا اندازہ اور جنس بیان ہو پس اگر وہ شہر معین مدعا علیہ کے پاس ہو تو مدعا علیہ کو اس کے حاضر کر نیکی تکلیف دیکھا لگی تاکہ مدعی اپنی دعویٰ میں اسکی طرف اشارہ کرے۔ یہ بھی حال ہے گواہوں کی گواہی دینے اور مدعا علیہ کی قسم دلانے میں (یعنی چیز کا حاضر کرنا چاہیے تاکہ گواہ اپنی گواہی میں اور مدعا علیہ اپنی قسم میں اسکی طرف اشارہ کریں) اگر چیز کا حاضر کرنا دشوار ہو تو مدعی اسکی قیمت ذکر کر دی۔ اگر دعویٰ غیر منقول شے کا ہو (مثلاً زمین یا گھر کے) تو اسکی حدیں بیان کر دے۔ تین حدوں کا بیان کر دینا کافی ہے (کیونکہ چوتھی حد اسی سے معلوم ہو سکتی ہے) ان حدوں کے مالکوں کا نام بھی ذکر کرے اور جو شخص مشہور نہ ہو اسکو داد آگ کا نام بتانا ضرور ہے۔ یہ بھی ذکر کرے کہ جس چیز کا دعویٰ ہے وہ بعینہ مدعا علیہ کے قبضہ میں ہے۔ غیر منقول شے میں قبضہ تصرف فقط مدعی علیہ کے ایک دوسرے کو سچا کہنے سے ثابت نہ ہو گا جب تک گواہوں سے یا قاضی کے جانشین سے ثابت نہ ہو بخلاف

نہایت

مستول کے (کہ اس میں قبضہ و تصرف طریقین کے اقرار سے بھی ثابت ہو جائیگا) معین بن
 کے دعویٰ میں ضرور ہے کہ مدعی ذکر کر دے کہ تعین شے مدعا بجا کو مدعا علیہ سے طلب
 کرتا ہوں اگر وہ شے دین ہو تو اس کا وصف بیان کرے اور بچہ کہ اس کو مدعا علیہ
 سے یا ہوتا ہوں جب دعویٰ صحیح ہو جاوے تو قاضی مدعا علیہ سے جواب طلب کرے
 اگر مدعا علیہ اقرار کرے دعویٰ کا ثبوت اسکے دلالتی حکم کر دے اور انکار کرے تو مدعی
 اپنے گواہ لاوے اور گواہوں کے بعد مدعا علیہ پر حکم کرے (یعنی شے مدعا بجا مدعی
 کو دلاوے) اور اگر گواہ دیکھے پاس نہ ہوں تو مدعا علیہ کو قسم دلائی جاوے اگر مدعی
 قسم طلب کرے اور مدعی کو قسم نہ دلائی جاوے (کیونکہ قسم خاص ہے وہ طلب مدعا علیہ
 کے) بلکہ دعوٰی میں شخص متصف کے گواہ متبول نہ ہونگے اگر مطلق طلب کیا
 کریں (اور سبب طلب کا ذکر کریں جس پر خرید یا بیعہ وغیرہ ہے۔ اگر دونو شخص قاضی
 اور پیشہ فعل کو گواہ گذارین تو جو شخص متصف نہیں ہے اسکے گواہوں کی سماعت
 نہ نسبت گواہوں متصف کے) بہتر ہے۔ اگر مدعا علیہ سے قسم کھانے کو ایک یا
 (کہا گیا اور دوسری) انکار کیا یا چپ ہو رہا تو بدوین قسم دلائیکے اور حکم ہو جائیگا
 (کہ مدعا علیہ مدعا حاکم مستحب ہو مدعا علیہ سے تین بار قسم کو کہنا۔ مدعا علیہ منکر کو
 قاضی ان چیز و تین قسم لے اول نکاح دوم رجعت بعد طلاق کے سوم رحبت
 ایلا کے بعد چہارم تو لڑکی کو اتم ولد کرنے میں پیغم غلام ہونے میں ششم ثبوت
 نسب میں ہفتم حق ولایت اور خدا و لعان میں بھی قسم دلائی جاوے اور قاضی
 امام فخر الدین نے فرمایا ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ مدعا علیہ منکر سے قسم لیا دے
 چوں اشیاء مذکورہ میں (یعنی نکاح سے ولایت فائدہ جانا چاہیے کہ نکاح

سو لائیک سالت شری بن اور نگو چہ اسو اسطو قرار دیا کہ اتم ولد بتانا اور اثبات نسبت
 اور ملزم بن گویا وہ دو تو ایک قسم بن چو کہ قسم دلائی جاوی پس اگر انکار کرے
 قسم سو چوری کے مال کا نسا من ہو جائیگا مگر ہاتھ نہیں کٹوگا اگر بی بی خاوند پر دعوی
 کرے کہ مجھ کو سبقت سو پہلے طلاق دینی ہو تو خاوند کو قسم دلائی جاویگی اگر انکار کیا قسم
 تو ادھی مہر کا ذمہ وار ہو گیا۔ جو شخص انکار کرے قصاص کے مقدمہ بن تو اسکو بھی قسم
 دلائی جاوی پس اگر جان کی قصاص قسم و انکار کرے تو قید کیا جاوی یہاں تک کہ اقرار
 خون کا کرے یا قسم کھائی اور جان کے سوا اور چیزوں کے قصاص میں مثل برجم وغیرہ
 کے مجروح انکار کے قصاص لیا جاوی۔ اگر مدعی کہی کہ میرے گواہ حاضر ہیں اور ہر
 مدعا علیہ قسم کی درخواست کرے تو اسکو قسم نہ بجا دیگی اور مدعا علیہ سو کہا جاویگا
 کہ مدعی کو تین روز تک کی حاضری ضامنی دیدی پس اگر مدعا علیہ ضمانت دینی سو انکار
 کرے تو مدعی اور اسکے ہمراہ رہی جہاں جاوی لیکن اگر مدعا علیہ مسافر ہو تو اسکی کہلی
 ضرورت قاضی کے محکمہ میں کرے (اسطو کہ اس سو زیادہ مسافر کے ساتھ رہتی اگر
 مسوا من یعنی میں مسافر کا کمال نقصان ہے) اور قسم جو مدعا علیہ کھادی تو معشرہ
 قسم ہے (یعنی یوں کہنا کہ خدا کی قسم عیقا حق مجھ پر نہیں) طلاق اور آزمای کی قسم
 کھادی (یعنی یہ نہ کہی کہ اگر مدعا علیہ حق مجھ پر ہو تو میری بی بی خالق یا غلام آزاد ہو) البتہ
 اگر مدعی اصرار کرے کہ اسکو طلاق یا عیشاق کے ساتھ قسم دلائی جاوی تو ایسی قسم کا
 بھی اعتبار ہے قسم کی تاکید خدا کے اوصاف کے ذکر سے کرنا چاہیے کہ عالم نسب
 ہی اور گناہگار و نگو خدایہ دین والا ہی اور جو ٹھہ پر مرادین والا ہی وقت اور جگہ
 سو تاکید قسم ضرور نہیں (یعنی مدعی یہ درخواست نہ کرے کہ مثلاً مدعا علیہ عصر کو وقت

یا جمہ کو یا سجد میں یا کعبہ شریف میں قسم کہا دے۔ یہودی کو قسم یون دلائی ہو
 کہ قسم ہو اس خدا کی جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات اور ناری اور نصرانی کو بطور
 کہ قسم ہو اس خدا کی جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل تامل کی اور مجوسی آتش پرست
 کو کہ طبع کہ قسم اس خدا کی جسے آگ پیدا کی اور بت پرست کو صرف خدا کی قسم دیکھا دے
 (غیر ملائکہ کسی اور لفظ کے) ان سب کو ان کے عبادت خانوں میں قسم دلائی جاوے
 کہ قسم دلائی جاوے حاصل عموماً پر مثلاً بیع کے دعویٰ میں یون کہا جاوے کہ خدا کی
 قسم ہم دونوں میں اس وقت ہم قائم نہیں ہے اور نکاح کے دعویٰ میں یون کہ قسم خدا
 کی ہم دونوں میں نکاح اس وقت میں قائم نہیں اور خصم کے دعویٰ میں یون کہ بائنا اس وقت
 سبکدوش ہیں چیز کا پیرہنا واجب نہیں اور طلاق کے دعویٰ میں یون کہ اللہ کی قسم ہم
 عورت اس وقت مجھ سے بائن نہیں۔ اگر مدعی پر دس کے سبب حق شفعہ کا دعویٰ کرے
 یا بائن طلاق دے ہوئی عورت کے فقہ کا دعویٰ کرے اور (مدعی علیہ یعنی) مشتری یا
 خاد یا مستند اس کا نہوا مثلاً شافعی مذہب ہو کیونکہ امام شافعی کے یہاں حق شفعہ اور
 لفقہ قطعاً بائنا کا واجب نہیں) تو (ایسی سوہن) قسم دلائی جاوے گی سبب دعویٰ پر
 (مثلاً مدعی علیہ یون کہو کہ خدا کی قسم میں نے مدعی کے پردس کا کہہ نہیں خریدا ہے یا عورت
 عورت کو طلاق بائن نہیں دے دی اور غلام کے وارث ہونے میں قسم جانتی ہو دیکھا ہوگی
 (مثلاً زید ایک غلام کا وارث ہوا اور عمر و نے دعویٰ کیا کہ مجھے غلام میرا ہی تویہ کسی
 یون قسم لیاوے گی کہ قسم خدا کی میں نہیں جانتا ہوں کہ مجھے غلام عمر و کا ہے) اور اگر زید ایک
 غلام کا بیس یا خریدنے سے مالک ہوا ہو تو امر واقعی پر قسم دلائی جاوے گی بخانتی پر دیکھنے
 زید کو یون کہنا پڑے گا کہ خدا کی قسم مجھے غلام عمر و کا نہیں ہے) منکر قسم اگر غرض دیکھ

قسم کا یا دہی سو صلح کر کے قسم سے تو مجھ سمجھ سے عرض یا صلح کے بعد پھر اسکو
قسم نہ لائی جاوے گی (عرض دینا یا صلح کرنی یوں ہو کہ منکر کہو کہ مجھے قسم لازم ہو اور اس کے
بدلے میں مجھ کو بھی چیز دیا ہوں یا اپنی قسم سے اس چیز پر صلح کرتا ہوں مجھ
دو نہ صحیح ہیں) *

باب آپس میں قسم کھانے کی یا نہیں۔ اگر بائع اور مشتری اختلاف کریں
مقدار بیع یا مقدار قیمت میں (مثلاً بائع ثمن دو سو بتا دے اور مشتری پونے دو سو یا
بائع بیع میں من غلہ بتا دے اور مشتری کہیں من) تو جو گواہ لائے اسکی خاطر خواہ حکم
ہوگا اور اگر دو گواہ لادیں تو جسے گواہوں سے زیادہ ثابت ہو اس کے موافق حکم
ہوگا اگر دو گواہ نہ لاسکیں اور آپس میں رافعی بھی ہوں تو دو قسم کھائیں اور پہلے
مشتری کو قسم دلائی جاوے گی اور اگر دو نو میں ایک بھی فسخ بیع چاہے تو قاضی بیع کو
فسخ کر دے اور جو قسم سے انکار کرے گا دوسرے کا دعویٰ اس پر ثابت ہو جاوے گا۔ اگر
دو نو میں اختلاف ہو وقت ادار ثمن میں (کہ بائع کہے کہ میں نے نقد بیچا ہے
اور مشتری کہے کہ ادو ہار) یا شرط خیار میں اختلاف کریں (ایک کہو کہ بیع میں جیسا
تھا دوسرا کہے کہ نہ تھا) یا کسی قدر قیمت کے لینے میں (اختلاف ہو) یا بیع کے
سب یا تھوڑے جتنے رہنے کے بعد (مقدار قیمت میں اختلاف ہو) یا (مکاتب اور
مالک) زر کتابت کی مقدار مختلف بتا دیں (مالک نہ یا وہ کہے اور مکاتب کم) یا بیع
سلم کے فسخ کے بعد (سلم کر نیوالا اور جس سلم کی بھی وہ شخص) راس المال کی
مقدار میں (اختلاف کریں) تو (ان سب صورتوں میں) دو نو کو قسم نہ لائی جاوے گی بلکہ منکر
کا قول اسکی قسم کے ساتھ ہوگا اگر بیع کا قالہ کہ بعد بائع اور مشتری مقدار میں اختلاف کریں تو دو نو پر

مستحق قسم ہے
مستحق قسم ہے
مستحق قسم ہے

قسم آدمی اگر خود مقدار مہر میں اختلاف کریں تو جو والا بیگا دہی جیسی بیگا اگر دو نو کو اہ لا دین ہر
 صورت جیتوگی اگر دو نو کو اہ نہ لاسکین تو دو نو قسم کہا میں اور نکاح فسخ کیا جاوے
 بلکہ دو نو کی قسم کی صورت میں ہر مثل کو دیکھا جاوے گی اگر مہر مثل خاوند کے قول کے مطابق
 یا اس سے کم ہو تو اہ کے قول کے موافق حکم ہوگا اور اگر عورت کے قول کے مطابق
 یا اس سے زیادہ ہوگا تو حکم اہ کے قول کے بموجب ہوگا اور جو دو نو کے قول کے
 درمیان ہوگا تو ہر مثل ہی دیا جاوے گا۔ اگر ٹھیکہ دینے والا اور سنا جری یعنی ٹھیکہ
 لینے والا اختلاف کریں ٹھیکہ میں (یعنی اسکی اجرت خواہ منافع میں) قطع لینے سے ہو
 تو باہم قسم کہا میں اور نفع لینے کے بعد دو نو قسم ٹھیکہ میں بلکہ (اسطور میں) قول
 مستاجر کا قسم کے ساتھ مقبر ہوگا اور بعض میں اختلاف اور مکمل میں اختلاف ہو
 گا ایک حکم ہے (یعنی تحو نفع لینے کے بعد اگر اسکی اجرت کی مقدار میں اختلاف
 کریں گے تو دو نو کو قسم نہ بجاوے گی بلکہ قول مستاجر کا قسم ہی مقبر ہوگا یا ہم گدہ شیشہ کے
 لئے اور باقی لیا بھرہ فسخ کر دیا جاوے گا) اگر عورت اور خاوند گھر کے استساین
 کریں تو استساین کے لئے نہ شکو دلا یا جاوے گا اور جو دو نو کا کام کسی خاوند کو دلا یا جاوے گا (یعنی اگر
 خاوند میں ہر ایک کے استساین کا دعویٰ کریں تو ہر دو غیرہ جو عورت کو کارآمد ہے وہ عورت کو بیگا
 اور ہتھیار وغیرہ خاوند کو اور جو چیزیں دو نو کے کارآمد ہوتی ہیں جیسے برتن وغیرہ
 (تو وہ بھی خاوند کو ملین گئے) پس اگر دو نو میں سے ایک مہر جاوے (اور اسکا واراسی
 جگہ دعویٰ کرے) تو (دو نو کی کارآمد فی چیز زندہ کو ملیگی۔ اور اگر دو نو میں سے
 کوئی ملوک ہو تو اسے اپنے آقا کو پونہ بیگا بشرطیکہ وہ تو زندہ ہوں اور اگر ایک ہوگا
 ہو تو زندہ کو ملیگا **فصل** اگر مہر خاوند علیہ دعویٰ ہو کہ (اس چیز جو تو دعویٰ کرتا ہے

یہ مجھ کو فلا نے غائب نے امانت دی ہو یا کر ایہ کو دی ہو یا منگنی دی ہو یا کر دی
 ہے مسیکر پاس یا میں نے اس کو چھین لی ہو اور اس قول کے گواہ گزارنے تو مدعی کا
 جہگڑا اس کو دفع کیا جاوے گا (یعنی مدعی کو اوپر دعویٰ نہیں پونچھا بلکہ اسی غائب پر دعویٰ
 کرے) اور اگر مدعا علیہ کہی کہ میں نے مجھ سے مدعا بہا اس غائب سے خرید کی ہو یا مدعی
 کہے کہ مسیکر پاس سے مجھ سے جو بھی گئی تھی اور مدعا علیہ قابض کہی کہ مجھ کو فلا نے
 امانت دی ہو اور امانت ہونے کو گواہوں کو ثابت کر دی تو مدعی کا جہگڑا اس سے قلم نہیں
 کیا جاوے گا اور اگر مدعی کہی کہ مجھ سے چیز میں سے فلا نے شخص سے خریدی ہو اور مدعا علیہ قابض
 کہی کہ مجھ کو یہ چیز اسی فلا نے شخص نے امانت دی ہو تب بھی خصوصت مدعی کی مدعا علیہ
 سے ساقط ہو جاوے گی (کیونکہ قابض اپنی ملک کا دعویٰ نہیں کرتا ہے پس مدعی کو
 خریدنے کا ثبوت دینا چاہیے)

باب ایک چیز پر دو شخصوں کے دعویٰ کر نیکے یا نہیں۔ اگر دو شخص ایک
 چیز کا دعویٰ کریں جو تیسری کے قبضہ میں ہو اور ہر ایک گواہوں کو ثابت کر دی کہ
 مجھ چیز میری ہی تو وہ چیز دو نو کو نصف نصف دیدیا دیگی۔ اگر ایک عورت پر دو
 شخص اپنی منکوحہ ہونیکے گواہ قائم کریں تو دو نو کے گواہ نامعتبر ہونگے اور
 عورت اس کو ملیگی جسکی بات کو وہ سچا کہی یا جسکے گواہ پیشتر گزر چکے ہوں۔ اگر
 دو نو بھی گواہ لا دیں کہ مجھ چیز کسی تیسری سے مول لی ہو تو ہر ایک کو نصف شہد کا
 ملیگی نصف قیمت کے عوض میں چاہو تو لے لے اور اگر قاضی کے حکم کر نیکے بعد دو نو میں
 سے ایک نے آدمی کے لینے سے انکار کیا تو وہ بھی سب ملیگی اور اگر تاریخ خرید کی دو
 مدعیوں نے بیان کی تو اس کو دلائی جاوے گی جو پھلا خریدار ہو اور اگر تاریخ بیان کی تو

قابض کو ملے گی۔ خریدنے کا دعویٰ اور اس کے گواہ نسبت بہہ کے دعویٰ اور گواہوں
 کے زیادہ مقبول ہیں (مثلاً زمین نے کہا کہ یہ چیز میں نے بکر سے مولیٰ ہے اور مرد نے
 دعویٰ کیا کہ بکر نے مجھ کو یہ کر کے قابض کرا دیا اور دونوں نے اپنا دعویٰ پر گواہ گزرا ہے
 تو زمین کے گواہوں کا قبول کرنا بہتر ہے) خرید نیکاد دعویٰ اور مہر میں لینے کا دعویٰ دونوں
 برابر ہیں۔ اگر در کہیں کا دعویٰ نسبت بہہ کے مقبول تر ہے۔ اگر وہ شخص خارج یعنی غیر
 گواہ لائیں کسی شخص کی ملکیت کے مع تاریخ کے یا خریدنے کے ایک ہی شخص سے پس پہلے تاریخ
 والا اس چیز کا زیادہ مستحق ہے۔ اور اگر گواہ لائیں وہ خود ہی جدا جدا شخصوں کے جو
 مذکور کے خریدنے کے اور دونوں تاریخ بھی بیان کریں تو یہ گواہ دونوں کے آپس میں ہیں
 خواہ تاریخ ایک ہو یا آگے پیچھے ہو (یعنی وہ چیز دونوں کو نصفاً نصف ہو چکی) اگر
 لاوے خارج (جو قابض نہیں ہے) اپنی ملکیت کا کسی تاریخ سے اور قابض اپنی تاریخ
 کی تاریخ اس سے پہلے گواہوں سے ثابت کرے یا خارج اور قابض گواہ لاویں اس کو کہ
 بچہ میسر جانور کا ہے اور میری ملک میں پیدا ہوا ہے یا وہ گواہ لائیں ملک کے اس
 پر جو مکر نہیں ہو بلکہ جیسے کہیں کہ یہ کپڑا میں نے بنا ہے یا پیر میری (گائی ہیں) یا خارج
 گواہ لائے ملک ہو نیکی (اور قابض اپنی تاریخ پر خارج سے گواہ پیش کرے تو ان میں زمین
 میں گواہ قابض کے معتبر ہونگے) اگر خارج شخص اور قابض دونوں ایک دوسرے سے خود
 شخص سے خریدنا اپنا بیان کریں اور اپنا دعویٰ پر گواہ پیش کریں اور تاریخ خرید
 نہ تو دونوں کے گواہ سناٹے ہیں اور جس گواہ کا دعویٰ ہو قابض ہی کے پاس رہے گا
 گواہوں کی گنتی زیادہ ہونے سے دعویٰ کو ترجیح نہیں ہوتی ہے (مثلاً ایک مدعی دو
 گواہ اور دوسرا چار گواہ لائے تو دونوں برابر ہیں) ایک گواہ زمین کے پاس ہے اور مرد نے

اُسکے آدھے کا دعویٰ کیا اور خالد نے سب کا اور دونوں دعویٰ دو گواہ لائے قابض کو
تو عمرو کو چوتھائی گہر ملیگا اور زید کو باقی تین چوتھائی اور اگر وہ گہر انھیں دے دیں
(یعنی خالد اور عمرو کے پاس تھا تو خالد کو جو کل کا دعویہ رہے وہ سب گہر ملیگا۔ اگر وہ
شخص گواہ لائیں ایک چار پارہ کے حصے پر اپنی اپنی ملک میں اور دونوں تاریخ بھی بیان
کریں تو وہ اسکو دلایا جاوے گا جسکی تاریخ بچہ کی عمر کے مطابق ہو اور اگر یہ بات
نہ پہچانی جاوے تو دونوں حیوان کو شرکت میں دلایا جاوے۔ دو خراج شخصوں میں سے ایک
گواہ لایا کہ مجھ کو قابض نے بیسویں چھین لی ہے اور دوسرا گواہ لایا کہ میں قابض کو بیسویں شصت دے دی
ہے تو مجھے دو گواہ برابر ہیں (یعنی کسی کو شہر عابدہ لائی جاوے گی) جو شخص سوار ہو سو اس پر پراکوی
کپڑا پہن ہوگی تو وہ چاک کے ثاب ہو نہیں سکتا لگام یا اس میں پکڑ نہا اسکے زیادہ مستحق ہے
مثلاً زید ایک گھوڑی پر سوار ہو اور عمرو اسکی لگام پکڑے اگر اس گھوڑی کی ملکیت
میں دونوں جگہ اگرین تو زید ہی کو دلانا بہتر ہے) اگر لہری ہوئے اونٹ میں جبکہ لہری
یا ایسی دیوار میں جسپر چبٹ کی کڑیاں ہوں یا ایسی دیوار میں کہ ایک کے گہر سہلی ہو
تو ملک اسکی زیادہ ثابت ہوگی جو اونٹ کے بوجھ کا یا کڑیوں کا مالک ہو یا جسکی
گہر سے دیوار ملی ہوئی ہو۔ ایک شخص کے انھ میں کپڑا ہو اور دوسرے ہاتھ میں سٹکا
کنارہ ہو اور دونوں اسکا دعویٰ کرتے ہیں تو آزاداں ثابت دیا جاوے گا۔ ایک شخص کے
پاس ایک لڑکا ہو جو اپنا حال کہہ سکتا ہو (یعنی عاقل ہے) اور وہ لڑکا کہو کہ میں آزاد ہوں
تو لڑکے ہی کا قول معتبر ہوگا۔ اور اگر کہو کہ میں غلام شخص کا غلام ہوں یا کچھ اپنا حال ہی
بیان نہ کرے تو قابض ہی کا غلام ٹھہرے گا (بشرطیکہ وہ مدعی ہوا) ایک مکان میں اگر دس گھڑیاں
ایک کے قبضہ میں ہوں اور ایک کو گھری دوسرے قبضہ میں تو صحن اس مکان کا جبکہ دوسرے

کے وقت اُن دونوں کو دانا لگا لگا کر زید و محمد کو دے دعو کی کیا ایک زمین کا اور
 لئے پہلے اس میں سے پختہ زمین کا کچھ حصہ لے لیا جائے یا اگر کچھ دانا تو زمین
 زید کی ہے پھر لے لیا جائے (یہ چیزیں اگر لے لی جاتی ہیں تو ان کے لئے سے قبضہ ثابت ہو جاتا ہے اس طرح یہ امور
 بھی قبضہ کے ساتھ ہیں)۔

باب رشتہ کے ثابت ہونے کے یا نہیں۔ زید نے ایک ٹوٹتی ہوئی اور پھرنے
 والی یہاں چہ پہنچے سے کم میں جی اوز زید نے دعو کی کیا کہ مجھ سے جو زمین کا پھر
 اور وہ ٹوٹتی زمین کی ام ولد ٹھہری اوز زید میں کو فسخ کر کے مشتری کے دام پہنچے
 (یہ ٹوٹتا دام ولد کی بیع جائز نہیں) اگر چہ مشتری ہی باطل ہے دعوے کے ساتھ
 یا اس کے دعوے کے پیچھے کہے کہ مجھ سے جو زمین کا پھر اس ٹوٹتی زمین کے مرئیے
 قبضہ میں ہے کہ دعوے کی مخالفت ہے کہے کہ مرئیے (کہ اگر اس وقت میں دعوے کر گیا تو پھر اسکا
 نہیں ٹھہریا) مشتری اگر ٹوٹتی نہ کر کو یا اس کے پھر کو آزاد کر دی تو اسکا آزاد ہو جاتا
 اثبات نسب میں ہونے کے حکم میں ہے اگر چہ ٹوٹتی چہ پہنچے سے زیادہ میں جو زید کا دعوے
 رو کیا جا دے گا البتہ اگر مشتری زید کا کہنا اعتبار کرے تو دعوے کو نہیں کیا جائیگا۔
 جو شخص دلوں کو ان میں سے ایک کا دعوے کرے کہ مجھ سے تو وہ آزاد کر دے تو اس کے ٹھہریے پس
 اگر مدعی دوسرے کو بیع کر دی اور مشتری اس کو آزاد کر دی تو مشتری کا آزاد کرنا باطل
 ہوگا کہ نہ ایک کے دعوے دوسرے کا نسب بھی مدعی سے ثابت ہو گیا پس اسکی بیع باطل
 ٹھہریا اسکی آزاد کرنا باطل ہوگا زید کے پاس ایک لڑکا ہے اور زید نے کہا کہ مجھ سے جو لڑکا ہے
 اور پھر کہنا کہ میرا ہی تو زید کا نہ ٹھہریا گو کہ مریدا اسکو اپنا لڑکا نہ بتا دی۔ ایک لڑکا ایک
 مسلمان اور نصرانی کے پاس ہے نصرانی کہتا ہے کہ مجھ سے میرا بیٹا ہے اور مسلمان کہتا ہے کہ مجھ سے میرا

یہ چیزیں اگر لے لی جاتی ہیں تو ان کے لئے سے قبضہ ثابت ہو جاتا ہے اس طرح یہ امور بھی قبضہ کے ساتھ ہیں۔

یہ چیزیں اگر لے لی جاتی ہیں تو ان کے لئے سے قبضہ ثابت ہو جاتا ہے اس طرح یہ امور بھی قبضہ کے ساتھ ہیں۔

مے نو لسانی کا بیٹا اور آزاد ٹھہریگا۔ ایک لڑکا ہی جو روخاوند کے پاس جبر دیکھتی ہے
 کہ مجھ میرا لڑکا ہے دوسری خاوند سے اور خاوند کہتا ہے کہ مجھ میرا لڑکا ہے دوسری
 بی بی سے تو وہ نو لڑکا ٹھہریگا۔ مشتری نے ایک لونڈی خریدی اور اس کے اولاد کو
 سے ہوئی پہرہ کسی اور کی نکلی (اور مالک کو دیکھتی) مشتری لڑکے کی قیمت مالک کو دے
 اور لڑکا آزاد ہے اگر مجھ بچہ مر جاؤ تو باپ (یعنی مشتری) اس کی قیمت کا تاوان دے
 اگرچہ وہ لڑکا کچھ مال چھوڑے (جو باپ کو ارث پہنچے) اور اگر باپ اپنی آپ اس کو مار
 ڈالے تو البتہ اس کی قیمت دینی پڑے گی اور لونڈی کا دام اور بچہ کی قیمت بالغ ہو کر
 مگر اجرت محبت کی نہ لیوے (یعنی غیر کی لونڈی سے جو صحبت کی اس کی اجرت بھی اگر مشتری سے
 مالک لیسے تب بھی مشتری بالغ سے نہ لیوے)۔

کتاب الامتداد

اس میں اقرار کا بیان ہے۔ اقرار کہتے ہیں اس بات کے خبر دینے کو کہ غیر کا حق میری
 اوپر ثابت ہے (جو شخص اقرار کرنا ہی اس کو مقرر کہتے ہیں اور جس کا حق اپنی اوپر بتاتا ہے
 اس کو مقرر کہتے ہیں) جبکہ اقرار کرے آزاد عاقل بالغ کسی حق کا تو مجھ اقرار صحیح ہے
 گو مہول ہو جیسی (بون کہے کہ مجھ فلاں شخص کا) کچھ ہے یا کوئی حق ہے پہرہ بڑی
 اس سے بیان کرایا جاوے اور قیمت والی چیز کو بیان کر دے کہ فلاں چیز ہے (یعنی
 مہول شے کا اقرار کیا تو قاضی بجز اس سے پوچھ کہ کون حق اور کیا چیز ہے بشرطیکہ
 حق اور چیز کی کچھ قیمت ہو) اور (اسباب میں) اگر (مقرر اور مقررہ میں اختلاف ہو یعنی مقرر
 بتا دے) (اور) مقررہ زیادہ تو مقرر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہو گا (اول ایک شخص نے
 اقرار کیا کہ فلاں کام میری ذمہ مال ہے اور جب بیان کیا تو ایک دم سے کہہ کر کہا تو اس کا یہ کہنا

مانا بیجا بیگا (ایسی کو ایک سو کم کو عادت میں مال نہیں کہتے) اگر بڑی مال یا بہت مال
 کا اقرار کرے تو مقدار نقصان لازم ہوگا اور بہت سی مالوں کا کہہ کر تو نہیں نقصان
 بہت ہو پئے گا تو دس روپیہ ہو گئے اور اگر کہے کہ تو پچاس تین تعداد کچھ غلط تو نہیں
 اقرار ہوگا اگر کہہ آدھ ہوا تو ایک درم کا اقرار ہوا اور کہہ آگیا روکا کا اور کہہ آد
 کہ (واؤ عطف کے ساتھ) اکیس کا اور تین بار کہہ آد و واؤ عطف سے ایک سو اکیس کا
 (اور چار بار تین و واؤ عطف سے) ایک ہزار ایک سو اکیس کا (غرض کہ ایک کہہ اسی صرف ایک
 ہے اور دوسروں کا اس کے ساتھ بدون عطف ملا دین تو اس سے دس مراد ہوگی
 اور مع عطف ملا دین تو بیس اور تیسروں کو اگر مع عطف ملا دین اس سے تلو اور چوبیس
 ہزار مراد ہونگے) اگر کہے کہ مجھ پر یا میرے بھائی کے پاس اس قدر ہی تو قرض کا اقرار ہوا
 اگر کہے کہ میرے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر میں یا میرے صندوق میں
 یا میری پہلی میں اس کا ہی تو اس کہنے سے امانت کا استدرا ثابت ہوگا۔ زید نے
 حرم کو کہہ کہ تیرا ادھر میری ہزار روپیہ ہیں اور عمرو نے کہا کہ اوٹکو تول لے یا
 پر کھسے یا بچو اونکے اوٹکو لے کی جملت دی یا میں نے تجھ کو دے دیا اور دیو یا
 دوسری پر تجھ کو اتر دے ان سب کلمات سے ہزار پر عمر کا اقرار ثابت ہوگا اور
 بنیر خیر کے اقرار ہوگا (مثلاً کہہ کہ تول لے یا پر کہے اور اوٹکو لے کہ تو اقرار ثابت
 ہوگا) اگر کہے تو ہی اقرار کرے اپنا دہر قرض کا کہ اتنے روز تو نہیں ادا کرنا ہے اور
 مترکہ کہہ کہ بالفعل تجھ کو دینا ہی تو ادا کرنا لازم ہوگا بالفعل مگر مقررہ سے جو شکرت
 کا ہی وعدہ نہ ہونے کی قسم لیجاو گی۔ ایک شخص کہے کہ مجھ پر سو روپیہ اور ایک روپیہ ہی تو
 تسو ہی بھی روپیہ مراد ہونگے (یعنی ایک سو ایک روپیہ کا اقرار ہوا) اور اگر کہے کہ

عادت میں مال یا بہت مال

عادت میں مال یا بہت مال
 عادت میں مال یا بہت مال
 عادت میں مال یا بہت مال
 عادت میں مال یا بہت مال
 عادت میں مال یا بہت مال

سوا اور ایک تھان ہی تو پوچھا جاوے گا کہ سو سی کیا مراد ہے اس طرز سوا اور دو تھانوں
 کے اقرار میں البتہ سوا اور تین تھانوں کے اقرار میں سب تھان مراد ہونگے۔
 ایک نے اقرار کیا کہ مجھے فلا نے کے خشک چوہا سے ٹوک رہے ہیں دیتے
 ہیں تو ٹوک رہے اور چوہا سے دونو کا اقرار ہوا (اور دونو دینی ہونگے) اور اگر یوں
 کہے کہ اوس سے مجھ کو گھوڑا طویلے میں دیا تھا تو گھوڑا دینا لازم ہوگا (مطویلہ) اور اگر کسی
 کے اقرار میں چیلہ اور گینہ (دونو لازم ہونگے) اور تلوار کے اقرار میں اسکا پھل اور میا
 اور پرتلہ داخل ہے اور چہرہ کھٹ کے اقرار میں اوسکی لکڑیاں اور پردہ اور پوشش
 وغیرہ داخل ہیں۔ اگر یوں اقرار کیا کہ کپڑے دینی ہیں گٹھری میں یا یوں کہا کہ مجھے
 تھان ہی کپڑے میں تو دونو کا اقرار ہوا (یعنی کپڑے اور گٹھری پہلی صورت میں اور تھان
 اور کپڑا دوسرے صورت میں لازم ہونگے)۔ اور دس میں ایک کپڑے کے اقرار میں ایک
 کپڑا لازم ہوگا۔ اگر یوں کہا کہ پانچ درم پانچ میں (ادسکے میرے اور میں) اگر
 (اس سے پانچ کے پانچ میں) ضرب مراد تھی تو پانچ ہی درم لازم ہونگے اور اگر
 پانچ کے ساتھ پانچ مراد ہیں تو دس دینی ہونگے۔ اگر یوں کہو کہ ادسکے مجھے ایک
 روپیہ سو دس تک ہیں یا کہو کہ ایک روپیہ سو دس تک کے درمیان میں ہیں تو نو
 دینی ہونگے۔ اگر کہو کہ اوسکی زمین سے گھر میں اس دیوار سے اس دیوار تک کے
 درمیان ہی نو دیواریں دونو داخل ہونگی۔ صحیح ہے اقرار حمل کا (مثلاً یوں کہو کہ میری
 نوٹھی یا جانور کا حمل فلان شخص کی ملک ہے) اور صحیح ہے اقرار واسطی حمل کے (مثلاً
 کہو کہ فلان حمل کے نو مجھے شور و پیو میں) اس میں یہ شرط ہو کہ کوئی ایسا سبب نہ
 کر دی جس سے وہ مال حمل کا ہو سکے (مثلاً کسی نے وصیت کی ہو یا میراث کی راہ سے

اگر کسی نے
 سوا اور تین
 تھانوں کے
 اقرار میں
 سب تھان
 مراد ہونگے

محل کو پونچھا ہوا اور اگر سبب بیان کر گیا تو محل کے لئے اقرار صحیح نہ ہوگا۔ اگر اقرار کر ہی کسی چیز کا اس شرط پر کہ مجھ کو اس اقرار میں تین روز تک اختیار ہو تو وہ شرط اور سہرا لازم ہو جائیگا اور خستہ اقرار میں باطل ہوگا۔

خستہ اقرار میں باطل ہوگا۔

باب اقرار کی چیز میں سے کچھ خارج کرنے اور اس پر طرعی اور باتون مثل مشرور کرنے وغیرہ کے بیان میں۔ جس چیز کا اقرار کیا ہو اس میں سے کسی بند کو استثنا کرنا یعنی خارج از اقرار کر دانا صحیح ہے بشرطیکہ اقرار کے ساتھ ہی خارج بھی کرے (مثلاً کہے کہ زید کے مجھے دس روپے ہیں دو کم تو دو کم کو ساتھ ہی اگر کہیگا تو اقرار درست ہوگا) اور اس صورت میں استثنا سے حقد پر حق اقرار کا دینا لازم ہوگا (مثلاً مثال مذکور میں آٹھ روپے دینی ہونگے) سب کا سب میں سے نکالنا نہیں صحیح ہے (مثلاً کہے کہ ہزار میری داد ہیں ہزار کم تو صحیح نہ ہوگا) جو چیزیں بنتی ہیں یا ٹکٹی ہیں انکو روپے نہیں سے استثنا کرنا درست ہے اور ان کے ہوا اور چیزوں کو نکالنا درست نہیں (مثلاً کہے کہ مجھے ہزار درہم ہیں دس پیمانہ گیہوں یا دس سیر روغن کم تو صحیح ہے اور اگر یوں کہے کہ دس گریبان یا دس کپڑے کم تو صحیح نہیں) اگر اقرار میں انشاء اللہ ملا دیگا تو استثنا باطل ہوگا۔ (اگر مکان کے) اقرار میں سے عمارت کا استثنا کرے تو صحیح نہیں ہے یعنی دو نو مقررہ کے ہونگے البتہ اگر یوں کہے کہ عمارت میری ہے اور صحن تیرا ہے تو جیسا کہیگا دیا ہی ہوگا۔ اور اگر کہے کہ اس کے میری اور ہزار روپے ہیں بابت قیمت غلام کے جو میں نے ابھی نہیں لیا ہے پس اگر معین کر دیا غلام کو اور مقررہ نہ دے دو غلام حوالہ کیا تو مقررہ ہزار دینی ہونگے اور اگر غلام نہ دیا تو کچھ نہیں دینا ہوگا اور اگر مقررہ غلام مقرر نہ کیا ہو تو مقررہ ہزار واجب ہوگئے جس طرح اگر یوں کہے کہ میں

کہ شراب یا مہو کی قیمت کی بابت میری اور ہزار بن (تو ہزار دینی ہوتے اور مقررہ
 کو شراب یا مہو دینا نہوتا) اور اگر کہے کہ میرے اور ہزار بن بابت قیمت ایک سو سب
 کے یا کہو کہ مجھ کو اس ہزار قرض دینی ہو مگر وہ کہوٹو یا غیر مروج تھی تو اس کو کہہ کر
 ہزار دینی ہونگے بخلاف اسکے کہ کہے کہ میں نے اُس سے کہوٹو یا غیر مروج ہزار
 چھین لئے تھے یا اس نے مجھ کو امانت دئی تھی (کہ اس صورت میں ویسی ہی دینی ہونگے) اور اگر
 (کہے کہ مجھ پر ہزار بن بابت قیمت اسباب یا قرض یا امانت یا بطور عصب کے اور ساتھ ہی
 کہا مگر اس قدر ہزار سو کم ہیں تو اس کہوٹو کا اعتبار ہوگا اور اگر استغنا ٹھہر کر کیا تو مستر
 نہ ہوگا۔ جو شخص اقرار کرے کہ پڑے کے چھین لینے کا پہر عیدار کپڑا لائے اور کہو
 کہ مجھ جینا تھا تو اس کا قول معتبر ہوگا۔ اگر کہو کہ میں نے تجھ سے ہزار امانت لی تھی
 اور وہ جاتے رہے اور مقررہ کہو کہ تو نے چھین لئے تھے تو مقرر کے ذمہ ہزار ہوگا
 اور اگر کہے کہ تو نے ہزار مجھ کو امانت دئی تھی اور وہ کہو کہ چھین لئے تھے تو اس صورت میں
 ہزار مقرر کے ذمہ عائد نہ ہونگے (کیونکہ اس صورت میں مقرر کا دینا اسکے اقرار سے ثابت
 ہو اور پہلی صورت میں مقرر کا لینا ثابت ہو اور لینا ظاہر میں عصب کی دلیل ہے نہ امانت
 کی اس لئے کہ امانت کو مالک دیا کرتا ہو اور مقصوب کو دوسرے لیا کرتا ہو) اگر زید
 کہے عمر دس کہ مجھ چیز میری تیری پاس امانت تھی سو میں نے لٹائی اور عمر دہے کہ
 امانت نہیں جی بلکہ میری ہی تھی تو عمر دس شو کو زید سے لے لے (کیونکہ زید کہنے
 سے عمر کا قبضہ ثابت ہو تو قابض کے حوالہ کر دینی پڑے گی ہزار زید کو دعو ہو تو ثبات
 کرے) اگر زید کہے کہ میں نے اپنا ادٹ یا کپڑا اس کو کرایہ دیا تھا پس مجھ سوار ہوا
 یا پہنا اور مجھ کو پیر دیا اور وہ شخص کہو کہ مجھ میرا ہی تھا کرایہ پر نہیں تھا تو زید کا

قول مستبر ہو گا۔ اگر کہو کہ بیعہ ہزار امانت زید کی ہے نہیں بلکہ عمرو کی تو ہزار زید کے
اسیہ ثابت ہو گئی اور اس بیعہ یعنی ہزار عمرو کے اکسیر لازم ہوتے +
باب مریض کے اقرار کے بیان میں۔ اگر بیمار مرض الموت میں کسی کے ذہن کا اقرار کرے
تو ادا اور اسکے ترک میں کسی صحت کی حالت کا فرض یا جو فرض اور سپر بیمار ہی میں ادا
اور خورد و نوش معمولی کے سبب ہو یا ہوا دیا گیا یا دیا گیا اور بعد اسکے وہ ادا کرنا
زدگا جسکا اقرار کیا ہے بیمار ہی کی حالت میں مگر دونوں میراث سے پہلے ادا کرنا جائیگا (یعنی
ترکہ دار تو نہیں اور موت تقسیم ہو گا کہ جب سب طرح کے دین ادا ہو چکیں) بیمار اپنی وارث کے
وہی اگر اقرار کرے تو بیعہ اقرار باطل ہے البتہ اگر باقی وارث اس اقرار کو سچا بیان کریں
تو صحیح ہو اور غیر کے اقرار مسترد ہر حالت میں صحیح سے گو مریض کا سب مال اس میں آباد ہو
۔ اگر اقرار کیا بیگانہ کے فرض کا پہلا اقرار کیا کہ وہ بیگانہ میراث کا حصہ تو لڑکا ہو تو لڑکا ہو نہ ثابت
ہو جائیگا اور اقرار فرض باطل ہو گا۔ اگر بیگانی عورت کی صورت کیو اقرار کیا پہلے اس سے
بناج کر لیا تو اقرار اور نکاح وہ تو صحیح ہیں بخلاف بیہ اور وصیت کے (کہ اگر بیمار
بیگانی عورت کے لئے بیہ یا وصیت کر لیا اور پہلے اس سے نکاح کر لیا تو نکاح صحیح ہو گا
بیہ یا وصیت باطل) اگر بیمار اقرار کرے فرض کا اس عورت کے لئے جسکو اپنی بیوی ہیں
تین طلاقیں دیکھا ہو تو عورت کو میراث ادا قرار میں سے جو کم ہو گا وہ بیگانہ۔ اگر مرنے
نے ایک لڑکے پر اپنی بیٹی ہو نیکا اقرار کیا اور لڑکے کے باپ کا حال معلوم نہیں ہو
اور اتنی عمر کا لڑکا مقرب کسی شخص سے پیدا بھی ہو سکتا ہو اور لڑکا مقرب کے کہنے کو
بنادے تو بیٹا ہونا اسکا ثابت ہو جائیگا اگرچہ مقرب بیمار ہو اور وہ لڑکا اور وارثوں کا
میراث میں شریک ہو گا۔ مرد اگر کسیکو اپنا بیٹا یا باپ یا مان یا بیبی یا آزاد کر لیا

یعنی مولیٰ تبادلوں اور مستحبیہ طرح صورت اگر کسی ایسا پاپ مان یا جانے یا مومن تبادلوں اور مستحبیہ طرح
 اگر کسی ایسا پاپ تبادلوں اور مستحبیہ طرح صورت اگر کسی ایسا پاپ مان یا جانے یا مومن تبادلوں اور مستحبیہ طرح
 ان صورتوں میں سب میں یہ شرط ہے کہ مفرکہ مفرکہ سچا کہو اگر مفرکہ مفرکہ کے بعد مفرکہ
 اوسکو سچا تبادلوں اور مستحبیہ طرح صورت اگر کسی ایسا پاپ مان یا جانے یا مومن تبادلوں اور مستحبیہ طرح
 کے معنی نہیں۔ اگر اقرار کرے کسی رشتہ کا مثل بھائی یا چچا کے تو ثابت نہ ہوگا پس اگر
 مفرکہ کوئی وارث ہی مفرکہ کے سوا نہ ہونے وارث قریب بعد تب تو مفرکہ وارث ہوگا
 اور اگر کوئی وارث ہی تو یہ وارث ہوگا۔ جسکا باپ مر گیا ہو وہ اگر اقرار کرے
 کیسے واسطوں پر بھائی ہونے کا تو مفرکہ اوسکا وارث میں شریک اور بھائی ٹھہر جائیگا
 مگر اوسکے باپ سے اسکا رشتہ ثابت نہ ہوگا۔ زید مراد وارث کے چھوڑے اور زید کے
 ایک پر سوردیہ آتے تھے اب انہیں کسی ایک لڑکے نے اقرار کیا کہ زید نے اس سے
 پچاس روپیہ لیے تھے تو اس لڑکے کو ان تلو میں کچھ نہیں ملیگا اور وہ میری کو چچاں
 دلاؤ جا دین گے۔

کتاب الصلح

اس میں صلح کا بیان ہے۔ صلح وہ معاملہ یا ملاپ ہے جو دو شخصوں میں جبکہ اور کر دے
 ہر حال میں خواہ مدعا علیہ دعویٰ کا مقرب یا منکر یا چپ ہو کہ نہ حق ہو نہ منکر۔ اگر
 مدعی کو مال کا دعویٰ ہو اور مدعا علیہ دعویٰ کا مفرکہ اور اس صورت میں مال مدعا علیہ
 اور مال پر صلح کرے تو یہ صلح ہم کے حکم میں ہے اس میں حق شفیع ثابت ہوگا اور خیانت
 عین اور رویت اور شتر طے کے احکام جاری ہونگے (مثلاً اگر زید عمرو کے مکان پر
 دعویٰ کر رہا ہے اور عمرو اوسکو سوردیہ دیکر صلح کرے کہ وہ دعویٰ سے باز رہے تو

اسکے بھہ معنی ہیں کہ عروضے وہ مکان سود و پیہ کو زید سی خریدیا صلح میں اگر
بدل صلح (یعنی جس مال پر صلح ہوئی وہ) معلوم نہ ہو تو صلح فاسد ہوگی اور اگر جس
چیز کے دعویٰ کو صلح کی وہ معلوم نہ ہو تو فاسد نہ ہوگی (جیسو دعویٰ کیا کسی حق یا کسی
قرض غیر معلوم کا اور مدعا علیہ سود و م پر صلح کی تو صحیح ہے کہ بدل صلح یعنی سو
درم معلوم ہیں گو جس کو صلح کی یعنی قرض و غیرہ مجبور ہی جس شے کے دعویٰ سے
صلح ہوئی اگر وہ تھوڑی سی کسی اور کی بخلگی تو جقدر حصہ رسد اس کے مقابل
بدل صلح پڑیگا و ثناء مدعی سے لے لیگا اور کل چیز کا کوئی اور حصہ اور بخلیگا
نود مدعا علیہ نے جو کچھ مدعی کو بدل صلح دیا ہو گا سب ہی سے واپس لیگا اور اگر بدل
صلح کا اور کانتے سب یا تھوڑا تو مدعی مدعا علیہ سے تمام یا بعض چیزیں چھوڑ
لیے صلح میں اگر مال کی جگہ مدعا علیہ کسی چیز کا نفع مدعی کو دیوے (مثلاً کسی
دعویٰ کے عوض کوئی مکان اس کے رہنے کو دیدے) تو بھہ صلح اجارہ کا حکم
رکھتی ہے اس لئے اس میں شرط ہے کہ مدت فائدہ لینے کی معین ہو اور باطل ہوگی
بھہ صلح وہ نوین سی ایک کے مرنے سے جیسا اجارہ کا حکم ہے۔ جو صلح کہ
چپ رہتی یا انکار سی ہو وہ بمنزلہ قبیہ قسم کے ہے منکر کے حق میں (کیونکہ بھہ
جو اس پر لازم آتی ہے تو گویا اس کا عوض دیتا ہے اور مدعی کے حق میں معاوضہ
ہے پس اگر صلح کرے دعویٰ سے سکوت یا انکار کی صورت میں تو شفعہ ثابت
ہوگا اور اگر اسی صورت میں گہر پر صلح کرے (یعنی صلح کا بدل گہر میں) تو شفعہ
ثابت ہوگا اس لئے کہ بھہ گہر مدعی کے پاس آویگا جس کے حق میں صلح بمنزلہ بیع
ہے) جس سبب میں جھگڑا تھا وہ اگر کسی اور کا بخلے اس صورت میں (یعنی صلح سکوت

۴
بھہ صلح میں اگر مال کی جگہ مدعا علیہ کسی چیز کا نفع مدعی کو دیوے (مثلاً کسی دعویٰ کے عوض کوئی مکان اس کے رہنے کو دیدے) تو بھہ صلح اجارہ کا حکم رکھتی ہے اس لئے اس میں شرط ہے کہ مدت فائدہ لینے کی معین ہو اور باطل ہوگی بھہ صلح وہ نوین سی ایک کے مرنے سے جیسا اجارہ کا حکم ہے۔ جو صلح کہ چپ رہتی یا انکار سی ہو وہ بمنزلہ قبیہ قسم کے ہے منکر کے حق میں (کیونکہ بھہ جو اس پر لازم آتی ہے تو گویا اس کا عوض دیتا ہے اور مدعی کے حق میں معاوضہ ہے پس اگر صلح کرے دعویٰ سے سکوت یا انکار کی صورت میں تو شفعہ ثابت ہوگا اور اگر اسی صورت میں گہر پر صلح کرے (یعنی صلح کا بدل گہر میں) تو شفعہ ثابت ہوگا اس لئے کہ بھہ گہر مدعی کے پاس آویگا جس کے حق میں صلح بمنزلہ بیع ہے) جس سبب میں جھگڑا تھا وہ اگر کسی اور کا بخلے اس صورت میں (یعنی صلح سکوت

یا انکار میں تو مدعی اس مستحق کو جبراً تسلیم کرنا ہوا اور مدعا علیہ اول سے جو بدل صلح لیجکا ہے
 چھین کر دے اور اگر قصور ہی کا مستحق کو نبی اور بخلا تو اس عقیدہ کی خصوصیت اس سے کہ اس کا بدلہ ہو اور
 اگر بدل صلح کسی اور کا نکلے سبب یا تہوڑا تو مدعی مدعا علیہ اول سے کل کی صورت میں کل
 دعویٰ پیش کرے اور بعض کی صورت میں بعض بدل صلح کا جائز ہونا مدعی کے منو بہ ہو
 سو پہلے دوسرے مستحق نکلنے کے حکم میں ہو دو صورتوں میں (یعنی اگر مدعا علیہ
 مقرر ہو اور بدل صلح کا کوئی مستحق نکلے تو ویسا ہی اگر بدل صلح جائز ہو اس کا حکم ہے اور
 جس شخص کو بدل صلح کا کوئی مستحق نہیں بدل صلح کسی اور کا نکلے وہی حکم اس کے ساتھ رہے
 کا ہی فصل مال کے دعویٰ اور نفع کے دعویٰ اور حیثیت کے دعویٰ سے صلح درست
 ہو خواہ حیثیت جان بوجہ کہ ہو خواہ ہو لکر لیکن حدود میں صلح درست نہیں (اس لئے کہ
 خدا اللہ تعالیٰ کا حق ہے تھاج کے دعویٰ اور دوسرے کو اپنا غلام بنانے کے دعویٰ
 سے بھی صلح درست ہو اور ان دونوں صلح میں پہلی بنزلہ خلع کے ہو اور دوسری بنزلہ
 آزادی کے ہو مال کی عوض اگر غلام نافذون جسکو تجارت کا حکم ہو اپنی مالک کی طرف
 سے ایک شخص کو جائیداد مار ڈالے تو اس کا صلح کرنا اپنی طرف سے کسی شخص پر نہیں صحیح ہے
 (کیونکہ وہ خود اپنا مالک نہیں بلکہ اس کے مالک کو چاہیے کہ صلح کرے) اور اگر
 غلام کا غلام اگر کسی کو جائیداد مار ڈالے تو وہ غلام نافذون اپنی غلام کی طرف سے
 صلح کر سکتا ہے (کیونکہ اس کا غلام تو مال تجارت سے ہے جسکی اس کو اجازت ہے چاہی
 ہوئی چیز اگر غاصب کے پاس سے ضائع ہو اور اس سے مالک اس کی قیمت سے زیادہ پر یا
 کسی سبب پر صلح کرے تو صحیح ہے اگر دوسری کو نہیں کسی تو اگر شرکاء شرکت کے غلام
 کو آزاد کر دے پھر دوسرا شرکاء نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کرے تو نہیں صحیح ہے (کیونکہ

چوڑی شرط کے موافق (فصل) اگر قرض دو کی شرکت کا ہے اور انہیں سہ ایک سے
 اپنی حصہ کسی کپڑے پر سلم کی تو دوسری شریک کو اختیار ہو کہ اپنا نصف قرض دین
 سے خواہ نصف کپڑا شریک سے لے لے ان اگر ماضی ہو وہ شریک چوتھائی حصہ قرض کا
 تو بقیہ آدھ کپڑے دینے کے ہو گیا۔ ان دونوں سے اگر ایک اپنا حصہ قرض
 سے وصول کرے تو دوسرے دوسرے بھی شریک ہو گا اب وہ قرض اس سے باقی کا مطالبہ
 کریں اور اگر ایک عرض اپنی قرض کے قرض داری کہہ خریدے تو یہ شدت دوسرے
 شریک کی واسطے کل قرض کے چارم کا ذمہ ہو گا۔ باطل ہی صلح و بیع سلم مالوں
 میں سے ایک کی اپنے حصہ کے مال سے اوپر جو اسے رأس المال دیا ہو (صورت
 اس کی بھید ہو کہ زید اور عمرو شریک ہوئے اور خالد سے عقد سلم کیا پھر زید نے خالد سے
 صلح کی کہ جو میں نے تجھ کو دیا تھا اسکو پیر دی میں سلم کی چیز کے حصہ سے وہ گذر تو
 بھہ صلح صحیح نہیں کیسے وارث اگر آپس میں ایک وارث کو چھ اسباب عرض مال منتقل
 یا غیر منتقل کے دیگر ورثہ سے علیحدہ کر دیں یا سونے کے بدلے میں چاندی دیکر یا
 اسکے برعکس پر تو بھہ صلح صحیح ہو خواہ عرض بہت ہو اس کے حق سے خواہ تھوڑا
 ۔ اگر ترکہ منقسمے کا روپیہ کثیر نفی نقد اور اسباب و فوہو وارث مذکور کو حصہ
 چاندی یا روپی یا پیشہ سونا اور اشرافیان دیکر خارج از میراث کریں تو درست ہو گا
 جب تک کہ بدل صلح اس مقدار سے زیادہ نہ ہو جو وارث مذکور کو اسی منس میں حصہ
 پونہ ہو کہ اس صورت میں بھہ زیادتی دوسری منس کے حصہ کو فرض ہو جاوے گی جس سے صلح کی ہے
 (اور اگر بدل صلح زیادہ ہو گا تو بوالا لازم آوے گا کہ بہت سا سونا یا چاندی تھوڑے
 مقابل ہو جاوے گی) زیدم اور لوگوں پر اپنا قرض چوڑا گیا اب زید کے حارثوں نے

ایک کو کچھ دیکر علیحدہ کر دیا اس پر کہ قرض کے مستحق ہم رہے تو یہ باطل ہے (اسلمو کو کھد
 صورت دیوں کے سوا اور لوگوں کو دین کے مالک کرنے کی ہے جو درست نہیں
 اور اگر حادثہ مذکور کسی عید شرط کر لیں کہ بدل صلح لیکر قرضدار کو اپنا حصہ صاف
 کر دے تو درست ہے (اسلمو کہ اس عید میں دین کا مالک اور نہیں کو کر لیا جسکے ذمہ ہر
 قرض ہے اور یہ صورت جائز ہے)

کتاب المضاربت

اس میں عقد مضاربت کا بیان ہے۔ مضاربت وہ شرکت تجارت کی ہے جس میں مال ایک
 کا ہو اور محنت و دسر کی (اول کو رب المال یعنی مالک مال کہتے ہیں اور دسر کو
 مضارب یعنی نفع کی شرکت پر تجارت کرنی والا) مضارب یعنی محنت والا اصل مال
 قرض سے پہلے امین کے حکم میں ہے (یعنی اگر مال جاتا رہیگا تو اسکو دینا پڑیگا)
 اور بعد نفع کے وکیل کے حکم میں ہے اور نفع ہونیکے بعد شریک موفع کا
 اور عقد مضاربت فاسد ہونیکے بعد ہنزلہ مزدور کے ہے اور در صورت نافرانی
 (صاحب مال سنے) فاسد ہوتا ہے حکم یہ کہتا ہے اور در صورت شرط کرنے سب نفع کے
 اپنی و اسطو قرض لینے والے کے حکم میں ہے اور در صورت شرط ہونے تمام نفع کے
 رب المال کے لئے ہوتا ہے لیسو والے کے حکم میں ہے۔ صحیح نہیں ہے مضاربت کو اس
 مال میں جس میں شرکت صحیح ہے جسے وہ ہم اور دینا میں ہے بطرح اگر نفع کی شرکت حصہ
 سے نہ ہوگی (یعنی آدھوں آدھ یا چھائی یا چوتھائی وغیرہ تب بھی مضاربت درست
 نہ ہوگی) پس اگر ایک ایسا شرط کی گئی جسے ہر دوسرے زیادہ تو مضارب کو اسکی
 محنت کی مزدوری ملے گی اور وہ مزدور می مشروط ہو زیادہ نہ بجا دیگی (نفع کل

شرعیہ

رب المال کا ہو گا) جو شرط کہ نفع میں جہالت پیدا کرے وہ عقد مضاربیت کو فاسد
 کر دیتی ہے (جیسے یہ شرط کہ رب المال ایک سال تک مضارب کے گھر پر رہے کہ اس میں مضارب
 نے آمدی نفع کو اپنی محنت اور کوشش سے کرایہ کی عوض کر دیا یہ مطلقاً ہوا کہ کام کے عوض
 کتنا نفع لگایا اور کرایہ کے عوض کتنا) اور جو شرط ایسی نہ ہو وہ عقد کو فاسد نہیں کرتی
 بلکہ خود وہ شرط باطل ہے جیسے یہ شرط کہ نقصان مضارب کے ذمہ ہو (نہ رب المال کے)
 رب المال مال مضارب کو دیدے ہر مضارب کو اختیار ہے کہ اس مال سے خرید و فروخت
 کرے نقد و نقد اور قرضوں اور اصالۃ اور وکالۃ اور وطن میں اور سفر میں اور دوسرے
 کو سرمایہ دیدے تجارت کیوں اسکو اور یکسوٹ سوپ دی (یہ سب امور اسکو جائز ہیں)
 بخارج بکری مضارب کسی نوڈی غلام کا مال مضارب سے اور نہ اپنا کسیکو مضارب
 بنائے مگر رب المال کے حکم سے یا اس کے یوں کہہ دینے سے کہ اپنی عقل سے کام کر اور
 اگر رب المال نے کوئی شہر یا کوئی اسباب یا کوئی وقت معین یا کوئی معاملہ والا معین
 بنادیا ہو تو اس سے تجارت نہ کرے جیسے ایک شریک کے کہنے سے دوسرا تجارت نہ کرے
 اور نہ خریدے اس غلام نوڈی کو جو رب المال کے مالک ہونے سے آزاد ہو جائے (یعنی
 رب المال کے ذمے رحم فرم کر اگر ملوک ہو مال مضارب سے خریدے) اس طرح جو خود
 مالک ہونے سے آزاد ہو جائے اسکو بھی خرید و بشرطیکہ تجارت میں صورت نفع کی معلوم
 ہوتی ہو (اسکو کہ اس وقت اگر خریدے گا تو نفع ہی میں شامل ہوگا اور مضارب پر آزاد
 ہو جائے گا) بلکہ اگر خریدے گا تو ضمان ہوگا اور اگر تجارت میں نفع ظاہر نہ ہو تو ضرر
 صحیح ہے (کیونکہ مضارب نفع میں شریک ہے اور نفع ابھی معلوم نہیں ہوا ہے تو مضارب
 غلام کا مالک ہی نہیں ہے جو وہ آزاد ہو جائے پس اگر ایسی غلام کے خریدنے کے بعد

لیسے جا رہے ہو تو بچہ غلام آدمی یعنی مضارب کا حصہ آزاد ہو جائیگا اور مضارب کو فلاح
 و سائنہ کا (کیونکہ اپنی اختیار سے اسے آزاد نہیں کیا) اب بچہ غلام اپنی آدمی
 قیمت جو رب المال کا حصہ ہو اسکو کما دی۔ اگر مضارب کو ہزار روپیہ دئیے اور وہ آزاد
 فلاح پر اور اسے اس قیمت کی ایک نوٹڈی خریدی اور وہ ایک لڑکا جنسی کہ وہ برابر
 روپیہ کے تھا اب مضارب نے اپنے نوٹڈے کو فروخت کی جائین دے دئیے کیا کہ بچہ لڑکا میرا ہے اور
 لڑکے کی قیمت ڈیڑھ ہزار روپیہ یعنی زیادہ ہو گئی تو وہ لڑکا رب المال کیو اسکو سوا
 ہزار کما دی یا رب المال چاہے تو اسکو آزاد کرے یا پس اگر رب المال نے ہزار روپیہ
 لڑکے سے لیتے تو مضارب رب المال کو آدمی قیمت نوٹڈی کے پاس روپیہ اور دے
 کیونکہ بچہ لڑکا فلاح میں تھا لیکن اصل مال سے مشتبہ تھا جب قیمت اسکی پاس زیادہ ہو گئی
 تو اس کے فلاح ہو نیکی ترجیح ہوئی اور رب المال نے جب ہزار روپیہ اس لڑکے سے لیتے
 تو اس کے اصل مال ہو نیکی جانب کو ترجیح ہو گئی کیونکہ مضارب کے معاملہ میں بچے
 راس المال لیتے ہیں اب نوٹڈی بالکل فلاح میں رہی اسلیئے اسے حسب یعنی مضارب فلاح
 ہو گا نصف قیمت نوٹڈی کا (اور ڈائی سو بابت قیمت لڑکے کے بھی ادا کرے کہ
 اسکی قیمت جو پاس زیادہ ہو گئی تھی وہ بھی فلاح میں شمار ہونے لگا۔
 جانتا چاہئے کہ اس مسئلہ میں مضارب کے نوٹڈے کو فروخت کرنے کی جو قید ہو اسکا بچہ فلاح سے کہ اگر
 مفلس ہو گا تو بطریق اولیٰ قیمت لڑکے کا ضامن نہ ہو گا اور شرکت کے غلام کے
 آزاد کرنے میں آزاد کر نیوالا اگر تو ان کو فروخت ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ حرا شرک اب اس سے پہلے
 حصہ کا دام بہرے لیکن بصورت مضاربیت میں سوا لڑکے سے اپنا حصہ کوانے یا
 اسکو آزاد کر دینے کے اور صورت نہیں یعنی مضارب سوا اسکا آوان لینا جائز نہیں ہے

کہیں تک مالک ہو جائے مضارب کا اس لڑکے کو نسبت عموماً ایک امر لازم ہے
 کچھ مضارب کے کرنے سے نہیں ہوا تاکہ اسکو قیمت دینی پڑے بخلاف نصف قیمت لوندی
 کے کہ یہ ضمانت کے سبب سے اور تو غیر مضارب کے کرنے پر نہیں ہے۔
 یا **ب** مضارب کے مضارب کر نیکیے یا نہیں۔ اگر مضارب اپنی طرف سے کسیکو
 لئے اذن رب المال کے مضارب کرے تو اس المال کا ضامن نہ ہو گا جب تک کہ دوسرا
 مضارب عمل کرے (اور جب دوسرا مضارب عمل بیع و شرا کا کرے تو مضارب مال
 مال کا ضامن ہو جائیگا اگر رب المال کے حکم سے زید مضارب نے عمرو کو تنہائی نفع پر
 مضارب کیا اور زید سو رب المال نے کہہ یا کہ جو کچھ خدا نفع دے وہ ہم تم میں آدھوں
 آدھوں پس جو نفع ہو گا اس میں سے آدھ رب المال کا اور چھ حصہ زید مضارب اول کا
 اور تنہائی عمرو مضارب ثانی کا ہو گا اور اگر یوں کہا تھا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ تم کو نفع دے
 وہ ہم تم میں آدھوں آدھوں ہو تو عمرو کو تنہائی اور باقی دو تنہائی آن و دونوں (یعنی
 رب المال اور مضارب اول میں) آدھوں آدھوں بنائیں گی۔ اور اگر رب المال نے زید
 یوں کہا کہ جو نفع پاؤ وہ ہم تم میں آدھوں آدھوں ہو گا اور مضارب اول مضارب
 ثانی کو نصف نفع پر مال دے تو آدھ نفع مضارب ثانی کو ملیگا اور آدھ رب المال اور
 مضارب اول میں نصف بن جائیگا (یعنی ہر ایک کو چوتھائی ملیگا) اور اگر رب المال
 نے مضارب اول سے کہہ یا کہ جو اللہ نفع دے اس میں سے میں آدھ لوں گا اور مضارب
 دوم کو نصف نفع پر دے تو یہ صورتیں نصف نفع مالک کو ملیگا اور نصف مضارب
 دوم کو اور مضارب اول کو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر پہلا مضارب دوم سے مضارب کے لئے
 دو تنہائی نفع شرط کر لے اور رب المال کا آدھ نفع بدستور ہو تو پہلا مضارب دوم

کہو اسکو چیتے جھبہ کا تھا من ہو گا (کیونکہ رب المال جب آدمائے لیگا تو دوسرے
 منہا رب کو دو تہائی سو چٹا حصہ کم دینا چاہیے۔ متعارف منہا رب اول کو اپنی پاس
 سو دینی ہوگی) اگر منہا رب نفع میں تہائی۔ رب المال کی اور تہائی اس کے غلام کی
 نہ رہے کہ غلام بھی اس کے ساتھ کا نہ کرے اور تہائی اپنی واسطی ٹھہراوی تو درست
 ہے۔ رب المال یا منہا رب کے مرجانے سے اور رب المال کے مرتد ہو کر دارالحرب
 کو چلے جانے سے منہا رب باطل ہو جاتی ہے۔ مالکان کے برطرف کر تہا منہا رب
 سزا دل ہو جائے اگر اسکو برطرف کرنا معلوم ہو جاوے پس اگر معلوم ہو برطرف کرنا اگر
 مالکین کے مال منہا رب اسباب تہا تو منہا رب اسکو بیکر نقد کر لے اور زمین میں تہا
 پہنچا کر۔ اگر رب المال اور منہا رب دونو عقد منہا رب کو نسخ کر دیں اور مال منہا
 تو گو تہا قرض ہو اور نفع بھی ہو تو حاکم منہا رب سے ضرور قرضدار و تہا قضا کرادے اور
 اگر نفع اس تجارت میں نہ ہو تو قضا کا جبراد میں نہ ہو گا بلکہ منہا رب اپنی طرف سے
 قضا کرنے کا رب المال کو وکیل کر دے۔ دلال جبر کیا جاوے گا قضا کرنے پر
 اور بیع کی قیمت مشتری سے لینے پر۔ جو مال منہا رب سے جاتا ہے وہ نفع سے
 لیا جاوے گا اگر نفع سے بھی زیادہ جاتا رہے تو منہا رب کو دینا نہ ہو گا۔ اگر نفع
 تقسیم ہو گیا اور عقد منہا رب باقی رہا پہر سب مال جاتا رہا یا بعض مال تو نفع جو
 دونوں نے بانٹ لیا ہے پہر سے جمع کرین اور اب رب المال اپنا مال پورا کرے جو
 بچے اس سے دونو پہر بانٹ لیں اور اگر وہ نفع اصل مال کو کفایت نہ کرے یعنی اصل
 مال کم رہے تو منہا رب پر دینا نہ آوے گا۔ اور اگر نفع بانٹ لیا اور منہا رب کو نسخ
 کر دیا بعد اس کے از سر نو عقد منہا رب کی اور اب مال کل یا بعض تلف ہو گیا تو پہلا

نفع آہن نہیں لگایا جاوے گا (کیونکہ عینہ تو یا عقد ہے)

فصل عقد مضارب مالک کو بیعت کے طور پر مال دینے سے نہیں ٹوٹتا ہے (یعنی اگر مضارب مال مالک کو دے دے عینہ کہہ کر کہ آہن جو نفع ہو سب جھگو دینا تو مضارب بنادے گی) اگر مضارب سفر کو جائے تو اسکا کہنا پنا پہننا سواری سب مال مضارب کے مشترک ہوگی۔ اور اگر شہر میں تجارت کریگا تو عینہ سب خرچ اپنی مال میں سے ہوگا جسکی خرچ بیماری و دوا وغیرہ (شہر میں ہو خواہ سفر میں اپنی پاس سے کرے) اگر مضارب کو نفع ہو تو مالک وہ خرچ وضع کرے جو اصل مال سے مضارب کے نفع میں آیا ہے جو نفع رہے اسو بانٹ لے (کیونکہ اصل مال مقدم ہے) اگر مضارب کوئی چیز خرید پر نفع سے بیچے تو جو کچھ واپس فرما ہو اسی جیسو دہلائی رنگائی دہلائی وغیرہ سب لگالے اور یوں کہو کہ اتنی کی خرید ہو اور یہ مشترک ہو اسی اور عینہ نفع لو لگا اور جو کچھ اپنی ذات پر صرف کیا ہو اسکا آہن حساب لگائے۔ اگر دہلائی یا دہلائی مضارب اپنی پاس سے دے اور اس سے مالک نے کہہ دیا ہو کہ اپنی عقل کے موافق کام کرنا تو مضارب کا یہ سلوک اپنی طرف سے ہوگا (مالک کے ذمہ عینہ خرچ نہیں لگے گا) اگر تھان کو مضارب خرچ رنگائی تو جس قدر قیمت رنگ کے سبب سے بڑھ جائے گی اسقدر کاشریک ہوگا اور مالک کے واسطے سفید تھان کی قیمت کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اگر مضارب نے ہزار روپیہ مالک سے آدھن آدھ نفع پر لے لیا ہو اور سو گز خرید کر دہزار کو بیچا اور آٹھ ہزار سے غلام خریدا اور غلام کی قیمت دینے سے پہلے وہ دو نو ہزار جاتے رہے تو بائع کو مضارب اور مالک دو نو ہزار روپیہ دین اور مالک ایک ہزار اور دے (کیونکہ ہزار نفع کے دو نو کی شرکت میں تھو اور ہزار صرف مالک کے تھو غرض کہ مالک پندرہ سو دے اور مضارب پانسو) غلام کی ایک چوتھائی تو مضارب کی ہوا اور باقی تین حصے مال مضارب کا

رہیگا اور اصل مال دہائی ہزار ہوا (کیونکہ اس غلام پر مالک کے دہائی ہزار ستر سو پچاس
 ہزار دس سو اب دس اور ایک ہزار پہلے دس تھی) اور اگر مضارب اس غلام کو مرا بحت پر بیچے
 تو نفع دس ہزار پر لے (کیونکہ قیمت غلام کی تو دس ہی ہزار تھی) اگر مضارب اسے ارباب مال
 سے ایک غلام ہزار کو خریدا جو مالک کے پاس کو مول لیا تھا تو مرا بحت پر بیچنے کی وقت سنا
 کہو کہ پاس کو پر اسے (اس پر نفع لیتا ہوں) اگر مضارب کے پاس ہزار تین آدھوں آدھ
 نفع پر اور ان ہزار سے ایک غلام خریدا جسکی قیمت دو ہزار ہے اور اس غلام نے ہزار
 خطا یعنی نادہستہ کسیکو مار ڈالا تو اس قتل کا خون بہا تین چوتھائی مالک کے ذمہ ہوگا اور ایک
 چوتھائی مضارب کے ذمہ اور غلام مالک کی تین روز خدمت کرے اور مضارب کی ایک روز
 (کیونکہ اسی حساب سے عوض دیا ہے اور اسی حساب سے دو نو کی ملک میں ہے) مستحب ہے کہ پاس
 ہزار میں اور ان سے ایک غلام خریدا اور قیمت ادا کرنے سے پہلے یہ ہزار نفع ہو گئی تو مالک کے
 دس ہو گئے اور اگر پھر جاتے رہیں تو اور دس ہو گئے اور اصل مال ٹھہرنے کے مستحب ہے
 نے ہیں۔ اگر مضارب کے پاس دو ہزار ہوں اور بربال اسے کہو کہ تو بے محابا ایک ہزار
 نے ہیں اور ایک ہزار نفع کے ہیں اور بربال کہو کہ میں نے تجھ کو دو ہزار دے دیے ہیں تو
 مضارب کا قول مستحب ہوگا۔ ایک کے پاس ہزار ہیں اور کہنا ہے کہ یہ مضارب کی ہیں
 آدھوں آدھ نفع پر اور ان سے ہزار نفع کے بے ہیں اور مالک کہو کہ یہ ہزار بربال کے
 ہیں (یعنی نفع میں تجھ کو کچھ شرکت نہیں ہے) تو مالک ہی کا قول مستحب ہے۔

کتاب الوصیۃ

اس میں امانت سپرد کرنے کا بیان ہے۔ امانت سپرد کرنا اسکا نام ہے کہ ذمہ داری کو اپنے
 مال پر قبضہ کرادے تاکہ وہ مال کو بچائے رکھے (اور اس شخص کو امانت کہتے ہیں) اور جو

شریعت
 مستحب ہے

مال اور اسکے پاس چیز سے بین وہ دولت کہلاتا ہے اور وہ اس کے پاس امانت رہتا ہے کہ اس کے جانے رہنے سے وہ نادان نہ بن جائے اور نہ اس میں کوئی اختیار ہو کہ امانت کی محافظت خود کرے یا اپنے گہر والوں کے پاس رکھ دے پس اگر اسکے سوا کسی اور کو سونپے گا تو در صورت بجا رہنے امانت کے ضامن ہوگا البتہ اگر آگ لگنے کے خوف سے یا بڑی بڑی سی کو یا دوسروں کے خوف سے دوسری کشتی والے کو سونپ دیا تو بروقت تلف ضامن نہ ہوگا۔ اگر مال اپنے امانت طلب کی اور امین نے باوجود قدرت دینے کے غدی یا اپنے مال میں ملالی کہ اس کی پہچان نہ ہو تو امین اس کا ضامن ہوگا اور اگر امانت خود ملگئی ہے اس کی ملائی کے تو اس امانت میں دو نو شریک ہو جائیں گے۔ اگر اس امانت میں سے کسی قدر آپ خرچ میں لادے اور اس کی جگہ دوسری ہی اور ملا دے تو سب کا ضامن ہوگا (اسلمو کہ اس کے اپنے مال کو مال امانت میں خلط کر دیا) اگر امانت میں ایسی غدی کرے کہ ضمان دینا آویں پیر وہ غدی خود ہو جائے تو ضمان بھی موقوف ہو جائیگا (جیسے کسی اجنبی کو امانت سونپ دی ہے اس سے لیے) بخلاف عاریت لینے والے اور ٹھیکے لینے والے کے (کہ یہ دونوں اگر اس قسم کی غدی کریں تو باوجود جاتے رہنے غدی کے ضمان اور کو دینا ہوگا) اور بخلاف اقرار کرنے کے بعد انکار کے (یعنی مالک کی طلب پر اگر انکار امانت کا کیا پہر گو اقرار کر لے مگر ہلاک کی صورت میں ضمان دینا ہوگا)۔ امین کو جائز ہے سفر کرنا ساتھ امانت کے اگر مالک نے منع کیا ہو اور خوف نہ جاتے رہے کا بھی ہو۔ اگر وہ شخص ملکہ امانت سونپیں تو امین ان میں سے ایک کو اس کا حصہ دے دے جیسا کہ وہ ہر حاضر ہو۔ اگر ایک شخص نے دو امینوں کو ایسی امانت سونپی جو تقسیم ہو سکتی ہے تو دونوں کو چاہیے کہ وہی آدمی تقسیم کرے ہر ایک اپنا حصہ لے

محافظت کرے اگر ایک اپنا حصہ دوسرے کو دیدیگا تو اس کا ضمان ہوگا بھلا اس امانت کے جو بٹ نہیں سکتی (کہ اس میں ضمان ہوگا) اگر سوچنے والا اس میں سوچے کہ اس کو اپنی گنتی والو کو نہ دینا یا اس کو ایسی کوٹھری میں محفوظ رکھنا اور اس نے ایسے شخص کو ٹھہر دی جس کے دستے بدون چارہ نہیں (جیسوی بی یا نوکری یا اس مکان کی کسی اور کوٹھری میں اس کی محافظت کی اور امانت ضائع ہو گئی تو ضمان ہوگا اور اگر اس نے ضرورت دیدی یا کسی اور مکان میں محافظت کی تو ضمان ہوگا۔ فاضل کا امین در صورت تلف امانت کے ضمان ہوگا۔ امین کا امین (یعنی اگر کسی نے کچھ چیزیں کچھ امین کے سپرد کی اور وہ باقی رہی تو امین کو دینی آدگی اور اگر عرو نے زید کو امانت سونپی اور زید نے وہی امانت بکر کو تو بکر در صورت تلف ضمان ہوگا۔) زید کے پاس ہزار امین عرو دیتا ہے کہ مجھ میری امانت ہیں اور بکر کہتا ہے کہ میرے اور زید کہتا ہے کہ دونوں کے نہیں ہیں اور قسم نہیں کہا تو یہ ہزار بکر اور عرو کے ٹھہریے اور ایک ہزار زید کو اور دے بیٹے ہونگے اور بکر اور عرو انکو بھی آدہوں آدہ لیون (کیونکہ ہر ایک نے ایک ایک ہزار کا دعویٰ کیا تھا اور دونوں کے دعویٰ کے انکار پر اس نے قسم کھائی)۔

کتاب العارۃ

اس میں چیرے مانگنے کا بیان ہے۔ عاریت کہتے ہیں اپنی چیز کے نفع کے مالک کو دینے کو بغیر عوض کے (یعنی کسی شخص کو ایک چیز کے نفع کا مالک کر دینا اور اس سے کچھ عوض نہ لینا) ان الفاظ سے عاریت معجم ہو جاتی ہے بمعہ چیز میں نے تجھ کو عاریت دی یا زمین کا اناج میں نے تجھ کو دیا یا اپنا کپڑا پہنے کو تجھ کو دیا یا اپنی

ترجمہ

سولہ سی سوار ہونے کو بھگو دی یا اپنا غلام تیری خدمت کو دیا یا میرا گہر تیری
 رہنے کو ہو یا میرا گہر عمر تیری رہنے کو ہو۔ عاریت دینو والا جب چاہو اپنی
 چیز سیرے۔ اگر ہلاک ہو جائی بغیر نقدی کے تو مانگنے والا ضامن نہ ہوگا۔ منگنی
 کی چیز کو کراہ دینا اور گروسی رکھنا ہیچ نہیں ہے مثل امانت کی۔ اگر کرایہ دے
 اور جاتی رہے تو ضمان دینا ہوگا۔ جسکے پاس منگنی ہو وہ دوسری کو منگنی دے سکتا
 ہے ایسی چیزیں جو استعمال کرنا ہو ایک بدلہ سو مختلف نہوں (جیسے گہرا رہنا یا
 غلام کی خدمت اور جو چیز مشتمل کے اختلاف سو مختلف ہو جائی جیسے گہر سے کی
 سواری اور سکا دوسری عاریت دینا نہیں صحیح ہے) اگر مالک عاریت کسی وقت
 خاص یا نفع خاص سے مفید کر دی (مثلاً کہدی کہ فلا نے دن ایس سے نفع لینا
 یا فلاں کام میں لانا) یا دونوں کی قید کر دی تو مانگنے والا اس قید سے تبادلاً نہ کرے
 اور اگر کوئی قید نہیں ہے تو ہر نفع ہر وقت لے سکتا ہو۔ روپیہ اشرفی اور کیل
 کی چیز (جیسے گہنوں وغیرہ) اور تولی (جیسے شہد روغن وغیرہ) اور شمار
 کی (جیسے انڈے اخروٹ وغیرہ) کا عاریت دینا بمنزلہ قرض کے ہو (کہ اس کو
 خرچ کر کر اور دیدینا صحیح ہو اور اگر عاریت اشیاء مذکورہ بالا میں سے ہو تو بعینہ
 اس کو واپس کرنا چاہیے مثلاً اگر کپڑے یا ہتھیار ہوں انہیں کا پہن دینا ضرور
 ہوگا) مکان بٹاؤ دخت لگانیکے سطر زمین کا عاریت دینا ہیچ ہو اور مالک کو پہیر لینے کا اختیار ہو اور
 مانگنے والے سے کہدی کہ اپنی عمارت اور درخت دور کر دو اور اگر عاریت کا وقت
 مقرر کیا تو تاوان کچھ نہ دی لیکن اگر کسی وقت تک عاریت دی تھی اور اس سے
 پہلے پہیر لینا چاہے تو جو کچھ مکان وغیرہ اوکھرنے سے مانگنے والیا نقصان

اگر مالک کو دیا بیڑیچہ۔ اگر کہتی کر نیلے لہو زمین عاریت دی تو جب تک کہ ہستی کا وقت نہ
 آوے تو زمین میرے ساتھ رہے۔ وقت مٹیں کیا ہو خواہ نکلیا ہو چہرے کے داپس کرنے میں جو جرم
 پر مہر و عاریت میں بانگ تھوڑا لے سکے ذمہ ہو اور امانت میں مالک کے ذمہ اور ٹھیکہ میں
 ٹھیکہ دینے والے کے ذمہ اور غصب میں چھیننے والے کے ذمہ اور گرد و دین گرد و کہنوں والے کے
 ذمہ۔ اگر مستغیر یعنی عاریت لینے والے نے عاریت کے جانور کو مالک کے مصلحت و فائدہ
 میں پونہچا دیا یا غلام کو مالک کے گھر پونہچا دیا تو مستغیر بری الذمہ ہوا بخلاف غصب
 اور امانت کے (کو غصب اور امانت کی چیز کو مالک کے سپرد کر دیا ضرور ہی اگر مستغیر نے
 اپنے غلام یا اپنی نوکر در ماہ دار کے ماتھے یا مالک کے غلام یا نوکر کے ماتھے پہنچا تو بری
 الذمہ ہوا جیسا کہ اختلاف اجنبی کے ماتھے پہنچنے کے (کو اسصوبہ میں اگر ضائع ہوگی تو ضمان
 دینا ہوگا) جسکو زمین عاریت دی گئی ہو وہ عاریت نامہ میں واسطو طہیان مالک کے لکھ کر
 کہ تو نے اپنی زمین مجھکو عاریت دی ہے

کتابت امانت

اہم بیان ہے کہ اگر کوئی چیز کسی کو منت بلا عوض مالک دی (جو چیز دنیا
 اور سکوت واجب کہتے ہیں اور جسکو اسکا مالک کرنا ہی اسکو مہوہوب کہتے ہیں اور اگر
 چیز کو سہ کرنا ہی وہ مہوہوب کہلاتی ہے) سہ اور سوقت درست ہے کہ وہ سہ کو سہ
 سے ایجاب ہو (اور مہوہوب لہ اور سکوت قبول کر کے قبضہ کر لے) یہ سہ ایجاب کے
 بعد الفاظ میں کہ وہ سہ یوں کہی جاتی ہے یہ کیا یا دیہ الا یا میں نے یہ کہا یا کہانے
 کے لہو تجھ کو دیا یا اسکو تیرا ہی کر دیا یا یہ چیز غم بہر کو تجھے دی یا یہ سہ کی نیت یہ
 کہا کہ مجھ سوار سی میں نے ہوا ہونے کو تجھے دی یا مجھ کو کرا تجھو پہنا دیا یا میرا گھر

سہ واجب

تیرے لئے ہے۔ اور میں رہیو اور اگر یوں کہیگا کہ میرا گھر رہنے کو ہے یہی باب ہے۔
 رہنا تو ان دونوں فظوں سے ایجاب ہوگا (ایجاب کے بعد) درست ہے کہ لئے
 ہو جو بے لہ کا قبول کرنا چاہیے۔ اور قبضہ اسی مجلس میں بغیر حکم و اجازت کے صحیح ہے اور بعد
 مجلس کے حکم اور اس کا ضرور ہے۔ یہ کہنا ایسی چیز کا درست ہے جو واجب کے قبضہ پر
 تقسیم ہو کر آگئی ہو اور (اگر مشترک چیز جو تقسیم نہیں ہو سکتی) جیسے کنواں اور چوہا
 حمام وغیرہ ہیں کو کوئی حصہ یہ کہہ کر ہی تو درست ہے اور جو تقسیم ہو سکتی ہو اور میں
 کوئی حصہ یہ کہہ کر تا درست نہیں بلکہ اگر مشترک کو تقسیم کر کے وہ ہر ایک کے حوالہ
 کرے گا تو درست ہو جائیگا (مثلاً ایک مکان کئی شخصوں میں مشترک ہو اور ان میں سے ایک
 شخص نے اپنا حصہ بلا تقسیم یہ کہہ کر دیا تو درست نہ ہوگا بلکہ اگر مشترک کو تقسیم کر کے
 اپنا حصہ علیحدہ کر لیا اور یہ کہہ کر دیا تو درست ہوگا) اگر گھوڑوں کے اندر آٹا مہیا کیا تو
 صحیح نہیں گواہوں کو اسکے حوالہ کرے۔ اس طرح ہر کون سے اندر کا تیل اور دودھ کے
 اندر کا گھی یہ کہہ کر تقسیم نہیں۔ جو چیز یہ کہی ہے اگر وہ شے ہو جو بالہ ہی کے پاس
 تو بغیر قبضہ کے مالک ہو جائیگا۔ دوسرا قبضہ ضرور نہیں۔ اگر باپ اپنی بچہ کو یہ کہے
 تو فقط ایجاب ہی ہے پورا ہو جائیگا (یعنی باپ ہی کا قبضہ ہے کیونکہ نفس کافی ہے)۔
 اگر کوئی اجنبی بچہ کو کچھ دے تو اس کے ولی یا مان کے قبضہ کرنے سے یا اجنبی کے
 جس کی گواہی دے وہ بچہ ہی بہتہ تمام ہوگا اور اگر لڑکا قبضہ کرنا جانتا ہو تو اس کے قبضہ سے
 تمام ہو جائیگا۔ اگر ذوالدھی ایک گھر کسی شخص کو بہتہ کر دین تو صحیح ہے نہ برخلاف اس کا
 (یعنی ایک آدمی دے دو کو ایک گھر دے بلا تفصیل حصص کے تو نہیں صحیح کیونکہ قبضہ ہر ایک
 کا اپنے حصہ مشترک پر کامل نہیں ہے۔ ورنہ روپیہ کو دو فقیر دن پر تصدق کرنا

پس اگر ایک اجنبی عورت کو کچھ مہیا کیا پھر اس سے نکاح کیا تو یہ پھر نکاح نہیں ہوگا اور
 نکاح میں (یعنی پہلے نکاح کر کے اور پھر اس کو کچھ عورتوں میں سے نکاح کرے) میں
 سے افراد قرابت ہو۔ پس اگر اپنے ذریعہ محسوس کو کچھ عورتوں میں سے نکاح کرے
 سے ہلاک مراد ہے (یعنی محبوب کا محبوب لہجہ پاس سے جانا رہنا کہ اس سے
 بھی مہیا نہیں ہوگا) اگر محبوب لہجہ دعویٰ کرے کہ محبوب جانا رہا تو اس کا نکاح
 ہوگا۔ پھر لہجہ جب ہی صحیح ہے جب دو دواہب اور محبوب لہجہ راضی ہوں یا حکم
 حکم کرے (کیونکہ دیگر نہیں لہجہ مسئلہ مختلف فیہ ہے پس ان دو اہروں سے ایک کا
 ہونا ضرور چاہیے تاکہ جائز ہونے کی جانب قوت پڑے نہ پس اگر حسین محبوب ثالث
 ہو گیا اور پھر اس کا کوئی مستحق پیدا ہوا اور محبوب لہجہ نے مستحق کو محبوب کے بدلہ
 میں نادان دیا تو یہ نادان دواہب سے وصول نہیں کر سکتا۔ مہیا کرنا عوض لہجہ
 کی شرط پر ابتدا میں تو مہیا کا حکم رکھتا ہے یعنی شرط ہے کہ دواہب و محبوب لہجہ
 جو ضون پر قابض ہو جاویں اور اگر وہ محبوب مشترک کے تقسیم ہوگا تو یہ مہیا
 باطل ہوگا (جیسا کہ اب حال ہے) اور انہما میں یہ عقد بیع کا حکم کہتی ہے پس
 پھر نکاحی لہجہ غیب اور اختیار و بیعت کے اور (اگر وہ محبوب گہریا زمین ہوگی تو پڑوسی
 کو حق مشغہ پونچ سکتا ہے) (جیسے بیع میں پونچ سکتا ہے)۔

فصل ہسری جلد نوڈی کو مہیا کیا اور اس کا حمل مہیا کیا یا اس شرط پر نوڈی کو مہیا
 کیا کہ بچہ پھر دیدینا یا اس کو آزاد کر دینا یا اہم دلد کر لینا یا گہر مہیا کیا اس شرط پر
 کہ تحور اس میں سے بچہ کو پھر دینا یا تھوڑی کا عوض دینا تو (مہیا صحیح ہے اور استشار حمل
 اور دوسری شرطیں باطل ہیں۔ اگر فرض خواہ فرضدار سے کہے کہ جب کل ہو تو دینا

- احقر باور و در نقطہ عقدا یا عیالہ سے یا حریجہ کا کسی ایسا لک نہیں ہو تا بلکہ چار صورتوں سے
 ہو سکتا ہو یا اجرت یا شہر و دیہے کے دیہے یا حریجہ کا کسی ایسا لک نہیں ہو تا بلکہ چار صورتوں سے
 یا شہر یا عیالہ کی چار صورتوں سے یا حریجہ کا کسی ایسا لک نہیں ہو تا بلکہ چار صورتوں سے
 قرضہ میں کر لیا تو گو آئین ہر سے گزرا لک تھی کہ ایہ کا ہو گا اگر کپڑے وغیرہ کے لئے
 مزدور کیا اور اسکو اس سے کسی دینے چھین لیا تو اسکی مزدوری ساقط ہو جاوے گی نہ گزرا
 یا زمین کا لاک کر ایہ وار سنو کہ ایہ روز وصول کر سکتا ہو اور اسکو لاک لیا ہو اوشاک کر
 ہر منزل پر نہ سہکے سکتا ہو اور وہ بولی و زرعی اپنی کام سے خراج عیالہ کر اور خان بانی
 روٹی توڑی ہو گا لکڑی اگر روٹی توڑی ہو گا لکڑی توڑی ہو گا لکڑی توڑی ہو گا لکڑی توڑی ہو گا
 ہو گی اور روٹی کا تارا دان لکڑی کے لئے نہیں ہو اید باور چھین لیا ہو گا لکڑی توڑی ہو گا
 بعد قیاد کرے اور کھڑا کرے اینٹ کے لئے سکتی ہیں۔ جسکے کام کا اثر زمین شہرین
 قائم ہو جسکی رنگ پرانہ و دھوئی (دکڑا و سنکے رنگے) اور دھوئے کے کا اثر یعنی رنگ اور شہر
 ہونا کپڑے میں موجود ہوتا ہو تو وہ اپنی مزدوری کے بدلے میں اس شے میں کپڑے
 سکتا ہو پس اگر بعد رو کھو کے وہ شہر تلف ہو گئی تو اسکی قیمت دینی نہ آوے گی اور مزدوری
 بھی نیکی۔ اور جسکے کام کا اثر قائم ہو اور اسکو لکڑی کا ہو کھڑا مزدوری کیو شرط نہیں
 صیح ہے (جسکی پلہ دار اور ملاح وغیرہ کہ انکو مزدوری کے لئے چہرہ کوڑا دیکھنے کا
 اختیار نہیں) لکڑی مزدور سے پتھر گیا ہو کہ کام وہ خود کرے تو وہ دوسری شخص کی ہے
 جگہ مزدور نہیں سکتا اور اگر چہ شرط نہیں ہو تو درست ہو اگر ایک کہ مزدور کرے
 اپنی گہرا لون کے لائیکے واسطے اور بعض الزامین کر کے اور مزدور باقیوں کے
 آیا تو اسکو مزدور ہی حصہ سند بھی ملے گی (یعنی مزدوروں کا حصہ کم ہو جائیگا) نہ کہ

جزو در کیا عمرو کے پاس خط لیا کر جواب لائے خیر یا کہا نا لیا جائے پر اور عمرو کے رجا
 کے سبب سوزید خط یا کہا نا تو یا تو زید کو عمرو در می نہیں بیگی +
باب اجارہ کی قسموں میں کسی جو درخت ہیں اور زمین خلاف ہو ان کے باغ میں
 - بیج بے گہر دن اور دو کا لون کا کر ایہ لینا بغیر بیان کرنے اس کام کے جو زمین
 کیا جاوے گا اور کر ایہ دار کو اختیار ہو کہ جو کام چاہو ان میں کر ہو گر بجہ کہ لو ادا ہوا
 یا ان پائے ولے کو ان میں ترک ہو (کہ ان کے رکھو سو مہارت کو نقصان پہونچتا ہو) - کہی
 کہ اسلو زمین کا کر ایہ لینا بیج ہو بشرطیکہ زمین جو شری ہو و دوسری بیان کر دی
 یوں کہلے کہ جو چاہو لگا ہو و بختا - زمین کا ٹھیکہ عمارت بنانے اور درخت لگانے
 کہ اسلو بھی بیج ہی پس جب ٹھیکہ کی مدت گزر جائی تو ٹھیکہ دار درخت اور عمارت کو
 اوکھینے اور زمین کو خالی کر دے لیکن اگر مالک زمین اس عمارت یا درخت کی وہ
 قیمت ادا کر دی جو اوکھینے کے بعد ملے اور آپ اسکا مالک ہونا چاہو تو اسہو زمین
 انکا اکھیرنا ضرور نہیں) یا عمارت و درخت کے رہنے دینے پر رضی ہو جاوے تو آپ
 درخت اور عمارت میں تا جرمین ٹھیکہ لینو والے کے ہونگے اور زمین میں جو جز یعنی ٹھیکہ
 دینے والے کی اور شرط کا حکم درخت کا سا ہو - اگر کہی تیار نہیں ہوئی ہو اور درخت
 ٹھیکہ کی پوری ہو گئی تو ٹھیکہ کے نرخ پر کچھ تک زمین میں رہتی ہو جاوے گی - چارہ یہ کہ
 ٹھیکہ واسطو سوار ہو سکے اور لادنے کے درمیت ہو اور کچھ کی دھار ہو زمین کے پس
 اگر ٹھیکہ میں سوار یا پیٹنے والے کا نام نہیں لیا ہو تو وہی پوری کو بھی سوار کر سکتا ہو اور
 اگر سوار یا پیٹنے والے کو معین کر دیا ہو وہ سوار کیا یا پیٹنا تو مالک ہونے
 پر نشان دینا اور بکلا - سیطرہ مال ہو ہر چیز کا جو استعمال کرینو اس کے خلاف نہیں

اگر زمین میں
 درخت لگائے
 یا عمارت بنائے
 تو مالک زمین
 اس کو بیچ سکتا
 ہے

اگر زمین میں
 درخت لگائے
 یا عمارت بنائے
 تو مالک زمین
 اس کو بیچ سکتا
 ہے

مختلف ہو جاتی ہو۔ جو چیز ایسی نہیں ہو اور میں قید لگا یا بالکل ہو جس سے قید کر سکو کہ کہ
 میں فلاں شخص ہی رہے تو اسکا کچھ اعتبار نہیں کرنا چاہیو جبکہ چاہو کہو۔ جانور کے
 ٹھیکہ میں اگر بونہ کی قسم مقرر کرو جو چیز گھوڑوں کی گوشت تو مستاجر کو دینی ہی یا اس
 سو ہلکی اور چیز کے لئے کام اختیار ہو نہ زیادہ نقصان کرنا والی چیز کا جس سے ملک (کر
 یہ گھوڑوں سے بھارتی ہو)۔ اگر سواری و دسٹر کو بچھو بھالو سے مرگئی تو مستاجر کو
 نصف قیمت دینی ہوگی۔ اور اگر مقرر ہو جس سے زیادہ کرٹیکے سبب مرگئی تو مستاجر
 زیادہ کیا اوسیکے موافق قیمت ادا کرنی ہوگی۔ اگر مارنے یا لگام کھینچو یا زمین اوتا
 لینے یا بالان باندھو یا ایسے زمین باندھو سو کہ اس میں جانور پر نہ باندھو ہوں
 یا جوازہ ٹھہر گیا تھا اوسکو چھوڑ کر دوسرا اختیار کرنے سے بھی بشرطیکہ دواؤں اور ہون میں
 فرق ہو (یعنی دوسرا زیادہ یا سب سے یا جھل کیوں سطر کرانہ کیوں موٹی جانور کو دریا
 میں لادنے سے ہلاک ہو جائے تو سب قیمت دینی ہوگی اور اگر منزل مقصود کو دوشاخا
 تو چکر کرانہ ٹھہر گیا تھا وہی دینا ہوگا۔ اگر گھوڑوں کی کہتی شہری تھی اور زمین تو یا تو جو
 طریقہ بونہ سے زمین کا نقصان ہوا وہ دینا ہوگا اگر نہ لازم نہ ہوگی۔ اگر اگر ایسے
 کو کھاتا تھا اور تباہ شدہ ہو تو کھیر کی قیمت دینی ہوگی اور والا کہ اگر قبائلی سپلائی
 کے موافق دیکر ظاہری لیے تب بھی دیکھو۔

باب اجاریہ فائدہ کے بیان میں۔ اجارہ فائدہ ہو جاتا ہے (اس شرط سے) جس
 کے خلاف ہو اور اس سے زمین اگر مزدور کام کرے گا تو جیسا کام کرے گا ایسی ہی مزدوری
 ملے گی اگر مزدور پہلے شہری تھی اس سے زیادہ نہ ہوگی۔ اگر مکان کرنا یا باور یہ پیشہ
 تو قطعاً ایک جسٹس کے لئے بھی ہے مگر یہ کہ بیان کر دیتی سب ہندو تھوڑے جسٹس کی

اجارہ فائدہ
 کے خلاف ہو

ایسا بت بھی رہیگا تو اس جہنمے کا کرایہ بھی ہو جائیگا۔ اگر مکان ایک سیال کی طرح
 کرایہ لیا تو میم سے گھر پر جہنمے کا کرایہ مقرر نہ کرے۔ شروع ہوتے ہی ہیکے کی عقد کثرت
 سے ہے پس اگر مسوقت چاند دیکھا اسوقت عقد کیا تب تو جہنم کے حساب پر ہیکے
 اور جو نہیں تو دفون کا حساب رہیگا۔ پچھو لگانے اور عام میں ہیکے کی جہت
 لیسے دست ہو کر مادیہ پر کر کے ڈالنے کی مزدوری یعنی درست نہیں۔ بہت ملامت ادا
 کرنے کی مزدوری اور چکر کرنے کی مزدوری اور ملامت کی مزدوری اور قرآن اعلیٰ
 فقہ کے سکھانے کی مزدوری یا جائز ہو کر اس زمانہ میں غنوی ہے کہ قرآن سکھانے
 مزدوری بھی ہو سکتی کہ کوئی کو مفت سکھانے کی توفیق نہیں ہی اور گانے اور توجہ
 کرنے اور ستارہ و فوغیرہ بجانے پر مزدوری یعنی درست نہیں۔ زمین مشائخ علیہ
 فاسد ہے (یعنی آدمی یا تہائی غیر منہن کو زیارۃ قیوم تو فاسد ہے) لیکن لکھنوی کو
 چکے پاس باقی ہو تو درست ہے۔ دایہ کا نوکر رکھنا اجرت معلوم ہے بھی ہو اور کہانے
 پہننے پر رکھنا بھی صحیح ہے۔ دایہ کے خاند کو اسکی صحبت کرنے سے منع کرے
 پس اگر دایہ حاملہ ہو جادی یا بیار ہو جادی تو عقد اجارہ فسخ ہو جائیگا اور دایہ
 کو لڑکے کی خوراک کا دست کرنا لازم ہے جس اگر لڑکے کو بکری کا دودھ پلائیگی تو لڑکے
 نہ لیسے۔ اگر سوت دیا کہ آدھو کا کپڑا تو میا دیا یا بٹائی نہیں لے لیا میرا دیا کیا کہ میرا
 اناج فلان جگہ پونہ چادھی اور اس میں بھی میرے خرچے لے لیا یا مجھ کو لکھنے والے کی دیکھو
 آج ایک رقم کے بدلے میں پکا دھو مجھ سے جائز نہیں۔ اگر زمین ہیکے میں لے لیا شہر
 پر کہ اس میں بل جو تو گنا اور کھیتی کر دیکھا یا اسکو پانی دیکھا اور کھیتی کر دیکھا تو مجھ سے
 پس اگر شہر کر کے زمین میرے وقت پہلے جو میرا لکھ دیا جو میرا لکھ لیا

مسند
 مسند
 مسند

[illegible]

زینبہ بنت جحش

100

اور کن مسجد گاتو آٹھ آنے تو اوہین سیکو گاتو ایک روپیہ یا دو گاتو دوسری روز
 سیکو گاتو دوسرے موافق مزدوری یعنی ہوگی نہ آٹھ آنے) ایسا ہی حال ہی ہوگا
 اور جہہ میں (مثلاً کہی کہ اگر دوکان میں درزی کو بٹھا بیگا تو اسکا کرایہ ایک روپیہ ہو اور
 اگر نوہار کو بٹھا بیگا تو دو روپیہ پس اگر پہلی شرط کے موافق درزی کو بٹھا بیگا تو ایک
 روپیہ کرایہ کا ہوگا اور اگر دوسری شرط کے موافق بٹھا بیگا تو کرایہ مثل یعنی دس رو
 کے موافق لازم آویگا نہ دو روپیہ) اس طرح چار پانچ میں دوسری اجرت باعتبار
 مسافت کے باوجود کے مقرر کرنی درست ہو جیسی کہی کہ اگر کہ تک لیجا ہی یا دس میں
 لا دھو تو ایک روپیہ اور اگر طایف تک لیجا ہی یا پانچ میں لا دھو تو آٹھ آنے تو اگر پہلی
 شرط کے موافق کیا تو موافق ٹھہری ہوگی کے دینا ہوگا اور جو دوسری شرط کے
 موافق کیا تو موافق دس رو کے دینا ہوگا جو ٹھہرا تھا) جس غلام کو خدمت کے واسطے
 حالت اقامت میں اجیر مقرر کیا اسکو سفر میں ساتھ لیجا نا صحیح نہیں ہے نیز پہلے
 ہی شرط کر کے (اگر سفر کی شرط بھی کرنی ہو لیجا نا درست ہی) مستاجر غلام ممنوع العمل
 کو اسکی کار خدمت کے عوض میں جو اجرت دے وہ اس سے واپس لے (مورثہ
 اسکی بھہ ہو کہ زید نے ایک غلام کو جسکو مالک نے کام سے منع کر دیا ہے اجیر کیا اور
 کام لیا اور مزدوری دیدی نیز ظاہر ہوا کہ وہ ممنوع العمل تھا مالک کی طرف سے
 تو اب زید مزدوری پیر نہیں سکتا) زید نے ایک غلام عمر و سے چھین لیا پس
 سے مزدوری کر کر اسکی بھائی کہا گیا تو واپس کرنا اس اجرت کا زید پر نہ آویگا۔
 اگر غلام ممنوع العمل کا مالک مزدوری جو اسکی اس غلام کے ہاتھ میں موجود دیا
 تو بے سکتا ہے۔ صحیح ہے غلام ممنوع کو اپنی مزدوری کا بے لینا (یعنی مستاجر اگر

میں سے
میں سے
میں سے

غلام کے چالہ کر دیا اور وہ قبضہ کر کے تو میری خدمت ہو جائیگا اگر غلام کو دوسری
 کیواسطے اس طرح نوکر کہا کہ ایک بیٹا چار روپیہ پر اور ایک بیٹا پانچ روپیہ پر تو مجھ سے
 پہلے بیٹے تین چار روپیہ دوسری میں پانچ لازم ہونگے (پہلے میں پانچ دوسری میں
 چار نہیں ہو سکتی) اگر ایک غلام کے موجد اور مستاجر آپس میں اختلاف کریں مستاجر
 کہے کہ تو نے جو غلام ٹھیکہ میں دیا تھا وہ بھاگ گیا یا بیمار ہو گیا اور موجد کہہ کہ اس
 نہیں ہوا تو دیکھا جاوے گا کہ اگر جگہ کی کیفیت واقع میں یہاں کا ہوا ہی یا بیمار ہی تو مستاجر
 کا قول مقبر ہو گا اور جو نہیں تو قول موجد کا۔ کپڑے کے مالک کا قول مقبر ہو گا کرتے
 یا قبا کے سینے میں اور سرخ یا زرد رنگے میں اور مردوزی لازم ہونے یا نہ ہونے میں
 (صورت اخیر سے کہ مستاجر کہے کہ یہ کام تو نے اس کپڑے میں مفت کیا ہے اور اخیر
 کہے کہ آج کے خوشنیں بھیرے ہو گئے تو مالک کا قول مقبر ہو گا۔)

انجمن
تجارت

باب ٹھیکہ توری کے بیان میں۔ آپس کے سبب جو قلع لیتے سے مانع ہوا دیکھ کر ایہ
 کے مکانے خراب ہو جاتے ہو اور کہنتی کی زمین اور چھکی کے پانی بند ہونے سے جو اجار
 فسخ ہو جاتا ہو۔ اگر فاقہ دین میں سے ایک بھی مر جاوے تو مورتیکہ اجارہ انہی ذات
 کیواسطے کیا ہے تو اجارہ فسخ ہو جاوے گا اور اگر غیر کیواسطے عقد کیا تھا جیسے محل اور
 زمین اور شہر کی دفع کا اجارہ کرنا ہے تو فسخ نہ ہو گا۔ تو بچا ہوا اجارہ خیار شرط
 اور خیار ذوق سے (مثلاً کہو کہ مجھ کو تین روز تک اختیار ہے چاہوں رہو ورنہ چاہوں
 توڑ دوں یا ٹھیکہ کہو کہ جب دیکھوں تو مجھ کو اجارہ توڑ دوں) کا اختیار ہے اور اجارہ
 عقد سے بھی فسخ ہو جاتا ہے اور عذر اس کو کہتے ہیں کہ مستاجر اجارہ کی تعمیل سے بدولت
 پر دیا کرتے زیادہ نقصان کے جو عقد اجارہ ہو اور پھر ضرر نہیں عاجز ہو مثلاً

کسی نے رو کی جہت سے اپنی وارہ نکلوانے کو دوسری کو مزدور کیا پھر درجہ جانا
 رہا یا دلیمہ کا کہنا پکانے کی واسطے مقرر کیا پھر عورت نے اُس سے خلع کر لیا یا دکان
 تجارت کی واسطے کرایہ لی پھر غفل ہو گیا یا دکان کرایہ بردہ بی پیراد کے ذمہ فرض
 لازم ہو گیا ظاہر میں یا اس کے بیان سے یا اس کے اقرار سے اور سوامی اس
 دکان کے اور کچھ مال اسکا نہیں یا جانور سفر کے لیے کرایہ کیا پھر ایسی کوئی بات
 نکل آئی کہ سفر اسکو نہ مصلحت ہو اور ان سب صورتوں میں نسخہ اجارہ کر سکتا ہو۔ اگر
 جانور کرایہ دینے والے کو کوئی ضرورت مانع سفر میں آگئی تو وہ اجارہ نہیں توڑ سکتا
 (کیونکہ دوسرے کو اپنی جگہ جانور کے ساتھ بھیج سکتا ہو)۔

مسائل متفقہ

مسائل متفقہ اگر سنگنی کی زمین یا ٹھیکہ میں لی ہوئی زمین کی کہتی چلائی
 اور اسکی سبب سے دوسری زمین کی کہتی بھی چلگئی تو اس پر تاوان نہیں آوے گا
 (اگر نہ ہوگی اور اگر چلائے کی وقت ہوا نہ ہو تو تاوان دینا ہوگا) اگر درزی یا زکری
 اپنی دوکان میں کسیکو ٹھہالے تاکہ کام کر دے اور نصف اجرت لے تو میچم ہے۔ اگر
 ادنیٰ کرایہ کیا تاکہ مکہ تک اسکو کجاوہ رکھی اور دوسواریاں ٹھہلا دی تو میچم ہے
 اور اسکو اختیار ہے کہ ایسا کجاوہ رکھے جو مروج ہو مگر اس کجاوہ کا دیکھ لینا
 بہتر ہے تاکہ پھر کہیں نہ ہو چوٹے بڑے میں اور اگر توشہ کے لادنے کے لیے کرایہ کیا
 اور مقدار توشہ کی معین کر دی تو اگر اس میں سے کچھ کھالے تو تباہی اور اس کے
 عوض رکھ سکتا ہے۔ میچم ہے اجارہ کرنا اور اسکا نسخہ کرنا اور کہنی کرنا اور سچھو
 کا معاملہ کرنا اور مضاربہ اور وکالت اور کفالت اور کسیکو وصی کرنا اور مال کی
 وصیت کرنا اور قاضی کرنا اور امیر کرنا اور طلاق دینا اور آزاد کرنا اور وقف کرنا کسی

وقت کی طرہ نسبت کر کر (مثلاً کہتے کہ میں نے شہید کیا مہینے کے شروع سے یا
سال کے شروع سے) وہ طے ہوا القیاس دو سہری حیرن بیع اور بیع کی اجازت
در منہر کسی بھی کے بیع کرے اور بیع کرنا بیع کا خیار شرط کے بعد اور منت
اور شرکت اور ہبہ اور کساح اور رجعت بعد طلاق اور صلح مال سے اور بری الذمہ
کرنا تو نہیں ہوا ان امور کو کسی اور وقت کی طرف متفات کرنا نہیں صحیح ہے (مثلاً یوں کہنا
کہ کل سو مہینے بیع کرنا ہوں یا کل کو اجازت دو گنا وغیرہ)

کتاب المکاتب

اس میں مکاتب کا بیان ہے (اور مکاتب وہ علام ہیں جس سے مال کے انوار
کے لیے کچھ روپیہ ٹھہرا یا تو کہ اس سے روپیہ ملے تو آزاد ہے) مکاتب میں غلام صرف
پر کار ہوئے کی راہ سے تو دور اور بیعت آزاد ہو جاتا ہے اور زوات کے اعتبار
سے انجام کو آزاد ہو تا ہے جبکہ کتاب کا بدلہ اگر دوسرے بڑا اگر اپنے چوئے
غلام کو جو عقد کو سمجھ سکتا ہے مال کے غرض میں بالفعل یا بدت ٹھہرا کر یا قسطن کے
ساتھ مکاتب کر کے آزاد کرے تو قبول کرے تو صحیح ہے اس طرح اگر مالک یوں کہے کہ میں
سے روپیہ ہزار گنا دوں تو قسطن میں آزاد کر دو جن میں سے اول قسطن اتنی ہوا اور آخر
اسی پس اگر تو آزاد کر دے تو اسے آزاد کر دے تو اسے آزاد کر دے تو وہ غلام مالک
کے نصف سے بچ جائے گا (اسی مالک سے) یعنی غلام تجارت اور بیع اور شرا وغیرہ
کر سکتا ہے اور روپیہ کو لے سکتا ہے (مالک اگر تو دے دے مکاتب سے بچ کر کرے یا دوسرے
یا اس کے لئے بڑے بڑے جہانیت کیسی تصور کرے (مثلاً اس کو مار دے یا اسے
یا نون توڑ دے) خواہ مکاتب کا مال تلف کر دے تو ان ضرور تو نہیں مالک کو تاوان

کتاب المکاتب

دینا آدھ بچا۔ اگر زیادہ اپنی ملک کو مکاتب کرے جو ضرب یا سور یا قیمت اُس ملک کے
 یا بدلے میں ایسی شے کے جو اُس ملک کی ملک نہ ہو یا عوض سور و پیسے اس شرط پر
 کہ مالک غلام مذکور کو کوئی غلام غیر معین یا لونڈی غیر معین واپس دے یا اسے بھرتو
 میں کتاب باطل ہو جائیگی پس اگر ادا کر دے غلام وہ شراب تو آزاد ہو جائیگا اور پھر
 قیمت مالک کو کما دینی پڑیگی پس (اگر قیمت غلام کی) شرط سے کم (ہوگی تو کم)
 نہ لیجاوے گی اور اگر زیادہ ہوگی تو زیادہ لیجاوے گی۔ اگر ایک جانور کے بدلے میں
 مکاتب کیا (اور اوسکی قسم مثلاً اونٹ یا گھوڑا وغیرہ بیان کر دی) تو (کتاب
 صحیح ہے گو دھن اُس جانور کا نہ بیان کیا جاوے۔ صحیح ہو مالک کا قرض غلام
 کا قرض کو مکاتب کرنا شراب کے بدلے میں اور انہیں کسی اگر ایک بھی ایمان لایا تو
 مالک کو قیمت شراب کی پونجی اور شراب کے لیے لینی سو بھی آزاد ہو جائیگا۔
 باب جن افعال کا مکاتب کو کرنا درست ہو اور جہاں درست نہیں اور انکے بیان میں
 مکاتب کو بیع اور شہاد اور سفر درست ہو گو مالک نے شرط کر دی ہو کہ شہر ہو غلام
 اور اپنی لونڈی کا نکاح کر دینا اور اسے غلام کو مکاتب کرنا پھر اگر مکاتب کے مکاتب
 نے بدل کتابت مکاتب اول کے آزاد ہونے سے پہلے ادا کر دیا تو اوسکی دلا مالک
 کو پونجی اور نہیں تو مکاتب اول کو۔ مکاتب کو اپنا نکاح کرنا مے اتون مالک کے
 اور مہینہ کرنا اور ادا کرنے کے سوا تصدیق کرنا اور کسی کا ضمان ہونا اور قرض
 اور اپنی غلام کا آزاد کرنا گونا مال کے عوض میں ہونا اور اپنی ذات کا بیچنا اور نکاح کرنا
 اپنی غلام کا درست نہیں۔ باب اور وضعی چھوٹے بچے کے ملک کے حق میں کم
 مکاتب کا کر کے نہیں (یعنی جو ادا کر دے سوائے مکاتب نہیں کر سکتا ہر وہ باب اپنی

میں بیچ کر
 کیا جائے
 یا نہیں
 یا نہیں
 یا نہیں
 یا نہیں

یہ سچے ملک سو اقدار دینی اپنی موسیٰ کی اولاد و سفیر کے ملک کو جو بھی نہیں کر سکتا
 مندرجہ بالا شرائط کو امور مذکورہ میں سے کسی کا اختیار نہیں ہے۔ اگر ترقی مکاتب اپنی
 باپ یا چچے کو خریدی تو وہ زید پر مکتب ہو جائیں گے یعنی کتابت اول میں داخل ہوگی
 اور مکتب کے ہاتھ آزاد ہو جائیں گے اور اگر بیائی یا کسی اور رشتہ دار قریب کو خریدے
 تو مکتب نہ ہوگا۔ اگر مکتب ایسی لوڈی کو خریدی جو اس کی بیٹی تھی غیر شخص کی ملک
 اور اس سے اولاد بھی تھی تو اگر لوڈی کو مع لڑکے کے خرید تو لڑکا زید پر مکتب
 ہو جائیگا اور لوڈی کو بیچنا صحیح نہ ہوگا اور بغیر لڑکے کے خریدی تو اس کا بیچنا صحیح نہ
 ہے۔ اگر مکتب کی لوڈی مکتب سے لڑکا جنی تو لڑکا مکتب ہو جائیگا اور جو کماٹی ہوگی
 ہوگی وہ باپ کو بیگی۔ اگر مکتب اپنی لوڈی کا اپنی غلام سے نکاح کر دے تو وہ
 کو مکتب کر دے اور ان سے لڑکا پیدا ہو تو لڑکا مان کی کتابت میں داخل ہوگا مکتب
 ہو جائیگا اور اس کی کماٹی مان کو بیگی۔ اگر مکتب یا غلام یا ذون نے مالک کی
 اجازت سے ایک عورت سے جو اپنی دولت میں اپنے آپ کو آزاد جانتی ہے نکاح
 کیا اور اس کے اولاد ہوئی تو یہ معلوم ہوا کہ کسی کی لوڈی ہو تو وہ لڑکا اس کا غلام
 ٹھہرے گا جس کی لوڈی ہو۔ اگر مکتب یا یا ذون ایک لوڈی خرید کر اس سے صحبت کرے
 پھر وہ کسی اور کی بیٹی یا خریدی یا غلام سے خریدی ہو اور صحبت کرے تو بعد وہ واپس
 ہوگی تو صحبت کی اجازت وہ مسئلہ میں مالک کے ذمہ محسوس ہوگی اور بے اجازت
 مالک کے نکاح کر کر صحبت کی ہوگی تو اس میں جو با مان صحبت کا دینا اور مکتب
 کی آزادی کے بعد اس سے وینول کیا جائیگا فصل اگر مکتب لوڈی کے مالک
 سے اولاد ہوئی تو مکتب ہی رہیگی (یعنی بدل کتابت اور اگر آزاد ہو سکتی ہو)

اور اگر بدل کتابت اور نہ ہو تو نام ولد ٹھہریگی۔ اگر کوئی شخص اپنی عہد برائے نام ولد کو مکاتیب کی
 نو مصحف سے اور نام ولد تو مالک کے مرنے پر مفت بلا حق من آزاد ہو جائیگی گزیر بدولت
 اپنی قیمت کے وارثوں کو کما دیا گیا اور اگر مالک فقیر ہو کر مر گیا ہو تو تمام بدل کتابت اس کو
 کما دینا ہوگا۔ اگر کوئی اپنی مکاتیب کو دیر کر دی تو پہلے بھی صحیح سے پس اگر بھٹہ بدل کتابت
 اور اگر دیا تو آزاد ہو جائیگا ورنہ مذکور ہوگا اور اگر مالک اس کا فقیر مرنے پر بدولت اپنی
 قیمت اس کے یا بدولت بدل کتابت کے کما دی۔ اگر مکاتیب کو مالک آزاد کر دیا تو
 آزاد ہو جائیگا اور بدل کتابت اس کی ذمہ سی اور تر جائیگا اور اگر ہزار روپیہ پر جو کسی
 وقت تک ادا ہونا ٹھہرے تھے مکاتیب کیا تھا پھر اس سے صلح کرنی فی الحال پانسی
 دینے پر تب بھی صحیح سے۔ اگر کوئی بیمار جسٹو اپنی غلام کو دو ہزار کے عوض ایک
 برس تک کی مدت میں ادا کر دینے پر مکاتیب کیا تھا مر جائیگی اور غلام کی قیمت ایک
 ہزار سے اور وارثوں نے بدل کتابت کو دیر میں دینا کر دیا تو غلام مذکور کو
 نحائی بدل کتابت فی الحال ادا کرے اور باقی ایک تہائی سال میں دینا رہی یا
 اگر عاجز ہو بدل کتابت سی تو غلامی میں رہی۔ اور اگر سال کے اندر ہزار دینے پر
 مکاتیب کیا تھا اور قیمت اس کی دو ہزار ہو اور وارثوں نے سال پہر کی دیر روا
 نہ کی تو بدولت اپنی قیمت کے بالفعل ادا کر دی یا غلامی میں رہی۔ اگر ایک آزاد
 نے کسی غلام کو اس کے مالک سے ہزار پر مکاتیب کرایا اور بدل کتابت بھی ادا کر دیا
 تو وہ غلام آزاد ہو گیا پھر اگر غلام نے بعد اطلاع اپنی مکاتیب ہونے کو جائز کیا
 تو وہ مکاتیب ہوگا (یعنی جو مال آزاد شخص نے اس کو مالک کو دیا ہو وہ اس کی ذمہ
 پر لازم ہوگا) اگر ایک شخص دو غلاموں کو مکاتیب کر چکیں ایک موجود اور ایک غائب

ہو اور بدل کتاب کو غلام حاضری قبول کرے تو صحیح ہے خیر انہی دو نو نہیں کسی جو
 مال کتابت ادا کر دیکھا دو نو از حد چڑھا نہیں گئے اور جو ادا کرے ہی وہ دوسری چیز
 اسکا عقد نہیں لے سکتا اور بدل کتابت کا مواخذہ غائب کو چھ نہیں ہوگا بلکہ
 مالک مال کا مواخذہ حاضر کو کرے اور غائب کا عقد قبول کرنا لغو ہے (یعنی اس کے
 قبول سے بدل کتابت اور یکے ذمہ لازم نہ ہوگا) اگر ایک نوٹدی اپنی دوا پوری
 تھیں کی طرف سے جو چاہے ہوں عقد کتابت کرے تو صحیح ہے اب رہنمائی کی جو مال ادا
 کرے وہ چاہے دوسری چیز نہیں لے سکتا ہے بلکہ مالک مال کا مواخذہ کرے
 یا بابت مشترک غلام کے مکان پر کرے یا بابتین پر زید و عمرو ایک غلام میں شریک
 ہیں اور نہیں کسی ایک نے مثلاً زید نے عمرو کو اجازت لے لی کہ میری جیب کو پرانی
 جیب میں مکان پر کر کے بدل کتابت قبول کر لیں اور عمرو نے مکان پر کیا اور کچھ بدل
 کتابت قبول کیا پھر وہ غلام اب کسی عاجز ہو گیا تو جو لیا ہو وہ عمرو کا ہے نہ
 زید کا نہ زید و عمرو کی شریکت میں ایک نوٹدی ہے اور نہ دونوں نے اس کو کتابت
 کیا پھر نہ بدلنے اس سے محبت کی اور نہ چھ جیب تو نہ بدلنے کھلکے پھر یہ لے کر چھ پھر رو
 نے محبت کی اور وہ ضرر پہنوا اللہ عز و جل نے کہا کہ میرا میرا جو نوٹدی ادا ہو بدل
 کتابت ہو عاجز ہو گئی تو نوٹدی میری کی آں وہ نہ پھر کی اور زید عمرو کو آوی قید ہو
 کی اور آیت امانت کی ادا کر اور غیر زید کو سارا مال و اس محبت کا اجر دوسرے
 لڑکے کی محبت ادا کرے اور پھر وہ مال کا جو کاٹھن کا اور زید و عمرو میں سے جو
 انکو سنی محبت کا یا وہ ان سے نوٹدی مکان پر کر دے یا جو دوسرے کو دے نہ فرما
 ان میں سے نہ لے نہ نہیں کر سکتا کہ میری حکم اس کے عاجز ہونے سے پہلے کا ہو اور

کتابت مشترک غلام کے مکان پر کرے یا بابتین پر

عاجز ہوئے تاوان صحت زید کو پہنچا کر لوٹ کر دے اور اگر وہ نہ ہو تو اس کو بھی
 مشترک کو زید کی صحبت کے اور لڑکے کے دعوے پر کرینگے اور اگر وہ نہ ہو تو اس کو بھی
 صحبت نہیں کی ہے پہلے تو زید ہی اداسی پر اس کے عاجز ہوئے اور اگر وہ نہ ہو تو اس کو بھی
 اور زید کی بھینہ تو زید ہی ام ولد ٹھہری اور زید عمر کو نصف قیمت تو زید ہی کی نصف
 تاوان صحبت کا دے اور اگر زید کا ہو گا۔ اور اگر زید عمر کو اس کو بھی اس کو زید ہی
 بکاتب کو آزاد کر دے اور وہ مالدار ہو بہر تو زید ہی اس کی زکات سے عاجز ہو
 تو آزاد کرنے والا دوسری شریک کو نصف قیمت تو زید ہی کی دے اور بھینہ نصف اس
 تو زید ہی سے وصول کرے (اگر دوسری شریک بھی آزاد کر دے یا اس کو زید ہی سے
 نصف قیمت کمرے تو پہلے آزاد کر نوالے سے کچھ نہیں لے سکتا) اگر زید عمر
 میں ایک نفل نام مشترک ہو اور پھر زید نے اس کو مدبر کر دیا اور عمر دے اپنا حصہ
 حالت تو انگریز میں آزاد کر دیا تو زید عمر و سنی نصف قیمت لے سکتا ہو اور اگر عمر
 کے آزاد کر نیے بعد زید مدبر کرے تو کچھ نہیں لے سکتا (مان غلام ہو جائے تو نصف
 قیمت کمرے جائے آزاد کر دے)۔

باب بکاتب کے مرنے اور بدل کتابت سے عاجز ہونے اور اس کے مالک کے
 مرنے کے یا نہیں۔ بکاتب اگر بدل کتابت کی ایک قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہو جائے
 اور کہیں کسی اسکا مال جلد ملے کو ہو تو تین روز تک حاکم اس کے عاجز ہونیکا حکم
 کرے اور اگر کوئی مال اسکا نہیں ہو تو حاکم اس کو عاجز ٹھہر کر عقید کتابت سے
 کر دے یا مالک اسکی رضامندی سے فسخ کر دے اور اب اس پر غلامی کے سبب حکام
 لوٹ آویں اور جو مال اس کے پاس ہو گا وہ مالک کا ہو جائیگا۔ اگر بکاتب کچھ

بکاتب کی کتابت
 بکاتب کی کتابت
 بکاتب کی کتابت

مال چھوڑ کر مر جاوے تو عقد کتابت نسخ نہیں ہوگا بلکہ بدل کتابت اس کے مال سے
 ادا کیا جانا دیکھا اور زندگی کے آخر و نو میں اس پر حکم آزاد ہی کا کیا جائیگا (یعنی
 موت آزاد ہی کے بعد منظور ہوگی)۔ اگر مکاتب نے لڑکا چھوڑا جو ابام کتابت ہو
 سید انہو اے اور کوئی مال بدل کتابت کے ادا کر نیکی لے ہو تو مجھ لڑکا باپ کی طرف
 کتابت کی تسطون کے ادا کرنے میں کوشش کرے پس اگر بدل ادا کر دیکھا تو مجھ
 لڑکا بھی آزاد ہوگا اور اس کا باپ بھی موت سے پہلے آزاد ٹھہریگا۔ اگر مکاتب نے
 اچانک لڑکا چھوڑا جس کو خریدنا تھا تو اس لڑکے کو بدل کتابت یا بفعل اکٹھا دینا ہوگا
 تسطون کسی پس لگا داکر دیا تو آزاد ہو اور نہیں تو غلام ہو جائیگا۔ اور اگر مکاتب
 نے اپنے بیٹے کو خرید لیا اور مر گیا اور اس مال چھوڑا کہ بدل کتابت کو کافی ہو تو مجھ
 لڑکا اس کا وارث ہوگا (کیونکہ جب لڑکے نے ذر کتابت ادا کیا تو باپ آزاد ہوا تو
 مجھ لڑکا بھی اس کا تابع ہوا آزاد ہونے میں تو لڑکا باپ کا وارث ہوگا) جس طرح کہ
 اگر باپ بیٹے کو کو بیٹا تھا ہی مکاتب کیا ہوتا (اور باپ فرما تو بیٹا وارث اس کا
 ہوتا) اگر مکاتب آزاد عورت سے ایک بیٹا چھوڑے اور اس قدر فرض اپنا ادا کر دے
 چھوڑے جو بدل کتابت کو کافی ہو اور اس لڑکے نے کوئی تقصیر کی جس کے تاوان کا
 قاضی نے اس کی جان کے گننے پر حکم کیا تو اس حکم سے مجھ ثابت نہوگا کہ قاضی
 مکاتب کو آزاد بدل کتابت سے حاضر ٹھہرایا کیونکہ مقتضای کتابت یہی تھا کہ لڑکے
 کو مان کے کنبہ میں ملاوین تاکہ باپ کی طرف سے بدل کتابت کے ادا ہونے پر
 بات سے لاحق ہو جائے اور اگر کچھ کے مان باپ کے آزاد کر خوائے اس کی دلا
 میں جہاڑین اور قاضی مان کے آزاد کر خوائے کو دلا بھی لے دلاوے تو اس حکم

کسی مکان کا عاجز ہونا ثابت ہوگا (وہ مسئلہ کہ مال کے آزاد و کربوئے کو دلا کا دلا ہوا ہے)
 بات کی دلیل یہ کہ اس کا بابت قابلیت اسکی نہیں رہتا کہ اپنے لڑکے کی ولادت پر آزاد
 کر نیوالے کو پہنچا دی اور بعد قابلیت نہ کہنا آزاد ہونے کے سبب ہو تا ہی اور آزاد ہونا
 بغیر بدل کتابت سے عاجز ہونے کے نہیں ہو سکتا (اسی حکم سے اس کا عاجز ہونا ثابت ہوگا)
 اگر مکان نے زکوٰۃ و صدقہ وغیرہ کا مال کو کون سی لیکر مالک کو بدل کتابت میں دیا اور
 پھر عاجز ہو گیا تو بعد مال اپ مالک کو درست ہوگا کو زکوٰۃ و صدقہ مالک کو خود لینا درست
 نہ ہو (اسکی وجہ یہ ہے کہ سبب مال کا بدل گیا یعنی مکان تو اس مال کا بطور صدقہ اور
 خیرات کے مالک ہوا تھا اور مالک کو اپنے آزاد کرانے کے عوض میں ملا اگرچہ آزاد ہی بعد کو
 ہوئی) غلام اگر تقصیر کرے پھر اسکو اسکا مالک مکان کر دی اور اس کے تقصیر کرنے
 کی مالک کو اطلاع نہ ہو پھر بعد مکان ادائیگر کتابت سے عاجز ہو تو مالک اس غلام کو
 اس شخص کے حوالہ کرے جس کا اسنی نقصان کیا ہی یا اس کے قصور کا تاوان دے
 (اسی طرح اگر مکان تقصیر کرے اور ابھی تاوان دینے کا حکم نہ ہوا ہو کہ عاجز ہو جاوے
 ادائیگر کتابت سے تو اس صورت میں بھی نقصان والہ کو یا غلام دیا جاوے گا یا تاوان
 پس اگر مکان پر حکم تاوان دینے کا کیا جاوے پھر اس کے بعد بدل کتابت سے عاجز ہو تو یہ
 تاوان اسکو و مہ بنزلہ فرض کے ہوگا کہ زمین غلام مذکور بچا جاوے گا (اگر مالک مر جاوے
 تو عقد کتابت نسخ نہ ہوگا بلکہ مکان کے وارثوں کو بدل کتابت اپنی قسطوں سے ادا کرے
 اور اگر وارث اسکو آزاد کر دین تو آزاد ہو سکتا ہے بدل کے اور اگر بعض وارث آزاد
 کر دین تو اگانا آزاد کرنا جاری نہ ہوگا)

اس میں دلائل بیان سے (آزاد کیا ہوا ملک اگر خیر جاوے اور کوئی داریت نہ ہو تو
 اس کا ترکہ آزاد کرنا اس کے کو بیوہ چاہے اور اس ترکہ کو دلا کہے نہیں) دلا اس کو
 جسے آزاد کیا ہو کو ترکہ بر کرنے یا مکان بن کرنے یا تم دلا کرنے یا قریب کے مالک
 ہونے سے آزاد ہوا ہو (مثلاً زید نے اپنی کنی ذیر خم محرم کو خرید اور سب ذابت
 کے مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہو گیا تو اس کی ذابت کو بیوہ چاہے اور شرط دلا کے نہ
 پونہ چنے کی تو وہ (یعنی اگر بد وقت آزاد کرے بچہ شرط کیجا و نہ کہ دلا آزاد کرے تو اسے
 کو نہ لے تو بچہ شرط تو ٹھہر لی ساتھ جو عبارت کنز میں ہے اس کی معنی آئے جانے والے
 کے ہیں یعنی جو کسی قید میں ہو اگر زید اپنی نوڈی ہندہ کو آزاد کرے جو اپنی خاوند
 سے کہ وہ بھی ملام سے حاصل کرتی ہو تو نوڈی ہی کے بچہ کی دلا زید سے کہی تجاؤ نہ کر لی
 (یعنی اس کی مان کے آزاد کرنا لیکو بیلی اگرچہ آزاد ہی کے بعد چہ ہینو سے کہ میں چہ
 اور اگر چہ ہینو سے زیادہ میں جو تب بھی بچہ کی دلا اس کی مان کے سو پنے کو بیلی
 (اگر اس بچہ کا باپ آزاد ہو جاوے اور اگر وہ آزاد ہو گیا ہو تو اپنی آزاد کرنا لے
 کیٹش دلا کو کہیں لیکو اعلانہ بچہ کہ آزاد ہی سے چہ ہینو کے اندر اگر نوڈی جسے تو
 بہر صورت بچہ کی دلا اس کی مان کے آزاد کرنا لیکو بیلی اور اگر چہ ہینو سے زیادہ میں جو
 اور شہد ہو کہ آزاد ہونے کی وقت نوڈی کو حمل تھا یا نہ تھا تب بھی دلا مان کو بچہ چلی
 لیکن اگر اس بچہ کا باپ آزاد ہو جاوے تو وہ دلا نہ کرنا اپنی آزاد کرنے والی شرط
 کو بچہ لیکو اسلئے کہ باپ کی جانب تو ہی تری اگر ایک جمعی نے کاج کیا ایک آزاد کی ہو
 عورت سے ہر وہ جنی تو اس لڑکے کی دلا اس کی مان کے آزاد کرنا لیکو بیلی کو اس
 جمعی نے کسی کو عقد مولات کیا ہو (کیونکہ ترکہ پانے میں سے لے غناۃ مقدم ہوئے

۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

میراث پر اور عقد شوالہات مجھ ہو کہ ایک شخص کا فر ایک مسلمان کے اہلہ پر اسلام لاؤ
 اور مجھ ہو کہ میرے بعد میری میراث چھوڑ چکی اور عجمی کی تہ اسو اسو سے کہ اگر
 بابت عدلی ہو گا تو لڑکا منسوب ہو گا اپنی باپ کی قوم کی طرف نہ زبان کے آزاد کرنا لیسکی
 طاعت آزاد کرنا لیسکی میراث لیسے میں مقدم ہو دوسری الارحام پر اور میری میراث
 لیسکی پس اگر آزاد کرنا لیسکی اول مر جاو میرا اسکے بعد آزاد کیا ہو مر جاو تو اس
 آزاد کی ہو میری میراث آزاد کرنا لیسکی اس حصہ کو پوچھکی جو سب میری نہ لیسکی ہو (یعنی
 اس کے سب وارثوں کو نہیں لیسکی) عورت کو دلا رعنا نہ نہیں ملتی مر او سکی جسکو انہوں
 نے خود آزاد کیا ہو یا اسکے آزاد کی ہوئے نے آزاد کیا ہو اور اسکے مکاتب کی اور
 مکاتب کے مکاتب کی (یعنی عورتیں اپنی مورث کے ترکہ میں ہو دلا کا حصہ نہیں لیں
 لے سکتیں مثلاً اگر کوئی شخص مرد اور کچھ ترکہ چھوڑی اور اسکے ترکہ میں سب دلا کا
 مال ہی ہو اور وارث مرد اور عورتیں ہوں تو عورتوں کو دلا میں سب حصہ ملیگا اور سب
 مالاک فقط مرد ہونگے ان جسکو خود انہوں نے آزاد کیا ہو یا مکاتب کیا ہو یا اس
 آزاد اور مکاتب نے غمی کو آزاد اور مکاتب کیا ہو اسکی دلا عورت کو لیسکی بخلاف
 مرد و کن کہ وہ مورث کی دلا میں ہو بھی وارث ہوتے ہیں (۴)

فصل ایک شخص ایک کے اہلہ پر اسلام لایا (یعنی اسکی زہنوں میں مسلمان
 ہوا) اس شرط پر کہ تو مسلم کے مرتبے بعد اس کے مال کا وارث وہ شخص ہادی ہو اور
 اگر وہ تو مسلم کی کچھ نقصان کرے تو اس نقصان کا تادان بھی دوسری دیو یا
 دوسری کے سوا کسی غیر کو یہ مسئلہ کر لے تو درست ہو (غرض جس سوا مسئلہ کا عقد
 کر گیا اسکو منوی امورات کہتے ہیں بعد اس عقد کے) اگر تو مسلم جناب کر گیا تو مال

موسے کو دینا ہو گا (اور اگر مر جائیگا) اور اسکا کوئی وارث نہ ہو گا تو میراث بھی اسکو
 ایسی اور موسے الموات میراث لینے میں ذوی الارحام کے بعد ہی (یعنی میت کو
 ذوی الارحام میں سے بھی اگر کوئی نہ ہو گا تب اسکو ترکہ پہنچے گا) جائز ہی اس فہم کو
 کہ ایک موتی الموات سے اس کے سانس عقد الموات فتح کر کے دوسری سے منقطع کرے
 جتنا کہ اس پہلے نے اس کے بدلے تاوان قصور نہ دیا ہو (اور اگر اس کے عوض کچھ
 ڈنڈ مہر چکا ہو تو عقد الموات کا توڑنا درست نہ ہو گا) آزاد کوئی موتی غلام کو درست نہیں
 ہے کہ کسی سے عقد الموات کرے (کیونکہ موسے اسکا وہی آزاد کر موالا ہو گا نہ دوسرا)
 اگر صورت کسی سے عقد الموات کرے اور پہرہ جو تو اسکا کلا کا بھی مان کے مانع ہو گا اس
 عقد میں (یعنی اس کے کا موتی الموات بھی وہی ہو گا جو اسکی مان کا ہو) (واللہ اعلم)۔

کتاب الاکراد

اس میں کسی زبردستی کام لینے کا بیان ہے۔ اگر آزاد اس کام کو کہتے ہیں جس کو
 آدمی دوسری کے سبب کرے تو خاص ہے کہ وہ خود اس کام پر راضی نہیں اور
 زبردستی میں دو شرطیں ہیں اول یہ کہ زبردستی کر موالا (انطلاق) بادشاہ ہو یا چور
 جس چیز سے کہ ڈراتا ہو اس کے کرنے پر قادر ہو (مثلاً مار بولنی سو اگر ڈراتا ہو تو پہرہ شرط
 ہے کہ مار ڈالنا اس کے قابو میں ہو) دوسری شرط یہ ہے کہ جس زبردستی ہو وہ اس
 شے کے واقع ہونے سے ذری (ایسا اسکے حکام بیان کئے جاتے ہیں) اگر کسی کو
 اس سے کہنے ڈرایا کہ تو یہ چیز بیچ دال یا مول لے یا آزاد کرے یا جارہ دے یا
 میں چھپو مار ڈالو گناہ سخت مار مار ڈالو یا بہت دنوں قید کر دے لگا اور اس سے ڈر کر
 اختیار کر لیا تو بعد اسکو اسکو اختیار ہی چاہی اس سے کچھ چاہی تو ذری اور اس

کتاب الاکراد

بیع ہو ملک اس وقت ثابت ہوگی جس وقت بیع پر قبضہ ہو جائیگا (قبضہ سے پہلے ملک
 منہوگی کیونکہ زبردستی کیوہ سے بیع میں فساد آگیا ہے) قیمت اپنی خوشی سے لیلیا
 بیع کی اجازت ہے جو بشرط بیع کا اپنی خوشی سے دینا اجازت ہے (یعنی اس وقت میں
 حکم زبردستی کا کیا جائیگا) اگر مشتری نے اپنی رغبت سے کوئی چیز مول لی مگر بائع
 نے کسی کی زبردستی سے وہ فروخت کی اور وہ مشتری کے پاس جاتی رہی تو
 مشتری کو اس کا دام نرخ بازار بائع کے مالک کرنا چاہیے اور بائع کو بھیجے بغیر
 اسے کہ جس نے اوپر زبردستی کی ہو اس سے چیز کا نام ان سے (مشتری سے واپس لے لیا)
 اگر خورد کا گوشت یا مردار کھانے یا خون یا شراب پنی پر کسی زبردستی کرے
 یا باندھے یا پیٹھے یا قید کرنے سے ڈراوے تو ان چیزوں کا کھانا پینا حلال
 نہوگا اور اگر مار ڈالے یا کسی عضو کے کاٹ ڈالے تو اگر مار ڈالنا یا کھانا پینا
 حلال ہو جائیگا بلکہ اگر کھانا دیا گیا اور اپنی قتل پر یا عضو کے کٹنے پر طہر کیا تو گنہگار
 نہوگا۔ اگر کفر کرنے یا مسلمان کا مال ضائع کرنے پر کوئی قتل کرے یا عضو کے
 کاٹ ڈالے تو اس سے ڈراوے تو ان کاموں کے کرنے کی رخصت ہو اور اگر صبر کرے
 اور بھید کام نہ کرے تو ثواب دیا جائیگا اور سوار خوف قتل اور عضو کٹنے کے اور
 باتوں سے کفر کرنا اور مسلمان کا مال ضائع کرنا درست نہیں۔ اور جب کا مال گنہ
 ہو وہ اس سے لے سکتا ہے جس وقت زبردستی کی ہو۔ اگر زبردستی سے عمر کو مارا
 کہ بکر کو مار ڈال دینے میں تمہ کو جان سے مار دیو یا ہون تو عمر کو بکر کے مار ڈالنے
 کی اجازت نہیں اگر مار ڈالیا گیا تو گنہگار نہوگا مگر قصاص اس سے نہیں لیا جاوے
 بلکہ فقط زید سے لیا جاوے گا۔ اگر زید پر کسی نے زبردستی کی تو وہ بھی کے

آزاد نہ ہونے کی بیسی کے طلاق پہنے پر اور کوئی ایسا کیا تو آزاد ہی اور طلاق
 واقع ہو جائیگی اب زہید اپنی زبردستی کو نبوالے سو قیمت کو نہ دی کی اور نصف
 بیسی کا لے اگر بغیر محبت کو طلاق دی ہے اور اگر کر اہ کیا جاوے گا مرد ہونے پر
 تو بیسی اور سکی بائیں ہو گئی

کتاب الحجیر

انہیں نہ بستر سے روکنے کا بیان ہے۔ حجر اسکو کہتے ہیں کہ بچہ ہونے کا نام
 ہونے یا دیوانہ پن کے باعث قول کے نصف سو شرعاً روک دیا جاوے اور فعل
 میں۔ وہ نہ ہو (یعنی اگر ایسا شخص وہ امر کرے جو قول پر منحصر ہے تب تو ناجائز
 ہو جیسی معاملات ہیں اور اگر ایسی بات کرے جو کرنے سے متعلق ہو تو وہ ممنوع
 نہ ہو مثلاً کسی کا نقیبان کر دے تو اسکا تادان دینا پڑے گا) مجہم نہیں جو نصف
 بچہ اور غلام کا لے اذن ولی یا مالک کے اور نہ نصف مجنون کا کسی حال میں
 (نہ اذن کسی بغیر اذن کے) اگر عقد کرے انہیں سے کوئی اور اسکو نقد کی
 بیچ نہ بھی جو تو ولی کو اختیار ہے چاہے عقد کو نہ دی جاوے بیخ کرے اور اگر
 نصف کر دینگے کوئی شے تو اس کے ضامن ہونگے۔ اقرار کرنا بچہ اور دیوانہ
 کا معتبر نہیں اور غلام کا اقرار غلام کے حق میں معتبر ہے نہ مالک کے حق میں
 یعنی اگر غلام کسی مال کا اپنی ذمہ پر اقرار کرے تو اس مال کا ادا کرنا اس کے ذمہ
 پر بعد آزادی کے لازم ہو جاوے گا کیونکہ اس وقت اسکا مال مالک ہی ہے
 آزادی کے اسکا خود کا ہو گا) اور اگر اقرار کرے گا حد کا یا قصاص کا اپنی ذمہ پر
 تو اس وقت جاری کیا و گئی جو قوفی تصرف کی نافع نہیں۔ پس اگر بالغ ہو

اور اگر کر اہ کیا جاوے گا مرد ہونے پر
 تو بیسی اور سکی بائیں ہو گئی

یہ وقت اسکو استاءال ندیا جاوی جسنگہ کہ ۲۵ برس کا ہوئے اور جن میں بشرہ
 اسرمہ میں کرگاہہ درست ہوگی جبکہ ۲۵ برس ہوئے جاوی تبیل حوالہ کر دیا جاوے
 گو جنہاں کہی اوید کارہی اور کارہی بارہی غفلت کہنی بھی بالغ تصدیق نہیں۔ اگر
 تنخواہ ایسی شخص سے اپنا قرض مانگیں تو قید کیا جاوی تاکہ اپنا مال قرض میں
 نیچے پس اگر وہ سپر قرض بھی روپیہ ہو اور ایک سال بھی روپیہ ہوں تو قرض بدون
 کسی اجازت کے اول روپیہ سوا کر دیا جاوی اور اگر اوستی اور قرض
 اشرفیان میں اور مال روپیہ ہو یا قرض روپیہ میں اور مال اشرفیان چون تواریق
 روپیہ اشرفیان کو بچکر قرض اور اگر دیا جاوی اور اسباب اور زمین وغیرہ اسکی
 نے اجازت قرض کو اسطرح نیچے جاوے (لیکن قید کیا جاوے گا تاکہ خود نیچے
 محض ہی بالغ تصدیق نہیں پس اگر کوئی چہر خریدی اور منفس ہو گیا تو بیچو والا بہت
 کے بیٹے میں اور قرض خواہوں کی برابر ہو (یعنی وہ چیز جو کہ جسکو حصہ دار ملک
 حصہ نہیں کہ فقط بالغ ہی کو وہ شے ملجاوے فصل بالغ ہونا اس کے کاران
 امور سے ثابت ہوتا ہو یا اختلاف سے یا کسی عورت کو جاملہ گزینے سے یا انزال سے
 پس اگرچہ کوئی بات نہیں ہی تو پوری اٹھارہ برس کی عمر میں بالغ ٹھہر گیا۔ اور عورت
 کا بالغ ہونا ان باتوں سے ثابت ہوتا ہو یا حیض کے آنے یا چاہے ہونے یا انزال
 سے اور اگر بھہ باتیں نہ ہوں تو جب پوری سترہ برس کی ہو جاوی اور اگر کارہی دونوں
 کے بالغ ہونے پر پندرہ برس کی عمر میں قومی دیا جاتا ہو۔ کم سے کم عمر بالغ ہونے
 صغیر کے حق میں بارہ برس میں اور صغیرہ کے حق میں نو برس پس اگر قریب غم
 ہوگی صغیر اور صغیرہ اور بونے کہ ہم بالغ ہو گئے تو انکا کہنا معتبر ہو گا اور حکم انکا

حصہ

بائون کا سا ہو جائیگا۔

کتاب المآذون

اس میں آذون دینے پر جو بھی کا بیان ہے۔ آذون روک کے دور کرنے اور اپنے
 منع کے حق کو ساقط کر نیکو کہتے ہیں اور آذون کی وقت معین اور خاص میں جو شخص
 رہتا (گو مالک نے خاص کسی تجارت کا آذون دیا ہو) مالک اگر اپنی غلام کو خرید و بیع
 کرنے دیکھ کر چپ ہو رہی تو آذون ثابت ہو جاتا ہے پس اگر مالک اسکو آذون عام دے تو کسی
 خاص چیز کے سوا لینے کا تو غلام کو درست ہے خریدنا بیچنا۔ خرید و فروخت کی واسطے
 وکیل کرنا اگر ور کہہ دیا کہ یہ لینا تمہیکہ لینا مضاربت کرنا اسی ذات یا اس کا شیکہ
 میں دینا قرض یا عصب یا امانت کا اقرار کرنا اگر نکاح کرنا یا اپنی غلام لڑائی کا اور نکاح
 اگر نا اور آزاد کرنا اور قرض دینا اور مہر کرنا صحیح نہیں گا اور آذون کو درست ہے کہ خود اس
 گناہا منع کے طور پر کیسے بھی دے یا جو اسکو کہلا دے اسکی دعوت کر دے یا عیب کے
 سبب چیز کا دام کم کر دے۔ آذون کے ذمہ پر اگر قرض ہو جا دے تو وہ اسکی ذات
 سے متعلق ہو گا یعنی اگر مالک اسکی طرف سے دے تو قرض کے عوض میں فروخت ہو گا اور
 سب قرضوں کو حصہ بنیگا اور اگر نہیں بھی کہہ باقی رہیگا تو آزاد ہونیکے باقی کا
 مطالبہ اس سے رہیگا آذون کا نصف مالک کے روکنے سے صحیح یا گناہ بشرطیکہ اسے
 بازار دے اس کے روکنے سے صحیح ہو جائے اور اگر مالک قرض کا کیا دیا ہو رہا ہو
 یا دین سے بھر کر دار الحرب میں چلا جا دے یا خود غلام یا دین بھاگیا ہو تب بھی صحیح
 ہو رہیگا اور مالک اگر آذون لڑائی کو اقم و لد نہائے تو صرف خود رکھا دے لیکن
 اگر مالک غلام یا دین کو مدبر کر دے تو آذون میں نقصان نہیں گا اور اقم و لد نہائے اور

دیکر کہنے سے مالک کو انکی قیمت فرض خواہو نہ ہو کہ ان ذوق کی بیع ناجائز
 ہے تو فرض خواہ اپنی فرضہ میں اور نہ بیچ نہ لیں گے اسلئے مالک کے ذمہ انکی قیمت
 دینی آجگی اگر غلام ماذون بعد روکد بنو کے اقرار کر دیو کہ میری پاس جو کچھ ہو وہ
 دوسری شخص کا ہو تو بیعہ اقرار درست ہو۔ اگر ماذون کے پاس کا مال مع انکی قیمت کے
 اس کے ذمہ کے فرض کو کافی نہ ہو تو مالک اس کے پاس کے مال کا مالک نہوگا اس سے
 بیعہ نکلا کہ اگر غلام ماذون کے پاس کوئی غلام ہو اور مالک اس کو آزاد کر دیا تو بیعہ
 آزاد کرنا درست نہوگا ان اگر فرض اسکی قیمت اور مال سو کم ہوگا تو آزاد کر دینا اسکو
 غلام کا درست ہوگا۔ غلام ماذون جو فرضدار ہو وہ اگر مالک کے ماتھے کچھ بیچ
 تو بیع جب ہی درست ہوگی کہ وہ قیمت مثل ملے (یعنی کم ام پر نہ بیچے) اسطرح مالک
 اگر اس کے ماتھے کو مٹی چیز قیمت مثل یا کم دام پر بیچ تو درست ہی (زیادہ پر بیچنا
 درست نہیں اسلئے کہ فرض خواہوں کی حق تلفی ہوگی) اگر مالک غلام ماذون فرضدار کے
 ماتھے کچھ بیع کرے اور قیمت لینے سے پیشتر بیع کو اس کے حوالہ کر دی تو اب قیمت اسکی
 جاتی رہی (اسلئے کہ جب بیع اپنی غلام کو ذمہ داری تو ثمن اس کے ذمہ فرض ہو گیا اور
 غلام مالک کا فرضدار ہو بیعہ ہو نہیں سکتا) ان میں سے کو اگر مالک ثمن لینے کے لئے
 روک رکھے تو درست ہو۔ اگر غلام ماذون فرضدار کو مالک آزاد کر دیو تو درست
 مگر اس صورت میں غلام مذکور کی قیمت فرض خواہوں کو دینی ہوگی اور اگر مالک قیمت بھی
 فرض خواہوں کو دیدی اور پھر بھی فرض باقی رہی تو بیعہ کا مطالبہ غلام مذکور سے آزادی
 کے بعد ہوگا۔ اگر ماذون فرضدار کو مالک فروخت کر دیو اور پیشتر ہی اسکو فرض خواہوں
 سے چھاپا دیو (اون کے حوالہ کری) تو فرض خواہ اسکی قیمت مالک سے بہر لیں گے پھر اگر غلام

مذکور مالک کے پاس عیسائی کے باعث پھر کر آؤ تو مالک نے جو کچھ فرستوا ہوں کہ
 وہاں اس سے پہلے سے اور زیادہ کفار میں غلام نہ کوڑے سے متعلق فریگا غلام کو آؤنگے
 ہوا لے کرے کہ اگر فرستوا ہوں جا میں تو مشتری کو غلام کی قیمت بہر لین جس سے اوں کو
 چھوڑا دیا پھر اس میں سے کچھ بچا کر کہیں اور اس کا واپس مشتری مذکور سے لے لیں۔ اگر
 مالک غلام کو کوڑے فرستے کہ وہ سے اس مشتری سے لے لے مالک کہہ دے کہ اس کے دوسرے
 فرستے ہیں تو فرستوا ہوں اس کو چھوڑا دے کہ اگر اس کے دوسرے لے لیں اور اگر اس کے دوسرے
 چھوڑا دے تو مشتری فرستوا ہوں کا یہ علی علیہ نہ ہوگا کہ عیسائی فرستوا ہوں اس سے فرستے
 نہ کریں بلکہ ناس کہ جب پانچ دین ہو چھوڑا کریں) لگایا کہ غلام نے کسی بھی شہر میں اگر کوئی
 کہ میں یہ کہ غلام ہوں اور فرستے دے فروخت کی تو اس پر تجارت میں کی ہر چیز کا
 طرز اختیار ہوا لازم ہو جائیگا اور جو عیسائی غلام اگر وہ کہے فرستے ہیں فروخت نہ ہوگا
 جہت تک کہ اپنی سکا مالک نہ آؤنگے (اور اس کے ان فرستے کا اثر ان کو نہ ہے)
 اس کے بعد اگر یہ پیدا کر اس کو تجارت کی اجازت دے دے کہ اس کا بھروسہ ہوگا جب تو وہ فرستے
 میں فرستے ہوں تو نہ ہوگا نہ اگر اس کے ایک کم چھوڑا دے کہ جو فرستے دے اور تجارت
 نہ ہے تو اس کو تجارت کی اجازت دے فروخت کی اجازت دے دے تو اس کا حکم فرستے
 فروخت میں غلام کو فرستے کا یہاں ہے تو وہ نہ ہوگا نہ اس کے دوسرے فرستے
 اس میں (عصبت یعنی) کسی چیز کو چھین لینے کا بیان ہے جس سے عصبت ہو کہ ہر
 کہ ایک شخص جو اپنی چیز پر تصرف حق بلکہ دیر نہ کرتا ہو اس کو نو دس اشخاص نہ فرستے
 تاجی سو دس کہ وہی مثلاً کسی کا غلام چھین کر اس سے اپنی خدمت کر لے تو اس کو باج اور

نقص

چہن کر او سپر اپنا بوجہ لاوی تو یہ عصب میں داخل ہو اور اگر مالک قرش پر مہیا ہو
 اور او سپر کو سی جائیے تو یہ عصب نہیں (مثلاً کہ ہمیں مالک کے تصرف کو روک
 نہیں کیا۔ جس چیز کو عصب سے لیا ہوا ہو اسکے احکام مجھ میں) اگر وہ چیز نقصان
 اپنے چہننے والے کے پاس موجود ہو تو واجب ہے کہ او کو جس جگہ میں چہنیا ہو اسی
 جگہ مالک کو سپرد کرے اور اگر چہنی ہوئی چیز عاصبت کے پاس سے جانی رہی ہو تو
 او کو کسی اور صورت میں بین ایک مجھ کہ وہ چیز مثلاً تھی تو اس میں جیسی اور چیز دیکھو
 اور اگر اس چیز کا مثلاً اس وقت نہ پایا جاتا ہو تو اسکا زام جگر کے دن جو
 ایک ہونے والا ہے اس کے جوالہ کرے دوسرے مجھ کہ چیز نہ کر قیمت کی چیز نہیں ہو
 تو اس صورت میں اسکا زام وہ دینا ہو گا جو چہنی کے روز کا ہوگا اگر عاصبت دھوی
 گیا کہ وہ چیز جانی رہی تو قاضی او کو اس وقت دینا کہ وہ تہذیب کی تہذیب جان لے
 کہ اگر او کے پاس ہوتی تو اس اثنا میں ضرور ظاہر کر دینا پسرا دوسرے حکم کو دے کہ اس شے
 کا جو من جوالہ کرے اور عصب ان منتقل میں ہو اگر تاسی پس اگر زمین کو غصب کیا اور وہ
 عاصبت کے پاس سے جانی رہی (مثلاً دریا برو ہو گئی) تو اسکا مال دان نہ لگایا جائے اگر عاصبت
 منصوب اسکر رہی ہو کئے باعث یا زمین اس کے تراحت کرنے سے ناقص ہو جائے گی تو
 حقد نقصان ہو گا وہ عاصبت کے ذمہ پڑے گا عصب منتقل چیز کا حال ہو کہ اگر
 عاصبت کے استعمال کرنے سے ہمیں کچھ نقصان آ جاوے گا تو وہ عاصبت کو دینا پڑے گا
 اگر زمین منصوب کا غلہ اور محصول عاصبت لیا ہو تو اسکو خیرات کر دی اور یہی حال ہے
 اس نفع کا جو عاصبت سے منصوب میں تصرف کرنے سے پیدا ہو گیا زمین مال و رعیت
 سے تجارت وغیرہ کر کے نفع حاصل کرے (تو یہ نفع بھی خیرات کر دینا چاہیے)

منصوب چیز کو اگر غاصب اپنے منہ سے کہے گا کہ یہ میری تو وہ چیز اس کی ملکیت میں
ہے مگر اس سے تو ان دوسروں کے ہستیہ نفع لینا حلال نہیں مثلاً اگر کسی چھین کر دیکھو کہ وہ
چھین کر دوسرے یا گھیر کر منسوب کو پیش کر دے تو مالوہ چھین کر تلوار بنائی خواہ سوئے جائے
کے سوا اور چیز بنائی وغیرہ چھین کر برتن بنادے یا سال کی لکڑی چھین کر اوس پر کار
تاقیم کرے تو ان اعمال سے ان چیزوں کا مالک تو ہو جاوے گا مگر ان سے نفع جب حلال
ہوگا کہ اس کی قیمت مالک کو خوالہ کرے اور اگر چاندی ہو یا چھین کر برتن بنالیا تو اس کا
مالک بھی ہوگا اگر غاصب نے کسی چھین کر دیکھ کر یا کپڑا چھین کر بہت سا بھار ڈالا تو
مالک کو اختیار ہو کہ خواہ قیمت اس کی غاصب سے لیوے اور وہ چھین اس کے حوالہ کرے
یا چھین آپ رکھے اور غاصب سے اس کا نقصان ہو کر اور اگر تھوڑا سا بھار ڈیا ہو تو اگر
بصورتمین مالک کو آپ کرے اور غاصب سے نقصان لیوے اگر غاصب کسی کی زمین میں
بھارت بنائی یا درخت لگا دے تو عمارت و درخت اگنا کر زمین مالک کو دی جاوے گی اور
اگر اس کے اوپر لٹنے سے زمین کا نقصان ہو یا ہو تو مالک اگور بنے دیگا اور اگر لٹنے
کے بعد جو دام اس کے ہوتے وہ غاصب کے حوالہ کرنے پڑے گا۔ اگر غاصب نے کپڑا لیکر
اس کو رنگ لیا یا سوچھین کر اوس میں گھسی ملا دیا تو مالک کو اختیار ہو چاہے سفید کپڑے
اور نہ سوئے سوئے کے دام غاصب سے بھیجے چاہے بھیجے چھین آپ لے لے اور جھڑ رنگ اور
گھسی ہو اس کا دام برابر ہو وہ غاصب کو دیدے فیصلہ اگر غاصب نے منسوب چیز کو
چھینا دیا اور اس کی قیمت مالک کو دیدے تو اس چیز کا مالک ہو جاوے گا۔ قیمت
کے بائیں قول غاصب کا مع قسم معتبر ہو اور اگر مالک زیادتی قیمت کے گواہ پیش
کرے تو اس کے گواہ معتبر ہوں گے اگر غاصب نے منسوب کو چھین کر اس کی قیمت جو مالک

۴
کے چھین غاصب سے
کے بھارت بنائے
کے بھارت بنائے
کے بھارت بنائے

صحت

کہی یا اس کے گواہوں سے ثابت ہوئی یا غاصب پر قسم لازم ہوئی تھی اس سے قسم کا
 انکار کیا سمجھتے ہو وہ قیمت مالک کو بہر دی اور یہ وہ چیز ظاہر ہوئی تو معلوم ہو کہ
 قیمت مذکور سے زیادہ کی ہے تو اس صورت میں وہ چیز غاصب ہی کی رہی مالک اختیار
 نہوگا کہ غاصب کی دی ہوئی قیمت کو واپس کر کے اس چیز کو خود لے لے۔ نان اگر
 غاصب نے منصوب کیا و ام اپنی قسم پر دیا ہو اور پھر زیادہ کی مٹائی تو مالک کو اختیار ہوگا
 کہ چاہے اسی قیمت پر انکار کرے چاہے چیز کو لے لے اور قیمت مذکور غاصب کو بہر دے
 ۔ اگر غاصب غلام منصوب کو بیچ دے پھر غلام کا مالک غاصب اس کا تاوان بہر
 تو غاصب کی بیع درست ہوگی اور اگر غاصب غلام مذکور کو آزاد کر دی اس کو بعد
 مالک اس سے غلام کی قیمت کا تاوان لے تو آزاد کرنا صحیح نہوگا۔ منصوب چیز میں
 جو چیزیں بڑھیں وہ غاصب کے پاس امانت ہوگی (مثلاً منصوب لونڈی کے بچہ ہو
 یا باغ منصوب میں پہلے لگے تو بچہ اور میوہ وہ تو غاصب کے پاس امانت ہیں گے
 یعنی اگر آپ سے جاتے رہیں گے تو غاصب کے ذمہ تاوان نہوگا اور اگر زیادہ لگے
 ان کو ہلاک و برباد کر دیا یا مالک کے مانگنے پر ان کو اس کے حوالہ کر دیا اور جاتے
 رہیں گے تو قیمت دینی آوے گی۔ منصوب لونڈی بچہ جتنی سے جقدر کم ہو جاوے گی اس کا
 تاوان غاصب کو دینا ہوگا لیکن اگر بچہ موجود ہوگا تو اسی سے نقصان پورا کیا جاوے گا
 (یعنی لونڈی کے نقصان کی عوض میں وہ بچہ بھی مالک کو ملے گا) اگر غاصب نے
 منصوب لونڈی سے سونہ یا کیا پھر مالک کو بہر دی اور بچہ پیدا ہونے سے وہ مر گئی
 تو غاصب سے اس لونڈی کی قیمت لیجاوے گی اور اگر آزاد عورت سے بزرگ بنا کیا اور
 وہ بچہ بنتے میں مر گئی تو اس کا خونہ زانی غاصب کو نہ دینا ہوگا۔ منصوب چیز

کسی کا نہیں) ہر ایک کے بعد حق شفعہ ہمسایہ کا جو جو متصل مبیع کے ہو (اور امام
شافعی کے نزدیک ہمسایہ کو حق نہیں پونجیا اور امام اعظم کی دلیل آنحضرت صلیم
کا قول ہے کہ جائز الدار آحق بالدار یعنی مکان کا ہمسایہ مکان کا مستحق زیادہ ہے
اسکو اور داؤد نے روایت کیا ہے اور جب کسی چیت کسی مکان کی دیوار پر ہو یا ایک کمرے
میں شریک ہو جو مکان کی دیوار پر رکھی ہو تو وہ اُس مکان کا ہمسایہ ہی (شریک
نہیں ہے یعنی اگر کوئی شریک ہو گا تو اسکو شفعہ ہو چکا) شفعہ شفعیوں کی گنتی
کے موافق ہوتا ہے (یعنی جتنے شفعے ہوں گے اتنی حصے برابر اس زمین کے کر کے
ہر ایک کو ایک ایک ہو چکا چھ ہو گا کہ جو شریک زیادہ سہام کا ہی اسکو زیادہ
اور کم سہام کے شریک کو کم ملے) شفعہ زمین کے بیع ہونے پر ثابت ہوتا ہے اور طلب
شفعہ پر گواہ کر دینے سے مقرر ہو جاتا ہے (اور زمین مبیع ملک میں شفعہ کے ہمشتری
کی رضامندی سے آتی ہو یا فاضی کے حکم سے)۔

باب شفعہ کے طلب کرینے یا نہیں۔ جب شفعہ کو زمین کے فروخت
کر دینے کی خبر ہو تو اسی مجلس میں طلب شفعہ پر گواہ کر دے ہر بائع پر گواہ کرے اگر اسکو
زمین مذکور مشتری کے حوالہ کی ہو یا مشتری پر یا زمین مبیع پر گواہ کرے (یعنی
ادل گواہ کرے اپنی طلب پر ہر گواہ کرے بائع پر کہ چھ ہوتا ہے یا مشتری پر کہ
وہ خریدتا ہے یا زمین پر کہ چھ ہوتی ہے اور میں اسکا شفعہ ہوں تم گواہ رہو کہ
میں اسکو چاہتا ہوں جب اس طرح گواہ کر چکے گا) تو اب طلب میں تاخیر کرے
حق شفعہ کا جاتا نہیں (جب چاہے کیوں) جب شفعہ فاضی کے یہاں شفعہ
طلب کرے تو فاضی مدعا علیہ (یعنی مشتری سے) سوال کرے کہ جس میں کی ملکیت

سے شفع حق شفع کا طالب ہو وہ جسکی ملک ہی یا نہیں اگر مشتری اقرار کرے کہ جس
 زمین کے ہمسایہ کے باعث شفعہ چاہتا ہو وہ شفعہ کی ملک ہی یا مشتری پر قسم لازم
 ہوئی اور وہ قسم سوا انکار کر گیا یا شفعہ نے اپنی ملکیت کے گواہ قائم کر دی (تو ان
 صورتوں میں دعوہ شفعہ کا مسموم ہوگا) پہر قاضی مشتری کو زمین مستاجر کے خریدنے
 کا حال پوچھے کہ تو نے مول لی ہو یا نہیں اگر وہ اقرار خریدنے کا کرے یا قسم کھائے
 سے انکار کرے یا شفعہ گواہوں کو اسکی خرید ثابت کر دے تو قاضی حکم کر دے کہ بھلے
 زمین شفعہ کو پہنچتی ہو اور مشتری کو اسکو دلا دے۔ اور شفعہ پر لازم نہیں کہ دعوہ شفعہ
 کی وقت شن بھی لادی بلکہ بعد حکم قاضی کے شن کا موجود کرنا زمین کے لینے کے لئے
 ضرور ہو۔ اور اگر بیع بائع ہی کے قبضہ میں ہو تو شفعہ اسی پر مالش زمین کے دلا پائے
 کی کرے اور قاضی شفعہ کے گواہ نہ سنو جب تک کہ مشتری حاضر نہ ہو جب مشتری حاضر ہو تو
 اس کے سامنے بیع کو توڑ دی (اور زمین شفعہ کو دلا دی) اور زمین کی قیمت کا ضمان
 بائع پر ہو (یعنی زمین اگر دوسری کی جگہ تو زمین کا ضمان بائع و گچا مشتری ہی سے ہوگا
 نہیں) اور جو شخص خرید نیلے لئے وکیل ہو وہ شفعہ کا مدعا علیہ ہو سکتا ہے جب تک کہ
 زمین بیع کو اپنی موکل کے سپرد کر دی (یعنی قاضی کے یہاں شفعہ اور سپر مالش طلب
 شفعہ کی کر سکتا ہو) اور وکیل زمین کو موکل کے سپرد کر دی تو اسوقت وکیل سے کچھ
 سرکار نہیں مدعا علیہ موکل ہی ہوگا۔ شفعہ کو دیکھنے کے بعد اگر عیب بخنو پر بیع
 کو سپرد نہ کرنا اختیار ہو تو مشتری نے بائع سے کہہ لیا ہو کہ عیب نکلیگا تو نہ پریشان
 ہو۔ اگر شفعہ اور مشتری قیمت بیع کی مختلف بنا دیں تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اگر
 وہ نہ کرے یا عیب کرے تو شفعہ کے گواہ مقبول ہوں گے۔ اگر مشتری کچھ قیمت کہے اور

بائع اس سو کم کہو اور ابھی بائع نے قیمت وصول کی ہو تو شفع اس قدر قیمت دے کہ
 جو بائع کہتا ہو اور اگر بائع قیمت مشتری سے لیکھا ہو تو شفع اس قدر کہے جو مشتری
 بیان کرتا ہو۔ من میں سو کچھ کم کر دینا شفع کے حق میں ظاہر ہوگا (یعنی اگر مشتری
 کے لئے بائع نے کچھ من کم کر دیا ہو تو شفع بھی اس قدر کم کو لے گا) لیکن اگر بائع نے
 مشتری کو بالکل معاف کر دیا ہو یا مشتری نے کچھ زیادہ من سو دیا ہو تو یہ دوا
 شفع کے لئے لازم نہ ہو گئے۔ اگر مشتری نے زمین کے عوض میں اسباب یا کوئی زمین
 دی ہو تو شفع کو مشتری کے اسباب یا زمین کی قیمت دینی آدگی اور اگر اسباب بشلی
 چیز زمین سے ہوگا تو اس جیسا دینا آدگی۔ اگر مشتری نے من کے دینے کی کوئی تہنہ
 ہو تو شفع کو اختیار ہو جائے اور اس وقت دام دیکر زمین لے لے خواہ صبر کرے یہاں تک کہ
 گزر جائے اور وعدہ پر من دیکر لیوے۔ اگر دمی نے شراب یا سور کے بدلہ میں چرخہ
 ہو تو شفع بھی اگر دمی ہو تو شراب اور سور دیکر اسکو لے لے اور اگر شفع مسلمان ہو تو ان
 دوا کوئی قیمت دیکر لیوے۔ اگر مشتری نے زمین بیع میں عمارت بنالی ہو یا درخت لگائے
 ہوں تو شفع کو اگر وہ عمارت و درخت اپنے منظور ہوں تو زمین کے ساتھ انکی
 قیمت جس قدر لوگ دیوں مشتری کے حوالہ کر دے نہ مشتری سے بڑا دوا کو اکثر دوا
 اور من دیکر زمین لے لے۔ اگر زمین شفع میں عمارت و درخت شفع نے قائم کی ہو وہ پھر
 دوسرے کی کھلی اور اسکو اپنی تو شفع بائع سے مشتری زمین کا من پسیرے (عمارت اور
 درخت کے دام اس سو نہیں پسیر سکتا) اگر زمین بیع میں کوئی مکان تھا کہ مشتری
 کے قبضہ میں اگر گر گیا یا درخت تھا کہ سو کہہ گیا تو شفع کو زمین کا کل من دینا ہو دیکھا
 (اس نقصان کا اعتبار کیا جاوے گا) اگر مشتری زمین بیع کے مکان کو توڑ دے تو

شفیع مشتری ان کی قیمت دیکر زمین میں سے قبضہ مشتری کا رہیگا (اوسکے دام نہی اگر مشتری نے زمین اور اوسکے اندر کے درخت مع پہلے تولی یا درخت پر پہلے مشتری کے پاس اگر لگے تو شفیع زمین اور درخت مع پہلوں کے لینگا اور اگر پہلے پہلے سے لگے ہونے چھے مشتری نے او کو توڑ لیا تو شفیع زمین میں سے اٹکا دام کم کر دے

بابت

باب ان چیزوں کے یا زمین شفیع ہونا یا جو زمین نہیں ہوتا۔ شفیع کی زمین میں متعلق ہو یا جو مال کے بدلہ میں ملک میں آدمی اور جس صورت میں کہ عوض مال ہو گا اور شفیع بھی ہو گا (مثلاً کوئی مکان مہر میں لیا جاوے تو اس میں شفیع ہو گا) اسباب متعلق میں اگر کشتی میں اور غلات اور درخت میں جو دونوں زمین کے درخت ہوں حتیٰ شفیع نہیں ہوتا۔ مکان جو مہر ٹھکانا ہو یا اجرت کے عوض میں کسی کو دیا ہو یا عورت نے طلاق لینے کے عوض شوہر کو دیا ہو یا حور کے مقدسہ میں کسی مکان پر مسلم نبوی ہو یا غلام کے آزاد کرنے کے عوض میں کسی ملک میں آیا ہو یا کوئی مکان کسی نے دوسرے کو ہبہ کر دیا ہو اور موقوف ہو یا کسی کا عوض کہتہ ٹھکانا ہو تو ان صورتوں میں حتیٰ شفیع شفیع کو نہیں پونچھا اگر مکان یا زمین اس طرح مع ہوتی کہ بائع کو اس کے پھر لینے کا اعتقاد یا تو جب تک بائع کو اختیار ہو کہ ایک زمین شفیع ثابت ہو گا۔ اگر بیع قاسد ہو کوئی زمین کی تو جب تک اس سے بیع کے منہج کرنے کا حق مشتری کو رہیگا کہ ایک زمین شفیع ہو گا۔ ان اگر مشتری اس زمین میں مکان یا درخت تیار کرے اور حق غنم یا آدمی اوس زمین میں البتہ شفیع ثابت ہو گا۔ اگر شرکت کی زمین شریکوں نے باہم تقسیم کی تو زمین شفیع ہو گا۔ اگر شفیع نے حق شفیع مشتری کو دیدیا پھر زمین میں بیع مشتری بسبب حیا بدویت یا حیا بد شر یا حیا بد عیب بائع کو حاکم کے حکم سے پھر دی

یہاں آئیں غنہ شفعہ ثابت ہو گا مان اگر وہ دن حاکم کے حکم کے پاس کی یا بائع
مشتری نے یہ بیہ کلام کر لیا ہو تو غنہ شفعہ ثابت ہو گا۔

بائع شفعہ کی باطل کر نوایں چاروں کے بیان میں (جائنا چاہیے کہ شفعہ کی طلب کے دہر
میں آئے) طلب موقوف ثابت (کہ بقدر شفعہ خیر بیع کے آٹھ کھرا ہو) اور اپنا شفعہ کے
طلب کرنے پر گواہ کر دے (مگر طلب تقریر کو بائع یا مشتری یا بیع کے پاس جا کر
گواہ طلب شفعہ کی کر دے) پس ان دونوں کے کر شفعہ باطل ہو جائے (یعنی اگر
بیع کی خبر سنتی ہی شفعہ کی طلب کے گواہ نکلیے بائع یا مشتری یا بیع کے پاس جا کر
گواہ نکلیے تو پھر اگر شفعہ طلب کر لیا تو وہ جو شفعہ سمجھا دیا گیا) اگر شفعہ مشتری سے کہہ لیکر
شفعہ ہو دست بردار ہو تو شفعہ باطل ہو اور شفعہ پر اس عوض کا مشتری کو پس دینا
واجب ہو۔ شفعہ اگر فرج ہو تو شفعہ باطل ہو گا اگر مشتری کے مرض سے ہی شفعہ باطل ہو گا
اگر شفعہ نے کسی زمین کی حیت سے دعوے شفعہ کیا اور ہنوز قاضی نے حکم شفعہ کے
ملنے کا نہیں کیا تھا کہ شفعہ نے وہ زمین بیچ ڈالی تو اس کا حق شفعہ باطل ہو جاوے گا۔
اور شفعہ نہیں ہو اس شخص کو جو کیسے لکھو دکالہ فروخت کرے یا خریدے اور اس کے لئے
فروخت ہوئی ہو (اول مسئلہ کی صورت مجھ ہو کہ بائع نے ایک مکان کے فروخت کا
ترید کو وکیل کیا اور اسے مکان کو فروخت کیا اگر اس کا شفعہ بھی ترید ہو تو بائع کا شفعہ
بیع کا وکیل ہونے سے ہو جائے اور دوسری صورت مجھ ہو کہ مکان کا بائع ترید کا مضارب
ہو کہ اس کے لئے مال فروخت کرے اگر مضارب نہ کر مال مضارب میں سے کسی مکان کو
بیچے گا تو ترید کو اس میں شفعہ نہ پڑے گا) اگر ترید سے ایک مکان بیچا اور عمر دے مشتری
سے ضمانت کر لیا (یعنی مجھ کہہ کہ اگر کسی کا ٹھکانا تو میں ضامن ہوں تو اس ضمانت

بائع یا مشتری کی باطل
میں بائع یا مشتری
بائع یا مشتری

سے عسکر کا شفعہ جانا ہوگا اور جو شخص کسی کے لئے وکالت خریدی یا خود اس کے
 لئے خرید واقع ہو تو اس کو شفعہ پہنچے گا (یعنی خریدنے کا وکیل اگر شفعہ کا دعویٰ ہو یا
 مشارک کسی مکان کو مال مشارکت سے خریدی اور ب المال دعویٰ شفعہ کرے تو وہ
 مسودہ ہوگا) اگر شفعہ نے لوگوں کو شفعہ کے مکان ہزار روپیہ کو بچا تو اس شفعہ طلب
 کیا لیکن یہ معلوم ہوا کہ وہ کم کو بچا ہو یا گھون خواہ جو کے عوض میں بچا ہو جسکی
 قیمت ہزار یا زیادہ ہو تو تصور تین شفعہ کا دعویٰ کر سکتا ہے اور اگر کچھ معلوم ہوا کہ
 کے عوض میں فروخت ہوا ہے جسکی قیمت ایک ہزار ہے تو شفعہ نہ پہنچے گا۔ اگر شفعہ نے
 سنا کہ مشتری نے یہ ہزار روئے شفعہ سے دست بردار ہوا ہے معلوم ہوا کہ مشتری عمرو
 تو اس کو شفعہ پہنچ سکتا ہے۔ اگر کسی نے اپنی زمین اس طرح بیچی کہ جو جانب شفعہ کی طرف
 ملی تھی اور ہر کسی ایک گز کم کر کے بیچ دی (یعنی شفعہ کی طرف ملی گز ہر زمین فروخت ملی)
 تو شفعہ کو شفعہ نہ پہنچے گا (اس لئے کہ شفعہ کی زمین زمین میں سے ملی ہوئی ہے اور کچھ
 شفعہ کے سافٹ کرنے کا ایک حصہ ہے) اگر مکان میں سے ایک حصہ مثلاً تنہائی یا چوتھائی
 کسی ثمن کے عوض مشتری نے خرید لیا اسکے باقی سہا من کو خرید لیا تو ہمسایہ کا
 حق شفعہ صرف پہلے حصہ میں ہوگا باقی حصوں میں نہ ہوگا (اس لئے کہ مشتری جب اول
 خرید چکا تو صرف مشتری ہی نہیں بلکہ اس مکان کا شریک ہو گیا اور شریک
 ہمسایہ سے مقدم ہونا ہے اور کچھ صورت بھی شفعہ کے سافٹ کر نیکی تعبیر ہے کہ اول
 سہام کو بہت سے دام دیکر لیا بعد اسکے باقی ثمن سے بقیہ سہا من کو خرید لیا کہ ہمسایہ
 باقی سہا من کو تو اس سے پہلے خرید لے کہ مشتری بوجہ خرید اول کے شریک ہو گیا ہے اور
 اول سہام کو بسبب گرائی قیمت اور کار آمد نہ ہونیکے خریدی اگر زمین کو ثمن کے عوض

حدیث شفعہ کا
 بیان

خرید کر اوسکے بدلہ میں کپڑا بائع کو دے تو شفعہ کو شفعہ دہی نہیں دینا ہو گا نہ کپڑا۔
 اور شفعہ کے ساقط کرنے اور زکوٰۃ کے نہ دینا واجب ہو سکے گا جیلہ کرنا مکروہ نہیں
 (لیکن علما کے نزدیک مختار حصہ ہے کہ اگر جیلہ شفعہ کے قدر سے بچنے کے لئے ہو تو اسکا
 کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے اور اگر ایسا نہیں ہو کر وہ ہی باقی زکوٰۃ کے ساقط کرنے
 کی تدبیر تو وہ دیندار ہی کے خلاف ہو چنانچہ دیندار پر بھی امر مخفی نہیں) اگر مالک ایک
 ہو اور کئی مشتریوں کے ہاتھ اپنی زمین فروخت کرے تو شفعہ کو اختیار ہے کہ کچھ مشتریوں کا
 حصہ ہو اور بعض کا ترک کرے اور اگر چند بائع زمین مشترک کو ایک مشتری کے ہاتھ
 بچیں تو شفعہ کو اختیار نہیں کہ بعض کا حصہ لے اور بعض کا چھوڑ دے۔ اگر مشتری
 نے آدھا مکان بغیر تقسیم کیا ہو الیا تو شفعہ مشتری کا حصہ لے سکتا ہے جو بائع
 تقسیم کر دے۔ اگر مالک کوئی مکان بچے اور غلام یا ذون قرض دار اوسکو شفعہ میں
 لے لے تو درست ہے اسبطرہ اسکا عکس بھی جائز ہے (یعنی مالک کو بھی حق شفعہ غلام
 یا ذون قرض کے فروخت میں پونچنا ہے) اگر کم سن لڑکے کا باپ یا دوسری حق
 شفعہ ہو دست بردار ہوں تو درست ہے اور اگر وکیل شفعہ لینے کے لئے ہو کل کی طرح
 حق شفعہ سے درگزر ہی تب بھی درست ہے۔

کتاب القسمۃ

اس میں مشترک چیز کے بانٹنے کا بیان ہے۔ جو حصہ سب چیز معین میں پانچا ہوا ہے
 اُسکو ایجا کر دینے کا نام قسمت ہے (مثلاً نصف زمین کا حصہ جو متعین نہیں کہ کونسا
 حصہ قطعہ خاص میں اوسکو علیحدہ اور معین کر دین تو یہہ قسمت ہوگی) ہر قسمت میں
 دو باتیں ہوتی ہیں ایک حصہ کا جدا کرنا دوسری ایک حق سے دوسری حق کا بدلہ لینا

اسی طرح حصہ دونوں شرکیوں کا ہر جزو میں مشترک چیز کے موجود ہو تو باقی میں
 مبادلہ ضرور ہو گا) اور متلی چیزوں (یعنی کیل اور موز دن وغیرہ کے ہانسنے)
 میں جدا کرنے کو غلبہ ہے اسلئے ایک شریک اپنا حصہ دوسرے شریک کے غائب
 ہونے کی صورت میں متلی چیزوں میں لے سکتا ہے (کیونکہ اپنے حق کے جدا کرنے
 میں حاجت دوسرے کے آئے کی نہیں) اگرچہ چیزیں غیر متلی ہیں انکی تقسیم میں
 مبادلہ کو غلبہ ہے اسوجہ سے ایک شریک دوسرے کی غیبت میں اپنا حصہ نہیں لے
 لے سکتا (کیونکہ ایک مال کو دوسرے مال سے بدلنے میں دونوں بدلنے والوں کی رضا
 ہوتی ہے) اگر مال ایک جنس کا ہے جس میں بہت لوگ شریک ہیں اور کوئی شریک درخواست
 اسکی تقسیم کی ایک شریک موجود ہو تو شریک ذکر پر تقسیم کر نیکی لئے جبر کیا
 جاوے گا اور شرکیوں کو انتظار ہو گا) لیکن اگر مال مختلف جنسوں کا مشترک ہو گا تو ان میں
 زبردستی موجود شریک پر تقسیم کے لئے نہ ہو گا (اس لئے کہ ایک جنس ہونے میں تو
 جدا کرنے کو غلبہ ہے پس حاکم حق جدا کرنے پر جبر کر سکتا ہے اور مختلف جنسوں
 مبادلہ کی صورت کو غلبہ ہے جسکے لئے جبر نہیں کر سکتا) مستحب ہے کہ قاضی ایک ہاتھ
 والا مقرر کرے جو شرکا میں مال کو تقسیم کر دیا کرے اور ان سے اپنی اجرت لے لے لیکہ
 اسکا روزینہ بیت المال میں سے ہے۔ اگر بیت المال میں گنجائش نہ ہو تو باقی
 والیکو اجرت شرکا سے بحسب نیاز شرکیوں کے لینی چاہیئے (یعنی اجرت سہام
 موقوف نہ ہو بلکہ شرکا کی شمار پر ہو مثلاً اگر ایک مال میں دو شخص شریک ہوں ایک
 تہائی کا اور دوسرا دو تہائی کا اور قاضی کا میں دونوں اسکو تقسیم کرے تو
 اسکی اجرت دونوں سے آدھوں آدھو لگی تہائی اور دو تہائی نہ لگی)۔

بانٹنے والی کا عادل اور امانت دار اور تقسیم کے علم سے واقف ہونا ضروری ہے۔ قسمت
 کرنے کو ایک ہی شخص خاص کرنا چاہئے کہ اس کے سوا دوسرا تقسیم نہ کرے۔ ایک استبا
 کی تقسیم میں چند قسمت کرنا والے شریک نہ ہونے پادین۔ اگر وارث کسی زمین کو پیش
 میں ملنے کا اقرار کریں اور تقسیم کے خواہان ہوں تو وہ زمین تقسیم کیجا دی جائے جب تک
 وارث اپنی مورث کے مرید کے اور وارثوں کی شمار کے گواہ نہ گذارین۔ اور اگر چند شرکا
 منقول چیز کی تقسیم کے خواہستگار ہوں یا بچہ کہیں کہ بچہ زمین جتنے خریدی ہو اس کی
 تقسیم چاہتے ہیں یا ملک کا دعویٰ کریں کہ ہمارا ہی ملک میں ہے (سبب ذکر کریں کہ
 کس وجہ سے ملک میں آئی) تو ان صورتوں میں تقسیم کر دینا ذمت ہے۔ اور اگر دو شریک
 دعویٰ کریں کہ یہ زمین ہمارے حصہ میں ہے اس کو تقسیم کر دو تو تقسیم کیجا دی جائے جب تک
 کہ دو تو اپنی ملکیت کے گواہ پیش نہ کریں۔ اگر دو وارثوں نے گواہ گذارنے کے ہمارے
 مورث پر کیا اور اس کے وارث اتنے ہی ہیں جتنے ہم کہتے ہیں اور مکان موردی
 اس کے قبضہ میں ہے اور اس کے ساتھ ایک وارث ہو جو اس وقت موجود نہیں یا نہ
 ہے اور درخواست تقسیم کی کریں تو قاضی مکان کو تقسیم کر دی اور غائب کی طرف
 سے وکیل خواہ بچہ کی طرف سے وسی مقرر کر دی کہ وہ اپنی موکل خواہ بچہ کا حصہ اپنی قبضہ
 میں رکھے۔ اور اگر جو لوگ باہم تقسیم مکان چاہتے ہیں وہ سب خریدار ہوں اور ایک
 مشتری اور نہیں ہے غائب ہو یا مکان مشترک صورت سابقہ میں غائب وارث کے یا
 منیر کے قبضہ میں ہو یا قاضی کے سامنے وارثوں میں سے ایک ہی ہو اور باقی غائب
 ہوں تو ان سب صورتوں میں مکان تقسیم کیا جاویگا۔ اگر مال مشترک کی تقسیم کا
 ایک شخص خواہستگار ہو اور تقسیم سے ہر شریک اپنی حصہ سے نفع لے سکتا ہے تو تقسیم

کہ دیا جاوے گا اور اگر سب کا تقصیران تصور ہو تو قسمت کیا جاوے گا جس تک کہ سب تقصیران
 اور اگر بعضیوں کا قیادہ ہو کر ہو اور بعض کو توڑا حصہ ملے گی حجت میں تقصیران پر ہوا
 تو تقصیران اگر تیرا حصہ دار خواستگار تقسیم ہو گا تو تقسیم کر دیا جاوے گا جو سب تقصیران
 واپس کی در خواست ہو تقسیم ہو گا اگر اسباب ایک شخص کا ہو تو مشترک ان تقسیم کر دیا
 جائے جو کہ حسب راضی ہوں یا نہ ہوں۔ اور اگر مال مشترک دو جنسین ہوں خواہ حرام یا
 حلال یا حرام یا کنیزان یا چکی ہو تو انکو قاضی ہوں سبب شرک کی جو رضی کے تقسیم کرے
 یا اگر مال مشترک کئی حویلیان ہوں یا ایک مکان اور زمین نہایت ہو یا مکان اور
 لکڑی کاں ہو تو ہر ایک چیز کی تقسیم جدا جدا ہوگی کیونکہ ہر ایک چیز میں سبب شرک
 ہوں تقسیم کرنے کے لئے خواہی کہ جس مکان یا زمین کو تقسیم کرے اسکا نقشہ کھینچے اور حصہ ہر
 درست لگا دے اور اگر کسی ہوا پیش کرے اور اس کے دام لگا دے اور ہر ایک شریک کا حصہ
 منع رہے اور نہ پانی کے حق کے جہاں کہ وہی اور ان حصوں پر نشان اول دوم
 اور سوم لکھ دے ہر شریکوں کے نام لکھ کر قرعہ ڈالے جس کا نام پہلے نکلا اسکو پہلا
 حصہ دے جس کا دوسری بار نکلے اسکو دوسرا اور طے نہ لگے اس سارا دوسرے کو ہوں
 زمین مندی شریک کے قسمت چن دے اور پھر (اسکو کہ دے ہوں جن کے تقسیم
 کر دینے کی حاجت نہیں انہیں کن لیتا کافی ہو تا سی اگر مکان یا زمین کی تقسیم ہوئی
 اور ایک شریک کے پانی پتہ کا یا دیا گیا اور وقت کا راستہ دوسری ملک میں دیا
 اور تقسیم کو وقت اس طرح نہیں ٹھہر چکا تھا تو اگر موٹے کے تو اسکا راہ او سبکی ملک میں
 کہ کر دیا جاوے گا اور اگر نہ ہو سکے تو بعد تقسیم ہو کر دیا ہوگی اور اگر سب تقسیم ہو
 کہ اس میں نہ خلیجان نہ پڑے اگر مال مشترک ایک مکان ہو جس کے اوپر بالائے ہوا

اور ایک مکان بدون بالاتر کے ہو اور ایک مکان میں شریک یا لاخا نہ ہو تو ان کی
 تقسیم طرح ہوگی کہ ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگا کر قیمت کے اعتبار سے تقسیم کر دی
 جاویں گے۔ اگر شرکا میں سے کوئی کہے کہ میں نے اپنا حق نہیں پایا اور دوا بشی دے لے
 گواہی جن پالیسے کی دیوین تو مانگی گواہی مقبول ہوگی۔ اگر اول ایک شریک نے
 اقرار کیا کہ میں اپنا حصہ پا چکا ہوں و عموماً کیا کہ میرا حصہ حصہ فلاں شریک کے قبضہ
 میں ہے تو بدون گواہی کے اسکا قول معتبر ہوگا (اور) اگر دوسرے شریک سے کہے کہ میں
 حق سارا پا چکا ہوں مگر بعد کو تو نے کچھ دیا لیا تو مدعا علیہ یعنی دوسری شریک قول
 قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور اگر مدعی نے اپنی حصہ کے پیر پائے کا اقرار کیا ہو تو
 مدعو کو کہہ کر فلاں جگہ تک میرا حصہ ہے مدعا علیہ مجھے نہیں دیا اور مدعا علیہ سے
 اسکو جو بایا تو دونوں کو قسم کہانی پڑیگی اور قسم کے بعد قسمت ٹوڑ دیا جائیگی
 ۔ اگر حاکم کو تقسیم میں بہت ساختن معلوم ہو تو تقسیم کو ٹوڑ دے۔ اگر شرکا میں مکان
 تقسیم ہو گیا اور ایک شریک کے حصہ میں سے کچھ سهام کا حقدار کوئی اور نکلا جسکو
 اپنا حق اس شریک سے لے لیا تو یہ شریک دوسری شریکوں سے بقدر حقدار کے حصہ
 کے دلا یا دے گا اور تقسیم کو فسخ کر دیں گے۔ اگر دوسری شریک ایک مکان یا دو مکانوں
 میں رہنے کی بارہی مقرر کر لیں یا ایک غلام عوامہ و غلاموں سے خدمت لیں تو یہ
 مقرر کر لیں یا ایک احاطہ یا دو احاطہ کے کرایہ کی بارہی ٹھہر لیں (مثلاً یوں ٹھہر لیں
 کہ اس گھر میں ایک مہینہ ایک دے اور ایک مہینہ دوسرا یا ایک مہینے کا کرایہ
 ایک سے ایک کا دو سرا یا غلام سے ایک مہینہ ایک کام کے اور ایک مہینہ دوسرا
 تو درست ہے۔ اگر ایک غلام کی یا دو غلاموں کی اجرت میں یا ایک حجر یا دو حجر دون

کے کرایہ میں یا انکی سواری میں ایسی درخت کے پھل میں یا کبھی کے دودھ میں یا
 ٹھہرا دین تو درست نہیں ہے

سورۃ النحل

کتاب الخمر و الخمر

اس میں زراعت کا بیان ہے۔ زراعت اس معاملہ کو کہتے ہیں کہ زمین کی پیداوار میں
 کسی کسب قدر کے عوض میں اور کھوکھلا کاشت کرایا جاوے اور معاملہ کی درستگی کے لئے اتنی
 شریعتیں ہیں اول زمین کا قابل زراعت ہونا و دوم زمیندار و کسان کا عادل و بالغ ہونا
 سوم دہ زراعت کا بیان کر دینا چنانچہ بیج کے مالک کا بیان کر دینا (کہ زمیندار کا
 بیج کا کسان کا) بیج اور کسی جنس بیان کرنی (کہ گھبھوں ہونے کے یا بیج شش کسان کے
 حصہ کا ذکر ہو جانا) (کہ کل پیداوار میں کسی کس قدر ہو گا) ہفت زمین کو خالی کر کے کسان
 کے حوالہ کرنا ہفت زمین کی پیداوار میں مالک اور کسان کا شریک رہنا ہفت زمین
 اور ہفتم ایک شخص کا ہونا اور تیل اور زیتون وغیرہ اور دوسرے کے ہونے یا ایک کی
 فیصلہ زمین ہوا اور باقی چیزیں دوسرے کے متعلق ہوں (ان شرائط میں اگر کاشت کراچی
 جاوے گی تو درست ہوگی) اگر زمین اور تیل ایک کے ہوں اور بیج اور دھت دوسرے کی
 یا بیج ایک کا ہو اور باقی نوا ذم دوسرے کے یا بیج اور تیل ایک کے ہوں اور باقی
 دوسرے کے یا زمین کی پیداوار میں کسی ایک کے لئے ختم پیمانے معین کر دینا (سب کو
 مشترک نہ کرنا) یا یوں ٹھہرا یا کہ جو کچھ پانی کی نالیوں اور گولوں کے قریب آئے
 وہ ایک کا اور باقی دوسرے کا یا یہ کہ بیج والا صرف اچھا بیج لیسے باقی دوسرے
 یا جو زمین سے یا خراج یعنی حق حاکم پیداوار میں کسی مجرا دیکر باقی مشترک رہے تو ان
 سب صورتوں میں قرار عت فاسد ہو جاوے گی یا ان اگر خراج معین پیمانے نہ ہو کر بلکہ

پیداوار کا کوئی حصہ غیر معین مثلاً تھامی یا چوتھائی ہوگا تو مزارعت درست ہوگی
 پہلی صورت میں مزارعت فاسد میں پیداوار سب بیہ دلی کی ہوگی اور دوسرے صورت
 اوسے کام کیا ہوگا اوسکی مزدوری معمول کے موافق ملیگی اور (مجید صورت اس وقت کی
 کہ زمین وہ سڑکی نہ ہو اور اگر زمین بھی اوسکی ہو تو) زمین کا کرایہ بھی ملیگا مگر مجید
 مزدوری اور کرایہ اس قدر سوزیادہ نہ یا جاوے گا جو آپس میں دونوں کے ٹھہر چکا تھا۔
 اور اگر مزارعت شرائط کے ساتھ درست ہو تو پیداوار اوس پر حق تقسیم ہوگی جو انہوں
 نے آپس میں شہرہ کر لی ہو اور اگر زمین میں کچھ پیدا ہو تو محنت کرنے والوں کو کچھ ملیگا۔
 بعد معاملہ مزارعت کے اگر وہ دونوں میں سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنے سے انکار کرے
 تو اس سے بزدل کام لیا جاوے گا لیکن اگر بیج والا انکار کرے تو اس پر بزدلی کی عبادت
 نہ اگر وہ نو عقد کرے تو انہیں سے کوئی مر جاوے تو مزارعت باطل ہو جاوے گی۔ اگر نہ
 جو مزارعت کے لئے معین کی گئی ہو مر جاوے اور کہیں پکی تھوڑا سا زمین کی
 اجرت سمجھنے کے معمول کے موافق دینی ہوگی جب تک کہ کہیں تیار ہو (یعنی زائد و غیر)
 کا کرایہ مثلاً اس کے ذمہ ہوگا) کہیں میں جو خرچ ہوئے (مثلاً کاٹنی اور اٹھانے اور
 دابہ چلانے اور سیلانے میں) وہ دونوں کے ذمہ حقوق کے موافق ہوگا اور اگر شرط
 کر لیں کہ سب خرچ کسان کے ذمہ رہے تو عقد فاسد ہو جاوے گا۔

کتاب المساقاة

اس میں درختوں کو پانی دینے کے معاملہ کی نیکابیان ہے۔ مساقات اس عقد کو
 کہتے ہیں کہ اپنے درخت کسی شخص کو پرورش کے لئے مجید ٹھہر کر دے کہ انہیں جو پھل
 وہ ہم دونوں میں مشترک ہوگا اس عقد کا حال سب باتوں میں مثل مزارعت کی ہے۔

سو کہ جسکے ذبح کی وقت خدا کا نام ذکر کیا گیا ہو اور اگر بھول کر بسم اللہ چھوڑ دی ہو تو عمل
 ہوگا اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کہ رفع حق اثمی الخطا و الذنوب
 یعنی میری امت سے بھول چوک معاف ہو اور ذبح کی وقت خدا تعالیٰ کے نام کرے
 اور کسی کا نام لینا یا یون کہنا کہ الہی ہو فلا نے کی طرف سے قبول کر دیکر وہ کر دیتا
 اور یہ الفاظ اگر بسم اللہ سے اور جانور کے نشانے سے پیشتر کہیگا تو مکروہ نہیں اور
 ذبح کا مقام گلے کے اور سینہ کے اوپر کی ہڈی کے چھین سے اور ذبح بین زخرا
 یعنی سانس کی رگ اور کہانے پینے کی رگ اور دوشہ رگین اور سکے آس پاس کی کسی
 چاہیں اور ان چارہ نہیں ہو اگر تین بھی کٹ جاویں گے تو کافی ہوگا اگر چہ ناخن سے یا دانت
 سے کہ بد نہیں نہ گے ہون طلحہ ہون یا سینک سے یا ہڈی سے یا زخا کے پوست یا تیر
 تیر سے یا ایسی چیز سے جو خون جاری کر دیو ذبح کیا ہو لیکن اگر دانت اور ناخن بدین
 گے ہون تو ان سے ذبح درست نہوگا۔ ذبح کیو سطر چھری کا تیز کر لینا مستحب ہے۔ ذبح
 میں اتنا کاٹنا کہ گلے کی ہڈی کے گوشت تک چھری پہنچ جاوے یا سطر طلحہ ہو جاوے مکروہ
 ہے (اور) کہ کسی کی طرف سے بھی ذبح کرنا مکروہ ہے۔ اور جو شکار وحشی کہ ہن گیا ہو
 ذبح کرنا چاہیے اور جو پایہ ملاو کہ وحشی ہو کر بھاگ جاوے یا کونین میں گر پڑو اور
 اسکا ذبح کرنا ممکن نہو تو اسکو زخم لگا دینا چاہیے (کہ پہر ذبح کی حاجت نہوگی)۔
 اونٹ کے ٹیخے مسنون ہے (یعنی اوسکے سینہ کے اوپر اور گردن کے نیچے
 نیزہ مارین) اور گائے بکری کا ذبح کرنا مسنون ہے اور اسکا اولٹا کرنا (کہ گائے
 بکری کو سحر کرین اور اونٹ کو ذبح بچھ) مکروہ ہے (ایسا نہ کرنا چاہیے) اور اگر ایسا
 کرین تو جانور حلال ہو جاوے گا۔ مان کے ذبح ہونے سے اوسکے بیٹ کا بھی ذبح

ذبح کرنا چاہیے اور جو پایہ ملاو کہ وحشی ہو کر بھاگ جاوے یا کونین میں گر پڑو اور
 اسکا ذبح کرنا ممکن نہو تو اسکو زخم لگا دینا چاہیے (کہ پہر ذبح کی حاجت نہوگی)۔
 اونٹ کے ٹیخے مسنون ہے (یعنی اوسکے سینہ کے اوپر اور گردن کے نیچے
 نیزہ مارین) اور گائے بکری کا ذبح کرنا مسنون ہے اور اسکا اولٹا کرنا (کہ گائے
 بکری کو سحر کرین اور اونٹ کو ذبح بچھ) مکروہ ہے (ایسا نہ کرنا چاہیے) اور اگر ایسا
 کرین تو جانور حلال ہو جاوے گا۔ مان کے ذبح ہونے سے اوسکے بیٹ کا بھی ذبح

نہیں ہوتا (یعنی اگر کسی گای بکری کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ کے اندر سے مرہ ہوا
 ہو مگر خلاتو و دغہ پیچہ میں داخل نہ ہو گا مردار ہو گا اور اگر زندہ بچہ نکلا تو اسکو ذبح
 کرنا چاہیے ورنہ حرام ہو گا اور امام شافعی کے نزدیک مان کے ذبح سے بچہ بھی
 ذبح ہو جاتا ہے اور اسکا کھانا حلال ہے چنانچہ بعض مدیون سی ایسا ہی معلوم ہوتا
 ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تحقیقہ کو حرام فرمایا ہے (یعنی
 اُس جانور کو جو سانس رک کر مر جاوے اور بچہ بچہ بھی ایسا ہی ہے کہ سانس نکلی ہو
 مر جاتا ہو یا اس میں شیعہ ہو کہ مان کے ذبح ہو جاتا ہو یا سانس رکھتے سے اور جس چیز
 میں شیعہ حلال اور حرام ہو چکا ہو یا اس میں حرام ہو نیکی ظرف کو غلبہ ہو تا ہو اسکو حرام ہی
 فصل ۸۴۸ جانور ذبح کے بیان میں جبکہ کہا نا درست ہے اور جبکہ نا درست - ذبح
 میں سو کلیون والے جانور یعنی شیر سے ذات کے اور پزند و نہیں ہے جو پیچہ سے
 شکار کرین حرام ہیں - جو کو ا کہیتی کہا تا ہو (اور نا پا کی نہیں کہا تا) حلال ہے مگر
 کو ا اہلن کہ مردار کہا تا ہو حرام ہے (اور مردار اہلن سے بھی بولیں تو اسے کہ شکی گردن
 کا رنگ نسبت پر دن کے سفید ہوتا ہو کہا تا حرام ہے) گفتار اور گوشت اور پزند اور
 لچھو اور ذمین میں رہنودائے جانور (جیسے چوہا اور سانپ اور بچہ) اور بستی کا گدھا
 اور خچر اور گھوڑا حلال نہیں (اور بستی کا گدھا اسکو کہا کہ وحشی گدھا یعنی گور خر حلال
 ہے) اور خرگوش حلال ہے - جس جانور کا کہا نا درست نہیں ہے کہ کرنے سے اسکا گوشت
 اور پوست پاک ہو جاتا ہو (اگرچہ کہا تا حرام ہے لیکن آدمی اور سور کو اگر ذبح بھی کرے
 ہر اور گوشت پاک نہ ہو گا) پانی کے جانور و نہیں ہے مچھلی کے سر اور کوئی حلال نہیں
 اور اس میں بھی یہ شرط ہے کہ خود مر کر پانی پر نہ تیر آئی ہو (کہ اسکا کہا تا حرام ہے)

اور مچھلی بدون فرسج کے حلال ہو جیسی ٹیڑھی (نئے زنجیم کو ہوئے حلال ہے اور
 اور امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک سب جانور دریا کی پیدائش کے حلال ہیں
 اور دلیل امام اعظم کی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو دیکھو علیہم السلام یعنی حرام کرنا
 ہے اور نہر خبیث چیزیں اور مچھلی کے سوا اور پانی جاذب لایف لہ جو نکلے نزدیک سب
 خبیث ہیں اور پھر جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَالْحِلُّ لَكُمْ جَمِيعًا** یعنی تمکو
 دریا کا شکار حلال ہے اس سے مراد مچھلی ہی ہے کہ عرف بن اس کے سوا اور چیز کا شکار
 نہیں کرتے اور انحضرت صلوٰۃ علیہ وسلم جس دامن میں نہ ہو اس کے کہا میں منع فرمایا
 کیسٹھی کی بیع سے منع فرمایا اگر زنجیم کرنا لیکو بکری خواہ دوسری جانور کی شوجیات
 کا حال معلوم ہو اور زنجیم کرنا سو وہ حرکت کرے یا خون نکلے تو وہ حلال ہے اور اگر
 دو نو نہیں ہو کچھ نہ ہو تو حرام ہو اور اگر اسکو زنجیم کے وقت اسکا جینا معلوم ہو تو
 حلال ہو اگرچہ حرکت نہ کرے اور خون نہ نکلے

کتاب الاضیحة

اسمین قربانی کا بیان ہے۔ قربانی کرنا اس مسلمان پر واجب ہو جو آزاد اور مقیم اور
 تو نکر ہو قربانی اپنی طرف سے چاہے مالدار لڑکے کی طرف سے اور سپرد واجب نہیں اور
 قربانی کم سے کم ایک بکری کی یا ساتواں حصہ پندہ کا یعنی گائے اور اونٹ کا ہر عید
 کی صبح سے لیکر بارہویں تاریخ کی شام تک اسکا وقت ہے۔ شہر کا رہنے والا نماز عید
 سے پہلے قربانی ذبح کرے گا تو اسے کو اختیار ہے کہ ٹار سے پہلے قربانی کر دے
 ۔ قربانی کا جانور اگر نے سینک کا ہو یا خصی ہو یا دیوانہ اسکی قربانی درست ہے لیکن
 یا کانا اور اسکا بلاکہ پڑیو نہیں گود نہ ہو اور لنگر اور کان اور دم اور آنکھ اور چکندی

ترجمہ

میں سے زیادہ حصہ کٹا ہوا درست نہیں۔ اونٹ کی اور گائے کی اور بھیر بکری ہی کی
 قربانی درست ہو نہ ہوں یا مادہ اونٹ کی عمر پانچ برس کی نہ ہو اور گائے کی دو برس سے
 کم نہ ہو اور بکری سال بھر سو کم نہ ہو اور بھیر میں سسواہ بھی درست ہو جس کی عمر چھ مہینے سے
 زیادہ ہو بشرطیکہ بڑی بہتر وں میں مجاہد یعنی بچہ نہ معلوم ہوتی ہو اگر اس کی شریکین
 نے ایک گاڑ یا اونٹ کی قربانی کرنی چاہتی اور ایک میں سسواہ مر گیا اور اسکے اونٹ
 نے کہا کہ اسکویت کیطریقہ اور اپنی طرف سے وہیم کو تو مجھے قربانی کرنی درست ہو۔ اگر
 چہ آدمی قربانی کرنی چاہتے ہیں اور سنا تو ان شریک نصرائی یا قرندہ ہو یا مسلمان ہے
 کہ اسکی نیت قربانی کرنے کی نہیں بلکہ گوشت کا شریک ہو تو مجھے قربانی کیسکی طرف سے
 درست نہوگی۔ قربانی کے گوشت میں سسواہ کھانا اور مقل اور تو انکو کہہنا انا انکو
 چھوڑنا درست ہو اور مستحب ہو کہ منسلو کو تہا ہی منو کہ خیرات نکلو جو قربانی کے چھڑنے
 کو خیرات کر دینا چاہیے یا اسکا کوئی قلیل یا جلی بنائے کہ گوشت کے کام دے۔ اگر
 کچھ کرنا باقی ہو تو مستحب یہ ہو کہ اچھا ٹھہ سے ذبح کر جو۔ یہودی اور نصرائی سے
 ذبح کرنا ہر دھرم ہے۔ اگر دو شخص غلطی سے ایک دوسری قربانی کو ذبح کر دیں تو انکو
 کیطریقہ قربانی ہو گئی اور کسیکو دو دو میں سے دو مرے جائز کی قیمت دینی ہو چکی ہو

کتاب الکرامۃ

اس میں منوع چیزوں کا بیان ہے۔ مکروہ چیز حرام کے قریب ہو اور اہم حساب
 کے تہذیم فرماتی ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے فصل کہاتے پینے کی چیزوں کے
 باقیہین۔ مکروہ ہو کہ می کا دودھ پینا اور سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا
 اور پینا اور نیل اور خوشبو لگانا مردوں عورتوں میں کسیکو گرہ لگاتے اور کاسچ اور بلور اور

کتاب الکرامۃ
 فصل

عقیق کے برتن میں کہانا پینا وغیرہ مکروہ نہیں۔ جس برتن پر چاندی لگی ہو یا زین پر
یا کرسی پر چاندی کا کام ہو اسکا استعمال حلال ہو مگر اس طرح استعمال کریں کہ چاندی کی ٹکڑی
بچی رہی مثلاً برتن کے کنارہ پر نہ ہو کہ منہ اوپر لگے یا زین اور کرسی پر بیٹھنے کی جگہ خالی
ہو اور کافر کا قول حلال اور حرام ہونے میں مقبول ہو گا (مثلاً کسی مسلمان کا خادم یا سپر
ہو اور وہ گوشت لادے اور کہے کہ مجھے مسلمان کا ڈبہم کیا ہوا ہے تو اس مسلمان کو اسکا
کہانا درست ہو گا) غلام اور لڑکے کا قول بدیہ اور اذن کے باب میں مقبول ہو (مثلاً
غلام یا لڑکا کہے کہ مجھ کہانا تکو بدیہ بھیجا ہے یا کسی شخص سے کہے کہ تمکو صاحبہ اندر
بلانا ہے تو اسکا کہانا مان لیا جاوے گا) بدکار شخص کا قول معاملات میں مقبول ہو اور دین
کی باتوں میں معتبر نہیں (مثلاً اگر منہ بابت اور کالت اور قاصد ہی اور تجارت میں بدکار
کچھ کہے گا تو مان لیتے اور اگر بائی کی بھلاست وغیرہ امور دینی میں کچھ کہے گا تو مان لیتے
اور جس شخص کی کوئی ضمانت ولیمہ میں کرے اور وہ مان راگ دنگ ہو تو یہ شخص بیسک
کھانا کھائے مگر جس کہنا ہو کہ اس مسئلہ کی تفصیل مجھ سے کہ اگر شخص کو ان
لوگو میں سے ہونے کے افعال کی سند لوگ پکڑنے ہوں اور وہ راگ دنگ کو منع بھی کر
ہو تو وہ پکڑا ہو قوت کرادی اور کہانا کھادی اور اگر منع نہیں کر سکتا تو شریکین عت
نہو چلا دے اور اگر ہاشمی شخص ہے تو اسکا حکم دہی ہو کتاب میں ہے اور یہ سب
اس وقت ہے کہ پہلے علم نہ ہو اور اگر پہلے سے معلوم ہو کہ وہ ان بدعت ہو تو جانا ہی چاہی
کذا فی المعنی فصل بہنو کے احکام کے بیان میں۔ مرد و نکور ریشمی کھانا پینا حرام
(یعنی جبکہ تانا یا نادرشیم ہوں) مرد و نکور (حرام ہے) عورت و نکور حرام نہیں اور
ریشمی کپڑے کی گوٹ بھڑا جا راجل کے مرد و نکور کو بھی حلال ہے۔ ریشمی کپڑے کا ٹکڑا

فصل

یا پھر پوتا مرد و نکو دست ہو۔ جس کپڑے کا تاج یا ریشم کا ہوا اور یا ناروئی یا اذن کا اس
 کا پیر ہونا مرد کو حلال ہے اور جس کا تاج یا ریشم یا اذن کا ہوا یا ناریشم کا اس کا پیر ہونا
 مرد و نکو دست قرار میں حلال ہے۔ مرد و نکو دست کی جائیداد کا پورا حصہ اپنے کھراؤم کو
 بان اگر جائیداد کی انگوٹھی اور بٹنی اور تکرار کا ساز ہو تو مصالغہ نہیں۔ اور سوا
 بادشاہ اور قاضی کے اور لوگوں کے حق میں فصل جیسے کہ انگوٹھی نہ پہنیں۔ اور پھر
 اور نوٹے اور پیل اور سونے کی انگوٹھی پہننے پر حرام ہو گئیں کے سوا رام میں سونے
 کی کیل لگانی اور دانہ نکو چاندنی کے نارون کی بانہ ہا درست ہی سونے کی بانہ
 سو درست نہیں۔ لڑکوں کو سونا اور ریشمی کپڑا پہنا کر وہ ہوتے وہو کا پانی خشک
 کر سنے کو رد مال رکھنا یا ان کی شان کرنے کو کپڑا رکھنا یا بات کے یاد رکھنے کو
 انگوٹھی تین دن کا گایا نہ بنا کر و جن میں فصل فیجئے اور تاجہ لگائے کیا نہیں۔ آزاد
 عورت جو اجنبی ہو مرد کو اوہ کے چہرہ اور ہتھیلیوں کے سوا اور کچھ دیکھنا درست
 نہیں اور جس مرد کو دیکھو نہ تو تنہا ہوتی ہو اوہ کو چہرہ کا دیکھنا بھی سچا ہے مگر
 حاکم اور گواہ اور شاخ کا پیام دینے والا (یعنی جو اسورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو
 و اگر چہرہ دیکھے تو مصالغہ نہیں) اور طبیب کو بیمار کی جگہ کا دیکھنا درست
 ہے۔ مرد کا تمام بدن سوا زینگی (یعنی ناف سوا زینگی) کے مرد کو دیکھنا جائز
 ہے اور عورت کا دیکھنا مرد اور عورت کو بھی ایسا ہی ہے (یعنی عورت و مرد کی
 عورت یا مرد کے تمام بدن کو سوا زینگی کے دیکھ سکتی ہے) مرد اپنی بیوی اور لڑکے
 کے مکان مخصوص کو دیکھ سکتا ہے اور محرم عورت کے چہرہ اور سر اور سینہ اور
 ہتھیلیوں اور بازو و نکو دیکھ سکتا ہے مگر پیٹ اور پیٹ اور زانو و نکو دیکھنا درست

نہیں۔ جن اعضا کو دیکھنا جائز ہو انکو ماتھے لگانا بھی درست ہے۔ غیر کی لوٹدی ہوتی
 محترم عورت کے ہو (یعنی اسکو سر اور بازو وغیرہ کا دیکھنا درست ہے) اور اگر اسکو
 خریدنے کا ارادہ ہو تو جن اعضا کو دیکھنا درست ہو انکو ماتھے بھی لگاؤ گی شہوت ہو
 ۔ جب لوٹدی ہی بالغ ہو جاوے تو اسکو صرف ایک تہ بند مار مروون کے ساتھ نہ آ
 دین (بلکہ اوپر کوئی کپڑا ضرور ہونا چاہیے) اور حقیقی اور آلٹ لگنا ہوا اور ہجرا مرد و عین
 شمار ہیں (یعنی دیکھنا اور ماتھے لگانے میں جو مرد و نکو جائز ہو وہی انکو بھی درست
 ہے) عورت کا غلام مثل اجنبی مرد کے ہو (یعنی عورت کو اس میں بھی پردہ ضرور ہے)
 مرد کو اپنی لوٹدی کسی بیہوش اجازت اور نفی ملی سے اسکی اجازت کے ساتھ غسل
 درست (یعنی صحبت کی وقت انزال یا ہرگز نا لوٹدی ہو بلا اجازت اور یہی سو بلا اجازت درست ہے
 فصل عورت کے رحم کو صاف کر لینے کے بیان میں۔ جس شخص کی ملک میں کوئی
 لوٹدی آدمی تو اسکو اس کے ساتھ صحبت کرنا اور ماتھے لگانا اور اسکی شرم گاہ کو
 شہوت سے نہ دیکھنا درست نہیں جس تک کہ اسکو ایک شخص آپس کے۔ ایک شخص کے پاس
 دوسرے لوٹدیاں ہیں اور اسکو دو دو کا بوسہ شہوت سے لے لیا تو اب اسکو نہیں
 کسی کو ساتھ صحبت کرنی یا لازم صحبت کرنے (مثلاً لباس یا گلے چھنا حرام ہے)
 جس تک کہ ایک کی شرم گاہ کو اپنی اور پر حرام مرد ہی (یعنی جب تک ایک کو اپنی ملکیت سے
 باہر نہ کر دے) مثلاً دوسرے کے ماتھے پیچھے یا ہتھ کر دے یا کسی کے ساتھ اسکا خراج کر دے
 یا آزاد کر دے تب تک دوسری کو صحبت کرے۔ مرد کو مرد کا بوسہ لینا اور معاقلہ کرنا
 ایک تہ بند یا ہوتی مرد ہے اور اگر تہ بند کرے بھی نہیں ہو تو درست ہے جیسے ماتھے ملانا جائز ہے
 فصل بیع اور غلہ بہرنے اور اجادہ وغیرہ کے بیان میں۔ آدمی کے یا خاندان کا

[illegible][illegible]

غلام تاجر کا ہدیہ قبول کرنا اور اسکی سیاقیت ماننی اور اس سے سواری کا جانور لگایا
 بچہ سب باتیں جانتے ہیں۔ اور اگر غلام مادون کسی کو کپڑا پہن کر دے یا ہدیہ میں دے تو
 اس میں عیب ہے تو کر دے۔ انھیں اگلے ہوئے آدمی کو زمانہ بکا نہیں آئے دینا اور لون
 و عا مانگنی کہ الھی عرش پر اسی عزت کے اعتقاد کی جگہ کے طفیل سے بچہ کام کر دے
 یا لون و عا کرنا کہ الھی سخن فلان بچہ کام کر دے کہ وہ ہو۔ شطرنج کہلنا اور گولن سے
 کہلنا اور تمام کہل کر وہ ہیں اور علامی کا نشان مثل لوہو کے طوق وغیرہ غلام کے
 میں ڈالنا کر وہ ہو کر اوٹھو قید کرنا درست ہو۔ دوا کے کئی حقنہ کرنا۔ اور فاضی کا
 روزہ بیت المال میں سے مقرر کرنا۔ اور لوہی اور ام ولد کو بدون محرم سفر کرنا۔ اور
 جو چیزیں بچہ کے لئے ضروری ہوں اور کو اس کے چا خواہ مان کا مول لینا یا بیچنا
 جائز ہے اس پر جو شخص کوئی بچہ پڑا ہوا پاوے وہ بھی بچہ کی ضروریات کی سیج دے
 شر اگر سکتا ہو۔ بچہ کو کسی کا مزدور کرنا یا نوکر کہنا یا مستر مان کو بھارت سے (دوسرے
 کو اختیار نہیں)۔

کتاب حیاء الموت

پسین ویران زمین کے مذراعت کرنے کا بیان ہے۔ موت اس زمین کو کہتے ہیں جس میں
 کہتی پانی کے ہونے یا پانی کی کثرت کے باعث نہر کے اور وہ زمین جستی ہو دور ہو
 کہ چلانے کی آواز و مان ہو جستی میں نہ پونچے اور کسی ملک ہو پس ایسی میں کو اگر کوئی
 شخص بادشاہ کی اجازت ہو اٹھا دے (یعنی کہتی کے قابل کرنے) تو وہ زمین اسکی
 ہو جاتی ہے۔ اگر موت زمین کے گرد کوئی نہر دیکھی جائے تو مادہ ہو (یا دور کوئی نہر)
 خندق وغیرہ کا کر دے تو اس سے اسکا مالک ہو گا اور امدادی کے قریب کی زمین کا زراعت

کتاب حیاء الموت

ایسا کہ مندرجہ
 کتاب اور موت زمین
 وہ جو خلیہ ویران کو
 کہتے ہیں جس کو
 قلم و نونہ

کے قابل کرتا یا نہ تھیں (یعنی زراعت کے قابل کر دینے اسکا مالک ہوگا) ویران زمین
 میں اگر کوئی شخص کنواں کہنا دے تو کنوئیں کے سبب طرف سے ہم کنوئیں کا حق ہوگا اور چشمہ
 (یعنی تالاب وغیرہ) کا اگر دو چار طرف سے گزرے (ہوگا) پس اگر کوئی شخص کنوئیں کے گرد
 ہم کنوئیں کے اندر اور چشمہ کے گرد سے گزرنے کے بعد دوسرے کنواں (یا چشمہ) بنا دیا جائے تو
 اسکو پانے نہ دیئے۔ بڑی کا گرد وہ ہمسفر ہو تا ہی جو اس کے ساتھ رہے۔ دوسرا برادر
 زمین اگر ایسی ہو کہ ہر دامن دریا نہ آوے گا تو اسکا حکم موات کا ہو اور اگر احتمال دریا کا
 پہر آئے گا تو موات نہیں۔ اگر موات زمین میں کوئی نہ ہو تو اسکا گرد وہ کہہ ہوگا اور
 مرنے کا یہ دیکھی مٹی جس جگہ پڑی ہے وہی اسکا حق ہو اور کہہ نہیں (فصل پانی
 کے گھاٹ کے مسائل میں گھاٹ میں سے کوئی پانی اور جانوروں کے
 لئے حصہ اور باری ہو نیک نام مرنے پر۔ بڑی نہر میں مثلاً اور چلہ اور فرائٹ اور گنگا جی کی
 مالک نہیں اس سے اپنی زمین کو پانی دینا اور دوسرے کو پانی اور مینا اور ادنیٰ پر حق قائم کرنی
 اور ان میں سے نہر کہہ دو کہ اپنی زمین میں لائی بشرطیکہ عام لوگوں کا ضرر نہ ہو ہر شخص کو اختیار
 ہے۔ اور جو نہر میں کہ کسی ملک ہوں اور نہر اور کنوئیں اور جو مرنے سے ہر شخص کو پانی
 پینے اور اپنی جانوروں کو پانی پلانے کا اختیار ہی مگر زمین کو نہر کا اختیار نہیں اور اگر
 بیلوں کی کشت سے نہر کے خلاف ہوئے گا حق سے تو اس کو پانی پلانے سے مالک روک
 سکتا ہے۔ اور پانی جو شے کے وغیرہ میں رکھا ہو اس کو جو دن اجازت مالک کے کام
 میں لانا اور بہت نہیں۔ اور چھوٹی نہر دن کا صلیف کرنا چاہے کسی ملک نہر میں بہت مال میں
 سو چاہے اور اگر بیت المال میں خرچ ہو جائے تو نہر کو نہر سے اس کو لینے ضرور کرنا
 چاہئے۔ اور جو نہر کسی ملک ہوا اسکی صفائی اور اسکے ذمہ لازم ہے اگر مالک انکار کرے

فصل پانی
 کے مسائل میں

نو زور اس سے صاف گرا بھی جاوے۔ اور مشترک نہر کے کوڑے وغیرہ نکالنے کا خرچ
 نہر کیوں کے۔ دوسری نہر کے اور پر کچا آب سے دینے شروع منع کی طرف سے ہو گا اس طرح
 کی زمین سے نہر اس کے بڑا جو دیگی وہ مصفاہی کے خرچ سے بری ہو جاوے گا۔ اور جو آدمی اور
 جانور ایسی نہر میں سے پانی پیئے ہوں اور پراوسکا صاف کرنا لازم نہیں۔ گناہ پڑا
 پانی لینے کا دعوے کرنا بدوین زمین کی ملکیت کے بھی درست ہے۔ کچھ لوگوں میں ایک
 نہر مشترک ہو اور وہ اس سے پانی لینے میں جھگڑا کریں تو نہر کو زمین ہر ایک شریک
 کا حصہ بنا ہو گا جتنی اس کی زمین ہے (اور وہ مشترک رہیگی) نہر کو زمین سے کسی کو
 اختیار نہ ہو گا کہ نہر مشترک میں سے دوسری نہر اپنی زمین میں کہو دلا دے یا اس پر ہتھی
 لگا دے یا باریٹ یا چرند سے پانی لیوے یا اس پر نل باندھو یا نہر کے دھانڈ کو چوڑا کرے
 یا پانی کی تقسیم دلوئے اختیار سے کرے اور پہلے قلابوں کے اعتبار سے ہو چکی ہو یا
 اپنے حصہ کا پانی اس نہر کا اپنی دوسری زمین میں لجاوے جو جس کا پانی دینا اس نہر میں
 سے ہوتا ہو (اور بعد اس کے شریک کی (رضامندی سے کرے تو مضائقہ نہیں) بدوین
 رضامندی (کیسکو اختیار کا حاصل نہیں) پانی دینے کا حق میراث میں دار ملکوں پہنچ
 سکتا ہے اور زمین اس سے نفع لینے کی وصیت دوسرے کو دینی (کہ میرے بعد تو کام میں
 لائیو) درست ہو مگر اس حق کا چھینا اور منہ کرنا درست نہیں۔ اگر ایک شخص نے اپنی ملکیت
 کو پانی سے بہرا دیا اس سے کسی کو ہمسایہ کی زمین کو ضرر ہوا تو وہ گئی تو اس پر اس زمین کا کچھ
 تادان دینا آویگا۔

کتاب الاشریہ

اس میں شرابوں کا ذکر ہے۔ شراب شریعت میں اس چیز کا نام ہے جو نشہ کرے چار

طرحی شرابیں مسلمین میں اہل تحریک کے انکار کا کچا پانی جب خراب جو شل مارنے لگا اور اس پر چھپا
آجادیں تو اس میں سو ہزار اور بہت حرام ہو جائیو دوسری شراب بلا جو کہ انکو کہ مخدر کو کہنا
پک وین کہ ایک تہائی سو زیادہ اور چھادو اور باقی جلیا دی دوسری شراب کا نام تنکر ہے کہ تر
چھوڑا دے کو پانی میں بیگم دیا اس کے پانی کو تنکر کہتے ہیں جو تھیں شراب قلعہ زیب ہو یعنی ہنس
کو پانی میں تر کر کے بہ دن پکا تو رہیو دیا تھیں بیون چینی تھیں اگر آپس جاوین اور کڑی ہو جائیو
تو حرام ہیں اور انکی حست غری نسبت کہ کم ہو یعنی ان تہوں کو اگر کوئی حلال جائیگا تو کافر
ہو جائیگا بذات غری کے (کہ اسکا حلال جانو، الا کافر سے) اور چار قسمیں حلال ہیں ایک یہ کہ
خشک چھوڑا دیو خواہ شمش پانی میں تر کر کے اس پانی کو جو شل خفیف دیا جائیو تو یہ پانی اگرچہ
اوٹھ کھڑا ہو مگر اس میں سو اسقدر چھپا کہ فتنہ نہ لاوے جو خارش اور خوشی اور کہیل کے لیے نہ تھی
درست نہیں دوسری قسم یہ ہے کہ خشک چھوڑا دیو اور شمش کو بعد ازاں تر کر کے دھو کر
پانی بنا کر جو شل خفیف کے بعد کہ چھوڑا دیو پکا تنک کہ اٹھ کھڑا ہو دوسری یہ کہ شہنہ یا تھیر
یہوں اور با چھپا پانی میں تر کر کے کہ چھوڑا دیو جو شل دین یا دین اور پھر پانی اٹھ کھڑا ہو چھوڑا
یہ کہ انکو کے عرف کو تبا پک وین کہ در تہائی آڑ جاوے بعد اوسکے کہ چھوڑا دیو کہ اٹھ آوے
اور ان چاروں قسموں میں امام شافعی کا اختلاف ہوا ہے نزدیک سب نشہ آور چیزیں حرام
ہیں امام اعظم کے نزدیک یہ چاروں اگر نشہ کریں اور کہیل اور ترنگ کی راہ سے نہ پکا
تو حرام نہیں یعنی برتن میں اسکا استعمال کرنا درست ہو اسوجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہو کہ حرم الخمر یعنی شراب و اسکر میں کل شراب یعنی خمر تو خود حرام ہو اور
باقی شراب کا نشہ حرام ہو اور باقی شرابوں کا نشہ حرام ہو اس حدیث کو اور دوسرے مروج
روایت کیا ہو اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کے نو بہو اور شراب

کے گوزی اور فرشتہ اور فرشتہ میں ٹیڈنا (میں نے پھل دیں وغیرہ) کا پانی ان برتنوں میں
 رکھنا حلال ہے (شرع اسلام میں ان برتنوں میں ٹیڈنا حرام ہو گیا تھا اس لیے کہ یہ برتن
 شراب کے ہونے سے بعد اس کی حسیہ منسوخ ہوئی کہ برتن کی حسیہ میں حرام نہیں بلکہ حسیہ
 کا مہینہ نہیں ہے۔ اگر شراب خود بخود بہر کہ ہو گئی یا کچھ ڈال کر اس کو سرکہ یا لیا تو اس کا کھا
 جائز ہے۔ شراب کی تلچٹ کا مینا اور اس میں زکے کے کٹکھی کرنی (جس سے بغض عورتوں کی عادت
 ہے) مکروہ ہے اور جو شخص تلچٹ پیو یا دیر چارہ جاری جادو جنتک کہ سبست ہوا

کتاب الصيد

اس میں شکار کر نیکے مسئلے ہیں۔ شکار کرنا سکھا ہو ہو گئی اور چلنے اور باز اور سب سکھا ہو
 ہو ہو شکاری جانور دن سے حلال ہے۔ شکار کرنے میں تین باتیں ضروری ہیں اول تو
 جانور شکاری کی تعلیم اور کٹر کا تعلیم یافتہ ہو جائے کہ شکار کو بڑے کے خود نہ کہانے کو
 جب تین بار ایسا کریں تو وہ تعلیم یافتہ ہو گیا اور باز کی تعلیم بھی ہو کہ ہانے سے پر آوے
 وہ سری بات یہ ہے کہ جب شکار پر جانور چوڑا جائے اس وقت ہم اس کو کہہ کر چوڑا تو شکاری
 کہہ کہ شکاری جانور کے کسی جگہ میں زخم کر دیں۔ اگر شکار بڑا کر باز خود کہانے لگے
 تو اس شکار کو کہانا جائز ہے اور اگر کتا یا چیتا کہانے لگو تو اس کا کہانا درست نہیں۔ اگر
 شکار کھینچنے والا شکار کو زندہ پاوے تو اس کو زندہ کرے اگر زندہ ہانی کی صورت میں نہ ہو گیا
 تو وہ شکار حرام ہو جاوے گا اور یہی حال ہے اگر کتا شکار پر زخم نہ لگاوے بلکہ بھاگے کہ
 مار ڈالے یا شکاری کٹر کے ساتھ بدن تعلیم کیا ہو کتا یا کسی کا فرغ کر تانی کا کتا یا
 ایسا کتا جسے چوڑنے وقت شکاری نے قصد اسے کہہ کر شکار مارنے میں
 شریک ہو گیا ہو تو شکار حرام ہو جاوے گا۔ اگر آپ مسلمان ہے یا کتا شکار پر چوڑا ہو

میں نے پھل دیں
 شراب کے ہونے سے بعد
 حسیہ منسوخ ہوئی
 کتا یا چیتا کہانے لگو
 تو اس کا کہانا درست نہیں

اس کو کسی مجرم ہی نے ہلکا مارا اور گتے نے ہلکا پر تیز ہر گتے ہلکا مارا تو شکار حلال ہوگا اور اگر گتے
 کو مجرم ہی نے چوڑا مارا مسلمان نے ہلکا مارا اور گتے نے ہلکا پر تیز ہر گتے ہلکا مارا تو شکار حلال ہوگا اور اگر گتے
 حرام ہوگا۔ اور اگر گتے کو کسی نے نہیں چوڑا تھا بلکہ وہ آپ ہی سنگا پر چلا تھا پھر اس کو
 کسی مسلمان نے ہلکا دیا اور اس کو جستی کر کے شکار مارا تو مجھے شکار حلال ہوگا۔ اگر مسلمان
 بسم اللہ کہہ کر شکار کے تیراوی اور تیرے وہ شکار زخمی ہو جاوے تو اس کا کھانا اور سنت ہوگا
 ۔ اور اگر شکار کو زندہ پاوی تو ذبح کر لے اور باوجود زندہ ہونے کے اگر ذبح کر لیا تو اس
 ہو جاوے گا۔ اگر شکار کے تیر کا اور تیر کہا کہ وہ غائب ہو گیا اور شکاری اس کو سٹو ہو گیا
 اور پھر زخمی مرا ہوا تو حلال ہے اور اگر تیر بار نیچے بعد شکاری نے اس کی جستی کی اور تیر
 دیا اور پھر وہ شکار مردہ پایا تو حلال ہوگا۔ اگر شکار کے تیر لگا اور ذہ پانی نہیں گر گیا
 یا کسی جیت پر یا پھاڑ پر یا پھر وہاں خون پر گر کر گر گیا تو وہ حرام ہوگا اور اگر اول
 ہی زمین پر گر کر ہو جاوے تو حلال رہے گا۔ اگر تیر لکڑی کی طرح مارا اور شکار گر گیا یا غلام
 اور گتے نے شکار مارا تو وہ حرام ہوگا۔ اگر شکار کے تیر مارا اور اس کو کوئی عضو اس کا
 جدا ہو گیا تو شکار کھایا جاوے گا اور وہ عضو نہیں کھایا جاوے گا اور اگر شکار کو دو گتے
 اس طرح کیا کہ نہائی سر کی طرح اور خود نہائی سر کی طرح ہوں تو شکار کھایا جاوے گا
 (بہت لگ رہا ہے کہ تیرا سر مارا اور اس کو ایسے دو ٹکڑے ہوئے کہ نہائی سر کی جانب رہی تو
 شکار کھانا اور سنت ہے اور اگر تیر ٹکڑے ہوں کہ سر کی جانب آویسے شکار کھانا اور سنت ہے اور اگر تیر
 کی طرف سے نہ ہو تو اس صورت میں چتر دن کی طرف کا حصہ نہ کھایا جاوے گا اور مجرم ہی اور بہت
 بہت اور مردہ مارا ہوا شکار حرام ہے (اسلم کو ان کا وسیعہ رحمت نہیں) اگر تیر نے شکار
 کے تیر مارا اور نہ سنت نہ پھر اس کے عمر دے حرام اور شکار نہ کر گیا تو وہ شکار حرام

ہوگا اور اسکا کہنا خلاص ہوگا اور اگر زید کے تیرے شکار ڈھیلانے لگتا تھا اور ہر مرد
 کے تیرے مرگیا تو شکار زید کا ہوگا اور اسکا کہنا حرام ہوگا (اسلمی کہ جب شکار مشغول
 ہو گیا تھا تو چاہیے تھا کہ اسکو وہم کرنا چوکنہ مار ڈالا (اسلمی حرام ہوگا) اور عمرو اس شکار
 کے دام زید کو دے دے مگر اسکی قیمت میں صواب و عقدر و لہجہ اگر کسی کے ہاں رہے تیرے
 زخم سے اسکا لین نقصان ہوا ہو نہ شکار کرنا سب جانوروں کا درست ہو خواہ گوشت
 اٹھا کر پالا جاتا ہو یا نہ ہو (اسلمی کہ جنگ کرشت سے بے نقص نہیں) (انکی بڑی اور چڑی سے
 قطع ہو سکتا ہے) (۱)

کتاب الزہد

اسلمی کہ اگر فوادر کہنے کا بیان ہو کہ کسی حق کے عوض میں مثل قرض و خیر و ایسی چیز کر دے کہ
 کو دین کہتے ہیں جس کی کوئی والا اپنا حق وصول کر سکو (اسلمی کہ شکار اگر خود دو قصاص کی عوضین اگر کو
 کر گیا تو درست نہ ہوگا (اسلمی کہ اگر کسی چیز سے دو قصاص کا لٹا لیکن نہیں کر دے کہنے والی سکور اپنا
 کہتے ہیں اور جو کر دے کہتا ہے اسکو مرہن نہیں بولتے ہیں اور اگر وہی چیز کو مرہن (بجہ بہ اہم
 ایجاب اور قبول اور مرہن کی چیز مرہن کے قایض ہونے سے ملازم ہو جاتا ہے مرہن
 چیز تقسیم کی ہوئی اور ان کے قبضہ اور ملک ہو خالی چاہیے اگر اس نے مرہن
 چیز کو اپنی ملک و قبضہ سے خالی کر کے مرہن کے سامنے کر دیا اسطرح کہ وہ اسکو لے سکے
 یا بالغ نے بیع کو مشتری کے سامنے اسطرح رکھ دیا تو بیع صورت قبضہ کرنے میں داخل
 ہے نہ مرہن کو اختیار ہو کہ اگر مرہن نے شوہر نہ پر قبضہ کیا ہو تو اپنی عقد مرہن سے
 رجوع کرے (یعنی اپنی چیز ہٹا لے اور کر دے کہی) اور مرہن چیز اگر مرہن کے پاس جاتی
 دھو تو اسکی قیمت اور قرض و دیگر اس میں سے جو نسا کہ ہو گا ہٹا دیا مرہن کو دینا

کتاب الزہد

اور بیکار دینے اگر قرض کی مقدار کم ہوگی تو وہ دینی آدمی اور اگر اس شخص کی قیمت کم
 ہو تو دینی ہی دینی آدمی اس شخص پر جو معلوم ہوا کہ جس صورت میں کہ مرہون چیز ملائی ہو
 اور اس کی قیمت اور دین کے ذمہ جو فرضہ مرہون کا چاہیے تو تو فی تعداد پر اور مرہون
 اس صورت میں مرہون اپنا روپیہ بہر چکا (کہ جتنا اسکا مرہون کے ذمہ تھا دینا ہی مرہون کی چیز
 کا اور اس کے ذمہ ہو گیا) اور اگر مرہون چیز کی قیمت قرض دہی مرہون سے زیادہ ہو تب بھی
 اپنا حق پا چکا اور جس قدر قرض ہو زیادہ کی چیز وہ تھی وہ زیادتی مرہون کے پاس اپنا
 حصہ (یعنی اسکا تمام ان کچھ نہ بیا ہو گا) اور اگر قرض مرہون کے ذمہ زیادہ ہو اور مرہون
 کی قیمت کم تو اس صورت میں مقدار قیمت مرہون کی تو مرہون کو پا چکا مگر باقی فرضہ مرہون سے
 وصول کر چکا مرہون کو اختیار ہے کہ بعد مرہون کے مرہون سے اپنی فرضہ کا لٹا مٹا کر اسے اور
 قرضہ کی بابت اس کو قید کرے (غیر فیکہ رہن کر دینا سو بھی نہیں ہو تا کہ قرضہ یا لٹا لٹا
 اور موافق چوڑ دے) مرہون کے چھڑانے میں مرہون کو حکم ہو گا کہ مرہون چیز سے
 اس پر اس کو حکم ہو گا کہ فرضہ اسکا اول ادا کر دے (پہر اپنی چیز لیٹے) اور جب کہ
 مرہون لیز مرہون کے پاس ہو تو اختیار ہے کہ مرہون کو اس کی بیچنے سے روک دے ورنہ وہ جتنا
 کہ اپنا مرہون رہا ہے سو بہرے اور جب فرضہ وصول کر چکے تو مرہون کو اس کو حوالہ کر
 دینا کہ مرہون چیز ہو فائدہ لینا یعنی اگر ظلم وغیرہ ہو تو دین سے کام لینا اور
 اکالت وغیرہ ہو تو دین سے چھڑا کر اور کپڑا ہو تو اسکو پہننا یا مرہون چیز کو فردوری پر
 چلا دینا یا اس کے دینا درست نہیں۔ مرہون چیز کی حفاظت مرہون اپنا ہونا ہے یا اسکی
 دینی حوالہ ہو گا اور غلام و غلام اس کے متعلق ہو (یعنی غلام کو بیکار دینا وغیرہ اس کے
 ذمہ نہیں کوئی) اس کے رہا کنسی اور اس کی حفاظت کر دینا یا اسکی بیکار دینا یا اس کے رہا کر دینا

یا اگر کسی ملک زیادتی میں ہوں چیز پر کر لگا اور وہ تلف ہو جاوے گی تو مرہن کو اسکی قیمت
 دینی آوے گی۔ جس گہر میں مرہن چیز کی حفاظت کرے اسکا کرایہ اور محافظ کی تنخواہ نیز
 کے ذمہ ہو اور مرہن چیز کے چرانوالے کی اجرت اور ادا سکے کہانے میںے کا دام
 اور اگر زمین غراجی ہو اسکا خراج راہن کے ذمہ ہوگا۔

باب ان چیزوں کے یا نہیں جہاں رہن کرنا اور جسکے عوض رہن کرنا جائز ہے یا ناجائز۔
 غیر معین چیز کا بیون تقسیم رہن کرنا (مثلاً یون کہنا کہ اس گہر کا نصف
 یا تھائی کرو کر تا ہوں بیون تقسیم کے) درست نہیں ہے بطرح پہلوں کا گرد کرنا بدو
 درخت کے اور کہیتی کارہن کرنا بدو زمین کے اور زمین میں کے درخت کو بدو
 زمین کے گرد کرنا اور آزاد اور مدبر اور مکتب اور دام ولد کہہ رہن کرنا درست نہیں
 ہے۔ اور امانت کے عوض میں کوئی چیز راہن کی گرد کہنی یا اس خوف ہو کہ معین کسی اور
 کی نہ نخل آوے کوئی چیز بائع کی کر لینی یا مشتری نے بھی معین پر قبضہ نہیں کیا تو مالک
 سے اسکی عوض کوئی چیز گرد کرنی درست نہیں ہے۔ رہن رکھنا اس فرض کے عوض
 میں درست ہے جو واجب الادا ہو گو اس کے ادا کا وعدہ دوسری وقت پر ہو اور
 اگر رب المال مضارب ہو اس مال کی عوض کوئی چیز رہن رکھنے تو درست ہے۔
 اگر بیع مکتہ میں قیمت کے عوض کوئی چیز گرد کرے یا بیع سلم میں جس چیز میں
 سلم کی ہے اسکی قیمت کے بدلہ میں کوئی چیز گرد کرے تو جائز ہے پس اگر ان صورتوں
 میں مرہن چیز ملاک ہو جاوے تو مرہن اپنا حق لے چکا (اب راہن سو کچھہ باد لگا) یا
 کو اختیار ہو کہ اپنے ذمہ کے قرضہ میں اپنا تابع (ٹکے کے غلام کو رہن رکھنے۔
 چاندی سونے کو رہن رکھنا اور کیلی چیزوں کو (مثل گھوٹ اور جو وغیرہ کے) اور

زن کی چہرہ ان کو (مثلاً بنو اور لو ہو سکے) گرد نہ کہتا اور مست ہو۔ اگر ایک شخص کو
 اور کسی کے توجہ میں رہیں رکھا اور خریدوں چیز جاتی رہی تو اسے بقدر فرض میں عجز نہ
 ہو جاوے گی لہذا کہہ سکتے ہیں کہ اس میں اختیار نہ ہو گا (یعنی ہر مومن چیز اور جس کو عفو میں
 ہوا ہے اگر دو نو ایک جنس ہوں تو کہنے کے کہوٹے ہر نیکا فرق و درون میں نہ کرنا چاہیو)
 اگر ایک شخص نے اپنا غلام فروخت کیا اس شرط پر کہ مشتری ٹمن کے بدلہ میں ایک
 معین چیز بانیے کے پاس رہن کرے و ہر مشتری نے اس چیز کے گرد کہہ سکتا ہے لہذا کہہ
 تو اب مشتری پر زور نہ کیا جاوے گا (کہ خواہی خواہی گرد کر دے) مگر بانیے کو اختیار ہے
 کہ اگر مشتری ٹمن نقد ادا کرے یا اس شے کی قیمت جسکو وہن کرنا مشتری کو کیا تھا رہن
 کے اعتبار سے مذہبی قویع کو توڑ ڈالے۔ اگر کوئی مشتری بانیے کو کہو کہ جب تک میں
 دام و دین تم اس کپڑے کو رکھ لو تو وہ کپڑا رہن ہو جاوے گا (گو زبان شے لفظ مترجم
 رہن کا نکھایا) اگر دو غلاموں کو ایک ساتھ ہزار کے عوض میں گرد کیا ہو تو چھ ٹمن
 ہو سکتا کہ راہن او میں ہو ایک حصہ کار و یہ ادا کر کے اسکو ہرے جیسے چھ ٹمن
 درست ہو کہ مشتری ٹمن میں ہو سکتا ادا کر کے حصہ بیع کو لے لے۔ اگر ایک شے
 معین کو دو شخصوں کے پاس رہن رکھا تو درست ہو اگر تلف ہوئے کیسے رہن تاوان
 و زور پر بقدر حصہ ہر ایک کے قرضہ کے ہو گا پس اگر وہ رہن سے دو تو نہیں مشتری ایک تو رہن
 ادا کر دیا تو وہ چیز دوسری کے پاس رہن رہی (جسکا فرض ادا نہیں کیا ہو) زیادہ
 عفو و زور پر کہے غلام کے مدعی ہیں (یعنی ہر ایک اس شے کو کہتا ہے کہ اس غلام
 کو تو نے میرے پاس گرد رکھا تھا اور میں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا (اب تو مٹا لایا ہے)
 اور دونوں نے اپنا دعوئی کے گواہ گذارے تو دونوں کے گواہ باطل ہو جائے

(بکر رسیکا دعوی ثابت ہو گا) اگر راہن و دوسرے تہنوں کے قبضہ میں غلام چھوڑ کر جا
 اور دوسرے تہن گواہ ہو جب بیان سابق گذرا نہیں (یعنی ہر ایک بھی ثابت کر سکے کہ
 میت نے میری پاس کر دیا ہے) تو اس صورت میں وہ غلام دوسروں کے پاس آن و نہ آن
 حق کے عرض میں آزاد اور رہن رہیگا۔

پاس مرہون چیز کو قرضہ یا سہا کے سوا کسی اور معتبر آدمی کے پاس رکھنے کے
 یا نہیں۔ اگر راہن اور مرہن مرہون چیز کو کسی دوسری معتبر کے پاس رکھ دین تو
 درست ہے اور دوسرے نہیں ہے۔ کسی کو اس کے لئے لینے کا اختیار نہ ہو گا اور اگر وہ چیز چا
 رہی تو نادان مرہن پر ہو گا (یعنی اس کا قرضہ راہن کے ذمہ ہے و ساقط ہو جاوے گا)
 اگر راہن قرضہ کی سبب پوری ہوئے پر مرہن یا اس معتبر شخص کو پاسی اور کو مرہون
 چیز کے فروخت کر لیا وکیل کر دے تو درست ہے اور اگر دین کرنے وقت یہ نہ نکالت
 ٹھہر گئی ہو تو وکیل نہ کر راہن کے موقوف کرنے سے اس کے مرنے سے اور مرہن
 کے مر جانے سے سب موقوف نہ ہو گا (بلکہ اس کی نکالت بدستور قائم رہیگی) وکیل کو مرہون چیز
 کا پھینکا راہن کے وارثوں کے پیٹھ پر چھوڑ دیا ہو۔ اگر وکیل خریداری تو اس کی نکالت
 باطل ہو جاوے گی۔ راہن اور مرہن میں سے کسی کو مرہون چیز کے بیچنے کا اختیار نہ ہون
 دوسرے کے رضامند ہی کے حاصل نہیں۔ اگر مدت وعدہ کی پوری ہو جاوے اور
 راہن موجود نہ ہو تو اس کے وکیل پر شہدہ کر کے فروخت کر نیکی لے کر چھوڑ دیا جائے
 جو ابھی کے وکیل کا حال ہے کہ اگر موکل جاوے ہی کرے اور غائب ہو جاوے تو وکیل کو
 حق نہ کی جاوے ہی پروردگار ہی جاوے گی۔ اگر معتبر شخص نے اس شے کو بچ کر مرہن کو اس کا
 دام دیدیا اب وہ مرہون چیز کسی اور کی ہوگی اور معتبر شخص سے اس کا نادان لیا گیا تو وہ

بکر رسیکا دعوی ثابت ہو گا

مرہون چیز کو کسی دوسری معتبر کے پاس رکھ دین تو درست ہے

اور دوسرے نہیں ہے

کسی کو اس کے لئے لینے کا اختیار نہ ہو گا

اور اگر وہ چیز چاہے تو نادان مرہن پر ہو گا

یعنی اس کا قرضہ راہن کے ذمہ ہے و ساقط ہو جاوے گا

اگر راہن قرضہ کی سبب پوری ہوئے پر مرہن یا اس معتبر شخص کو پاسی اور کو مرہون

چیز کے فروخت کر لیا وکیل کر دے تو درست ہے اور اگر دین کرنے وقت یہ نہ نکالت

ٹھہر گئی ہو تو وکیل نہ کر راہن کے موقوف کرنے سے اس کے مرنے سے اور مرہن

کے مر جانے سے سب موقوف نہ ہو گا (بلکہ اس کی نکالت بدستور قائم رہیگی)

وکیل کو مرہون چیز کا پھینکا راہن کے وارثوں کے پیٹھ پر چھوڑ دیا ہو۔

اگر وکیل خریداری تو اس کی نکالت باطل ہو جاوے گی۔

راہن اور مرہن میں سے کسی کو مرہون چیز کے بیچنے کا اختیار نہ ہون

دوسرے کے رضامند ہی کے حاصل نہیں۔ اگر مدت وعدہ کی پوری ہو جاوے اور

راہن موجود نہ ہو تو اس کے وکیل پر شہدہ کر کے فروخت کر نیکی لے کر چھوڑ دیا جائے

جو ابھی کے وکیل کا حال ہے کہ اگر موکل جاوے ہی کرے اور غائب ہو جاوے تو وکیل کو

حق نہ کی جاوے ہی پروردگار ہی جاوے گی۔ اگر معتبر شخص نے اس شے کو بچ کر مرہن کو اس کا

دام دیدیا اب وہ مرہون چیز کسی اور کی ہوگی اور معتبر شخص سے اس کا نادان لیا گیا تو وہ

مرہون چیز کی قیمت یا راہنہ کسی چیز کے لئے یا مرہون کسی دے دام وصول کرے جو اسے مستحق ہو
 دلو انکو گئے ہوں۔ اگر غلام یا گھوڑا مرہون مرہن کے یہاں مر جاوے اور وہ کسی دوسرے
 کا نکلے اور مالک راہنہ کسی اسکی قیمت بہرے تو ابھی مرہون مرہن کے ذوق کے عوض مر جا
 (یعنی مرہن کو اب راہنہ کسی کچھ غلیک) اور اگر مالک مرہن کسی مرہون کا دام وصول کرے تو
 مرہن بچہ دام جو مالک کو دے اور اپنا قرضہ راہنہ کسی لے لے (اسکو کہتے ہیں کہ ابھی اوٹھیں
 ہوا ہے) *

باب مرہون کے اندر نقصان کرنے اور اسٹین نقصان ڈالنے اور مرہون کے
 دوسرے نقصان کر دینے کے بیان میں۔ اگر راہنہ نے مرہون کو بچھا ڈالا تو بچھ بیع مرہن
 کی اجازت پر ملو سی رہیگی خواہ مرہن کے قرض کے ادا کر دینے پر موقوف رہیگی (یعنی اگر
 مرہن اس بیع کی اجازت دیدی یا راہنہ مرہن کا قرض ادا کر دے تو بیع جاری ہو جائیگی)
 اگر راہنہ نے غلام مرہون کو آزاد کر دیا تو آزاد ہو جاوے گا لیکن اگر قرضہ کی میندا راہنہ کی
 تو راہنہ کسی مرہن کے قرضہ کا مواخذہ کیا جاوے گا اور اگر قرضہ کی میندا ہو تو راہنہ کسی
 غلام مذکور کی قیمت لیکر مرہن کے پاس غلام کے عوض رکھ دیا جائیگی اور اگر مرہن غلام کا
 کہ غلام کی قیمت نہیں دے سکتا تو غلام مذکور اپنی قیمت یا مرہن کا قرض و دونوں سے
 جو سب کم ہو مرہن کو کا دے اور جو کچھ مرہن کو دیدی اپنی مالک یعنی راہنہ کسی لے لے
 (جسکی عوض مرہن کو دیا تھا) اور اگر راہنہ مرہون چیز کو تلف کر دے یا مار ڈالے تو اسکا
 حکم مثل آزاد کر دینے کے ہو۔ اگر مرہون کو کسی اجنبی شخص نے تلف کر دیا تو مرہن اسکی قیمت
 اجتنابی سے وصول کرے اور بچھ قیمت مرہن کے پاس رہیگی۔ اگر مرہن مرہون چیز
 راہنہ کو مانگے دے تو اسکو کما دان سے برسی ہو جاوے گا یعنی اگر وہ چیز ہلاک ہو جاوے گی تو

بابت مرہون
 نقصان اور نقصان
 سے راہنہ

ہفت میں راہیں کھجوا دیں ان راہیں پر مرتھن کو دیدی تو مرتھن پر تادان پھرا دیا گیا
 اگر راہیں یا مرتھن سے ایک دوسرے کی اجازت نہ ہو تو خیر کیسے مانگی دی تو اسکا تادان
 مرتھن کے ذمہ نہ رہا اور دو نو خین سے ہر ایک کو خستیار سو کہ مانگنے والے سو اسکو دیا
 لیکر ہستور گرور کچھ اگر مرتھن کے لہو کھی سو کچھ مانگے تو درست ہو لیکن اگر مالک مقدار
 اور خست اور شہر کو معین کر دی (مثلاً کہہ نو کہ اس کپڑے کو دس روپیہ یا دس من
 گیہوں کے عوض یا فلاں شہر میں ہیں نہ کہ نام) اور راہیں مالک کے کہنے کے بموجب
 نکرے تو مالک کو اختیار ہو چاہے اپنی کپڑے کے دام راہیں سو لیو خواہ مرتھن سے
 اور اگر راہیں مالک کے کہنے کے بموجب کر دی اور وہ کپڑا مرتھن کے پاس ہو جائے
 تو مرتھن تو اپنا دین بھریا دیا اور راہیں پر واجب ہو گا کہ جب قدر دین مرتھن کا اسکو
 ذمہ ہو ساقط ہوا ہو اسقدر حوالہ مالک کے کرے اور اگر مالک اپنا کپڑا مرتھن سے طلب
 کرے اور راہیں مرتھن کا قرض ادا کر چکا ہو تو مرتھن اس کے دینو میں تامل نہ کرے۔ راہیں
 اور مرتھن اگر مرتھن چیز کا نقصان کر دیں تو اسکا تادان دیا ہو گا (یعنی اگر راہیں شے کو
 تلف کر دیا تو اسکی جگہ اور چیز میں کرنی پڑیگی یا مرتھن کا قرض ادا کرنا ہو گا اور اگر مرتھن
 اسکو تلف کر دیا تو اسکا دین ساقط ہو جائے گا) مرتھن چیز اگر راہیں خواہ مرتھن کا کچھ
 نقصان کر دی یا اسکی مال کو بگاڑ دی تو کچھ تادان نہ ہو گا۔ اگر برابر روپیہ کا غلام
 ہزار روپیہ کے عوض رہیں کہہ اور روپیوں کے ادا کا مدت پر وعدہ ٹھہرائیں انہیں
 غلام کی قیمت کم ہو کر سو روپیہ رہے گی اب اس غلام کو کسی نے مار ڈالا اور قاتل کو ستوا
 روپیہ تادان دینا آئے اور مرتھن کے قرضہ کی مباد پوری ہو گئی تو مرتھن سو روپیہ
 قاتل سے اپنی حق میں وصول کر لے اور راہیں سو کچھ نہا دیا اور اگر مرتھن راہیں کی

اجازت ہو اسکو سو روپیہ کو بیچ دیں تو سو روپیہ پستتری ہو لیوی اور نو سو راہن کی
 طلب کرے اور اگر غلام مذکور کو کوئی دوسرا عاقل مرد یا جسکی قیمت سو روپیہ کی ہو اور غلام قاتل
 مقتول کی مرضیت میں ہو یا تو اس پر غلام کو تمام قرضہ کو عین جواز دی یعنی جتنا قرض ہو سب
 مرتہن کو دیکر نکالے کہیں کرے اگر راہن مر جائے تو اسکا وصی مرتہن کو بیچکر مرتہن کا قرضہ ادا
 کرے اور اگر اسکا وصی کوئی نہ ہو تو قاضی ایک وصی مقرر کر دے اور اسکو مرتہن کے
 بیچنے کا حکم کرے **فصل** دس روپیہ کا شیرہ انگور دس روپیہ کے عوض میں رہن
 رکھا پیرہ شیرہ شراب بکر سرکہ ہو گیا اور اس سرکہ کے دام بھی دس روپیہ ہیں تو بھہ
 سرکہ شیرہ کی عوض میں رہن رہیگا۔ اور اگر آدھ روپیہ کی بکری سرکہ کو فروغ کر دے اور وہ سرکہ اور
 اسکی کہال کو کھالیا اور کہال ایک روپیہ کی ہوئی تو بھہ کہال مرتہن کے پاس ایک روپیہ
 کی عوض میں رہیگی اور باقی نو روپیہ راہن کے ذمہ قرض رہیں گے مرتہن میں جو
 کچھ بڑے ہو مثلاً نو ٹڈی مرتہن بچہ جنو اور درخت مرتہن پر بھیل لگے یا دودھ کا گائے
 دودھ دے یا اسکی اون اور تری بھہ سب راہن کا ہو گا اور اصل کے ساتھ گروہیگا
 اور اگر بھہ زیادہ ہوئی چیز جاتی رہیگی تو مفت جا دیگی (یعنی اس کے مقابل میں
 کچھ قرض مرتہن کا سا قسط نہ ہو گا) اور اگر اصل جاتی رہی اور زیادتی ہو کر تو راہن
 اس کے موافق دام حصہ رسد دیکر چوڑا لے اس طرح کہ اصل راہن کے وہ دام نکال دے
 جو مرتہن کے قبضہ کر نیلے دن تھو اور زیادتی کے وہ دام جو نکل رہیں گے روز
 ہوں اور ان دونوں کے مجموعہ پر مرتہن کے قرضہ کو بچا کر اب جس قدر اصل راہن کے
 مقابل پڑے وہ تو اسکو ذمہ ہو گا اور جس قدر زیادتی کے مقابل پڑے
 اس قدر مرتہن کو دیکر اسکو چوڑا لے۔ مرتہن چیز کا زیادہ کرنا درست ہو کر اسکو

راہن کی چیز زیادہ کرنا
 درست ہے

عوض کے قرض کا بڑا دارست نہیں (یعنی اگر ایک کپڑے کو دینے پر دوسرے کے قرض
 رہن کیا ہو تو یہ ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ دوسرے اور شامل کر دیا جائے جس سے ہو سکتا
 کہ اسی کپڑے کو رہن رہی ہو اور دینے کی جگہ دوسرے کرے) اگر ایک غلام مسرہ
 روپیہ کے عوض رہن رکھا ہو دوسرا غلام اس کی جگہ پر رہن کے حوالہ کیا اور ان
 دونوں غلاموں میں سے ہر ایک کی قیمت ہزار روپیہ ہو تو اس صورت میں اول ہی غلام رہن
 ہو گا دوسرا نہ ہو گا لیکن اگر مرہن اول کو رہن کے سپرد کر دی تو اب البتہ دوسرا
 رہن ہو گا اور جب تک دونوں مرہن کے پاس رہن تو مرہن دوسری غلام کے باہر
 امانت دار ہو گا (یعنی اگر وہ مر جا دیگا تو اس کا قرضہ سا قسط نہ ہو گا نہ تاوان دینا
 ہو گا) تاں اگر دوسری اول کی جگہ رہن کر لیا تو تاوان دینا آدیا گیا (اسلم کہ اب
 دوسرا غلام رہن ہو گیا اور اول غلام رہن سے باہر ہوا)

کتاب الجنايات

اس میں خون کرنے اور اعضا کے نقصان کرنے کا بیان ہے (قتل یعنی جان سے
 مار ڈالنے کی چار صورتیں ہیں اور ہر ایک کا جدا حکم ہے اول (قتل عمد) (یعنی)
 یعنی جان بوجہ کر کسی کو ہتھیار سے یا ایسی چیز سے یا کسی جو بدن کے اجزاء کر سکا
 مثلاً دمار دار لکڑی یا دمار دار پتھر یا فاس کی گھبیا چ تیغ سے قصداً مارے یا آگ سے
 جلا دی اس قتل کا حکم ہے کہ قاتل گناہگار ہو تا اور قصاص سے عین لازم آتا ہے
 (یعنی قاتل بھی مقتول کے عوض مارا جاوے گا) اور اس قتل کا کفار و نہیں (یعنی
 سوائے قصاص کے اور کوئی عوض منقر نہیں) لیکن اگر مقتول کے وارث معاف
 کر دیں تو قاتل پر قصاص جاتا رہتا ہے (دوسرا) قتل شبه عمد (یعنی قصداً

کتاب الجنايات

مارنے کی مثل ہو وہ اس طرح ہو کہ قاتل اُن چیزوں کے سوا جو اور ہند کر رہیں ایسے نہیں
 یا ایسی چیز جس سے بدن کے اجزا جدا ہو سکیں کسی اور چیز سے قصداً مار دی اس قتل کا حکم
 ہو کہ قاتل پر گناہ ہوتا ہو اور کفارہ لازم آتا ہو اور اس کو قتل پر دیت متعلقہ لازم ہوتی
 ہے اور قاتل پر قصاص مہر تین نہیں مگر سب سے قتل خطا (یعنی جو کہ اور دہو کے سے
 مارنا قصداً غار نا اسکی بھی صورت ہو کہ کسی کو اس خیال سے ضرب مار دیا کہ شکار ہو یا کافر یا کافر
 مارا اور وہ مسلمان نکلیا یا غیر نشانہ پر مارنا اتحاد کسی آدمی کے لگ گیا یا اور کوئی اس پر مسلط علی
 صورت ہو مثلاً کوئی سونا ہوا دوسرے پر گریز ہو اور وہ دوسرا شخص دیکر مر جاوے اور اس قتل کا
 حکم یہ ہے کہ قاتل پر کفارہ اور اس کے غنیمے پر دیت لازم ہوتی ہے جو بھی قسم قتل سبب
 (یعنی قاتل نے ایسا سبب کیا جس سے مقتول مر گیا) مثلاً قاتل نے دوسری کی ملک میں گولہ
 کھودا اور آدمین کو مٹی گر کر مر گیا یا دوسری کی زمین میں تیر رکھ دیا اور اس کو مٹی گر کر
 کھا کر مر گیا اور اس قتل کا حکم قاتل کے کئے پر دیت ہو کفارہ قاتل پر نہیں۔ ان چاروں
 صورتوں میں صورتیں اول کی قاتل کو مقتول کی میراث سے محروم کر دیتی ہیں مگر کھلی
 صورت سے یعنی سبب ہو اگر قتل ہو گا تو قاتل میراث سے محروم ہو گا۔ شبہ بعد جان کے
 مار ڈالنے کے سوا اور اعضا کے نقصان میں حکم حد رہتا ہے (مثلاً اگر کوئی شخص مارا
 تیر یا لکڑی سے کسی کا اٹھ کاٹ ڈالے تو ایسا ہو گا کہ گویا چہرہ ہی اور منہ سے لانا اور اس
 قصاص اس سے لازم ہو گا یعنی اس کا اٹھ بھی کاٹا جا دے گا)

باب اُن صورتوں کے بیان میں جن میں قصاص واجب ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔
 خون کا نقصان (یعنی عوض میں مار ڈالنا) ایسی شخص کے قصداً خون کرنے سے ہوتا ہے
 جس کے مار ڈالنے کی اجازت شریعت میں کہی نہیں اور وہ ہمیشہ کو قتل سے محفوظ ہے (یعنی

مقتول کی میراث سے محروم کر دیتی ہیں مگر کھلی صورت سے یعنی سبب ہو اگر قتل ہو گا تو قاتل میراث سے محروم ہو گا۔

مقتول کی میراث سے محروم کر دیتی ہیں مگر کھلی صورت سے یعنی سبب ہو اگر قتل ہو گا تو قاتل میراث سے محروم ہو گا۔

جسکا خون گرمی و کار فروری اور ستار من اور محض زنا کار اور مرد نہی) آزاد شخص آزاد
 اور غلام کے عرصین ناراجا دیگا اور مسلمان اگر ذمی کو مار ڈالے تو اس کے عوضین مارا
 جا دیگا مگر مسلمان یا ذمی اگر ستار من کو مار ڈالیں تو اس کے عوضین نہی مارا جائے مگر
 مرد اگر عورت کا خون گرمی یا بڑا آدمی یعنی بالغ کسی نابالغ کو مار ڈالے یا ستار من
 آدمی اندھے کو خواہ اپاہج کو یا جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں اسکو یا دیوانہ کو قتل کرے تو قصاص
 لیا جاوے گا بیٹا اگر باپ کو جان سوار دے تو اس سے قصاص لیا جاوے گا (اور امام شافعی
 کے نزدیک آزاد آدمی کو غلام کے عوض اور مسلمان کو ذمی کے عوض نہیں قتل کرے
 اور امام اعظم کی دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ النفس بالنفس یعنی جان کے عوض
 جان اور وارث قتل نے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو ذمی
 کے عوضین قتل فرمایا اور امام محمد نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی نے مسلمان کو
 ذمی کے عوض قتل کیا اور یہ بھی اور عبد الزاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے
 مسلمان کو ذمی کے عوض قتل کیا) باپ اگر اپنی لڑکے کو مار ڈالے یا مان اپنے
 بچہ کو مار ڈالے تو انکو لڑکے کے عوض نہی مارا جاوے گا۔ اور دو ادانا اور دادی
 مانی مثل باپ یا مان کے ہیں (یعنی اگر اپنی پوتے یا نواسی کو مار ڈالیں تو ان سے قصاص
 نہیں لیا جاوے گا) مالک اگر اپنی غلام یا مہربیا مسکات کو مار ڈالے یا اپنی بیٹی کے غلام کو
 قتل کرے یا اس غلام کو قتل کرے جو حسین تھوڑا قاتل کا ہے تو اس سے قصاص لیا
 جاوے گا اور جو شخص اپنی باپ پر قصاص کا وارث ہو جاوے تو قصاص جاتا رہتا ہے
 (مثلاً ایک شخص نے اپنی بیٹی کو مار ڈالا اور اسکا لڑکا قصاص کا وارث ہے تو وہ باپ
 سے قصاص لےوے) قصاص تلوار ہی سے لیا جاتا ہے (یعنی قاتل کو تلوار سے مارنا چاہیے)

کوئی فی حققتول کو تیر یا خبر سو مارا ہو اگر مکاتب کو کوئی شخص قصد آمار ڈالے اور مکتب
 نہ کور اتنا مال چھڑے کہ بدل کتابت اس سو اد ا ہو سکے اور اس کے آقا کے سوا کوئی
 اسکا دوسرا وارث نہ ہو یا اسکا دوسرا وارث تو ہو مگر مال جو بدل کتابت کو کافی ہو چھڑے
 نوائے دو نو سو تو نہیں اس کے قاتل سو قصاص لے سیکر (اسلحہ کو ان صورت میں قصاص کا
 - عی اسکا مالک ہو گا اویسکے دعویٰ سو قصاص لے سیکر) اور اگر مکاتب مذکور مال بھی اتنا
 چھڑے کہ بدل کتابت کے لائق کافی ہو اور مالک کے سوا دوسرا وارث بھی نہ ہو تو اس
 صورت میں قصاص اس کو قاتل سے نہ لیا جاویگا (کیونکہ یہ صورتیں بھی میں شبہ ہو چکا ہے
 اسلحہ کو اگر مال کے موجود ہو چکے باعث مکاتب مذکور کو قتل و کہیں تو اسکا دوسرا وارث
 نہ ہوتا ہو اور چونکہ مال مالک تک ابھی نہیں ہو نہی اس لحاظ سے اگر اسلحہ قتل و کہیں تو
 - عی قصاص کا اسکا مالک ہوتا ہو پس بھی میں شبہ ہو چکی جہت سے قصاص قطعاً ہو گیا
 قاتل سے قیمت غلام مقتول کی لیکر اس کو وارث کو دلائی جاویگی) اگر غلام مسجون کو کوئی
 قتل کر ڈالے تو اس کو قاتل سے قصاص لیا جاویگا جتنا کہ راہن اور مہربان دونوں
 دہ سو قصاص نہ کریں - اگر وہ قتل آدمی کو کوئی وارث لے تو اس کو باپ کا اختیار ہو کہ
 قاتل سے اسکا قصاص بے مال لیکر صلح کر لے لیکن اگر بے عقل کا ولی اسکو مار چکے
 تو اسکو اس کو خون کا معاف کرنا درست نہیں (مثلاً بھقل کا لڑکا اگر اپنی باپ کو مار لے
 تو بھقل کا باپ اپنی پوتے سے یا قصاص اپنی بیٹے کا لے یا مال لیر سو معاف کرے
 اور اس مسئلہ میں قاضی باپ جیسا ہی (یعنی اگر بے عقل کا باپ نہ ہو تو قاضی اس کے
 قصاص بے مال پر صلح کرے اور اگر بھقل کا دھی ہو اور باپ نہ ہو تو دھی کو بھی اختیار
 ہو کہ مال پر صلح کر لے (قصاص کا اختیار نہیں) اور حنفیوں میں حکم میں انڈ بھقل کی تو

بن عمرو پر ہتھیار کھینچا یارات کو شہر میں آواز دے کہ غیر شہر میں اور پھر لاٹھی اور ٹھالی اور مرد
 نے اسکو مار ڈالا تو عمر پر کھینچ دیت یا قضا میں لازم ہو گا اور اگر زید سے عمر و پر دن کو
 شہر میں لاٹھی اور ٹھالی تھی اور عمرو نے زید کو مار ڈالا تو عمر بھی قضا میں لیا جلا گیا اگر
 دیوانہ کو می زید پڑھتا ہتھیار کھینچا اور زید اسکو قضا کا وارڈ ہے تو زید پر اس دیوانہ
 کی وجہ سے ادا کر فی وجہ ہوگی اسلئے اگر اگر کسی پر تلوار کھینچا تو وہ لڑکے کو مار ڈالے
 تو اوپر دینے پر جب ہوگی۔ یا ادا کر کوئی جانور کسی پر حمل کرے اور تو شخص جانور کو
 مار ڈالے تو جانور کی قیمت مالک کے حق الہ کرانی ہوگی اگر زید عمر پر ایک تلوار کا ہتھ
 لگا کر مٹا گیا اور بکرنے اگر اسکو مار ڈالا تو بکر کو اسکو عوض میں قتل کرے (لیکن یہ
 حکم انصاف میں ہو کہ عمر و زید کے زخم میں زخم ہو دیو اور چھاپا ہو جائی) اگر کسی کے گھر میں
 چور کھس آویو اور مال چور کر لیا ہر شے اور مالک اور کے بھی بڑے اور چور کو مار ڈالے
 تو مالک کے قتل کیجئے لازم ہو گا وغیرہ
 یا نبی جان (اور انہو سو سو سو کے قصاصوں کا قصاص میں (یعنی عوف میں) ایسا کر
 یا نہیں۔ اگر زید نے عمرو کا ہتھ پھینکے کلائیٹ اور لاہر تو زید کا ہتھ بھی کٹوے
 اور ادا کیا جاوے گا تو زید کا ہتھ عمر و کے ہتھ سے پھینکا اور ادا کیا جاوے گا جان بھی بھی جو کہ
 اگر جو پر سو کاٹا ہو گا تو اسکا پانچ سو چھ سو سے کٹا جاوے گا اور اگر زید کٹے
 عمر و کا ہتھ ایک کاٹا ہو گا اور اس کاٹا لیا یا کٹا نہیں ہوگی کہ لبر سکا کٹا جاوے گا اور اگر کٹا
 جگہ قائم ہو تو زید سے قصاص میں لیا جاوے گا اور اگر کٹا نہیں ہوگا لبر سکا کٹا لے تو اس میں
 ہوگا اور اگر دہشت تو زید سے قواوے کٹا نہ ہوگی تو زید سے کٹا ہوگا تو اس کے دہشت میں
 بڑی چور سے ہو گیا فرق ہو۔ جو زخم اس طرح کا ہو کہ لبر سکا زخم زخمی کرنا اسے چور کٹوے

یا نبی جان

خواہ اسکا عرض لیا جا دیگا (اور جو زخم اسطر کے نہوں یعنی یکسان نہوں سے ہوں نیز
 قصاص نہ ہوگا مثلاً) اگر زید عمرو کی بڑی ٹوٹی ہوئی تو زید سے قصاص نہ لیں گے (اسلمو
 کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ جس طرح عمرو کی بڑی ٹوٹی ہوئی ہو اس طرح زید کی بھی ٹوٹی ہو
 اگر کوئی مرد کسی عورت کا ہاتھ یا پانوں کاٹ ڈالے یا عورت مرد کا ہاتھ یا پانوں
 کاٹے تو قصاص لیا جا دیگا (اسلمو کہ عورت مرد کے ہاتھ یا پانوں میں مماثلت نہیں ہے)
 اور آزاد آدمی اگر غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالے یا ایک غلام دوسرے کا ہاتھ کاٹے تو
 ان میں مماثلت کے نہ ہونے سے بھی قصاص نہیں ہاں مسلمان اور کافر کے ہاتھ پانوں
 یکساں ہیں (اگر ایک دوسرے کے ہاتھ پانوں کاٹیں گے تو عرض لیا جا دیگا) اگر کوئی
 کسی کا ہاتھ آہو پونچھ سے کاٹ ڈالے تو قصاص نہ ہوگا (اسلمو کہ بڑی ٹوٹی ہوئی
 برابر ہی ممکن نہیں) اور پیٹ کا زخم اگر اچھا ہو گیا ہو تو اس میں قصاص نہیں اور زہا
 اور ذکر کے کاٹ ڈالنے میں قصاص نہیں (اسلمو کہ یہ دونوں چیزیں شکر تہی چھلٹی
 ہیں ان میں مساوات ممکن نہیں) لیکن اگر سپاری کافی ہوگی تو الجستہ قاتل سے قصاص
 لیا جا دیگا۔ اگر زید نے عمرو کا ہاتھ کاٹ لیا اور زید کا ہاتھ نہ ہو کہ ہوا ہے یا
 انگلیاں چوٹی ہیں اور عمرو کا ہاتھ اچھا اور انگلیاں پوری ہیں تو عمرو کو اختیار
 ہے چاہے زید سے قصاص لے یا قیمت اپنا ہاتھ کی لیے اور یہی حال ہے اگر زید
 نے عمرو کے سر میں زخم کیا ہو اور زید کا سر بہت بڑا ہو (اور عمرو کا ذرا سا ہو) یا
 قصص اگر قصاص کے طالب مال لیکر صلہ کر لیں تو مال دینا قاتل پر اوسیرت
 واجب ہو جائیگا اور قصاص ساقط ہو جائیگا۔ اگر ایک شخص آزاد اور دوسرا غلام
 ملکر زید کو مار ڈالیں اور آزاد اور غلام کا مالک عمرو سے کہیں کہ زید کے وارثوں

قصص

سوا من خون کی مسلم ہزاروں دہائیوں کے عرض کر دے اور خدا کی یاد میں لے کر اٹھ کر دے اور اس کے
شخص اور ملک غلام کو آدھو آدھو دے دیں ہوں گے (جیسے ہر واحد کے ذمہ ہائے اور اس کے
ہوں گے)۔ اگر مقتول کے وارثوں میں سے کوئی اپنی حصہ کے عرض ال لیے پہنچ کرے
یا قاتل کو اپنا حق معاوضہ کر دے تو مقتولین بھی قصاص میں جاتا رہے گا اور باقی وارثوں کو
خربہ کا حصہ ہی ملے گا اگر کئی شخص ملکر ایک کو قتل کریں تو سب قتل کو جاویں گے اور
اگر ایک شخص کسی کو قتل کرے تو ہمیشہ اس قاتل کا قتل کر لانی سے پس اگر مقتول
کے وارثوں میں سے ایک مقتول کے وارث آویں اور قاتل سے قصاص کی درخواست
کر لیں تو اس کے عرض میں قاتل کو قتل کیا جاوے گا اور باقی مقتولوں کے وارثوں
میں سے ایک ہر ایک کو قاتل کے قتل سے سزا دی جائے گی قصاص کا جاتا رہے گا (اور قاتل
کے وارثوں سے اس کا مواخذہ نہیں رہتا)۔ اگر وہ شخصوں نے ملکر ایک کا اتہہ کاٹا
ہو تو وہ تو کل اتہہ کی طرح کا بلکہ اتہہ کی دیت (دوسری جگہ لگی)۔ اگر ایک شخص آویں
کا اتہہ کاٹ دے تو ان دونوں کو اعتبار ہو کر اس کا اتہہ کاٹیں اور وہی دیت ہو
گی اس سے وہ قتل کریں اور اگر ان دونوں میں سے ایک جائز ہو کر خواتین مجرم کے
کشتہ کا ہو اور اس کا اتہہ کاٹا جاوے تو وہ دیندار اور خالصتہ دیت اتہہ کی پادیا جائے
اگر کوئی غلام بازار کرے کہ میں نے اتہہ خون کیا ہے تو اس سے قصاص لیا جاوے
۔ اگر ایک شخص نے تعدد اتہہ دے کر کے مارا اور دوسرے کو کھنڈ کر کے دوسرے کے
لگا دے تو دوسرے کو تو میرا میرا ہے کو دوسرے کے لگو عین قتل کیا جاوے گا اور دوسرے
شخص کی عرض میں اس پر دیت کا لزم ہوگی۔

۱۰
کتابخانه عمومی
مکتبہ اسلامیہ
لاہور

کا مواخذہ ہو گا اگرچہ وہ تو جو کہیں اسے دیکھنے کی ہون یا خطا ہو خواہ ایسا دیکھنے
 کی ہوا اور دوسری جگہ میں ہو گئی ہو اور وہ کلاموں کے بیچ میں عمر و اچھا ہو اور
 زعفران کے ان سب بہر تو نہیں وہ تو جو ہون کا مواخذہ اس سے ہو گا لیکن اگرچہ کہ
 ہاتھ کاٹا ہو اور ابھی عمر و اس سے اچھا ہوا تھا کہ جو کہ ہی ہو اسکو قتل کیا تو اس
 صورت میں البتہ ایک دیت زید کے ذمہ پر واجب ہوگی اس طرح میں صورت ہو کہ زید
 عمر و کے تلو کوڑے لگائی تو عمر و سے اچھا ہو گیا مگر قتل ہو گیا تو اس صورت میں
 بھی ایک ہی دیت لازم آوے گی۔ اگر زید نے عمر و کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور عمر و نے ہم
 ہاتھ کاٹنا زید کو معاف کر دیا اور پھر اسی تکلیف میں مر گیا تو زید کو اسکی دیت نہیں
 ہوگی اور اگر یوں معاف کیا کہ ہاتھ کاٹنا اور جو کچھ اس سے آگے ہو میں نے معاف
 کیا یا مجھ کہا کہ یہ تقصیر زید کی معاف کی اور مر گیا تو اس صورت میں دیت زید پر ناوے گی
 اور اگر زید نے خطا سے ہاتھ کاٹنا تھا اور عمر و نے معاف کر دیا تو عمر و کی تہائی مال
 میں سے دیت معاف ہوگی اور اگر قصداً ہاتھ کاٹنا تھا تو کل مال سے دیت معاف تصور
 ہوگی۔ اگر ایک عورت نے زید کا ہاتھ قصداً کاٹ ڈالا چہ زید نے اس سے نکاح کیا اور پھر
 اپنا ہاتھ کاٹا وہ ان مقرر کیا اور اسی تکلیف میں مر گیا تو عمر و کو اسکا مہر مثل ملے گا اور
 دیت عورت کے مال میں سے دی جائیگی اور اگر خطا سے کاٹا ہوگا تو دیت ہاتھ کی اس
 عورت کی قوم پر بڑی اور اگر زید نے اس سے نکاح کیا اس طرح کہ اس ہاتھ کاٹنا اور جو کچھ
 اس سے آئندہ کو پیش آوے یا اس عورت کی تقصیر کو مہر قرار دیا اور ہاتھ کے دروسے
 مر گیا تو عمر و کو وہ صورت میں مہر مثل ملے گا اور عورت پر کچھ دینا لازم نہ آوے گا اگر اس
 ہاتھ قصداً کاٹا ہوگا اور اگر بڑا خطا کاٹا ہوگا تو عورت کی قوم پر مہر مثل سا قتل ہوگا

اور جو کچھ نہ دے اپنے دوست سے چھوڑا ہو گا اسکا تھامی حصہ عورت کی قوم کو پہنچا دیتے
 کے سبب سے اسکو کہ زید کہ گیا تو معلوم ہوا کہ عورت پر نفس یعنی جان کی دیت واجب تھی
 ائمہ کی تھی اور دیت مہر ہو سکتی ہو مگر چونکہ زید نکاح کی وقت بیمار تھا اور بیمار اگر کسی
 عورت سے کسی مال کی عوض میں نکاح کیا کرتا ہو تو عورت کو مہر مثل ملا کرتا ہو اور جو کچھ
 مہر مثل سوڑا ہو ہوتا ہو اسکو وصیت میں شمار کیا کرتے ہیں اور اسے عورتین عورت کو وصیت
 وصیت کی نہیں اسکو کہ میت کی قابل سے اور قاتل کے حق میں وصیت نہیں ہو سکتی تو
 ضرور ہوا کہ بچہ وصیت زید کی اس عورت کے کہنے کے لئے ہو تو واجب زید کی وصیت
 سے بچے کے کہنے کے لئے وصیت ٹھہری تو عورت کا حق اس دیت میں صرف مہر مثل ہو
 اسلیو مہر مثل اور یہی قوم پر سو یا قضا ہوا اور دیت کا تھامی حصہ اس کے کہنے کو
 ملے گا لیکن بچہ تھامی اس عورت میں ہو گی کہ مہر کا لے کے بچہ جو کچھ دیت میں سے ہو جو وہ
 ترکہ میت کی تھامی ہو سکتا کہ وصیت اس میں جاری ہو سکتی ہے اگر زید نے عورت کا مہر
 کاٹا اور اس کے عوض میں زید کا ائمہ کا مال لیا اور مہر عورت کا حصہ کے دے دیا تو فرمایا
 تو زید کو بھی قبل کیا جاویگا (یعنی ائمہ کثیر کے باعث جان کا نقصان ہو گیا تو مہر سے
 بچا دینا) اگر مقتول کا وارث قاتل کا مال لے گا ائمہ کا مال ڈالے اور مقتول کا خون اسکو
 معاف کر دے تو وارث نہ کوڑ کو قاتل اس کے ائمہ کی دیت دیتی ہو گی (اسلیو کہ اسکا
 حق قسام نہیں کرتا) ائمہ کا لے کر کا تھامی حصہ قسام کو معاف کر دیا تو ائمہ کا مال
 اسکی طرف سے زیادتی ہوئی اسلیو ائمہ کی دیت لازم آگئی (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰)
 باب نمونہ کے باب میں گواہی دینے کی باتیں جو وہ شخص جس سے عورتین کو اسکا مال لے
 لیا ہے ہوا اور اس سے مہر لیا ہو گواہوں کے باعث قسام میں شامل ہو سکتا ہے (یعنی)

نہایت کرابین
 سے بھی نہیں

اگر مقتول کے دو لڑکے ہوں ایک جو ہو اور ایک غائب موجود نہ ہو قاتل
قاتل پر پیش کر کے گواہ گیرانے تو ان گواہوں کے سبب سے قاتل سے قصاص لیں گے
جب وہ غائب لوث آویس تو گواہوں کو پہرے حاضر عدالت کریں تاکہ قاتل سے قصاص
دو نو بھائی لیون اور اگر قاتل خطا سے ہوا ہو تو دیت ثابت کر نیکی لے دو دوسری بھائی کا
آجنا نا شرط نہیں (موجود شخص گواہوں سے قاتل خطا ثابت کر دے قاتل پر دیت لازم ہو جائے)
اسی طرح اگر اوٹ کے باپ کا کسی کے ذمہ قرض ہو (اور موجود بھائی گواہوں سے دین
کے ذمہ قرض ثابت کر دے تو غائب کے آنے پر برابر گواہوں کے ذمہ قرض پر منحصر ہوگا)
اگر صورت نہ کورہ بالا میں قاتل ثابت کر دے کہ غائب شخص نے اپنا حق مجھو معاف کر دیا
ہے (تو اس سے قصاص میں لیا جاوے گا) اور اگر وہ بھائیوں کا غلام مشترک ملا تھا تو
اور ایک بھائی دیا تو موجود نہ ہو تو قاتل سے دین غائب کے موجود ہو تو قصاص
ملینا چاہیے۔ اگر مقتول کے تین وارث ہیں ان میں سے دو نے گواہی دے دی کہ تیسرے
اپنا حق قاتل کو معاف کر دیا تو یہ گواہی نفورگی پر اگر قاتل نے ان دو کو سچا کہا
تو قاتل سے دیت لیکر تینوں وارثوں کو ایک ایک تہائی برابر ملے گی اور اگر قاتل نے
انکو چھوڑا یا تو ان دو نو وارثوں کو چھ ملے گا تیسری کو تہائی دیت کی پہنچگی۔ دو
گواہوں نے یہ گواہی دی کہ قاتل نے مقتول کو پٹا تھا اس وقت صودہ چار پائی
ہی پر پڑا اور صحت نہ تھی بھانٹا کہ مر گیا تو قاتل سے قصاص میں لیا جاوے گا۔ اگر دو نو
گواہ جگہ اور وقت میں یا جس آلہ سے قتل کیا مثلاً لاشی خواہ ہتھیار میں اختلاف کریں
یا ایک گواہ کہو کہ لاشی سے مارا اور دوسرا کہو کہ مجھو مظلوم نہیں کہ کس چیز سے مارا تو وہ
گواہی باطل ہوگی۔ اور اگر وہ نو گواہوں نے بالاتفاق بیان کیا کہ مقتول کو اس قاتل

انہی
 (نہ) اگر تیر چلانے والا حالت اسلام میں شکار کھینچ کر تیر چلا دے اور پھر مرد ہو جاوے
 اور مرد ہو نیلے بعد تیر شکار کے لگے تو وہ شکار حلال ہو گا اور اگر حالت کفر میں تیر
 چلایا اور پھر مسلمان ہو گیا تو شکار حرام ہو گا۔ اگر محرم آدمی شکار پر تیر ماری اور تیر لگنے
 سے پیشتر حلال ہو جاوے تو شکار کی جزا دینی پڑیگی (کیونکہ تیر مارنے کے وقت احرام باندھ
 تھا) اور اگر تیر چلا کر احرام باندھ لیا پھر تیر شکار کے لگا دے اور مر گیا تو جزا واجب نہوگی
 (اسلمو کہ تیر چلانے وقت محرم نہ تھا) *

کتاب الدیات

اسمین دینوں کا یعنی خونیہا کی قعداد وغیرہ کا بیان ہے۔ قتل شہید عہد کی دیت سو
 اونٹ چار طرح کے ہیں پچیس البیہ جنکو دو سو ستر برس ہو آؤ پچیس جنکو تیس ستر برس ہو آؤ پچیس
 جنکو چوتھیا سال ہو آؤ پچیس جنکو پانچواں سال ہو اور دیت بخت فقط اونٹوں میں
 ہے (کہ کئی طرح کے دینو پڑتے ہیں اگر درم یا دینار سو دیت ادا کری تو ایک طرح کی
 دیت بکتا ہی قتل خطا کی دیت بھی سو اونٹ ہیں مگر انہی طرح کے ۴۴ دوسری برس میں
 ۴۰ آؤ ۴۰ ایسی عسکر مادہ آؤ ۴۰ تیسری برس کے آؤ ۴۰ جو چوتھی سال میں ان
 آؤ ۴۰ جو پانچواں میں ہوں (یا ہزار دینار یا دس ہزار درم سو اونٹوں کے عوض دیکو
 اور قتل شہید عہد اور خطا دونو کا کفارہ وہ ہی جو قرآن مجید میں مذکور ہو (یعنی
 مسلمان بردہ کا آزاد کرنا اور اگر بردہ نہ ہو سکے تو دو چھینے لگانا روزه کئی
 کفارہ میں قتل کے کہانا مساکین کو کھلا دینا جائز نہیں اور نہ مان کے پیٹ کے نہ
 کے بچہ کو آزاد کرنا درست ہے۔ مان اگر بچہ دو وہ پیتا ہو اور اسکے والدین میں
 سے کوئی مسلمان ہو تو اسکا آزاد کرنا کفارہ میں درست ہو گا (اور والدین میں سے

کتاب الدیات

کسی مسلمان ہونا پسٹو ہو کہ بچہ بھی اسکی تبعیت ہو مسلمان ہو دینی صورت کی دیت
خواہ بیان کا بدلہ ہو خواہ بائیسہ پانوں وغیرہ کا مرد کی دیت ہو آدمی ہو اور مسلمان
اور دینی کی دیت برابر ہے فصل صورتوں مفصلہ ذیل میں پوری دیت واجب ہوتی
ہے یعنی جان سے مارنے آؤناں کاٹنے آؤناں کاٹنے اور ذکر کاٹنے اور سپاری کاٹنے
اور عقل دور کرنے اور قوت سنسنی یا دیکھنی یا سونگھنی یا ذائقہ کے دور کرنے اور آہنی
اور سر کو اسطرح مونڈنے میں کہ پہر بال نہ جمیں اور دونوں آنکھیں پھوڑ ڈالنے اور دونوں
ہاتھ خواہ دونوں پاؤں خواہ دونوں کان خواہ دونوں خنجر خواہ صورت کی دونوں چہانیاں
کاٹ ڈالنے میں اور دونوں ہر دے مونڈ ڈالنے میں کہ پہر نہ جمیں (دیت کا بدلہ بھی ہوگی)
— جو چیزیں کہ دو دو میں مثلاً آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پاؤں
میں سے ایک کے کاٹنے یا پھوڑنے سے نصف دیت لازم آوے گی —
اگر دونوں آنکھوں کے بیاروں ہلکوں کے بال دور کر دو تو پوری دیت ہوتی اور
ایک ہلکے کے بال دور کئے تو جو تھائی دیت دینی آوے گی — ہاتھ اور پاؤں میں سے ایک
انگلی کے کاٹنے سے دیت کا دسواں حصہ ہو گا اور جن انگلیوں میں پورے ہیں انکی ایک
پورے کی دیت اور انکی دیت کی تہائی ہو اور جن میں دو پورے ہیں مثلاً انگوٹھا تو اسکی
پورے کی دیت اور انکی دیت کی آدھی ہوگی — ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ یا پانسو
درہم ہیں — جو عضو کہ صبر کے باعث بیکار ہو جاوے دینے جس کام کا تھا اس سے
جاتا رہی مثلاً ہاتھ سو کہ جاوے یا آنکھ میں مینا مٹی نہ ہو تو آٹھین پوری دیت لازم ہوگی
فصل زخموں کی دیت کے بیان میں — جس زخم سے کہ سر کی ٹہنی کھلیا دے اور اسکی دیت
بیسواں حصہ دیت کا ہو اور جس سے ٹہنی سر کی ٹوٹ جاوے تو دیت کا دسواں حصہ اور

نہیں

نہیں

جس کو بڑی ٹوٹ کر سرک جاوے اسکی دیت دسوان اور سوان حصہ دیت کا حق
 (یعنی دونوں کا مجموعہ) اگر زخم مغز تک پہنچا ہو تو تہائی دیت کی اسکی دیت حق
 سیٹم بیٹ کا زخم جو اندہ تک پہنچا اسکی ہی دیت تھائی ہو لیکن اگر سبہ کی طرف
 پہنچ گیا ہو تو دو تہائی دیت کی اسکی دیت ہوگی۔ اور جس زخم سے صرف سر کی کھال
 چھلجاوے اور خون نہ نکلے یا خون چکے اور بھی نہیں یا خون ہو یا کھال کھجاوے یا گو
 کھجاوے یا ٹیٹھی کے پاس کی جھلی تک زخم پہنچ جاوے تو پھر زخم اگر خطا سے ہوئے
 ہوں تو جو اکبر و عادل انکی دیت دینو کو کہو اسقدر دیت دینی ہوگی۔ زخون میں سوائس
 زخم کے جس سے ٹیٹھی کھجاوے اور دانستہ زخم کیا ہو اور کسی زخم میں قصاص نہیں۔
 ایک ماتھہ کی سب انگلیوں میں اگر چہ مع تہبیلی کٹی ہوں نصف دیت ہوگی اور اگر نصف
 کٹی ہو تو ایک کٹی ہوں تو انگلیوں میں نصف دیت ہوگی اور باقی میں مرد و عادل کا قول۔ اگر
 تہبیلی مع ایک انگلی کے کاٹی تو دسوان حصہ دیت کا اور دو انگلیوں کے ساتھ
 میں پانچواں حصہ دیت کا ہوگا اور تہبیلی میں کچھ واجب نہیں۔ اگر کسی زائد انگلی
 کاٹی یا بچہ کی آنکھ میں چوٹ لگائی یا اسکا عضو ناسل کاٹا یا زبان کاٹی اور بچہ کے
 دیکھو سو آنکھ کا حال اور بولہ جو سوزبان کا اور ہنسی سو ذکر کا حال معلوم ہو گیا کہ بچہ
 اعضا چھو میں تو مرد و عادل کے کہنے کے بموجب دینا پڑے گا (اور اگر اونکی صحت کا
 حال معلوم نہ ہو تو بچہ کا حال مثل بالغ کے اعضا کے ہوگا جنکا بیان اوپر گذر چکا ہے
 اگر زید نے عمر کے سر پر زخم لگا یا جس سے اسکی عقل جاتی رہی یا سر کے بال نہ جمو تو
 زید کو دیت کامل دینی ہوگی اور اس دیت میں زخم کی دیت بھی لگائی اور اگر زخم مذکور
 سے اسکو سنہو کی قوت یا دیکھو کی یا بونے کی بھی جاتی رہی تو انکی دیت اس دیت میں

اور قتل ہوئی بلکہ انکی دیت بعد از موت بھی نہ رہی۔ اگر زید سے خرچہ دیا تو خرچہ دیا جس کو اسکی
 آنکھیں جاتی رہیں یا ایک اور کھلی کھٹی اور وہ خرچہ اسکی بھی نہ ہو سکے گی یا اوپر کی پور کاٹی
 اس خرچہ کی باقی اور کھلی نہ ہو سکے گی یا اس خرچہ کو کھانا ہو گیا یا آواہاں رہے تو اور باقی رہا ہو گیا
 ہو گیا تو ان سب امور میں قصاص لینا چاہیے بلکہ محرم پر دیت دینی ہر قصہ کی دیت ہوگی
 اگر ایک شخص کا دانت دو سو سو تھے اور کھانا آواہاں رہے تو اسکی باقی اور دوسرے
 کچھ تار ان پر لگا اور اگر دوسرے سو قصاص لینا چاہیے قصاص لینے کے بعد بھی قصاص کا دانت
 ہم کیا تو اول تو دوسرے سو کے دانت کا تار ان دانت کو کا اگر زید سے خرچہ دیا تو
 خرچہ دیا اور دوسرے خرچہ پر لگا اور دوسرے نشان بھی باقی رہا یا زید سے خرچہ دیا
 خرچہ دیا تو خرچہ پر لگا اور دوسرے نشان بھی باقی رہا یا زید سے خرچہ دیا
 اور زخم کرنے کا قصاص جس تک کہ میر و دیا چاہا ہو اسے لینا چاہیے و اسے کہ ختم
 اسے کہ زخم شاید بیکر جاوے اور میر و دیا چاہا ہو اسے لینا چاہیے و اسے کہ ختم
 مارا مارا زخم اور کھلی جس قتل ختم میر و دیا چاہا ہو اسے لینا چاہیے و اسے کہ ختم
 قصداً مارا مارا اسے کہ اس میں شیشہ ہو کہ اگر کھلی ہو تو زخم سے خون سے وارث کو خون
 کی موت نہیں مرنے مارا ہو گا تو ایسی عقل میں مقتول کی دیت خاص قاتل کے مال میں ہوگی
 (اوسکی قوم کے مال پر نہ آوے گی) میر و دیا چاہا ہو اگر خون شو باز خرچہ سو مال پر صلح کی ہو
 یا خون اور زخم قاتل کے اوپر نہ ہو تب میر و دیا چاہا ہو دیت بیسویں حصہ ہو کہ میر و دیا
 مال بھی قاتل کے مال میں شو دیا ہو گا) ختم اور دوا نہ جو کچھ فقیر خون اور زخم
 کی قصداً کرن تو اسکا حکم خطا کا ملتا ہو اور اوسکی دیت اوسکے لئے خرچہ کی اور
 اوپر کفارہ نہیں ہوتا و زید مقتول کی میراث سے خرچہ دیا ہو

فصل ہس کے بچہ کے قتل کی صورت میں ۔ اگر کسی نے حاملہ عورت کے پیٹ پر ہاتھ مارا اور اس کا بچہ مر گیا تو بچہ کو جرم پر ایک بروہ پوری دیت کے بیسیون حصہ کا اور
 آویگا اور اگر بیسیا بچہ کر کر مر جاوے تو پوری دیت لازم ہوگی اور اگر مردہ بچہ کرے اور
 مردہ عورت مر جاوے تو دیت عورت کی اور بچہ کی خصوص بروہ لازم آویگا اور اگر عورت
 پہلے مر جاوے پھر مردہ بچہ نکلے تو صرف دیت عورت کی لازم ہوگی ۔ اور جو گل
 کہ اس کے گرد بیو میں بروہ لازم ہوتا ہے اس سے وراثت لجاوے (اسلئے کہ اس کو حیات
 کا حکم ہے یعنی گو یا زندہ پیدا ہو کر مرالیں میراث بھی اس کو وارثوں کو ملنی چاہیے)
 مگر مجرم اس کے مال سے کچھ نہ پاویگا مثلاً ایک شخص نے اپنی بیوی حاملہ کے پیٹ پر ہاتھ
 مارا اس شخص کا لڑکا جو پیٹ میں تھا مردہ نکل پڑا تو اس شخص کے کنبہ پر بروہ
 اس بچہ کے عوض لازم ہوگا اور باپ کو اس بچہ کی میراث نہ پہنچے گی ۔ اور لونڈی
 کے پیٹ کے بچہ کی یہ صورت ہو کہ اگر لڑکا کرے تو بچہ دیکھا جاوے گا کہ اگر جیتا تو
 کہتے گا ہوتا جتنی قیمت کا ٹھہرنا اس کا بیسیون حصہ مجرم کو دینا آویگا اور اگر لڑکا
 کرے تو بچہ کی قیمت کا دشواں حصہ لازم آویگا ۔ اگر زید نے عمرو کی لونڈی کے
 پیٹ میں مارا پھر عمرو نے اس کے محل کو آڑا کر دیا بعد اس کے اس لونڈی کا وہ
 محل کر گیا اور بچہ مر گیا تو زید کو زندگی کے حال کے اعتبار سے اس کی قیمت دینی
 آویگی اور بچہ کے عوض میں بروہ کا کفارہ لازم ہوگا ۔ اگر عورت نے بچہ کو مارنے
 کی دوا پانی یا اپنی شرمگاہ میں کچھ کہہ لیا جس سے بچہ مر گیا تو اگر بچہ کام بدوئی ہے
 کی اجازت کے کیا ہوگا تو عورت کے کنبہ پر بروہ دینا بیسیون حصہ دیت کا لازم
 ہوگا اور اجازت سے کیا ہو تو کچھ لازم ہوگا ۔

مستقبل راہ میں اگر کوئی کچھ مرنیا کرے اور اسکے پیائیں۔ اگر کوئی شخص شارع عام کی
 دین بستہ اس یا پر مالہ نکالے یا برج خواہ چوڑا یا دوکان یا دیو تو ہر شخص کو ان
 چیزوں کے توڑنیکا اختیار ہے۔ کوہنہ نافذہ میں گہرا لیکو کچھ امور کرنے درست
 ہیں بشرطیکہ لوگوں کو ضرر نہ ہو اور سرحد کو چہ میں بدون اسکے باشندہ کی اجازت کو
 اس طرح کا قصہ جائز نہیں۔ اگر ایسی چیزوں کے کرنے سے کوئی مر جاوے تو میت کی
 دیت اس شخص صاحب خانہ کے کہنے پر ہوگی اور بھی حال ہے اگر راہ میں کوئی نہ ہو
 یا بیل رکھ دے اور ان کے سبب سے کوئی آدمی ضائع ہو جاوے تو اسکی دیت بھی اس
 شخص کے کہنے پر ہوگی لیکن اگر کوئی جانور تلف ہو گا تو اسکا مالہ ان اس شخص کے مال
 میں ہوگا (قوم پر دینا نہ آوے گا) اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے گھر میں یا خانہ غیر
 کے لٹو کر بنا یا دیو یا اپنی ملک میں کہو دیو یا راستہ میں بلا اجازت بادشاہ کے لٹو کر
 رکھ دے یا پل بناوے اور کوئی شخص قصداً اس لٹو کر یا در پل پر ہو کر گزری اور تلف ہو جاوے
 تو ان سب صورتوں میں مالہ ان نہ دیا ہوگا۔ اگر کوئی شخص راہ میں بوجھ اور ہتھیار جاتا ہو
 اور وہ بوجھ کسی پر گر پڑا اور وہ دیکر مر گیا تو اس شخص پر ضمان ہوگا اور اگر چادہ
 پہن جاتا تھا اور اسکو گرنے سے کوئی مر گیا تو مالہ ان نہ ہوگا۔ اگر محلہ کے آدمیوں میں
 سے کسی نے دھانکی مسجد میں تبدیل باندھ ہی یا بورے ڈالے یا لٹو کر بچائے اور اس
 سے کوئی آدمی مر گیا تو اس شخص پر ضمان نہ ہوگا اور اگر ان کاموں کا کرنا والا اس
 محلہ کا رہنے والا نہ ہو تو ضامن ہوگا۔ اگر کوئی شخص مسجد میں میٹھا بچا کر اس سے
 کر دے یا ملاک ہو گیا تو زمینے والا کو اسی محلہ کا ہوگا اگر نماز میں نہ ہوگا تو ضمان نہ
 نماز میں ہوگا تو ضمان لازم نہ آوے گا۔

فصل چھٹی ہوئی دیوار کے بیان میں۔ اگر زید کی دیوار شارح عام کی طرف سے ہوئی ہو
 ہو اور کسی مسلمان خواہ ذمی نے زید سے اس کے ٹوڑا ڈالنے کو کہہ دیا ہو اور جسے
 عرصہ میں کہ وہ ٹوڑا سکتا تھا اتنی مدت گزر گئی تو اب جو کچھ اس دیوار سے جان یا
 مال کا نقصان ہو گا وہ زید کو دینا پڑیگا۔ اور اگر اول ہی سے زید نے اس کو چھٹی
 ہوئی بنائی تھی تو پھر تین کیسے کہہ دینا پڑیگا۔ اگر دیوار کسی مکان کی طرف سے ہو
 ہو گا وہ زید کو دینا پڑیگا۔ اگر دیوار کسی مکان کی طرف سے ہو تو اس کے ٹوڑا
 درخواست اس مکان کے مالک کے ذمہ ہے اگر مالک مکان دیوار اسے کوہلت
 دے یا بری الذمہ کر دے تو درست (یعنی پھر مالک کا نقصان ہو گا تو دیوار دیکھو
 دینا آدھیگا) بخلاف اس صورت کے کہ دیوار شارح عام کی طرف سے ہو (کہ اس
 صورت میں کسی خاص آدمی کے ٹھہرت دیدینا اور بری الذمہ کر دینا دیوار کے
 سے مواخذہ نہ ہوگا) اگر ایک دیوار پانچ آدمیوں کی ملک ہو اور ان میں سے ایک پر گواہ
 کر دے کہ کسی نے بری دیوار چھک گئی ہے اس کو ٹوڑا ڈال پھر وہ دیوار گری اور کوئی
 شخص دیکر مر گیا تو جس شخص سے توڑا ڈالنے کو کہہ یا تھا اس پر پانچواں حصہ دیت
 کا لازم ہوگا۔ اگر ایک احاطہ میں تین شریک ہیں اور ان میں سے ایک نے ان میں کوئی
 کچھ دیا یا دیوار بنائی اور اس سے کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو اس کے ذمہ دو تہائی دیت
 کی دینی آدھنی (اس لیے کہ اپنی حصہ میں ان چیزوں کے بنانے سے ضمان نہیں لازم
 آتا مگر چونکہ اپنی دوسریوں کے حصہ میں بھی مر گیا تو گویا غصب کی راہ سے مر گیا
 اس لیے دو تہائی دیت کی دینی ہو گئی)

یا سب جانور اگر کسی کا نقصان کرے یا کوئی جانور کا نقصان کرے اور دوسرے مسلمان

کے یا نہیں۔ اگر سوار کی سواری کا جانور گرجتی چیز یا آدمی اپنی ٹانگوں میں تھپو یا سر
 کی ٹکڑی یا تھپے کے کاٹنے سے یا ٹاپ یا رستے سے تلف کر دے تو سوار پر ضمان آدینا لیکن اگر
 جانور لات مارنے سے یا ڈیم سے گھونٹھاں کرے تو ضمان نہ آدینا مگر اس صورت میں کہ سواری
 کو راہ میں کھڑا کر دیا ہو کہ اس صورت میں نقصان کا ضمان دینا پڑے گا اگر جانور کی ٹانگوں
 سے کوئی ٹکڑا ٹکھلی اوچھلی یا خود اس کی ٹانگوں سے غبار یا چوٹے ڈھیلے اڑے
 اور ان میں سے کسی ایک ٹکڑے میں کوئی ٹکڑا ٹکھلی وغیرہ جا لگی اور اس کی آنکھ بیٹھ گئی تو سوار
 پر ضمان نہ ہو گا اور اگر جانور نے بڑی بڑی ڈھیلے اڑائے تو ضمان ہو گا۔ اگر راہ میں جانور
 کو قید پشاب کرے کہ کو کھڑا کیا اور اس کو قید یا پیشاب کیا اور اس سے کوئی تلف
 ہو گیا تو سوار پر ضمان نہ ہو گا۔ اور اگر کسی اور مطلب کو کھڑا کیا تھا اور جانور
 نے بک بیٹھ دیا اور اس سے کوئی مہلے ہوا تو ضمان ہو گا اور جو کام کہ اون
 سے سوار پر ضمان آتا ہے وہ نہیں ہے جانور کے ٹانگوں والے اور ہاگ نکیل تمام
 لیجا پھوٹا پر بھی ضمان آتا ہے فرق اتنا ہے کہ اگر کوئی جانور مر جاوے تو سوار کو قضا
 دینا بھی لازم ہوتا ہے اور ٹانگوں والے اور لیجا پھوٹے پر قضا لازم نہیں۔ اگر
 سوار یا دوسرا آدمی اس میں ٹکڑا کرے کہ دوسرے کے دھن سے مر جاوے تو شخص
 کی دیت دوسری ہے کٹری ہوگی۔ اگر ایک شخص نے اپنی جانور کو بیچے سوا تھا اور
 اس کا زمین کسی آدمی پر کر پڑا اور وہ مر گیا تو ٹانگوں والے پر دیت کا ضمان ہو گا۔
 اگر زید اوٹھو کی قطار نکیل تمام آگے لے جاتا تھا اور ایک اونٹ کے جانور
 تلے گئی آدمی روندا کیا تو زید کے کہنے پر میت کی دیت آدینگی اور اگر زید
 تنہا بک قطار کو بیچے سوا تھا تو میت کی دیت زید اور بکروں و اونٹوں کی

اور اگر اونٹ مذکور کو کسی نے قطار میں باندھ دیا تھا تو جو کچھ آگے سے لیجا بیولے
 کے کنبہ کو میت کے عوض دیا پڑے وہ اونٹ باندھنے والے کے کنبہ سے بہرہ لیں۔ اگر کوئی
 شخص کسی جانور کو دوڑا دے یا طرح کہ پیچھے کسی کسی یا ننگے پاؤں سے دوڑنے
 میں اگر آدمی یا مال کا نقصان ہو جاوے گا وہ اس کو دینا پڑے گا اور اگر زندہ جانور کو آریا یا کتا
 چھوڑا اور پیچھے سے لایا جو پایہ خود بخود بھاگا اور اُن سے کسی جان یا مال کا نقصان ہوا دیکھو
 خواہ رات کو تو ضامن نہوگا۔ اگر قصاصی کی کرسی کی آنکھ کھال لی تو جعفر بکری کی قیمت
 میں نقصان ہوگا و تا دینا پڑے گا اور اگر بڈہ یعنی قربانی کی گائے اور اونٹ کی آنکھ کھالی
 تو اس کا مثل دیا ہوگا اور اگر گھوڑے یا گدھے کی آنکھ کھالی تو چوتھائی قیمت دینی ہوگی۔
باب بردہ کے نقصان کے بامین یعنی وہ کسی کا نقصان کرے یا اس کا کوئی نقصان
 کرے۔ بروہ اگر بہت سے نقصان کرے تو واجب ہے کہ اس کو بجار مالک نقصان والو کو حوالہ کرے بشرطیکہ بروہ
 حوالہ کرے کہ قابل ہوا اور اگر وہ قابل حوالہ کرے نہ ہو (مثلاً بعد قصور مالک نے اس کو آزاد کر دیا ہو)
 تو مالک اس کی ایک قیمت نقصان والو کو حوالہ کرے یعنی نصف نقصان والو کو ایک قیمت مالک پر ہو بلکہ
 ایک ایک قیمت سے حوالہ کرے علامہ نے نقصان کیا اور مالک نے غلام مذکور سے حوالہ کیا تو وہ
 غلام کا مالک ہو گا جب تک مالک کے نقصان کا عین نہ ہو اگر مالک ان نقصان پر چھوڑا دے تو غلام
 پر کسی نقصان کرے تو اس کا حکم مثل نقصان سے ہے کہ مالک نقصان داسے کو غلام دے یا
 اس کے نقصان کا تاوان ادا کر دے اگر غلام دو نقصان ایک ہی دفعہ کرے تو اس میں ہی
 مالک یا دو نقصان والو کو غلام دے یا اسے یا دو نقصان کے نقصان کا تاوان دے۔ اگر
 غلام نے قصور کیا اور مالک کو اس کا علم نہ ہوا اور اس کو آزاد کر دیا تو مالک کو اس نقصان
 کے تاوان اور غلام کی قیمت میں سے جو کم ہوگا وہ دینا پڑے گا اور اگر اس کو قصور کا

بجائے
 نقصان

حال معلوم تھا اور آزاد کر دیا تو نقصان کا تاوان ہی دینا لازم ہو گیا۔ اس سلسلہ میں
 کا حال ہے کہ اگر قصور سے مطلع ہو کر غلام کو بیچ لیا گیا تو قصور کا تاوان دینا پڑے گا اور
 اگر مالک غلام کی آزاد دی کہ کسی شخص کے آزاد دے یا تبرارے یا اسکو زخمی کرنے
 میں مشروط کرے اور غلام مذکور ان حرکات کا مرتکب ہو تو آزاد ہو جاوے گا اور مالک کو
 تاوان دینا یا مجروح کا دینا ہوگا۔ اگر غلام نے کسی آزاد کو یا متحدہ قسمہ کا کٹ لیا یا
 مالک سے وہ غلام اس آزاد کو دیدالا اور اسکو غلام مذکور کو آزاد کر دیا اور پھر اس سے
 کے درمیان مر گیا تو اس غلام کا دیدالنا اس قصور سے مسلم ہوگی (یعنی تاوان آزاد
 کے قتل کا مالک کے ذمہ کچھ نہ ہوگا) ہاں اگر آزاد نے اس غلام کو آزاد کیا ہو اور
 متحدہ کے درمیان مر گیا ہو تو غلام مالک کو بہرینکے اور غلام سے قصاص لینگا۔ اگر
 غلام باذن قرضہ اسکی نقصان خطا سے کرے اور مالک کو اس کے قصور کی اطلاع نہ
 اور وہ اسکو آزاد کر دے تو مالک غلام مذکور کی ایک قیمت تو قرضہ دار دے گا اور
 ایک قیمت نقصان کو جو عاقلہ کرے۔ اگر لونڈی باذن قرضہ دار ہو اور کچھ خبر تو
 مع کچھ کے قرضہ میں فروخت کیا جاوے گا لیکن اگر باذن لونڈی کسی نقصان کرے
 اور کچھ خبر تو نقصان داسے کو (صرف لونڈی لینگے) اسکا بچہ نہ لایا جاوے گا۔ مزید کا
 ایک غلام ہے اور عہدے اور کیا کہ اس کے آقا نے اسکو آزاد کر دیا ہے اب اگر غلام
 مذکور عہدے کے ولی مثلاً باپ کو خطا سے مار ڈالے گا تو عہدہ کو اس سے کچھ نہ لینگا (اسے
 کہ عہدے کے گمان میں تو وہ آزاد تھا اسلئے مالک سے مواخذہ نہ ہوا اور چونکہ وہ قہر
 میں غلام ہے اسلئے اس کے گنہگاروں سے دیت کا مطالبہ نہ ہائی اگر آزاد کی ہو تو
 غلام نے کسی شخص سے کہا کہ میں نے تیری بہائی کو حالت غلامی میں قتل کیا ہے

اور اوسنو کہا کہ نہیں بلکہ تو نے آزاد ہونیکے بعد قتل کیا ہو (یعنی اسکا قصاص
یادیت تیرمزد میں ہو مالک کے ذمہ نہیں) تو اسسبب تین غلام کا قول معتبر ہوگا (اور
اُس سے قصاص یادیت کا مواخذہ نہ کیا جائیگا)۔ اگر مالک نے اپنی لونڈی آزاد
کے کہا کہ جب تو میری لونڈی تھی میں نے تیرا ہاتھ کاٹا تھا اور لونڈی نے کہا کہ
تو نے آزاد کر دینیکے بعد میرا ہاتھ کاٹا ہو (یعنی قصاص یادیت تجھ پر لازم ہے) تو لونڈی
کا قول معتبر ہو اور بھی حال یہ ان چیزوں میں جو آزاد کی ہوئی لونڈی سے مالک کے دیوے
(اور دعویٰ کرے کہ میں نے آزاد کی ہو) سے پیشتر ہی میں اور لونڈی کے کہے کہ بعد آزادی
کے تو لونڈی کا قول معتبر ہوگا) مگر اوس سے محبت کرنے میں اور مزدوری کی کیا
میں (اگر اختلاف ہو تو مالک کا ہو گا نہ لونڈی کا) ایک غلام جو تجارت میں
تھا اوسنو ایک آزاد لڑکے سے کسی شخص کے مار ڈالنے کو کہا اور اس لڑکے نے
مار ڈالا تو اس میت کی دیت لڑکے کی قوم پر ہوگی (اسی طرح اگر غلام کو کوئی کسیکے
مار ڈالنے کو کہے اور وہ مار ڈالے تو دیت اسکی مالک پر ہوگی یا غلام کو مقتول کے
وارث کے حوالہ کرنا پڑیگا) ایک غلام نے زید اور عمرو کو قصداً مار ڈالا اور زید
بھی دو وارث ہیں اور عمرو کے بھی دو وارث ہیں جس میں سے ایک ایک نے خون غلام
کو معاف کر دیا تو مالک اس غلام کا آزاد زید اور عمرو کے ان دو وارثوں کو دیوے
جنہوں نے معاف نہ کیا ہو اور اگر اوکا غلام نے خود دیت آدھوں آدھوں دو دیوے
کو دیدی اور اگر زید کو غلام نے قصداً مار ڈالا اور عمرو کو خطا سے اور زید کے دو
وارثوں میں سے ایک نے معاف کر دیا تو مالک یا تو پوری دیت عمرو کے دو دیوے
وارثوں کو اور اوس ہی دیت زید کے ایک وارث کو جس نے معاف نہیں کیا حوالہ کرے یا

۴۱۱
اور اسنو کہا کہ نہیں بلکہ تو نے آزاد ہونیکے بعد قتل کیا ہو (یعنی اسکا قصاص یادیت تیرمزد میں ہو مالک کے ذمہ نہیں) تو اسسبب تین غلام کا قول معتبر ہوگا (اور اُس سے قصاص یادیت کا مواخذہ نہ کیا جائیگا)۔ اگر مالک نے اپنی لونڈی آزاد کے کہا کہ جب تو میری لونڈی تھی میں نے تیرا ہاتھ کاٹا تھا اور لونڈی نے کہا کہ تو نے آزاد کر دینیکے بعد میرا ہاتھ کاٹا ہو (یعنی قصاص یادیت تجھ پر لازم ہے) تو لونڈی کا قول معتبر ہو اور بھی حال یہ ان چیزوں میں جو آزاد کی ہوئی لونڈی سے مالک کے دیوے (اور دعویٰ کرے کہ میں نے آزاد کی ہو) سے پیشتر ہی میں اور لونڈی کے کہے کہ بعد آزادی کے تو لونڈی کا قول معتبر ہوگا) مگر اوس سے محبت کرنے میں اور مزدوری کی کیا میں (اگر اختلاف ہو تو مالک کا ہو گا نہ لونڈی کا) ایک غلام جو تجارت میں تھا اوسنو ایک آزاد لڑکے سے کسی شخص کے مار ڈالنے کو کہا اور اس لڑکے نے مار ڈالا تو اس میت کی دیت لڑکے کی قوم پر ہوگی (اسی طرح اگر غلام کو کوئی کسیکے مار ڈالنے کو کہے اور وہ مار ڈالے تو دیت اسکی مالک پر ہوگی یا غلام کو مقتول کے وارث کے حوالہ کرنا پڑیگا) ایک غلام نے زید اور عمرو کو قصداً مار ڈالا اور زید بھی دو وارث ہیں اور عمرو کے بھی دو وارث ہیں جس میں سے ایک ایک نے خون غلام کو معاف کر دیا تو مالک اس غلام کا آزاد زید اور عمرو کے ان دو وارثوں کو دیوے جنہوں نے معاف نہ کیا ہو اور اگر اوکا غلام نے خود دیت آدھوں آدھوں دو دیوے کو دیدی اور اگر زید کو غلام نے قصداً مار ڈالا اور عمرو کو خطا سے اور زید کے دو وارثوں میں سے ایک نے معاف کر دیا تو مالک یا تو پوری دیت عمرو کے دو دیوے وارثوں کو اور اوس ہی دیت زید کے ایک وارث کو جس نے معاف نہیں کیا حوالہ کرے یا

ایا غلام کو ان بیٹوں کے حوالہ کرنے کے لئے تھائی تھائی سے لین (یعنی ایک حصہ زید کے ایک
 وارث کا اور دو حصہ عمرو کے دو نو وارثوں کے) دو مخصوصین ایک غلام مشترک تھا
 اور ان دو نو کے رشتہ دار کو مار ڈالا اور ان دو نو میں سے ایک نے مجھ کو
 معاف کر دیا تو مقبول کا سب خون یسوی گیا (یعنی دوسری مالک کو اس کے باہن
 معاف کر دیا کے پرچہ مواخذہ نہیں پورنجا) فصل ایک غلام کو کسی نے خطام سے
 مار ڈالا تو قاتل سے اسکی قیمت مالک کو دلائی جا دیگی لیکن اگر اسکی قیمت دس ہزار درہم ہو
 تو اس میں سے دس درہم کم لینے کے (مالک غلام کی خوبیاں آزاد شخص کی دیت کی برابر ہو جائے
 اور اگر قیمت دس ہزار سے زیادہ ہوگی تب بھی دس درہم کم دس ہزار دلا دینے اور اگر نو سو
 کوئی مار ڈالے اور اسکی قیمت پانچ ہزار درہم ہو تب بھی دس درہم کم پانچ ہزار دلائی جاوے
 بخلات اس غلام کے جو کسی نے غصب کر لیا ہوا درغاص کے پاس رہا ہو کہ اسے
 میں غلام نہ کر دیا کی پوری قیمت دینی غاصب پر لازم ہوگی گو دس ہزار سے کہنی ہی زیادہ ہو
 آزاد کے لئے نقصان کے عوض میں جنسی دیت ٹھہری ہوئی ہو دینی ہی غلام کے نقصان
 میں اسکی قیمت میں سے ہوگی مثلاً اگر غلام کا ماتمہ کوئی کاٹ ڈالے تو غلام کی نصف قیمت
 اسکو دینی ہوگی (اسلئے کہ آزاد کے ماتمہ کا بھی میں نصف دیت لازم ہوتی ہے) اگر کسی
 غلام کا ماتمہ کسی نے کاٹ ڈالا اور اس کے مالک نے اسکو آزاد کر دیا اور آزاد ہوئے
 بعد وہ ماتمہ کے رد میں مر گیا اور اس کے دوسرے وارث بھی میں تو قاتل سے قصاص
 نہ لیا جاوے گا (اسوئے کہ قصاص کا مدعی معین نہیں رہا کہ مالک ہو گا یا وارث) اور اگر
 اسکا وارث اور کوئی نہ ہو تو قاتل سے قصاص لیا جاوے گا (اسلئے کہ اسکو میں سے قصاص
 کا مالک ہی ہے اگر زید کے دو غلام ہیں اور اوسے دو نو سے کہنا کہ تم میں سے ایک

ہر پیر کسی سنے اُن دو نو کے ہر کوڑ خمنی کر دیا ادب مالک نے بیان کیا کہ میں نے
 انہیں سو غلام کو آزاد کیا تھا تو دو نو کے رحم کا نادان مالک کو لیکھا۔ اگر زید جو
 غلام کی دو نو مکہ میں پھوڑ دے تو جو کو اختیار ہو چاہے غلام زید کے حوالہ کر
 اور اس کو پور بی قیمت اسے سنے یا غلام اندھا بنو پاس رکھو اور زید سے کچھ نہ لے
 (اسلئے کہ غلام جسم کے اعتبار سے تو زید آدمی ہے اور فائدہ کے اعتبار سے مردہ
 اور مکہ میں پھوڑنے کی صورت میں تمام قیمت واجب ہوتی ہے اور وہ بدن اور گھبرن
 دو نو کی ہے پس اگر غلام کو رکھو گا تو آدمی ہونے کا اعتبار لحاظ کیا جاوے گا اور فائدہ
 اسکا تابع مقتضو ہو گا کیونکہ صفات ذات کے تابع ہیں پر البتہ تین اگر زید سے کچھ
 لیکھا تو بدل اور مبدل منہ دو نو اس کے پاس جو ہمارا لیکھا اور تھہ درست نہیں۔ اگر
 بدبر یا تم ولد کسی کا کچھ نقصان کر دین تو مالک کو انکی قیمت اور نادان میں سے
 جو سنا کم ہو گا دینا آویگا اور اگر مالک قاضی کے حکم سے انکی قیمت نقصان دے لے لے
 دیکھا ہو اور ہر وہ نقصان کرین تو وہ نقصان والا اپنے نقصان دے لیکھا
 انکی قیمت میں ہو گا جو مالک سے اوہ ملی ہو اور اگر مالک سے بدن حکم قاضی کے
 قیمت پہلے نقصان دے لیکو دے ہو تو وہ سرحد اختیار ہو کہ مالک سے اپنی نقصان
 کے نادان کا مواخذہ کری یا پہلے نقصان دے لے سے ۴

باب غلام اور بدبر اور لڑکے کے غضب کرنے اور اس اثنا میں انہیں نقصان
 پڑ جانے کے بیان میں۔ اگر ایک غلام کا ماتھے کسی نے کٹ ڈالا ہو پھر اسکو کوئی
 دوسرا شخص چہن لے اور غاصب کے پاس وہ غلام ماتھے کی تکلیف سے مر جاوے تو
 غاصب پر ماتھے کی غلام کی قیمت دینی آوے گی صحیح مسلم کی دینی ناویگی اگر زید

غلام سے کسی نے کٹ ڈالا ہو پھر اسکو کوئی دوسرا شخص چہن لے اور غاصب کے پاس وہ غلام ماتھے کی تکلیف سے مر جاوے تو غاصب پر ماتھے کی غلام کی قیمت دینی آوے گی صحیح مسلم کی دینی ناویگی اگر زید

کسی کا غلام غصب کیا اور عمرو نے زید کے یہاں اس کا ماتمہ کاٹا اور وہ غلام گیا
 زید یاد اس کے تادان سے رہی ہو گیا (یعنی اب تادان عمرو پر دیا آدھا) ایک غلام
 نے جس کے تجارت کی اجازت تھی آپ صبی غلام کو چھین لیا اور دوسرا غلام اس غلام
 خاصیت کے پاس رکھا تو خاصیت پر قیمت دوسرا غلام کی آدھی (اپنی آزاد ہونے کے بعد وہ
 کرے) عمرو نے بکر کے دوسرا غلام کو غصب کیا اور زید نے عمرو کے یہاں خالد کا
 قصور کیا پھر وہ دوسرا بکر کو مل گیا اور اب زید کا اوسو نقصان کیا تو بکر اس دوسرے
 دائرہ آدمیوں آدھ خالد اور زید کو حوالہ کر دی یعنی غلام مذکور کی نصف قیمت (اول عمرو
 سے لیکر خالد کو دے) (اسلئے کہ اول خالد ہی مستحق تمام قیمت کا ہوا تھا زید اوسو اسکا
 فراخیم اور شریک تھا پھر بکر عمرو سے آدھی قیمت غلام دوسری اور لے اور بعد آپ رکھے)
 اور اس صورت کے جلس میں خاصیت دوسری نصف قیمت ایک بار لیا دیگی (یعنی اگر دوسرے
 بکر کے یہاں زید کا نقصان کر لیا تھا کہ عمرو نے اسکو غصب کیا اب عمرو کے یہاں
 خالد کا بھار کیا تو اس صورت میں عمرو صرف آدھی قیمت لیا دیگی) اور غلام مثل دوسرے
 ہی اس حکم میں صرف اتنا فرق ہو کہ غلام کی صورت میں مالک کو غلام کو حوالہ کرنا پڑتا ہے
 قصور دالو کو اور دوسری صورت میں اس کی قیمت دینی پڑتی ہے۔ اگر عمرو نے بکر کا دوسرا
 غصب کیا اور عمرو کے یہاں اوسو زید کا بھار کیا پھر وہ دوسرا بکر کو مل گیا اگر عمرو
 دوسرا بکر اسکو چھین لیا اس دفعہ اوسو خالد کا نقصان کیا تو بکر پر دوسرا بکر کی قیمت
 زید اور خالد کو دینی لازم ہوگی اور پھر ہی قیمت دوسری عمرو سے لے اور اس میں سے
 نصف زید کو دے دی اور نیم نصفیت جو زید کو دیا اوسو عمرو سے ہر دوسرے کی خاصیت
 ایک آزاد لڑکا غصب کیا جو اسکی یہاں اگر ناگہانی یا بھاری سے فر گیا تو خاصیت چھین

نہو گا اور اگر بجلی اوپر گری یا سانپ نے کاٹا اور مر گیا تو اسکی دیت غاصب کی قوم پر
 ہوگی اور یہی حال ہے اگر کسی لڑکے کی سپرد کوئی غلام کیا جاوے امانت کے طور پر اور وہ
 لڑکا اُس غلام کو مار ڈالے تو لڑکے کے کنبو پر غلام کی قیمت آدگی اور اگر لڑکے کو
 کہا نا امانت سپرد کیا جاوے اور وہ کھائے تو ضامن نہ ہوگا۔

کتاب القسامہ

اسمین قسامہ یعنی خون کے باب میں جو محلہ والوں پر قسم لازم آتی ہو اسکا ذکر ہے
 ۔ اگر کسی محلہ میں قاتل پایا گیا جسکے قاتل کا حال معلوم نہیں تو مقتول کا وارث اول
 محلہ والوں میں سے جو آدمی کو چاہتا ہو ان سے جو حصہ قسم لیا جاوے کہ بخدا نہ ہمسہ
 اسکو قتل کیا نہ اسکے قاتل کو جانیں اگر اسطرح کی قسم کہا لیں تو محلہ والوں پر اس
 مقتول کی دیت ہوگی اور اگر خون کا وارث اسی محلہ میں رہتا ہو تو اسکو قسم دی
 جاوے گی اور جو شخص قسم کھانے سے انکار کرے اسکو قید کیا جاوے یہاں تک کہ قسم
 کھاوے اور اگر محلہ کے قسم کھانے والے نہ ہوں تو موجودہ شخص کو بکر قسمیں دیں
 ۔ ہر قسمین پور می کر لیا دینگے (مثلاً اگر تہ ہوں تو دس آدمی کو دوبار قسم
 دینگے اور باقی کو ایک بار اور اگر دس ہی ہوں تو سب کو پانچ بار قسم دیوینگے)
 لڑکے اور دیوانہ اور عورت اور غلام پر قسامہ نہیں (یعنی خون کے مقدمہ
 میں انکو قسم نہ دینی چاہیے) اور جس صورت میں کہ میت پر نشان زخم یا مار کا نہ ہو
 یا پتہ نہ ہو یا نہ ہو یا مقام یا خانہ سے خون جاری ہو تو اسصورت میں محلہ
 والوں پر قسم واجب ہوگی نہ اس میت کی دیت دینی ہوگی (نہاں کہ مقام یا خانہ
 سے خون جاری ہونے کی صورت میں دیت نہ دینی وجہ یہ ہے کہ انہیں احتمال بیماری

اور تیری مائیں ایسا بہت تھوگا، لیکن اگر انکو کسویا کا خون سے خوب چلنا ہو تو قسا
 واجب ہوگا (اسلو کہ اگر انکو کسویا کا خون سے دھو کر چھٹ نہیں بہتا) مگر مقتول کسی جانور پر
 لہا ہوا یا بکلیا اور اس پانود کو کوئی آگے سے پکڑ لے جو پاتا ہو یا چھو سے یا کٹا ہو یا
 اور سوار ہو تو اس سے تھوڑے کے کنبہ پر مرد کی دیت ہوگی۔ اگر کوئی جافرا
 جس پرقتول شخص سے دونوں گانہ کے درمیان ہو کر نکلا اور کوئی
 اور اس کے ساتھ نہ تھا تو چوگالو نزدیک ہوگا اور سپر قسم اور دیت
 لازم ہوگی اور اگر وہ نو زبانہ فاصلہ پر ہوں تو وہ قریب لازم ہوگی، اگر مقتول آدمی کسی
 کے مکان میں پایا جائے تو تھوڑا مکان پر قسام ہوگا (یعنی وہ قسین کہا گیا) اور دیت
 ایسے کنبہ پر لازم ہوگی۔ قسام پر زندہ و مرد جب ہی نہ رہے والدین اور خریدنیوالوں
 پر (یعنی جن لوگوں کو با و شاہ کے زمین ملی ہو ان لوگوں پر قسم واجب ہو جو باشندے اور
 خریدار زمین کے ہوں و نہ ہوں جب زمین لیکن اگر زندہ اور زمین سے کوئی نہ رہا ہو تو اس
 صورت میں خرید کر نیوالوں پر قسم ہوگی۔ اگر مقتول کسی جو بی شریک میں پایا جائے اور شریک
 کا حصہ یکساں نہیں (کوئی نصف کا شریک ہو کوئی چوتھائی اور غیر وہاں) تو قسام اور
 دیت شریکوں کے حصہ کے اعتبار سے ہوگی (یہ اونکی ملکیت کے سہاموں کے
 اعتبار سے) اگر ایسی جو بی میں مقتول ہوا کہ وہ سکی بیع ہو چکی تھی مگر مشتری کے قبضہ
 میں نہیں آئی تھی تو دیت بائع کی قوم پر ہوگی اور اگر بیع خیار کے ساتھ ہوئی ہو
 تو وہ جو بی جس کے قبضہ میں ہوگی یا وہ سکی بیع پر دیت لازم آوے گی (خواہ قابض کامل
 ہو یا مشتری) لیکن قابض کی قوم دیت بائع کی نسبت کم ہے اس بات کے گواہ
 نہ گذر چکے کہ جو بی قابض کی ملکیت ہو (اور مشتری کا نہیں رہتا) وہ بیع کی ملکیت

کے دیت اسکی طرف سے لازم ہوگی) اگر کشتی میں مقتول ملے تو جو اس میں سوار اور ملاح
 ہوں اور نہ قسامہ اور دیت ہوگی اور کسی محلہ کی مسجد میں اگر ملے تو محلہ والوں پر ہوگی
 اور اگر شارع عام یا جامع مسجد میں ملے تو قسامہ اسکو دو تین نہیں اور دیت بیت المال
 میں سے دیجاوے گی۔ اگر جنگل میں مقتول ملے یا بیچ میں دریا کے پایا جاوے تو اسکی کچھ
 پرستش ہوگی (نہ قسم ہوگی نہ دیت) اور اگر دریا کنارے لٹکا ہوا یا بندہ ہوا ملے تو جو
 گا لو وہاں سے زیادہ نزدیک ہوگا اور سپر قسامہ لازم آوے گا۔ اگر غول کے وارث
 اہل محلہ کو ہو کسی اور پر دعوے کا کیا تو قسامہ اس محلہ والوں پر جانا رہے گا اور اگر محلہ والوں ہی میں ایک
 شخص میں پر دعوے کا کیا تو قسامہ اس پر جانا رہے گا۔ اگر ایک قہم توارین کہیں چکر پھرن دریا کے مقتول کو چھو کر جدا
 ہوں تو قسامہ محلہ والوں پر ہوگا جہاں لڑائی ہوئی لیکن اگر غول کا وارث اُن کو جو پر دعوے کا لیکر آئے
 خود دعوے کریں یا ان میں سے ایک شخص پر دعوے ہو تو البتہ محلہ والوں پر قسامہ ہوگا۔ محلہ والوں میں
 سے قسم و کسے بیا کیا کہ مقتول کو ایک شخص خاص مثلاً زید نے مارا ہو تو اسکو اسکو پر قسم دی
 جاوے گی کہ بخدا میں نے مقتول کو نہیں مارا اور نہ سوآزید کے اسکو قاتل کو جانوں۔ محلہ
 والوں میں سے اگر کچھ لوگ کہیں کہ غیر محلہ کے آدمی نے مارا ہو یا اس محلہ کے ایک شخص
 معین کا نام لیں کہ ہم میں سے فلان شخص نے مارا ہو تو یہ کہ اسکی باطل ہوگی

کتاب المعاقل

اس میں دیتوں کا بیان ہے (کہ کون کون آدمی دیت دین) معاقل جمع متعلقہ کی ہے
 جسکے معنی دیت ہیں۔ جو خونہا کہ نفس قتل پر دیتا آتا ہو وہ عاقلہ پر ہوتا ہو (تفسیر
 قتل کی قید سو وہ خونہا نکل گیا جو صلہ کی راہ سے دیا جاوے یا شہد کی راہ سے مثلاً
 باپ اپنی بیٹے کو عداً مار ڈالے کیونکہ ان دو صورتوں میں خونہا خاص قاتل کے

مقتول کو چھو کر جدا
 ہونے پر دعوے کا لیکر آئے
 جہاں لڑائی ہوئی لیکن
 اگر غول کا وارث اُن کو جو
 پر دعوے کا لیکر آئے

مقتول کو چھو کر جدا
 ہونے پر دعوے کا لیکر آئے

مقتول کو چھو کر جدا
 ہونے پر دعوے کا لیکر آئے

مال میں ہوتا ہے نہ عاقلہ پر اگر قاتل روزیہ دار یا سپاہی بادشاہی ہو تو اس کے عاقلہ
 وہ لوگ ہیں جن کے نام دفتر بادشاہی میں ہوں (یعنی بادشاہ کے دفتر میں اگر خزانہ
 قوم کے روزیہ دار خواہ قویہ کے لوگ لکھی ہوں اور ان میں سے کوئی قاتل ہو تو باقی
 لوگ اس کے عاقلہ ہیں) دیت کا روپہ انکی تنخواہ سی تین برس کے عرصہ میں وصول کیا
 جاوے اور اگر انکی تنخواہ تین برس سے زیادہ عرصہ میں یا کم میں وصول ہو تو اس وقت
 دیت کو بجز اگر لین۔ اور اگر قاتل دفتر والوں میں سے ہو تو اس کا عاقلہ اس کا قبیلہ یعنی
 برادری والے رشتہ دار ہیں دیت اُن کو تین برس میں بچاٹ کر لیجاوے گی اور ایک
 شخص سے سال بھر کے عرصہ میں ایک درم خواہ ایک درم اور ایک درم کی تہائی سے
 زیادہ نہ لیا جاوے گا تو اس حساب سے ایک آدمی سی تین برس کے عرصہ میں چار درم سے
 زیادہ نہیں لیا جاوے گا اگر اُس قبیلہ کے لوگ اتنی نہیں کہ اس حساب سے بڑھتی ہو
 بلکہ کم ہوں اور چار درم سے زیادہ اور بڑھتا ہو تو ان میں عسبیت کی ترتیب سے
 دوسرا قبیلہ اس کا رشتہ دار ملا لیا جاوے گا (یعنی اول بھائی کو پھر بیٹوں کو پھر چچا
 کو پھر دادے کے بیٹوں کو) قاتل کو سبھلہ عاقلہ کے شمار کیا جاوے گا (یعنی جیسے اور دن کی
 دیت وصول ہوگی ویسی ہی اس میں بھی لیجاوے گی) آزاد کو ہو تو اس کا عاقلہ اس کے
 آزاد کر نیوالے کی برادری ہی۔ اور مولے مولات کا عاقلہ وہ ہی جس کے ہاتھ پر
 وہ مسلمان ہوا ہو اور اس کے کنو کے لوگ۔ غلام کے بگاڑ کرنے کا تاوان
 عاقلہ پر نہیں اور نہ اُس قصور کا کہ آدمی جانکر کرے اور نہ اس کا جو صلح کرے یا اور
 کرے کہ ان میں ضرر نہ عاقلہ پر تاوان ہوتا ہے لیکن اگر نہ عاقلہ کے اقرار کی
 تصدیق عاقلہ کرے تو عاقلہ پر تاوان ہوگا۔ اگر آزاد آدمی غلام کا بگاڑ خطا

کی راہ سسر کر سہ تو اسکا تاوان اسکی برادری پر ہوگا (یعنی خطا کی راہ سسر
بگاڑ کرنے میں برادری پر دیت آئی برابر سے خواہ آزاد کا نقصان ہوئے
یا غلام کا)۔

کتاب الوصایا

اس میں وصیتوں کا بیان ہے اور وصیت وہ ہے کہ اپنی مرئی کے بعد کسی کے لئے
کچھ مقرر کرے جو وصیت کرتا ہو اسکو موصی یعنی وصیت کرنے والا کہتے ہیں
اور جسکے لئے وصیت کی ہو اسکو موصی کہتے ہیں اور جس شخص کو وصیت کی
تفصیل کے لئے کہا ہوا اسکو وصی کہتے ہیں۔ وصیت مرئی کے بعد کے زمانہ میں
کسی چیز کے مالک کرنے کو کہتے ہیں اور وصیت کرنا مستحب ہے۔ وصیت کے مال
مترک کی نہائی سے زیادہ کی وصیت درست نہیں۔ قاتل کے لئے وصیت درست
نہیں (یعنی موصی اپنی قاتل کے لئے کچھ وصیت کرے تو جائز نہوگی) مورث اپنی
وارث سے لے کر وصیت کرے تو درست نہیں بشرطیکہ دوسری وارث جائز نہ ہو
(لیکن اگر وارث اس وصیت کو جائز کہیں تو درست ہے) مسلمان اگر ذمی کے لئے وصیت کرے یا ذمی
مسلمان کے لئے تو درست ہے۔ وصیت کا قبول کرنا موصی کی موت کے بعد ہونا چاہیے اور اگر انسانی زندگی
میں موصی اسکو قبول کرے یا قبول کرے تو باطل ہے (بلکہ موت کے بعد کا اعتبار ہے)۔
اور مستحب ہے کہ مال کی تنہائی سے وصیت کم کرے۔ اور جب موصی لم وصیت
کی چیز کو قبول کرے تو وہ اسکی ملک میں آ جاتی ہے مان اگر موصی لم موصی
کے مرئی کے بعد ہی مر جاوے اور نوبت قبول وصیت کی نہ ہو تو بھی تو بد دن قبول
کے بھی ملک موصی لم کی ثابت ہو جاوے گی۔ قرضدار کا قرض اگر اسکی مال کا

محید ہو (یعنی اسکی برابر ہو باز آمد) تو اسکو فرضہ دار کی وصیت درست نہیں۔ اس طرح
 لڑکا اور نکاح اگر کچھ وصیت کریں تو درست نہیں۔ حل کے لکھ کچھ مال کی وصیت کرنی
 (مثلاً یوں کہنا کہ میرا اس قدر مال اس بیٹے کے بچہ کو ملے) اور حل کی وصیت کسی اور کو
 کرنی (مثلاً بچہ کہنا کہ میری لونڈی کے حل سے جو بچہ پیدا ہو وہ فلاں شخص کو دیدیا)
 درست ہو بشرطیکہ بچہ وصیت کی وقت سے جو بچہ جیسے کے اندر پیدا ہو (اور اگر جہلہ عینہ و باز
 جن ہوگا تو وصیت وہ تصور کو جن ہو سکی اسکی کہ وصیت کی وقت حل کا عینہ ہوگا)
 حل کے واسطے کوئی چیز مہ کرنی درست نہیں۔ اگر لونڈی کی وصیت کی اور اسکو حل کو
 خارج رکھ کر تو درست ہو (موصی کہ لونڈی کی بیٹی حل کا بچہ ہوگا) موصی اپنی وصیت کے
 قول اور فعل سے پہر سکتا ہو (قول سے اس طرح کہ کہو کہ میں نے جو وصیت کی تھی اس سے
 رجوع کی۔ اور فعل سے) اس طرح کہ جس چیز کی وصیت کی تھی اسکو بخیر لایا یا نہ کر دیا
 یا کپڑا اٹھا اسکو موت لیا یا کبریٰ نہی اسکو ذبح کر لیا۔ اگر موصی وصیت سے اسکار
 کرے تو اس سے رجوع ثابت ہوگا مثلاً یوں کہو کہ میں نے وصیت نہیں کی اور
 موصی کہ گواہوں سے ثابت کر دے کہ وصیت کی تھی تو موصی کہ وصیت کی چیز چھوٹی
 باب اس مال کی تہائی کی وصیت کرے یا نہیں۔ اگر موصی نے تھائی مال کی
 زید کے لکھ وصیت کی اور دوسری تہائی عمرو کے لکھ اور وارثوں نے دو تہائی
 کی وصیت درست نہ کی تو ایک تہائی زید اور عمرو کو برابر تقسیم ہو جاوے گی۔ اگر زید
 نے تہائی کی وصیت کی اور عمرو کے لکھ جسے حصہ کی اور وارثوں نے جائز نہ کہا
 تو تہائی ترکہ موصی کا زید و عمرو کو اس طرح تقسیم ہوگا کہ میں حصہ کر کے دو حصہ زید کو اور
 ایک حصہ عمرو کو دیا جاوے گا۔ اگر زید کے لکھ مال کی وصیت کی اور عمرو کے لکھ تہائی

کچھ اس طرح
 تہائی موصی کے

مال کی اور ورثہ نے وصیت کو جائز نہ کیا تو ترکہ موسیٰ کی تہائی زید و عمر بن آدم ہونے
تقسیم ہوگی۔ موسیٰ کہہ کر ترکہ کی تہائی سو زیادہ حصہ نہ ٹھہرایا جاوے مگر تین سو تین
اول مجاہدات کی صورتیں (مجاہدات بیع میں رعایت کر لیکر کہتے ہیں کہ ہزار کا مال شلہ سو
کو دیکھ لے پس اگر موسیٰ کے دو غلام ہوں جنہیں سو ایک کی قیمت بارہ سو ہو اور
کی چہ سو اور وہ وصیت کرے کہ بارہ سو کا غلام زید کے ہاتھ دو سو کو بیچ ڈالنا
اور چہ سو کا عمرہ کے ہاتھ سو کو بیچ ڈالنا اور دوسرے کو بیی مال اوسکے پاس نہ ہو اور
اوسکے وارث اس وصیت کو جائز نہ کہیں پس چونکہ صورت مذکور میں زید کے ساتھ
ہزار روپیہ کی رعایت کی تو گویا ہزار اوسکے لئے وصیت کی اور عمرو کے ساتھ
جو پانسو کی رعایت کی ہو گویا اوسکو پانسو کی وصیت کی ہو تو کل ترکہ میں ہی تہائی
لیکھ یعنی دو نو غلاموں کی قیمت جو اٹھارہ سو ہوتے ہیں اوسکی تہائی چہ سو روپیہ
زید و عمر بن آدمین پر جو جب وصیت کے تقسیم کرینگے یعنی زید کا حصہ عمر و سید و نانا تہا
تو اس قدر کی تہائی عمرہ کو دینگے اور دو تہائی زید کو یعنی دو سو عمرہ کو ملین گے اور ہم
زید کو حالانکہ اس نظر سے کہ زید کو ہزار کی وصیت ہو جو تہائی ترکہ سے زائد ہو اور پر کے
قاعدہ کہتے ہیں جو جب تہائی میں دو نو شریک برابر کے ہو کر ہر ایک کو ۱۱ حصہ ملے چاہئیں
مگر مجاہدات کی وجہ سے اوپر کا قاعدہ جاری نہیں ہوتا مگر رعایت کی صورتیں (اور اوسکی
کیفیت یہ ہے کہ موسیٰ کے دو غلام ہوں ایک و دہزار کا دوسرا ایک ہزار کا اور وہ
انکے آزاد کرنا کرنا دوسرا ان غلاموں کے اور کچھ مال اسکا نہ ہو اور اوسکی وارث
وصیت کو جائز نہ کہیں تو کل ترکہ کی تہائی نہ ہو یہ وصیت جاری ہوگی یعنی بقدر ہزار
کے آزاد ہونگے اور دو تہائی اپنی قیمت کی یعنی دو ہزار ورثہ کو کما دیں گے اور ہزاری

از حق میں وصیت کے بموجب ہر ایک کو حصہ ملیگا و نو کو برابر ملیگا) شوہر ہم
 مرہا یعنی مطلق کی صورت میں (جنہیت قبل مال کی تہائی اور چوتھائی کی ہر دو مثلاً
 زید کو تیس وید کی وصیت کرے اور عمر و نو نیا حصہ کی اور اویس کے پاس ان دونوں
 حصے سے اور مال نہ ہو تو در صورت تارضا ہند ہی در نہ کے وصیت یہ کہ تہائی مال
 سو جا ہی ہوگی اور زید، عمر و کو موافق اونکی وصیت کے حصہ رسد ترکہ کی تہائی ہر
 سے دیا جاوے گا برابر تارضا ہند یا جائیگا) اگر وصیت کی کہ موصی لہ کو میری بیٹی کا حصہ
 ملے تو یہ وصیت باطل ہے (اسلئے کہ بیٹی کا حصہ کسی کو نہیں پہنچ سکتا) مان اگر
 یوں وصیت کرے کہ میری بیٹی کے حصہ کی برابر اوسکو دینا تو درست ہے اس وقت
 بن اگر موصی کے دو بیٹے ہوں تو موصی لہ کو تہائی مال ملیگا (اسلئے کہ بیٹی کا حصہ تو
 آدھا ہو و یہ تو اوسکو مل نہیں سکتا کیونکہ تہائی سے بڑھا دیکھا اسی جہت سے تہائی
 مال دیا جاوے گا اور اب بھی اوسکا حصہ بیٹی کی برابر ہی رہیگا) اور اگر چہ وصیت کی
 کہ میرے مال کا ایک سہا لہ یا ایک جز فلانے کو دینا تو اسکا بیان کرنا درست ہے
 اختیار میں ہے (جو نیا سہا لہ چاہیں موصی لہ کو دین)۔ اگر چہ کہا کہ میری مال کی
 تہائی فلانے کے لئے ہر دو بارہ کہا کہ فلانے کے لئے میری مال کی تہائی ہے
 (یعنی ایک تہائی ایک شخص کے لئے دو بار کہی) تو موصی لہ کو ایک ہی تہائی ملیگی
 (اُس سے زیادہ تہائی کا یہ طرح اگر مال کے چھ حصہ کو موصی لہ کے لئے کر کہی تو اوسکو
 ایک چھٹا حصہ ملیگا) (دو حصے نہ ملین گے) اگر لین وصیت کی کہ میری نقد روپیوں یا
 بکریوں میں سے تہائی فلان کو دینا پھر وہ تہائی روپیہ خواہ بکریاں تلف ہو جاوے
 تو موصی لہ اپنی بکریاں یا بچے لے لیگا اور اگر غلاموں یا تھاؤن یا گہرہ کی نسبت ایسا

کہا تھا اور انہیں سو دہائی جاتے رہے تو اب موصیٰ الہ کو (باقی نہیں کہہ بلکہ)
 باقی کی تہائی ملیگی۔ اگر وصیت کی کہ ہزار روپیہ فلاں کو دینا اور ترکہ مال موجود اور کوئی
 ذمہ قرض ہو پس اگر مال موجود کی تخصیٰ ہزار روپیہ ہو سکتی ہو تب ہزار روپیہ موصیٰ الہ کو دیدین
 اور اگر موجود مال اتنا ہو تو جس قدر اسکی تہائی ہو وہ موصیٰ الہ کو حوالہ کریں اور پھر قرض میں جو جس قدر
 آتا جاوے اسکی تہائی اسکو دینے میں بھانٹنا کہ ہزار پور می ہو جاویں۔ اگر وہ
 کی کہ مسیکہ مال کی تہائی زید کو اور عمرو کو دینا اور عمرو اسوقت زندہ ہو تو تہائی کا
 ساری زید کو ملیگی اور اگر یوں کہا کہ مسیکہ مال کی تخصیٰ میں شریک زید ہو اور عمرو
 اور عمرو زندہ نہ ہو تو زید کو چٹا حصہ ملیگا (اور عمرو کو کچھ نہ ملیگا کہ وہ مردہ ہے)
 ۔ اگر یہ کہا کہ فلا نے کو میرا تہائی مال ہو اور مال موصیٰ کے پاس کچھ نہیں تو موصیٰ
 اپنے مرنے کی وقت جس چیز کا مالک ہو گا اسکی تہائی موصیٰ الہ کو پہنچاگی۔ اگر وصیت
 کی کہ مسیکہ مال میں سو تہائی میری تین ام ولد کو اور فقیروں اور مسکینوں کو دینا
 تو تخصیٰ ترکہ پانچ حصے کر کے تین حصے تین ام ولد کو اور ایک حصہ فقیروں کو اور
 ایک مسکینوں کو دیا جاوے گا۔ اگر وصیت کی کہ ترکہ کی تہائی زید اور مساکین کو دینا
 تو ترکہ کی تہائی میں سو آدھا زید کو اور آدھا مسکینوں کو ملیگا۔ اگر سو روپیہ کی وصیت
 زید کو کی اور سو کی عمرو کو پھر بکر سے کہا کہ میں نے تجھ ان دونوں کا شریک کیا
 تو بکر کو دو سو میں سو تہائی ملیگا (یعنی سو کی تہائی زید سونے اور سو کی عمرو
 سو اسصورت میں ہر ایک کا حصہ مساوی ہو گا کہ ہر ایک کے پاس سو کی دو تہائی
 ہوگی) اور اگر زید کو وصیت چار سو کی کی اور عمرو کو دو سو کی اور بکر سے کہدیا
 کہ تجھکو دو نو کا شریک کیا تو بکر کو ہر ایک سو آدھا حصہ ملیگا (یعنی زید کو سو

اگر موصیٰ الہ کو وصیت کی کہ ترکہ میں سے سو روپیہ فلاں کو دینا اور ترکہ مال موجود اور کوئی
 ذمہ قرض ہو پس اگر مال موجود کی تخصیٰ ہزار روپیہ ہو سکتی ہو تب ہزار روپیہ موصیٰ الہ کو دیدین
 اور اگر موجود مال اتنا ہو تو جس قدر اسکی تہائی ہو وہ موصیٰ الہ کو حوالہ کریں اور پھر قرض میں جو جس قدر
 آتا جاوے اسکی تہائی اسکو دینے میں بھانٹنا کہ ہزار پور می ہو جاویں۔ اگر وہ
 کی کہ مسیکہ مال کی تہائی زید کو اور عمرو کو دینا اور عمرو اسوقت زندہ ہو تو تہائی کا
 ساری زید کو ملیگی اور اگر یوں کہا کہ مسیکہ مال کی تخصیٰ میں شریک زید ہو اور عمرو
 اور عمرو زندہ نہ ہو تو زید کو چٹا حصہ ملیگا (اور عمرو کو کچھ نہ ملیگا کہ وہ مردہ ہے)
 ۔ اگر یہ کہا کہ فلا نے کو میرا تہائی مال ہو اور مال موصیٰ کے پاس کچھ نہیں تو موصیٰ
 اپنے مرنے کی وقت جس چیز کا مالک ہو گا اسکی تہائی موصیٰ الہ کو پہنچاگی۔ اگر وصیت
 کی کہ مسیکہ مال میں سو تہائی میری تین ام ولد کو اور فقیروں اور مسکینوں کو دینا
 تو تخصیٰ ترکہ پانچ حصے کر کے تین حصے تین ام ولد کو اور ایک حصہ فقیروں کو اور
 ایک مسکینوں کو دیا جاوے گا۔ اگر وصیت کی کہ ترکہ کی تہائی زید اور مساکین کو دینا
 تو ترکہ کی تہائی میں سو آدھا زید کو اور آدھا مسکینوں کو ملیگا۔ اگر سو روپیہ کی وصیت
 زید کو کی اور سو کی عمرو کو پھر بکر سے کہا کہ میں نے تجھ ان دونوں کا شریک کیا
 تو بکر کو دو سو میں سو تہائی ملیگا (یعنی سو کی تہائی زید سونے اور سو کی عمرو
 سو اسصورت میں ہر ایک کا حصہ مساوی ہو گا کہ ہر ایک کے پاس سو کی دو تہائی
 ہوگی) اور اگر زید کو وصیت چار سو کی کی اور عمرو کو دو سو کی اور بکر سے کہدیا
 کہ تجھکو دو نو کا شریک کیا تو بکر کو ہر ایک سو آدھا حصہ ملیگا (یعنی زید کو سو

کی وصیت تھی دو سو اوسکے حصہ میں سے آدھ عمر کو دو سو کی تھی سو اوسکے حصہ
 میں سے بکر کو ملین گے غرض کہ بکر کو تین سو اور زید کو دو سو اور عمر کو سو ملینگے
 ۔ اگر موسیٰ نے اپنی وارثوں سے کہا کہ زید کا چھتر فرض ہے اور وارثوں نے اسکا
 قول مان لیا تو یہ تہائی ترکہ میں ہوگا دینے الگ زید و عمری فرض کا کر جائز نہ ہوگا
 تک سماعت ہوگی ترکہ کی تہائی سوزائد میں دعویٰ مقبول نہ ہوگا) اگر موسیٰ نے
 اول اپنے ذمہ زید کے تین کا اقرار کیا بعد اوسکے بہت سی وصیتیں کیں تو
 موسیٰ کے مال کی ایک تہائی وصیت والوں کے لئے اور دو تہائیاں وارثوں کے
 لئے مللجہ کر کے دو تہا حصوں میں کہیں کہ تمکو اپنی حصہ میں سے جس قدر فرضہ کے
 مدعی زید کو سچا ٹھہرا ہو بیان کر دو جب وہ دو نو گرو بیان کر دیں تو ہر ایک
 کے حصہ میں سے اوس بقدر زید کو دے دیوں اور اہل وصیت کی تہائی میں سے جس قدر
 بچے اور سکودہ تقسیم ہر مدکرین اور ورثہ کی دو تہائی میں سے جو بچہ وہ اور سکودہ
 بانٹ لیں ۔ اگر موسیٰ نے کبھی مال کی وصیت اجنبی شخص اور اپنی ایک وارث
 کو کی تو اجنبی کو مال موسیٰ کا آدھا ملے گا اور وارث کے لئے وصیت باطل ہوگی
 (اس لئے کہ وارث کے لئے وصیت درست نہیں) اگر تین تہا مختلف صفت کے
 (یعنی ایک بہت عمرہ اور ایک میانہ اور ایک گھٹیا زید اور عمر اور بکر کو چھتر
 وصیت کی اور ان میں سے ایک جانا مارا اور نیمہ معلوم نہوا کہ کس کے حصہ کا گیا
 اور وارث بہت کم ہوں موسیٰ کہ میں سے ہر ایک سے کہتا ہوں کہ تیرے ہی حصہ کا گیا
 تو اس قدر تین وصیت باطل ہوگی کسی کو کچھ نہ ملے گا لیکن اگر وصیت کا وارث دو نو
 باقی کے تہا ان تینوں کے سامنے لارکھو اور کہہ دو کہ انکو آپس میں تقسیم کر لو

۲۲۲
 اگر موسیٰ نے اپنی وارثوں سے کہا کہ زید کا چھتر فرض ہے اور وارثوں نے اسکا قول مان لیا تو یہ تہائی ترکہ میں ہوگا دینے الگ زید و عمری فرض کا کر جائز نہ ہوگا تک سماعت ہوگی ترکہ کی تہائی سوزائد میں دعویٰ مقبول نہ ہوگا) اگر موسیٰ نے اول اپنے ذمہ زید کے تین کا اقرار کیا بعد اوسکے بہت سی وصیتیں کیں تو موسیٰ کے مال کی ایک تہائی وصیت والوں کے لئے اور دو تہائیاں وارثوں کے لئے مللجہ کر کے دو تہا حصوں میں کہیں کہ تمکو اپنی حصہ میں سے جس قدر فرضہ کے مدعی زید کو سچا ٹھہرا ہو بیان کر دو جب وہ دو نو گرو بیان کر دیں تو ہر ایک کے حصہ میں سے اوس بقدر زید کو دے دیوں اور اہل وصیت کی تہائی میں سے جس قدر بچے اور سکودہ تقسیم ہر مدکرین اور ورثہ کی دو تہائی میں سے جو بچہ وہ اور سکودہ بانٹ لیں ۔ اگر موسیٰ نے کبھی مال کی وصیت اجنبی شخص اور اپنی ایک وارث کو کی تو اجنبی کو مال موسیٰ کا آدھا ملے گا اور وارث کے لئے وصیت باطل ہوگی (اس لئے کہ وارث کے لئے وصیت درست نہیں) اگر تین تہا مختلف صفت کے (یعنی ایک بہت عمرہ اور ایک میانہ اور ایک گھٹیا زید اور عمر اور بکر کو چھتر وصیت کی اور ان میں سے ایک جانا مارا اور نیمہ معلوم نہوا کہ کس کے حصہ کا گیا اور وارث بہت کم ہوں موسیٰ کہ میں سے ہر ایک سے کہتا ہوں کہ تیرے ہی حصہ کا گیا تو اس قدر تین وصیت باطل ہوگی کسی کو کچھ نہ ملے گا لیکن اگر وصیت کا وارث دو نو باقی کے تہا ان تینوں کے سامنے لارکھو اور کہہ دو کہ انکو آپس میں تقسیم کر لو

ذریعہ حیات ہے اور یہ کو عمدہ تہائی کی دو تہائی میں لے کر دو تہائی کہتا
 تھا ان کی اور عمر ایک تہائی اچھو کی لے اور ایک تہائی بڑھو کی (یعنی ان دونوں باقی
 تھا نو کو دو آدمی نہیں لے سکتے مگر بطور مذکورہ بالا تین تقسیم کر سکتے ہیں اور اگر وہ
 ڈال کر آپس میں راضی ہو کر دو ہی شخص انکو لے لیوں تو ہو سکتا ہے اگر ایک حویلی شتر
 میں سو موصلی نے ایک کوٹھری کی وصیت کر دی ہو اور وہ حویلی بعد موصلی کے مر نی کے
 تقسیم ہوئی اور وہ کوٹھری موصلی یا موصلی ہی کے حصہ میں پڑی تو وہ زید کو ملے گی اور اگر
 وہ کسی اور شریک کے حصہ میں آگئی تو موصلی کے حصہ میں سے اس قدر زمین جتنی کوٹھری میں
 ہے زید کو دی جاوے گی اور سہاب میں اقرار کا حال مثل وصیت کے ہو (یعنی اگر بکر اپنی شتر
 حویلی میں سو کسی خاص کوٹھری کا عمر دے لے اقرار کرے تو بعد تقسیم حویلی کے اگر وہ بکر
 بکر کے حصہ میں پڑی تو بعینہ اسیکو حوالہ عمر دے کر وہ جہد زمین کوٹھری میں ہو
 معتقد ہو حصہ میں سو اسکو عرض دیدی اگر زید بے عمر دے مال میں سے ہزار روپیہ
 سعیدین کی وصیت بکر کو کر دی اور مالک مال یعنی عمر دے موصلی کے مر نی کے بعد اسکی
 وصیت جائز رکھی اور ہزار روپیہ بکر کو دیدی تو درست ہو مگر عمر کو اختیار ہو کہ اجازت کے
 بعد چاہے تو روپیہ نہ دی۔ موصلی کے دو بیٹے اگر اسکا مال باہم بانٹ لیں اور پہر زمین
 سو ایک اقرار کرے کہ ہمارے باپ نے یہ اتنی کی وصیت کی تھی تو اس اقرار سے صرف شتر
 کے حصہ کی تہائی میں وصیت جاری ہوگی (دوسری بجائی کے حصہ میں جاری نہ ہوگی)
 اگر عمر دے لے لوٹھی دین کی وصیت کی اور موصلی کے مر نی کے بعد اس کے بچے ہو تو اگر
 اس لوٹھی اور اس کے بچے کی قیمت مل کر کل مال کی تہائی سے زیادہ نہ ہو تو وہ عمر کو ملے گی
 اور اگر وہ نو کی قیمت نہ کرے کی تہائی سے زیادہ ہو تو اول عمر لوٹھی سے اور پھر جہد زمین

تہائی ترکہ کی کمی رسیدہ ہو کہ بین مجرا کر نو (یعنی اسکو دام کر کے ترکہ کی تہائی پورا کر کے
باقی بچا دار نو کو میری موصی نے اپنی بیوی کا قریب دوسری کے غلام کے لکھو اپنے
مرض میں وصیت کی پہرہ کا فر مسلمان ہو گیا یا اسکا بیٹا جو غلام تھا آزاد ہو گیا یا بیٹہ
وصیت باطل ہے اسبطرح اگر بیٹا کا فر ہو یا دوسرے کا غلام ہو اسکو کچھ حصہ نہ کرنا یا اسکو
لکھو اقرار کرنا باطل ہے۔) اپنا حق اور فالج زدہ اور لٹھا اور سیل کی بیماری والا اگر آزاد کرنا
مرض بڑھا دے اور اس مرض سے اس کے مرثیہ کا خوف نہ ہو تو تمام مال سے اسکا حصہ کرنا
مستحب ہو گا (اسکو کہ اسطر حکا مرثیہ سندست کے حکم میں ہے) اور اگر مرض مذکور سے اس کے
مرثیہ کا خوف نہ ہو تو صرف تھائی مال سے حصہ کرنا مستحب ہو گا۔

باب مرض موت میں آزاد کر کے یا نہیں۔ مرض موت میں اپنی غلام کو آزاد کرنا یا
اپنی مال کو کم قیمت پر فروخت کرنا یا کسی کو کچھ حصہ نہ کرنا وصیت کے حکم میں ہے (یعنی حصہ
امور مرثیہ کے تہائی مال میں سے جاری ہونگے) اور اگر اس کے وارث اس کے حصہ
غلام کی آزاد سی جائز کہیں نوہ وارثوں کے لکھو کہ نہ ہو۔ نزدیک کے دو غلام
میں سالم اور غلام اور اسے مرض موت میں سالم کو تو کم قیمت پر بیچا پھر غلام کو آزاد
کر دیا اور اول کی فروخت میں یعنی رعایت کی ہو اور دوسری کی قیمت ہر ایک کے
ترکہ کی تہائی کے برابر ہو تو اسے مرثیہ میں سالم کی فروخت کا اعتبار کرنا بہتر ہو گا کہ میں
سواء وصہ ہی یعنی سالم کی فروخت جائز ہوگی اور غلام آزاد کیا جاوے گا) اور اگر پہلے
غلام کو آزاد کیا پھر سالم کو رعایت کے ساتھ بیچا تو اب دو نو باتیں برابر حسین
(خواہ اسکا اعتبار کریں خواہ اسکا) موصی نے وصیت کی کہ ان خاص مورد میں
کے عوض میری طرف سے ایک غلام آزاد کر دیا اور ان میں سے ایک روپیہ جا رہا تو وصیت

باب مرض موت میں آزاد کر کے یا نہیں

مذکور جاری نہ ہوگی بخلات و وصیت چم کے (کہ اگر معین و ربوہن سے حج اپنی طرف سے کرنے کی وصیت کرے اور انہیں سے کچھ جاتے ہیں تو وصیت اس کی دوسرے ربوہن سے جاری کرے) اگر اپنی غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کی اور موصی کے مرینے بعد غلام نے کسی کا نقصان کیا اور وارثوں نے غلام کو نقصان کے عوض نقصان والے کے حوالہ کیا تو وصیت باطل ہوگی اور اگر وارث نقصان کا عوض اپنی مال سے ادا کر دے تو وصیت باطل نہ ہوگی (یعنی غلام آزاد ہو جاوے گا) اگر موصی اپنی مال کی تہائی زید کو وصیت کرے اور ترکہ میں ایک غلام بھی ہے جسکو زید کہتا ہے کہ موصی نے ایام صحت میں کیا ہے اور وارث کہتا ہے کہ عرض موت میں کیا ہے تو آزاد کیا ہے (یعنی یہ غلام بھی خل وصیت ہے) تو اس صورت میں وارث کا قول مقیم مقیم ہوگا اور اگر وہ غلام ترکہ کی تہائی سے کم کا ہوگا تو زید کو کہہ دے پوچھ لے (اس لئے کہ وصیت تہائی مال میں ہوتی ہے وہ غلام کے آزاد کرنے سے پوری ہو گئی اور اگر غلام کی قیمت تہائی ترکہ سے کم ہو تو جب قدر غلام کی قیمت سے ترکہ کی تہائی زیادہ ہوگی تو زید کو لے لے گا) یا زید کو انہوں میں ثابت کر دے کہ موصی نے غلام کو صحت کی حالت میں آزاد کیا تھا تو اب پوری تہائی ترکہ کی زید کو لے لے گی۔ ایک شخص نے میت پر دعویٰ کیا کہ میرا فرض اس کے ذمہ تھا اور اس کے غلام نے مجھ پر دعویٰ کیا کہ مجھ کو آزاد کر مرا ہے اور وارث نے دے دو کا کہنا مستعبر جانا اور مال اس میت کا اور مجھے نہیں تو غلام اپنی قیمت کا دے اور آزاد ہو جاوے (اور مجھ) قیمت قرضخواہ کے حوالہ کیجاوے۔ اگر موصی نے وصیت کی کہ جو حقوق بعد تقاضے کے میرے ذمہ ہیں ادا کروا کر ان کو اول فرض ادا کر جاؤ گے بعد اس کے واجبات کو موصی نے اپنی کہنے میں فرائض کو بھی کہا ہو پسچ اور زکوٰۃ اور کفار سے پہلے ادا ہونے کے اور اگر حقوق قوت میں برابر ہوں (یعنی سب

ایک طرح کے ہون یا واجب یکسان ہون) تو اول وہ ادا کیا جاوے گا جو موسیٰ کی زبان
 سے اول بھلا ہو گا اور بعد کہا ہو گا وہ فیذا داکرینگے۔ اگر موسیٰ نے اپنی طرف سے
 حج فرض کرانے کی وصیت کی ہو تو اسکو وارث کسی شخص کو موسیٰ کے شہر سے حج کرنا
 سوار کر کے روانہ کریں اور اگر ختمہ چم اس شہر سے نائب پہنچو کو کافی نہ ہو تو جہان سے
 کافی ہو دان سے نائب روانہ کریں۔ ایک شخص اپنے شہر سے حج کے ارادہ ہو چلا
 راہ میں مر گیا اور وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے تو اس کے نائب کو اسکو
 شہر سے حج کے لئے روانہ کریں گے (جہاں وہ براہی دان سے روانہ نہ کریں گے) اور دوسرے
 کی طرف سے حج کرنا ایک خال بھی ایسا ہی ہے (یعنی اگر وہ پہلے سے میں مر جاوے تو وہ
 حج کے لئے نائب کے وطن سے کسی کو روانہ کرنا چکا مرنے کے مقام سے روانہ
 کریں گے) (+)

یہاں تک کہ
 اگر وہ پہلے سے
 میں مر جاوے تو وہ

باب رشتہ داروں وغیرہ کے لئے وصیت کرنا کی جیا نہیں۔ موسیٰ کے ہمسایہ
 ہونے کے لئے گہراؤ کے گہر سے ملے ہوں اور اس کے سسرورہ ہونے کے لئے
 بیبی کے رشتہ دار محترم ہوں (یعنی جنکا نکاح اسکی بی بی سے ہمیشہ کو حرام ہو)
 اور اس کے داماد وہ ہونے جو ان عورتوں کے شوہر ہوں جنکو اسکا نکاح
 نہیں ہو سکتا اور اسکی اہل اسکی بیبی ہوگی اور آل سب گہر کے لوگ اور حشیش
 کے گہر والے ہون گے (یعنی اگر وصیت کر گیا کہ میرا مال ہمسایوں کو یا میری سسرورہ
 یا دامادوں یا اہل یا جنس کو دینا تو اسکو خیرہ لوگ مراد ہون گے اس طرح اگر
 یہ کہو کہ میرا مال فلا نے کے اہل یا آل یا جنس وغیرہ کو دینا تو ان الفاظ کو
 تو ہی لوگ سمجھ جاوے گے جو اوپر مذکور ہوئے۔ اگر اپنی قرابت والوں یا قارب یا

ذوہی الارحام یا اپنی خاندان کو وصیت کی تو اول جو صبی کے قریب ہو اس کو دیکھو اور اگر
 وہ نہ ہو تو جو اس کے بعد قریب تر ہو اس کو دیکھو اور اس وصیت میں ماں اور باپ اور
 اگر کسی اور جو موصی کا وارث ہو سکتا ہو داخل نہیں (اسلمو کہ وصیت وارث کے لئے
 درست نہیں) اور اس وصیت کے مستحق دو شخص یا زیادہ ہونگے (اسلمو کہ جمع کا
 لفظ موصی سے کہا ہو وہ ایک پر نہیں ہو سکتا) اگر موصی نے اقارب کے لئے وصیت کی
 اور اس کے دو چچا اور دو داماد ہوں تو وصیت نہ کر دو نہ چچا کو ہوگی اور اگر ایک
 چچا اور دو داماد ہوں تو ادھی چچا کو اور ادھی دو دامادوں کو بیٹگی اور اگر ایک چچا
 چھو بھئی ہو تو دو کو برابر نصف نصف بیٹگی۔ اگر کہے کہ فلاں کی اولاد کو اس قدر دینا تو
 مرد اور عورت کو برابر بیٹگی اور اگر کہے کہ فلاں کے وارثوں کو دینا تو مرد کو دو حصہ اور
 عورت کو ایک حصہ بیٹگی (اسلمو کہ وارثوں کا حصہ اسطرح ہوگا)

باب غلام کی خدمت اور مکانی سکونت اور ورغزون کے میوہ کی وصیت کہ سکونت
 کر نیکی بیان میں ہے اپنی غلام کی خدمت اور مکان میں رہنے کی وصیت کرنی دوسرے کے
 لئے مدت معین تک یا ہمیشہ کو درست ہے پس اگر غلام مال کی تہائی سے زیادہ ہو تو موصی
 کہہ سکے حوالہ کر دیا جاوے گا کہ اس کی خدمت کرے اور اگر غلام کی قیمت مال کی تہائی سے
 زیادہ ہو تو دو روز وار ثون کی خدمت کرے اور ایک روز موصی لہ کی (یعنی اپنی
 مالیت کے حساب سے خدمت کرے جس قدر کہ مالیت وصیت میں آوے دینی موصی کہہ کی
 خدمت کرے اور باقی ورثہ کی)۔ اگر موصی لہ مر جاوے تو غلام موصی کے وارثوں کو
 پیسہ دیا جاوے گا اور اگر موصی لہ موصی کی زندگی میں مر جاوے تو وصیت باطل
 ہوگی۔ اگر موصی نے اپنی باغ کے میوہ کی وصیت کی اور مر گیا اور باغ میں میوہ

اسلمو کہ وصیت میں
 لفظ جمع پر تہائی چچا
 یا داماد نہ دیا کی
 حکمت اول عورت
 کے کہ اس میں دو چچا
 ہو یا دو مرد کا وارث
 ہو سکتا ہوگا

وصیت اور
 سکونت اور بارہ
 کی کہیں کہیں

موجود ہو تو مومنی لہ کو وہی سیوہ موجود ملیگا اور اگر مومنی نے وصیت میں لفظ
ہیئت بھی کہا تھا تو مومنی لہ کو سیوہ موجود اور جو آگے کو اس باغ میں ہوسب ملیگا
جیسے یون کہو کہ باغ کی آبی دی جاوے تو جو پیداوار اس وقت ہوگی یا آگے کو وہ
مومنی لہ کو نیکی اگر اپنی بکری کی اون یا بچوں یا دودھ کی وصیت کی تو جس قدر
سے مومنی یہ مومنی کے مرثیے وقت موجود ہوگی وہ مومنی لہ کو ملیگی خواہ لفظ ہیئت
کہا ہو یا نہ کہا ہو +

باب ذمی کے وصیت کر نیکی یا نہیں - اگر ذمی اپنے گھر کو حالت صحت میں کر جا
نصارے کا یا یہ دیون کی عبادت گاہ بناوے تو اس کے مرثیے بعد وہ مکان اس کے
داروں کو میراث میں ملیگا اور اگر دیون وصیت کی کہ میری مکان کو بعد میرے فلان قوم کا
گر جانا دینا تو یہ وصیت اور سکوال کی تہائی سے جاری ہوگی اور اگر معین قوم کی
عبادت گاہ بنائے کو نہ کہو بلکہ غیر معین قوم کے لہو عبادت گاہ کی وصیت کرے
تو درست ہو اس طرح اگر کافر متناہن اپنی تمام مال کی وصیت کسی مسلمان خواہ ذمی
کے لہو کرے تو درست ہے +

باب ذمی کر نیکی یا نہیں (یعنی کسی کو اپنے بعد سربراہ کار کرنا کہ مال کو وارثان
میں تقسیم کر دے اور جس کے ذمہ وصیت کا حق آتا ہو اس سے وصول کرے اور جو باقی
کہہ مرعہ انکی تعمیل کرے) - ایک شخص نے دوسری کو اپنا وصی کیا اور اس نے مومنی
کے سامنے وصی ہونا منظور کر لیا اور اس کو سامنے پیر انکار دیا تو اس انکار سے مومنی
اور اس کے سامنے انکار بکری اسکے بعد انکار کرے تو وہی ہونا نہ ہوگا - وصی اگر مومنی
کے نزدیک کو فروخت کرے تو بچہ بیع کرنا اپنی وصی ہو نیکی منظور کر لینا ہو - اگر مومنی مر جاوے

بہاؤ الدین
نیکو

بیان

اور وصی کہو کہ مجھ کو وصی ہونا قبول نہیں اور میرے قبول کر کے تو درست ہو بشرطیکہ تہائی
 اور اسکے انکار کرنے کی جہت سے اس کو وصی ہونے سے بڑھ کر دوسرے کو وصی ہونا سزا قبول
 کرنا مقبوض ہوگا۔ اگر دوسرے کے غلام کو یا کافر کو یا فاسق کو اپنا وصی کرے تو قاضی اس کو
 معزول کر کے دوسرا وصی اس کی جگہ مقرر کرے اور اگر خاص اپنے غلام کو وصی کرے
 اور اس کے وارث صغیر بن ہوں تو وصی کرنا درست ہو اور اگر وارث بالغ ہوں تو
 غلام کو وصی کرنا درست نہیں۔ اگر وصی وصیت کی بجائے کسی عاقل و بالغ (یعنے
 اس کے حقوق اور انکار سکے) تو قاضی اس کے ساتھ دوسرے شخص کو کر دے تاکہ اس کی
 امانت سے وصیت کی تعمیل کرے۔ وصی اگر دہون تو ایک کا فعل بدون دوسرے کو
 ہونے باطل ہوگا لیکن مرد کے دفن کے لوازم اور کفن خریدنا اور صغیر بن ارثوں
 کے لئے اور ان کی حاجت کی چیزیں بول لینی اور ان کو اگر کوئی کچھ دے اور اس کو لئے لینا اور
 امانت معین کا مالک کو دیدینا اور موصی کا فرضہ ادا کرنا اور معین وصیت کا جاری کرنا
 اور معین غلام کا آزاد کرنا اور میت کے حقوق میں جوابدہی کرنی (یہ امور اگر دوسرے
 میں سے ایک بھی کرے گا تو درست ہونگے) وصی کا وصی دو نو ترکون میں وصی ہوتا ہے
 (یعنے اگر زید نے عمر کو وصی کیا تھا اور عمر نے مرتے دم بکر کو وصی کر دیا تو بکر
 زید اور عمر دو نو ترکے ترکون کا وصی ہوگا) وارثوں کی طرف سے موصی لہ سے مال کی
 تقسیم وصی کو جائز ہے اور اس کا عکس درست نہیں (یعنے موصی نے اگر زید کو کچھ
 مال کی وصیت کی اور موصی کے وارث موجود نہ ہوں تو وصی وارثوں کی طرف سے
 ان کا حصہ موصی لہ کے حصہ سے جدا کر سکتا ہے اور اگر موصی لہ نہ ہو اور وارث ہوں تو
 موصی لہ کا حصہ وارثوں سے تقسیم نہیں کر سکتا) اور اگر وارثوں سے موصی لہ کا حصہ

اور وہ وصی کے پاس جاتا رہتا تو موصی لہذا باقی مال کی تہائی وارثوں سے لے لیا۔
 اگر موصی نے اپنی طرف سے جو کچھ کر انکی وصیت کی تھی اور وصی نے مال وارثوں میں
 تقسیم کر دیا اور جو کچھ اپنے کا خرچ اپنی پاس رکھا اور اسکے پاس سے وہ خرچ جانا
 رہا یا وہ خرچ کر کے ڈالیا کو وہ یا تھا اور اسکے پاس سے جانا رہا تو اب باقی ترکہ کی
 تحاشی میں سے موصی کی طرف سے جو کچھ کر لیا جاوے گا۔ اگر موصی لہ غائب ہو تو قاضی کو جانا
 ہے کہ وارثوں میں مال تقسیم کر دے اور موصی لہ کا حصہ آپ اپنی پاس رکھے۔ موصی کو
 جائز ہے کہ موصی کے فرخواست اگر موجود نہ ہوں تو اس کے پیٹھ پر چھو کر کہے کہ غلام کو
 فروخت کر دو۔ اگر موصی نے وصیت کی تھی کہ میرا غلام بچکا اس کی قیمت خیرات کر دو
 اور موصی نے غلام کو فروخت کر دیا اور قیمت اپنی پاس رکھی اور وہ تلف ہو گئی پھر
 غلام کسی اور کا نکلا تو موصی کو اس کی قیمت مشتری کو پسردینی ہوگی اور جو کچھ مشتری
 کو دیوے وہ ترکہ موصی میں سے لے لے۔ اگر موصی کا ایک وارث غیر سیار کا ہوا اور
 اس کے حصہ میں کوئی غلام نہ ہو اور موصی اس غلام کو بچکا اس کی قیمت اپنی پاس رکھے
 اور اس کی پاس سے وہ غلام کو بیچ کر اس کی قیمت اپنی پاس رکھے
 اور وارثوں سے لیوے۔ لڑکے کے مال کا اگر کوئی دوسری وجہ ہو جو الہ کرے یعنی اگر وہ
 (مثلاً لڑکے کا مال زید کے ذمہ ہو اور وہ عمرو پر اوتار دے) تو موصی کو اس جو الہ کا
 قبول کرنا درست ہو بشرطیکہ جو الہ مذکور لڑکے کے حق میں بہتر ہو۔ موصی اگر لڑکے کی
 مال کو فروخت کر دے یا اس کو مال سے کچھ خریدے اور اس میں کچھ نقصان ہو تو اگر نقصان
 اس جیسے معاملات میں ہو گو کہ ہو جا یا کرنا ہو تو موصی کی بیع و شرا درست ہوگی (اگر
 بہت سائنفسان ہو گا تو بیع و شرا نہ کر درست نہ ہوگی) وارث یا بیع کے پیٹھ پر چھو کر موصی

اسکی بیز بیٹا اے تو جائز ہے لیکن زمین اور عمارت کی میں درست ہوگی۔ دھبی کو چاہا
 کہ دھبی کے مال میں سود اگر می نکرے۔ اس کے کہے مال کے نصیب میں اس کے دادا
 کی نسبت کرادے اس کے باپ کا دھبی بہتر ہے (یعنی باپ کے دھبی کے ہوتے ہوئے
 دادا کو نصیب کرنا ہوتے کے مال میں اپنا حصہ لیکن اگر باپ سے کسی نو دھبی
 ہو تو دادا اس کے مال میں حصہ کرنے میں باپ کی مانند ہے۔

فصل دھبی کے گواہی دینے کے بیان میں۔ بکر اور عمر وصیت کے دودھ بیون
 نے گواہی دی کہ میت نے زید کو بھی بھاری ساتھ میں دھبی کیا ہے (یعنی میں
 شخص کو دھبی کیا ہے) تو چھ گواہی لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنی دھبی بونچا دھبی
 (اور بکر اور عمر و اسکی گواہی دین تو البتہ زید کا دھبی ہونا ثابت ہوگا) اس طرح اگر
 دھبی کے دو بیٹے گواہی دیں کہ میت نے زید کو اپنا دھبی کیا ہے اور زید دھبی
 ہونے کا منکر ہو تو ان بیٹوں کی گواہی لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنی دھبی ہونے کا
 دعوہ کرے تو البتہ گواہی ان دونوں کی مقبول ہوگی) اس طرح اگر دو دھبی گواہی دیں
 کہ فلان مال سفیرین کے وارث کا ہے یا چھ مال فلان وارث بالغ کا ہے (میت کو
 ترکہ میں سے نہیں تو چھ گواہی لغو ہوگی)۔ اگر زید اور عمر و چھ گواہی دیں کہ بکر و خالد
 کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہیں اور بکر اور خالد چھ گواہی دیں کہ زید
 اور عمر و کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہیں تو چھ گواہیاں مقبول ہوں گی۔
 اگر وصیت کے باہمیں اس طرح گواہیاں ہوں (مثلاً زید و عمر گواہی دیں کہ میت نے
 ہزار روپیہ کی وصیت بکر اور خالد کے لئے کی ہے اور بکر اور خالد گواہی دیں کہ زید اور
 عمر و کے لئے میت نے ہزار روپیہ کی وصیت کی ہے تو چھ گواہیاں لغو ہوگی اور مقبول نہ ہوں گی)۔

فصل

کتاب الحشہ

کتاب الحشہ

اس میں حشہ کا بیان ہے۔ حشہ اس کو کہتے ہیں جس کے مرد اور عورت دونوں کی علامتیں (یعنی ذکر اور منیہ دونوں) ہوں پس اگر وہ ذکر سے پیشاب کرے تو مرد کا حکم ہے اور وہ منیہ سے پیشاب کرے تو عورت کا حکم ہے اور اگر دونوں سے پیشاب کرے تو جس مقام سے اول پیشاب نکلا ہو ویسا ہی حکم ہوگا اور اگر دونوں مقاموں سے پیشاب برابر نکلا ہو تو وہ حشہ مشکل ہے (اور زیادہ ہونے کی تیسرا زمین نہیں ہو سکتی) اور ایک راہ سے بہت پیشاب کا نکلا معتبر نہیں (یعنی اس سے زیادہ کا حکم نہیں ہو سکتا اور یہ علامتیں بالغ ہونے سے پیشتر کی ہیں)۔ اب بالغ ہونے پر اگر اسکے واڑھی نکلی یا عورتوں کی صحبت کی تو مرد ہوگا اور اگر حیاتیات نہ بہرین یا حیوان میں دودھ آگیا یا حیض اس کو ہوا یا حمل رہ گیا یا اس سے مرد صحبت کر نکلتا ہے تو عورت ہوگی۔ اور اگر کوئی علامت مرد و عورت کی ظاہر نہ ہو تو علامتیں خود ہوں تو حشہ مشکل ہوگا۔ حشہ مشکل نماز میں مرد و عورت کی صفت کے پیچھے اور عورتوں کے آگے کھڑا ہو اور اسکے مال میں سے ایک ٹونڈی خریدی جاوے جو اس کی حشہ کرے اور اگر اس کو پس مال نہ تو بیت المال میں سے ٹونڈی خریدیں اور حشہ کے بعد ٹونڈی بیچ دیا کرے۔ حشہ مشکل کو بیٹھ اور بیٹھی کے حصہ میں سے جو نساکم ہوگا وہ لیگا مثلاً اگر ایک شخص سے اور ایک بیٹا اور ایک حشہ مشکل جوڑے تو بیٹے کو وہ حصہ لینے اور حشہ کو ایک حصہ مسائل مشرقہ گوئے کا اشارہ کرنا اور لکنا وصیت اور نکاح اور طلاق اور بیع و شراعت میں مثل زبان کے بیان کے یہ کہ حد کے باب میں اس کا اشارہ اور لکنا معتبر نہیں (مثلاً اگر کسی کو اشارہ ہو یا لکھنوی سوزنا کی تہمت لگا دو تو اس کو حد نماز کے

کے حشہ

اور اگر خون قصبہ اگر نیکو قرار کر لیا تو اس سے قصاص مل سکتی بخلاف اس شخص کے جسکی زبان گویائی کے بعد بند ہو گئی ہو کہ اسکا اشارہ اور لکھنا مثل بیان زبانی کے مندرجہ ہوگا اگر بہت سی بکریاں بعضی دہج کی سوئی اور بعضی می می ہوئیں اور اس میں متجانہ تو انہیں اگر دہج کی سوئی بہت ہوں تو دل سے اٹھل کر کے انہیں سے کھالے اور اگر مرد ہوئی زیادہ ہوں تو انہیں سے نکھاوی۔ ناپاک کپڑا بھیگا ہوا ایک پاک کپڑے سے خشک مین لپیٹ لیا اور ناپاک کی نرمی اس پاک مین آگئی مگر اتنی ہو کہ اگر اس کو پتھر مین تو کچھ سٹکے تو وہ پاک کپڑا اس نرمی سے ناپاک ہوگا۔ کرسی کا سرخون مین لپیٹا ہوا اگر جلایا جاوے اور خون اوپر سے جا مارا ہو اور اسکا شور یا تیار کیا جاوے تو اسکا کھانا درست ہی سمجاست کے دور کرنے مین جلادینا مثل پانی سے دھو ڈالنے سے ہی۔ اگر بادشاہ زمین کا خراج زمیندار کو دیدی اور نہ لیا کر دی تو درست ہی لیکن اگر بادشاہ کا عشر یعنی وہ بی ملک کے لے کر دیا کر دی تو درست نہ ہوگا۔ اگر بادشاہ اپنی ملک کی زمین کسی قوم کو دیدی کہ وہ خراج دیا کرین تو درست ہے۔ اگر ایک شخص نے روزم قضا رمضان کا رکھا اور چھ نہ نیت کی کہ فلان روز خاص کا ہی تو یہ روزہ قضا میں محبوب ہوگا جیسو نماز قضا پڑھی اور چھ نیت کی کہ چھ شروع کی نماز ہی یا پچھلی قضا نماز مین کی ہے اس طرح اگر روزہ قضا رکھا اور نیت کی کہ دو رمضان کے دو روزوں کا ہے تو ایک رمضان کے ایک روزہ مین محبوب ہوگا اگر روزہ دار کسی کا تھو کہ کھانا ہو تو وہ شخص اگر روزہ دار کا محبوب ہو تب تو کفارہ دینا اور دینا کفارہ نہ ہوگا روزہ کی قضا ہوگی۔ بعض حاجیوں کا جان سے مارا جانا حج کرنا ویسے لئے اس سال حج کو بخائے کیو اسطو عذر ہے (اسلمی کہ رہتہ مین امن نما) اگر کسی عورت سے

۱۷
اسکے سرخون
میں سے دھو ڈالنے سے ہی
نیت کی کہ چھ شروع کی نماز ہی یا پچھلی قضا نماز مین کی ہے اس طرح اگر روزہ قضا رکھا اور نیت کی کہ دو رمضان کے دو روزوں کا ہے تو ایک رمضان کے ایک روزہ مین محبوب ہوگا اگر روزہ دار کسی کا تھو کہ کھانا ہو تو وہ شخص اگر روزہ دار کا محبوب ہو تب تو کفارہ دینا اور دینا کفارہ نہ ہوگا روزہ کی قضا ہوگی۔ بعض حاجیوں کا جان سے مارا جانا حج کرنا ویسے لئے اس سال حج کو بخائے کیو اسطو عذر ہے (اسلمی کہ رہتہ مین امن نما) اگر کسی عورت سے

کہتا کہ تو زن میں شادی یعنی تو میری عورت ہو گی اور اس کی جواب دہ یا کہ شدم یعنی
 میری بی بی بن جاؤ گا اور اگر کہا کہ خلیقین رازن من کروانید می یعنی تو نے اپنی آپ کو
 میری بی بی بنایا اور اس کی جواب دہ یا کہ کروانید می یعنی جایا اور زواج سے پہلے کہا کہ بدعت
 یعنی میں نے قبول کیا تو نکاح ہو جا دیکھا۔ اگر کسی شخص نے دوسری کسی کہا کہ دختر خویش
 را بپس من از رانی دوستی می تو نے اپنی لڑکی میری بی بی کو دی اور اس کی کہا کہ شدم
 یعنی دی تو نکاح ہو گا۔ اگر عورت نے اپنی شوہر کو اپنی پاس آنے سے منع کیا وہاں کہ
 شوہر اس کے ساتھ ہی رہتا تو نافرمانی میں داخل ہے (عورت کے لفظ مان
 شوہر پر واجب ہو گا) اور اگر شوہر غصہ کے مکالمین ہوتا ہو اور بوقت عورت اس کو پاس
 آنے سے روکے تو نافرمان ہو گی (اسکا مان دفعہ شوہر پر واجب ہو گا) عورت کا شوہر
 سے بچہ کہتا کہ میں تیری تو مری کے ساتھ ہمیں ہتی اور مکان طلوع و چاہتی ہوئی عورت
 کو چاہیے۔ ایک عورت نے اپنی شوہر سے کہا کہ طلاق ہو یعنی طلاق دیدی اور اس نے
 جواب میں کہا کہ دادہ گیر یا کہ وہ گیر یا دادہ یا دیا کہ تو وہ یا یعنی وہی ہوئی اور کی
 سب سے یا جو جو طلاق واقع ہو گی لیکن اگر شوہر طلاق کی نیت کرے تو ہو یا دی
 اور اگر شوہر کہہ دی جو اس کی جو طلاق پر جا دی جاوےت کہ یہ یا کہ دی جو دی جان یا
 کی ہوئی نہیں کہ تو نے بڑی گوشت طلاق کی کرے۔ اگر یہی کے تذکرہ کیوت شوہر کہہ کہ وہ بچہ یا
 یا کہ عمر ہر نہیں چاہے طلاق بدعت ہے بڑی شوہر اگر اپنی بی بی کو کہا کہ حیلہ زنان کن یعنی
 تو عورت تو حیلہ کر تو مجھ میں طلاق کا اقرار ہو اور اگر یہ کہ حیلہ خویش کن یعنی
 اپنا حیلہ کر تو اسکا اقرار ہو گا۔ عورت نے اپنی شوہر سے کہا کہ میں نے تجھ کو ہر شے
 مجھ سے ساتھ اور شہا نے اپنے شوہر سے اس کی مجلس میں اسکو طلاق دیدی تو اسکا ہر شے جا

در نہ سنا قط نہ ہوگا (کیونکہ مہر کو طلاق کا عوض کیا تھا جب طلاق نہ ہوئی تو مہر بھی سنا
 نہوا) اگر آقا نے اپنی غلام سے کہا کہ ایسی سے مالک یا نوٹھی سے کہا کہ میں تیرا غلام ہوں
 تو وہ ان الفاظ سے آزاد ہوئے۔ اگر کسی نے کہا کہ مجھے قسم ہے کہ مجھ کا مکر و گنا
 تو اللہ تعالیٰ کی قسم کا اقرار ہوا اور اگر یوں کہا کہ مجھے طلاق غلطی قسم ہے کہ مجھ کا مکر
 و گنا تو مجھ طلاق کی قسم کا اقرار ہوا (اُس شخص کو وہ کام نہ کرنا چاہیے اگر کرے گا تو
 اوسکی بی بی کو طلاق پڑ جاوے گی) اور اگر شوہر کہو کہ میں نے یہ جھوٹ کہا تھا تو اسکا
 قول نہ مانیں گے (طلاق پڑ جاوے گی)۔ اور اگر کہو کہ مجھ کی قسم ہے کہ مجھ کا مکر و گنا
 تو مجھ اقرار طلاق کی قسم کا ہوگا۔ اگر مستری نے بالغ سے کہا کہ قیمت ہٹا دو جو اور
 بالغ نے کہا دیتا ہوں تو یہ قسم ہو گئی اگر کسی نے یوں کہا کہ بخار میں جیتا تک میں
 ہوں اگر فلاں کام کروں تو ایسا ہو پھر بخار اسی چلا گیا اور دوبارہ اگر اس کام
 کیا تو قسم نہ ٹوٹے گی۔ اگر کسی نے گہری فروخت کی تو اسکا جیسے اوسکی بی بی میں داخل
 نہ ہوگا۔ جس زمین کی بابت جھگڑا ہوا اوسکو قبضہ والیسے تصرف سے نکالنا چاہیے جب تک
 کہ یہ جی اس بات سے گواہ نہ گذر اسے کہ مجھ زمین میری ملک ہے۔ جو زمین قاضی کی خدمت
 کے ماتحت زمین اس کے باب میں قاضی کو حکم کرنا چاہیے۔ جب دعویٰ صحیح ہوا تو
 گواہ ٹھیک ٹھیک ہوں اور قاضی گواہ شنکر کہ جس حکم اس مقدمہ میں کر دی پھر کہو کہ
 میں نے اپنی حکم سے رجوع کیا یا مجھ کو پہلے فیصلہ کے خلاف ثابت ہوا یا میں گواہوں
 کے دم میں آ گیا یا میں نے اپنا حکم باطل کر دیا یا اور ایسا ہی کلمہ کہو تو معتبر نہ ہوگا
 اور وہی پہلا حکم جو دیکھا ہی رہیگا۔ اگر زید نے کچھ لوگوں کو چھپا دیا اور پھر
 عمر وہی جو مدعا علیہ ہو کسی چیز کا سوال کیا اور عمر نے اسکا اقرار کر دیا تو اگر چہ

لڑکے کو دیکھتے ہوئے اور اسکی لٹکے ہوئے ہون اور مرد کو دیکھتا ہو تو ان کو کوئی
 گواہی مرد کے اقرار پر درست ہوگی اور اگر مرد کی کلام تو انہوں نے سنی ہو اسکو دیکھا
 نہیں تو اسکو اقرار کی گواہی درست نہیں۔ بالغ نے ایک زمین فروخت کی اور اسکا
 کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو اور بیع کی اسکو خبر سے ہر اسکے بعد اگر وہ رشتہ دار اس
 زمین کا دعویٰ کرے گا کہ میری چیز تو مٹا بھاگ گیا۔ ایک عورت نے اپنا شوہر کو بھینسا
 اور مرنے پر اس کے والدین نے شوہر سے ہر کا مطالبہ کیا اور کہا کہ عورت نے ہر
 اپنے مرض موت میں بخشا تھا (یعنی وصیت کے حکم میں ہی) اور حاکم نے کہا کہ
 حالت صحت میں بخشا تھا تو شوہر کا قول معتبر نہ گا۔ زید نے مرد کے قرض یا کسی
 چیز کا اپنا ذمہ اقرار کیا ہے کہ میں نے تو جو مال اقرار کیا تھا تو میری ہر قسم
 لیجا ہوگی کہ زید اقرار میں جو مال تھا اور میں اپنی دعویٰ میں باطل پر نہیں ہوں۔
 اقرار کرنا مال کا سبب نہیں ہوتا ہی (یعنی اگر کسیکے لئے کچھ مال کا اقرار کر دیا کہ وہ
 میں اپنی ذمہ پر نہیں تو جسکے لئے اقرار کیا ہو گا اسکو اس مال کا لینا درست نہ ہو گا
 اس معاملہ میں جو اس کے اور خدا تعالیٰ کے درمیان ہوتا ہے اگر اقرار کر لیا ہے
 خوشی ہو دیدی تو نے لے کر پھر اسے مال کرنا ہی اگر ایک شخص نے دوسرے
 سے کہا کہ میں نے اس چیز کے بچہ کا بچہ کو دیکھ لیا اور دوسرا اسکو جب پورا
 (نہ اقرار کیا) انکار کیا تو دیکھ لیا ہو گا۔ اگر ایک شخص نے اپنی بیوی کو اسکی
 کے خلاف دینے کا دیکھ لیا تو پھر شوہر کو اس عورت کے معزول کر لینا اختیار نہیں
 ۔ زید نے مرد سے بیع کیا کہ میں بچہ کو اس کام کا دیکھ لیا اس شرط پر کہ جب میں بچہ
 وکالت سے معزول کروں تب تو میرا دیکھ لیا ہی پس اس عورت کو زید عرو کو معزول کرنا

چاہو تو مغزول کر سیکے الفاظ یوں کہہ کر کہ میں نے تجھ کو مغزول کیا پہلے مغزول کر
 دوسری دفعہ مغزول کر نیکو کہنا اسلئے ہو کہ جو کالت مغزول کرنے پر مشروط کی تھی
 وہ بھی برائے ہو جاوے۔ اور اگر یوں کہا تھا کہ جتنی دفعہ میں تجھ کو مغزول کر
 اتنی ہی بار تو میرا دل سے تواسکے مغزول کرنے کو یوں کہو کہ میں نے جو
 کالت مشروط کی تھی اس سے رجوع کیا اور جو کالت اب ہو اس سے مغزول کیا۔
 جس صورت میں کہ صلح دین سے دین کے عوض ہو تو اس صورت میں (صلح کے جائز ہونے
 کے لئے جس دین پر صلح ہوتی ہو اسکا قبضہ کرنا شرط ہے) اسی مجلس میں (ورنہ صلح
 درست نہوگی اور اگر مسلم ایک اسباب سے دوسری اسباب معین کے عوض کی یا دین
 سے اسباب معین کے عوض کی تو ان صورت میں اسی مجلس میں) قبضہ کرنا شرط
 نہیں (دین سے دین کے بدلے صلح کر لینے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید کے ہزار
 روپیہ عمر و پر آئے ہیں اور عمر و نے انکار کر دیا پہر حجت کے بعد دس اشرفیوں پر
 دس روز کے وعدہ پر وہ دونوں نے صلح کر لی تو دس اشرفیاں زید اگر اسی مجلس
 میں لے لیا تو صلح درست ہوگی ورنہ نہوگی) ایک شخص نے ایک بچہ کے مکان پر
 دعوہ کیا اس کے باپ نے اس بچہ کا سقدیاں پر چیکو دیکر صلح کر لی تو اگر مدعی کے
 پاس اس کے دعوہ کے گواہ تھے اور مال جو باپ نے دیا وہ بھی گہر کی قیمت کے برابر
 یا سقد زائد ہو کہ اتنی کی لوگ بردا کرتے ہوں تب تو یہ صلح درست ہوگی اور اگر مدعی
 کے پاس گواہ نہ ہوں گے یا گواہ ہوں مگر عادل نہ ہوں تو صلح ناجائز ہوگی۔ مدعی نے
 ادل یا نکلیا کہ میرے پاس گواہ نہیں ہیں گواہ پیش کرے یا گواہ لے لے کہ میری گواہی
 نہیں ہے ہر گواہی دیدی تو یہ گواہی مقبول ہوگی۔ اگر بادشاہ نے امام کو حکم دیا

دی ہو تو امام کو اختیار ہے کہ شارع عام میں کسی شخص کو کوئی قطعہ زمین کا وقفہ
 بشعریہ کیلئے جیلو والد کو ضرر نہ ہو۔ جس شخص پر بادشاہ نے وقفہ ڈالا ہو اور جس
 نگہا ہو کہ اپنا مال بیچ کر ادا کرنا اور وہ شخص اپنا مال بیچ کر ادا کرنا تو اسکی
 بیع درست ہوگی اور (اگر بادشاہ نے کہہ دیا ہو کہ اپنا مال بیچ کر وقفہ ڈالو اور بیعت
 میں زبردستی نہ ہوگی اسلئے کہ زبردستی سے ہوئی اسکی رعنا
 نہیں ہوئی اور اگر اسطور میں بھی قیمت کو بائع اپنی رغبت سے قبض کرے تو درست
 ہوگی کیونکہ نارضا مندی اور زبردستی نہیں)۔ اگر اپنی بیسی کو اسے ڈرایا تاکہ وہ
 ہر خشت سے اور شوہر کے مارنے پر قادر بھی ہو تو اسطور میں اگر خشت کی تو خشت نہیں
 ہوگا (کہ زبردستی سے ہو) اور اگر شوہر مارنے پر قادر نہ ہو اور وہ عورت ہر خشت سے
 تو درست ہو اسلئے کہ زبردستی ثابت ہوئی) اور اگر عورت پر خلع کرنے کو زبردستی کی
 تو طلاق ہو جاوے گی اور خلع کے عوض کا مال لازم نہ ہوگا۔ ایک عورت کے ذمہ زید کا
 کچھ فرس ہے اسے اپنی بہن نے وہ قرضہ شوہر پر اتار دیا ہر شوہر کو ہر خشت سے
 ترجیح ہے درست نہ ہوگا۔ زید نے اپنی ملک میں کوئی یا پاخانہ کا کھانا بنا یا اس
 سے اسکو ہمسایہ کی دیوار کو نرمی پونجی اور ہمسایہ نے اس کے ہٹائی جانے کی درخواست
 کی تو زید پر اس کے ہٹانے کے لئے جبر نکلیا جاوے گا اور اگر ہمسایہ کی دیوار گر ٹپکے تو
 زید پر اسکا تاوان نہ ہوگا۔ شوہر نے اپنی بیسی کے احاطہ میں اپنے مال سے اسکی اجازت
 لیکر عمارت بنائی تو بیعہ عمارت اسکی بیسی کی ہوگی اور جو کچھ اس میں خرچ پڑا ہر گاہ عورت
 کے ذمہ قرض ہوگا اور اگر عمارت اپنے لئے بدولت اجازت کے بنائی تو عمارت شوہر
 کی ہوگی اور اگر بیسی کے لئے مکان بدولت اسکی اجازت کے بنایا تو مکان بیسی کی کا

ہو گا اور روپیہ جو غارت شاہین لگا دوسلوں کے غارت پر ہو گا (یعنی غارت شاہ قرض
 نہیں لگا رہا) اگر کسی غریب نے قرضدار کو پکڑ پایا اور کسی شخص نے وہ سیکے ہاتھ سے
 قرضدار کو چین کر چھڑ دیا تو بچہ چھڑایو الا قرض کا ذمہ دار ہو گا نہ کسی شخص کے
 پاس دوسری آدمی کا مال ہو اور باؤ شاہ نے اس سے کہا کہ یہ مال بچو دیدنی نہ
 تیرا حقہ کاٹ ڈالو گا یا سچاس کوڑی مارو گا اور وہ شخص نال یا و شاہ کے حوالہ کر دے
 تو اس مال کا تادان مالک کے لئے دوسکو نہ دیا آو گیا۔ شکاری نے بسنہ اللہ کہ کبھی
 کھاڑ دینی کہ گوز خر کا شکار کرے اور دوسری دن اگر گوز خر کو زخمی اور جراہوا دیکھا تو
 اسکا کہنا دار نہت نہیں۔ حالانکہ جانور کی تھخیزین کہانی کہ وہاں ہیں اول شکار کا حکم
 کیونکہ سواہم ہندو چہارم پہنچا پنچم آٹھم چھٹم سون چارم ہشتم نواہم نواہم
 ہشتم کی تھنی کا گودا اور فص ہو کہ خون روان طلق معلوم ہو اور باقی سات چیرین کردہ
 (بین) غائب شخص اور لڑکے کے مال کا اور پڑی یا سو مال کا قاضی کو قرض دینے کا اختیار
 ہے (جسکو چاہی قرض کے طور پر دیدی)۔ جس لڑکے کی سپاری اتنی کہلی ہو کہ اگر
 کوئی دیکھو تو ختنہ کیا ہوا جانے اذوا ن کے ذکر کی کہاں مشکل ہو کشتی معلوم ہو تو
 اسکی ختنہ کرنی چاہی ہی طرح اگر کوئی بڑا شخص مسلمان ہو اور تجربہ کار لوگ کہیں کہ اس
 طاقت ختنہ کی نہیں تو اسکی ختنہ بھی کریں۔ ختنہ کے لئے مستحب وقت ساتواں سال
 ہے۔ گھوڑ دوڑ کرنی اور اوٹوں کو آپس میں دوڑانا یا پاؤہ دوڑنا کہ کون آگے نکلتا
 ہے یا تیر چلا نا کہ کسکا نشانہ پر لگتا ہے درست ہے اور دو طرف سے شرط بندی حرام ہے
 (یعنی اگر زید اور عمرو گھوڑ دوڑ کریں اور بچہ بدین کہ زید کا گھوڑ آگے نکلی تو عمرو کو
 روپیہ دے اور عمرو کا نکلی تو زید روپیہ دے تو یہ حرام ہے اور اگر شرط لگائی ہو (مثلاً زید کا گھوڑا نکلتا ہو گا

تو غم و غصے سے تڑپا لیا جائے (بکہ حرام نہیں پیسہ ہون اور فرشتوں کے سراور سے
 شعلوں پر درود و سلام بھیجا سچا ہے لیکن اس کے ساتھ میں مضائقہ نہیں ہے مثلاً
 یون کہتا چاہیے کہ اللہم صلّ و سلم علی فلان یعنی الہی درود اور سلام بھیج فلا
 شخص پر بلکہ یون کہو تو درست ہے کہ اللہم صلّ و سلم علی محمد و علی فلان یعنی الہی
 درود و سلام بھیج اپنی حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور فلان شخص پر) کا فردن
 کے تورا (مثلاً نور و از مرگان) کے نام سے کہ شروع ماہ جیسا کہ اور کانک کا نام
 ہے) کسی کو گھبرا دینا جائز نہیں۔ گوشہ دار تو بی کے ہستی میں مضائقہ نہیں ہے
 کپڑو کا پہنا اور حمامہ کا شیلہ و زوئیوٹ پر یون کے درمیان میں آدمی کتیرا کہنا
 مستحب ہے۔ ہر شے آدمی مابین سے جو ان آدمی عالم کا ٹوکر چلنا جائز ہے۔ حلقہ
 قرآن کو مناسب ہے کہ حلقے میں ایک ختم کر لیا کرے دینے پر اپنے میں جیلدی
 نہ کرے (۴)

کتاب التشریف

اس میں میت کے وارثوں کے حصّوں کا بیان ہے (مروہ کے بال سوا اول و
 فرض و اگرنا چاہیے جو اس مال سے متعلق ہو مثلاً اگر مال کچھ زریوں کے غرض کرو
 ہوا داسکا ترکہ اور کچھ ہوتا اول و بن کا و پیر اس مال سے ادا ہو گا بعد اسکو وہ
 ترتیب ہے جو کتاب والا کہتا ہے) ترکہ میت سچا اور اسکے کفن و دفن کا سراجام پہلے کیا
 جاوے پہر جو کچھ سچا اس سوا اسکا فرض ادا کیا جاوے و ہر باقی میں سوا و سکی ویت
 پوری کیجاوے پہر جو بچے اسکو وارثوں میں تقسیم کرنا چاہیے اور وارث (تین طرح
 کے ہیں فرض والے اور عقیبی اور زوئی الارحام)

نسخہ
 نسخہ

فرض و الوفا بیان) فرض مانے (وہ وارثین جیسا حصہ کلام مجبہ میں (زائیدت
 میں) مہر چکا ہے (اور وہ بارہ آدمی میں اول میت کا) باپ ہے (اوسکو) میت کے سپر
 خواہ ہونے یا پر ہونے (یعنی اولاد نہ کر کے) ساتھ میں جیسا حصہ ملتا ہے (اور اگر میت
 کی بیٹی یا پوتی یا پر پوتی یعنی مونث اولاد ہو تو جیسا حصہ بھی ملیگا اور جو فرض والوں
 سے کچھ بچے وہ بھی ملیگا اور اگر میت کی اولاد نہ نہ کر ہو نہ مونث تو باپ حصہ
 ہوگا) و سہرا صحیح دادا جسکا ناتا اگر میت سے بیان کریں تو اس نے میں میت کی
 مان نہ آدمی (مثلاً باپ کا باپ اور باپ کا دادا وغیرہ) تو ایسے دادا اور باپ کا حکم
 فرض میں ایک ہے (یعنی اگر باپ نہ ہو تو دادا کے وہی میں حال میں جو اوپر مذکور ہوئی
 لیکن (دو با تو نہیں دادا اور باپ میں فرق ہے اول بھہ کہ) اگر میت کے مان باپ اور
 شوہر یا بی بی بچے تو مان کو دو صورتوں میں شوہر کے حصہ کے بعد جو باقی چھوڑ
 اوسکی تہائی ملتی ہے دادا کے ہوتے بھہ صورت نہ ہوگی (مثلاً ایک عورت مری اور شوہر
 شوہر اور مان باپ چھوڑے تو اس میں شوہر کو نصف ترکہ پہنچے گا اور مان کو نصف تہائی
 یعنی چھٹا حصہ اور باپ کو باقی ملیگا اور اگر اس صورت میں باپ کی جگہ دادا ہو تو نصف
 ترکہ شوہر کو اور کل ترکہ کی تہائی مان کو اور باقی بچا دادا کو ملیگا یا ایک مرد اور شوہر
 ایک بی بی اور مان باپ چھوڑے اس صورت میں جو تہائی بی بی کو دیکر باقی کی تہائی مان کو اور
 پہر جو کچھ بچے باپ کو ملیگا اور اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو مان کو کل ترکہ کی تہائی ملتی
 ہے و سہرا فرق بھہ ہے کہ باپ کے ہوتے ہوئے باپ کی مان کو یعنی دادی کو حصہ
 نہیں ملتا) اور دادا کے ہوتے ہوئے دادی محروم نہیں ہوتی (اور با تو نہیں باپ دادا
 یکساں ہیں) چنانچہ بہائی بہنو کو دادا کے ہوتے ہوئے کچھ نہیں ملتا (جیسے باپ کے ہوتے

ہر چہ جس میں ملتا ہے اہل فرض میت کی مان (سکو) میت کی اولاد خواہ اولاد
 کی اولاد کے ساتھ کتنے ہی بیچے کی ہو (اور نہ کہ ہوا ہو) اور نیز (میت کے) دو
 بارہ بخاری یا بہن کے ساتھ (خواہ چھ بیویں خواہ غلامی خواہ خبیانی) نہ میت
 سے پہلے اولاد کے ساتھ (ترکہ کا) چھٹا حصہ ملتا ہو اور میت کے باپ اور خاوند یا بیوی
 کے ساتھ تھائی اس مال کا بیٹا جو خاوند یا بیوی کو دیکر بچے (چنانچہ اسکی بیٹی یا بیوی
 ایسی اور لڑکے) چھٹا حصہ اہل فرض (میت کی جہت سے) حصہ کیا تا میت سے پہلے
 کتنے بن و ماہر یعنی تا میت کا نہ آوے (نہ وہ یا وہی یا ہر نانی اور پروا دہی اور
 یا شاہ یا ایسا غیر) دیکر یا مال کی مان یا او بی بی ہوگی اور جہت کے ایک ایک بیوی یا بیوی
 یا جہت کے ایک ایک حصہ سے حصہ دیا جائے ہون اور جبکہ ہر جہت ایک نانا ہو
 یا بیوی یا بیوی (دو یا تین یا چار) ہو سکتی ہیں مثلاً دادا کی مان بھی بیوی اور نانی کی
 مان بھی ہو سکتی ہیں یا ایک پوتا اور ایک نو بیوی ہو یا بیوی اور پسران دو نو کا پسر
 میں کاٹ ہو گیا تو انکی اولاد کا رشتہ ہند و حی و قرابت کا ہو گا) اور جس جہت کا
 نانا میت سے دور ہو وہ قریب کے نانتے والی سے محروم ہو جائیگی اور سب جدات خواہ
 ہمہ کی بیویوں خواہ نزدیک کی مان کے ہوتے ہوئے تمام ذہنی ہیں (مانچوان اہل
 فرض) میت کا شوہر (بے) اسکو بیٹی کے ترکہ کا حصہ ملتا ہو اور میت کی اولاد کے
 پہلے ہر ترکہ کا چارم ملتا ہو خواہ اولاد کتنی ہی بیچوں کی (چھٹی) اہل فرض میت
 کی بیوی (بے اس) کو شوہر کے مال میں سو چارم ملتا ہو اگر شوہر کے اولاد نہ ہو اور
 کے ساتھ میں خواہ کتنی ہی بیچوں کی ہو بیٹی کو نہ ٹھوان حصہ ملتا ہے (اور بیٹی یا بیوی
 تین ہوں تو انکا حصہ زیادہ نہ ہو گا) چوتھائی بیٹے اولاد کے اور آٹھواں بیٹے اولاد کے

سب آپس میں تقسیم کر لیں (ساتویں فرض والی) بیٹی (بے اور وہ) اگر ایک ہو تو ترکہ کا
 آدرا اسکو ملے گا اور دو بیٹیاں یا زیادہ ہوں تو ترکہ کی دو تھانیاں پادینگی اور
 (اگر دارث بنیاد اور بیٹی دو نو ہوں تو بیٹوں کے ساتھ (ملکر بیٹیاں) عصبہ ہو جاتی ہیں
 اور ہر بیٹی کو اپنے حصہ سے آدرا ملتا ہے (یعنی کوئی حصہ مقرر ہی نہیں رہتا بلکہ
 اپنے حصہ کا حصہ حصہ ہوا اسکا آدرا بیٹی کو ملتا ہے) پوتا مثل میت کے بیٹوں کے ہر جبکہ
 بیٹا اپنے اور بیٹوں کے ہونے ہوئے پوتے کو کچھ نہیں ملتا اگر بیٹی پوتے کے ساتھ
 ہو تو جو مذکر قریب تر میت سے ہوگا اسکو باقی ملے گا (یعنی آدرا بیٹی کو دیگر باقی پوتے
 کو ملے گا) اسلیو کہ عصبہ ہر اور کنز میں اقرب ذکر اسلیو کہا کہ ولد الابن پوتی کو بھی کہہ
 سکتے ہیں مگر اسکو باقی نہیں ملتا اسکا حال آگے آتا ہے (آٹھویں فرض والی) میت
 کی پوتی (بے اُس) کو سبکی بیٹی کے ساتھ چٹا حصہ ملتا ہے تاکہ دو تہائی کا مل جو جاد
 (کہ چونکہ پوتی بھی گویا بیٹی ہی ہے نو دو تہائی جو بیٹوں کا حصہ ہے وہ ان دونوں کو
 ملے گا) اسطرح کہ آدرا بیٹی کو دینے اور چٹا حصہ پوتی کو تاکہ دونوں ملکر دو تہائی ہو جائے
 پس) پوتی ایک ہو یا زیادہ (ایک بیٹی کے ساتھ میں چٹا حصہ پادینگی) اور اگر بیٹیاں
 ایک سے زیادہ ہوں تو پوتیاں محروم رہیں گی لیکن اگر اسورت میں پوتیوں کے شہس
 میں یا ان سے بچ کوئی لڑکا ہوگا تو وہ اپنے ساتھ والیوں اور اوپر والیوں کو اسکا
 فرض والی بیٹیوں کے عصبہ کر دیتا ہے اور مرد کو دو نا حصہ عورت سے ملتا ہے اور جو
 اس سے بچ ہوں انکو کچھ نہیں پونچتا (مثلاً اگر میت کے دو بیٹیاں اور ایک پوتی
 اور ایک پڑوتا اور ایک پڑوتی اور ایک پوتے کی پوتی ہوں تو بیٹیوں کو دو ثلث
 ملیں گے اور ایک تہائی ترکہ کی جو بچہ دے پڑوتے کے سبب سے پڑوتی اور پوتی

اور پڑھنے میں مرد کو عورت سے دو نا تقسیم ہو جاوے گی اور بونے کی پوتی جو مرد
 سے بچے درجہ میں ہو اور سکو کچھ ٹلیگا حاصل کچھ کہ پوتیوں کی چہہ عالمین میں اگر
 اور کے ساتھ بیٹی کو تھی نہ تو ایک پوتی کو آوے اور دو کو دو تہائی اور اگر اور کے
 ساتھ ایک بیٹی ہو تو چہا حصہ ٹلیگا اور اگر دو بیٹیاں ہوں تو محووم ہوگی اور اگر
 اور کے ساتھ لڑکا ہو تو سوا دو فرض والیوں کے برابر اور اوپر والیوں کو حصہ کرتا
 ہے اور مال مرد کو دو در حصہ اور عورت کو ایک انہیں تقسیم ہوا ہو اور اگر میت کے بیٹا
 ہو تو پوتی کو کچھ نہیں پوتی چھ (پوتی اہل فرض) میت کی حقیقی بہنیں جن اور کمال
 بیٹیوں کا سا ہو جس صورت میں کہ بیٹیاں اور پوتیاں ہوں (یعنی بہن ایک ہو
 تو آوے مال یا دوگی اور دو ہوں تو دو تہائی) اور (بھائی اگر اور کے ساتھ ہو تو مرد
 کو عورت کی نسبت دو نا حصہ ٹلیگا) بھائیوں کے ساتھ میں حصہ ہو جاتی ہیں اور
 اگر بھائیوں کے ساتھ میں بیٹیاں یا پوتیاں ہوگی تب بھی انہیں حصہ رہیگی (اور
 فرض والوں کو چہا مال یا دوینگے ولسو میں فرض والی) علاقہ بہنیں (ہیں) اور کمال
 حال پوتیوں کا سا ہو (یعنی جو حال پوتیوں کا) بیٹیوں کے ساتھ (شہادہ حال
 علاقہ بہنوں کا سگی بہنوں کے ساتھ ہو کہ اگر سگی بہنیں ہوں تب تو ایک علاقہ
 ہیں کو آوے اور زیادہ کو دو تہائی اور ایک سگی بہن کے ساتھ میں چہا حصہ
 خواہ علاقہ میں ایک ہو خواہ زیادہ اور دو سگی بہنوں کے ساتھ میں کچھ نہیں
 ملتا ان اگر اور کے ساتھ علاقہ بھائی ہوتی ہیں ہر تو وہ انکو حصہ کرتا ہو اور
 حصہ کے ساتھ میں اور کو مرد کے حصہ سے آوے ملتا ہے اور بیٹیوں اور پوتیوں
 ایک ساتھ میں علاقہ بہنیں بھی حصہ ہو جاتی ہیں (اور اس وقت اہل فرض سے

جو مال بچتا ہو وہ ابو پونچیا ہو خواہ ایک ہونا یا دہ سیا رہوں اہل فرض میت کی
 اخیانی بہن (بھئی) اور (بارہویں اہل فرض اخیانی) بھائی (بھئی) ان دونوں کا بھیس
 حال ہے کہ اگر ایک ہو تو چٹا حصہ پاتا ہے اور دوا دہ ہوں تو تھائی مال کی ملتی ہے
 اور انہیں عورت مرد کا برابر حصہ ہو (یہ نہیں کہ مرد کو عورت سے دو واسطے) بھائی اور
 بہن خواہ حقیقی ہوں یا علاقائی یا اخیانی میت کے پسرا اور پوتے اور پرورے وغیرہ
 اولاد کے ہوتے ہوئے خواہ میت کے باپ یا دادا کے ہوتے ہوئے کچھ بیٹا اور
 اور سگی بیٹی اور پوتی (یعنی میت کی اولاد و موٹ) صرف اخیانی بہن بھائی کو محسوم
 کرتی ہے (سگی اور علاقائی کو نہیں کرتی) ۴

عصبوں کا بیان

(عصبوں کا بیان) عصبوں وارث کو کہتے ہیں کہ اگر اکیلا ہو تو تمام مال لہو
 اور اگر فرض والوں کے ساتھ ہو تو باقی مال لہو (جو ان سے بچے اور عصبہ و قسم پر چلا
 نسب کا یعنی یا عت میت کی ذرات کے دوسرے عصبہ سب کا یعنی میت کا آزاد کر نیوالا کسی
 عصبہ دوسری میراث میں مقدم ہے اور (اوسکی ترتیب یوں ہو کہ) سب سے زیادہ جنت دار
 بیٹا ہے پھر پوتا پھر پوتہ پھر اوسکی اولاد نہ کہنے ہی بچہ کی ہو پھر باپ پھر دادا پھر پردادا
 کہتے ہی اوپر کا ہو پھر سگا بھائی پھر علاقائی بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علاقائی بیٹائی کا بیٹا
 (پھر سگے چچا پھر پاپے چچا پھر دادا کے چچا مانے ترتیب سابق (یعنی سگے اولاد
 علاقائی بعد ہونگے ان) عصبات نسب کے بعد عصبہ سب کا یعنی آزاد کر نیوالا میت (کا اُس)
 کے مال کا حقدار ہے اور اگر وہ نہ ہو تو اُسکی عصبوں کو اسی ترتیب سے پہنچا (یعنی اول سگی
 اولاد نہ پھر باپ یا دادا پھر بیٹائی وغیرہ کو جیسا اوپر بیان ہوا) چودہ مرتب ایسی بہن کہ
 حصہ انکا آدا اور تھائی ہے (یعنی بیٹیان اور پوتیان اور سگی اور علاقائی بہنیں) وہ

ہوتا ہے مثلاً شوہر اپنی بیوی کا آزاد کرے مثلاً بیوی ہونے سے پہلے کی حیثیت سے اور آزاد کر
 کے سبب ہو وہ نوہو وارث ہو گا اگر کافر کی دو قرابتیں ہیں ایک محبوب ہو اور ایک حاکم
 تو یہ صاحب کی قرابت سے میراث پاد چکا ہے محبوب کی مثلاً کسی کافر نے اپنی لڑکی کو نکاح
 کیا اور اس سے لڑکا ہوا تو جب لڑکا اس کافر سے یہ قرابت رکھتا ہو اس کا بیٹا بھی ہے
 اور تو اس کا بھی مگر تو اس سے ہونے کی قرابت محبوب ہو اور بیوی کی قرابت صاحب تو اس کافر کی
 میراث بیوی ہونے کی حیثیت سے پاد چکا ہے تو اس سے ہونے کے سبب سے) کافر اگر اپنی بیوی
 سے نکاح کرے (مثلاً بائیں سے یا بائیں سے) تو شوہر ہونے کی میراث ہو گی لیکن حاکم
 کی اولاد اور وہ بچہ جس کی حیثیت سے شوہر ہو بیوی میں طہان ہو اور وہ مال بھی کی طرح صاحب
 میراث پاد چکا ہے یعنی ان کے ترکہ میں سے انکو حصہ لیا گیا باپ کے ترکہ میں سے لیا گیا کہ وہ
 باپ سے نکاح شدہ علیحدہ ہو گیا ہے جس کی طرح ایک بیوی کا حصہ علیحدہ کر لیا جاوے گا یعنی اگر
 میت کی جود و علاقہ ہو اور وارث حاکم ان میں سے ترکہ ہوں تو اس کے لئے ایک پسر کا حصہ
 چھوڑینگے باقی مال بائیں (بیٹے) پر وہ بچہ اور بیوی سے زیادہ مال کے حصہ سے ہو یا ہو کر
 اگر فرج پاد چکا تو وارث ہو گا اور اگر ٹھوڑا ہی سا محل کر رہا ہو تو وارث نہیں ہو گا چنانچہ
 شخص اگر چلیا دین یا تو دیگر مر جاوے تو وہ ایک درجہ سے وارث نہیں ہونگے یا ان اگر یہ
 معلوم ہو جاوے کہ فلاں پسر نے فلاں اور فلاں بیوی تو بائیں وارثت جاری ہوگی
 (دوسری الارحام کا بیان) (دورحم اس رشتہ دار کو کہتے ہیں جس کا حصہ میراث
 میں مقرر نہیں ہوا وہ غصبہ ہو دورحم کسی غصبہ کے ساتھ نہیں وارث نہیں
 ہوتا بجز شوہر یا بیوی کے ساتھ کسی سہو کہ ان پر مال تو نہیں ہوتا (بیٹے) اگر شوہر یا بیوی
 کے ساتھ میں دورحم ہو گا تو باوجودیکہ یہ دونوں صاحب فرض ہیں مگر ان کے ساتھ میں

حاکم کی اولاد بائیں
 شوہر نہیں پاتی

دوسری الارحام کا بیان

بدو وارث ہوتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ شوہر یا بیوی کو بچھا مال و دیار و مہینہ فستہ
 بخلاف اور فرض والوں کے کہ اگر اونکے حصوں سے کچھ مال بچتا ہے تو وہ بہر انہیں کو حصہ
 رسد دیا جاتا ہے پس جب شوہر یا بیوی کو دیگر کچھ بچا اور وہ انکو مٹایا مہینہ جاتا تو ان
 کا وارث بجز ذرہ رحم کے اور کون رہا اسلئے اونکے ساتھ میں وارث ہوتا ہے ذرہ رحمی الارحام
 کی ترتیب مثل حصبات کی ترتیب کے ہے (یعنی اول بست کی ذرہ یعنی بیٹوں پوتوں
 کی اولاد کو بچہ کی ہون پر اسکے اصول یعنی فاسد اور خدات فاسدہ کہتے ہیں اور پر کے
 ہون پر اسکے مان باپ کے ذرہ یعنی بیٹی یا علاتی یا خیا فی بہن بہا بیوی کی اولاد
 پر اسکے جدا و جدہ کی ذرہ یعنی ماموں خالہ بھوپھی تاکے اور بچا کی لڑکیاں
 چہر باپ کے ماموں خالہ وغیرہ) - ذرہ رحمی الارحام میں درجہ کے قرب سے ترجیح
 ہوتی ہے (یعنی غریب کے رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور والیکو ملے گا اگر قرب میں
 برابر ہوں تو پہر بات کو دیکھتے ہیں کہ اسکی اصل وارث ہے یا نہیں اگر وارث ہو تو اسکو
 مقدم کرتے ہیں اور چہر اسکی اصل وارث نہ ہو مثلاً بیٹے کی بیٹی اور ہمیشہ زادہ کی بیٹی
 اگر وارث میں تو مال بڑا زادہ کی دختر کو ملے گا اسکی اصل یعنی بڑا زادہ حصہ ہوا ہمیشہ زادہ کی
 بکتر نہ ملے گا اسکی اصل یعنی ہمیشہ زادہ کی دختر نہیں رحم ہی جسکو ذرہ رحمی الارحام کی جہت بہت سخت
 ہو تو جسکی نزات باپ کی طرف ہوگی اور اسکو دونا ملے گا اور جسکی مان کی طرف ہوگی اسکو
 ایک حصہ ملے گا (مثلاً اگر میت اپنے باپ کا مانا اور مان کا دادا چھوڑے تو اول کو ذرہ رحمی
 اور دوم کو ایک بیٹی ذرہ رحمی الارحام کی اصلیں اگر ایک ہی ہوں تو ترکہ کو انکی گنتی
 پر تقسیم کریں گے مثلاً ایک بہن کی اولاد یا دو بہنوں کی اولاد ہو تو بہن بھائیوں
 بھائیوں کو شمار کر کے ترکہ برابر تقسیم کر دیں اگر سب مذکر ہوں یا سب مؤنث اور اگر

چہ مرد و کچھ عورتیں ہوں تو مرد کو دو حصہ عورتوں کی نسبت دیوں اور اگر نادر
 اصول متفق ہوں (یعنی بعضوں کی اصل مرد ہو اور بعضوں کی عورت) تو شمار شخصوں
 کا (نسبت بھی) انہیں سے ہو گا مگر جس درجہ میں کہ پہلے اختلاف ہوا ہو مرد
 و عورت کا فرق آدمین کر لیا جاوے گا (مثلاً میت کے ایک نواسی کی بیٹی اور ایک
 نواسی کی بیٹی بچے تو اول کو ایک تہائی دینگے اور دوسری کو دو تہائی اسلئے کہ
 اول یہاں اختلاف ہوا ہو مان ایک جا نواسی سے اور دوسری جا نواسی
 اسلئے تہائی عورت کے اعتبار سے ہوئی اور دو تہائی مرد کے اعتبار سے
 اور شمار پچھلے کی بموجب ہوتی ہے یعنی اگر پہلی صورتیں چار بیٹیاں ہوں اور
 دوسری میں تین ہوں تو پہلی صورت والوں کو وہی ایک تہائی چار حصہ مساوی
 میں تقسیم کر دیا وگی اور دوسری صورت والوں کو وہ تہائی تین جگہ تقسیم کر
 کر دیا وگی) حصے (جو کلام مجید میں) مقرر (ہیں) وہ چہ بین تین ایک قسم کے
 (یعنی) آدھا چوتھائی آٹھواں اور (تین دوسری قسم کے یعنی) دو تہائی تہائی
 اور چہاں اور اس کے مخرج (یعنی ایسے عدد کہ ان سے یہ حصے نکل سکیں سات میں)
 آدمی کے لہو دو کا عدد ہو (پس جس کو نصف مال پونچھا ہو چاہے کہ مال کے دو اسہام
 مقرر کر لیں اور چوتھائی کے لہو چار کا عدد ہو اور آٹھویں حصہ کے لہو آٹھ کا
 ہے اور دو تہائی اور تہائی کے لہو تین کا عدد ہو اور چہ حصہ کے لہو چہ کا
 (اور ان قسموں میں پچھلا عدد اپنی پہلے حصوں کا بھی مخرج ہو سکتا ہے مثلاً چار کا
 عدد آدمی کا بھی مخرج ہو اور آٹھ کا عدد چوتھائی اور آدمی کا مخرج ہے اور
 چہ تہائی کا مخرج ہے) اور ایک دوسرے کے لہو سے بارہ اور چہ میں مخرج ہوتے

نسخہ اور
 نسخہ

۲۵۲
 چنانچہ ہوا اور یہ سب حصہ بارہ دین سکھو میں چارہ کی چوتھائی تین اور
 دو ٹہنی آٹھ اور چھ حصہ دو میں اور چھ کل تیرہ ہو جو قیادہ کا حول تیرہ کیا جاوے گا
 ازاں اگر ان وار نو میں ایک اجافنی میں ہی سو چھ حصہ بارہ کا یعنی دو سو اسی کو بھی
 ملو چاہتین تو اب نہ دو سو اسی ہونگے اور بارہ کا حول تیرہ کر لیا جاوے گا اور اگر
 دو سو اسی اجافنی ہوں تو سو اسی تیرہ ہونگے اور حول ہی تیرہ اور اسی کا حول صرف
 ایک ہی ہوتا ہے یعنی سو اسی (اور اسی صورت ہے کہ ایک سو اسی میں بھی اور دو سو اسی
 اور تین اور پانچ وار نو میں پانچ سو اسی وار نو کے حصے آج سے کل سکھو میں گھر
 اور کے سو اسی میں سو اسی کے اور سو اسی سو اسی کے اور چار چار ان کا
 کے ملکر آج سو اسی میں پس آج کا حول آج کر لیا جاتا ہو اور اس مسئلہ کو تسلیم
 نہیں کیے ہیں اور یہ حول سبب عداوت کی تلاش سے آتی ہے غلطی میں)۔ اگر ایک
 فرقہ کا حصہ اور کے شخصوں یعنی مستحقین کو بارہ تقسیم ہو (مثلاً سو اسی حصہ کے چار
 ہوں اور اور کے لینے والے چہ تو اگر دو نو میں توافقی کی نسبت ہو تو مستحقین کے
 شمار کا وفق لیکر اصل مسئلہ میں (جو خرچ سبب حصہ کا قرار دیا گیا تھا) ضرب کرینگے
 (جیسے اوپر کی مثال میں آج اور آج میں توافقی ہو یعنی دو نو نصف ہو سکھو میں تو چہ
 کے وفق تین کو خرچ اصل میں ضرب کرینگے) اور اگر دو نو میں توافقی ہو (بلکہ تین
 ہو) تو کل عید خرچ اصل میں ضرب کرینگے اور جو چہ حاصل ضرب ہو گا وہ مسئلہ کا خرچ
 ہو گا (اس کو سبکو پورا حصہ ہو چکا)۔ اور اگر گھر میں چھ حصہ ہو (یعنی وار نو کی رقم
 ہوں اور ہر فرقہ پورا حصہ سو اسی کے چھ حصہ میں گھر میں) اور وہ فرقہ آج میں شامل
 رہے ہو (یعنی شمار میں برابر ہوں) تو اب فرقہ کی شمار اصل مسئلہ میں ضرب

کر لینا چاہیے اور اگر فرقے آپس میں متداخل ہوں تو جنگی شمار سب میں زیادہ ہو گئے
 عد کو اصل مسئلہ میں ضرب کر لین اور اگر توافق نہ کہتے ہوں تو ایک کی شمار کے دفع
 کو دوسری میں ضرب کر لین اور حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب کر لین اور اگر سب فرقوں
 کی تعداد آپس میں متساوی ہو تو ایک کی تعداد کو دوسری کی تعداد میں (ضرب کر لین اور حاصل
 ضرب کو دوسری کی تعداد میں) اور حاصل (آخری کو اصل مسئلہ میں ضرب دیکر نتیجہ مسئلہ
 کی کر لین) اور (اگر اصل مسئلہ حول (در کہنا ہو تو حول) میں ضرب کر لینا چاہیو (دفع ہو کہ
 دو عدد و تین چار نسبتوں میں سے ایک ہر ایک کی ہر تعامل یا تداخل یا توافق یا تضاد
 متماثل دو عدد دون کے برابر ہونے کو کہتے ہیں جیسو چار چار یا تثل و تثل اور تثل و تثل
 اٹھکو کہتے ہیں کہ دو عدد و تین سے بڑا چھوٹے پر پورا بٹ جائے کسرت پڑے یا مجھ کہ اگر
 چھوٹے کو آٹھ میں سے نکالو چلے جاویں تو دوبار یا زیادہ میں بڑا عدد ہو چکے مثلاً ۱۲
 اور پانچ میں تداخل ہو کہ ۱۲ پانچ پر پورا بٹ جائے یا پچیس میں سے پانچ پانچ اگر کم کر دے
 جاویں تو پانچ دفعہ میں ۱۲ فنا ہو جاوے گا اور توافق اوکو کہتے ہیں کہ دو عدد و تین
 کو کوئی تیسرا عدد ایک سے زیادہ فنا کر جیسو آٹھ اور تین کہ ان دونوں کو عدد چار
 فنا کرتا ہو اور اس تیسری عدد مثلاً چار کو دفع کہتے ہیں اور ان دونوں عدد و تین
 توافق بالبرہم کہلاتا ہو اور ایک کے رفع کو ضرب کرنا پڑتا ہو اور اگر تنہائی میں توافق
 ہوں تو ایک کی تنہائی کو ضرب کرتے ہیں اور علیٰ القیاس اور تین اٹھکو کہتے ہیں
 کہ کوئی تیسرا عدد بھی ان دونوں کو فنا کرے صرف عدد ایک کا دونوں کو فنا کر جیسو نو
 اور دس میں اور ترکیب ان تینوں نسبتوں (آخر کے معلوم کر نیکی مجھ ہو کہ بڑے
 عدد کو چھوٹے پر تقسیم کر لین اگر اول تقسیم میں کچھ بڑی ہو تو تداخل سے اور اگر چھوٹی

و کجای

ہو تو باقی پر چوبیس کو تقسیم کریں اور ہر تین بچے نو دوسری باقی پر پہلی باقی کو
تقسیم کریں اور اس طرح کرتے جاویں اگر کسی تقسیم میں کچھ رہی ہو تو دیکھیں کہ اس کا
مقسوم علیہ کیا ہو اگر دو ہوں تو دو عدد و نہیں توافق بالنصف ہوگا اور اگر ۳ ہوں تو
بالثلث اور علیٰ ہذا القیاس اور اگر پہلی تقسیم میں یا اور کسی تقسیم میں عدد ایک بچہ ہو تو
اُن دو عدد و نہیں بتائیں ہوگا۔ اور اگر وارثوں کے سبہام اصل مسئلہ سے کم ہوں
اور اس جہت سے کچھ مال بچے ہو تو وہ مال اہل فردض کو موافق اس کے حصوں کے دینا
چاہیے لیکن شہر یا دیہی کو اس مقدار زائد میں سے کچھ ملے گا (اور وارثوں کو مال زائد اس طرح
دیتے ہیں کہ جن وارثوں پر دہوسکتا ہو اگر وہ ایک جنس کے ہوں تو مسئلہ کو انکی شہادت
کے موافق کر لیتے مثلاً (اگر) میت کی وارث دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں (تو چونکہ انکا
حصہ دو تہائی تھا اجمت سے مسئلہ میں سے ہوگا اور تین کی دو تہائی یعنی دو بیٹیوں
خواہ بہنو نکو ملین گے اور باقی ایک تہائی زائد رہے گا اسکو بھی ادھر بیٹا دینے کی ضرورت
ہوئی اسلیو چونکہ ایک جنس کے حصہ دار تھو انکی شمار کے موافق مال کے دو حصے کر کے
ایک ایک ہر ایک کو دینگے اس بیٹا دینے کو کہتے ہیں)۔ اگر جن وارثوں پر دہوسکتا
ہو وہ کئی جنس کے ہوں تو مسئلہ انکے رہنا ہو انکی شمار سے ہوگا (یعنی اصل مسئلہ میں
سے جبکہ سبہام انکو پہنچے ہوں انکو جمع کر کے جو حاصل جمع ہو وہی مسئلہ قرار دیا جائے گا
مثلاً اگر دس دس جمع ہوں (جیسو میت کی جدہ اور اخیانی بہن یہی تو اصل مسئلہ چلے
سے ہوگا اور انہیں سے ایک ایک سبہام دو نو وارثوں کو ملے گا اور دو نو کا مجموعہ وہ
ہیں) تو مسئلہ دسویا جاوے گا (اور اگر تہائی اور سدس جمع ہوں) تو مسئلہ تین سے
ہوگا (جیسو جدہ اور دیا زیادہ اخیانی بہنیں جمع ہوں کہ جدہ کو چٹا حصہ اور دو

یا نہ اچھا فی ہینو تھو تباہی مٹا ہی اور دو نو کے سپہام الراجہ سہو کالین تو تین ہو جے
 چن ایسٹو مسئلہ تین سو چو کا اور اگر گشت اور مد جس سبب ہوں تو مسئلہ چار سو چو کا
 مسئلہ بد اور سکی ہن وارڈی ہون تو بد و کو ہیا حصہ اور ہین کو نصف ہو اور چہ ہن
 دو نو کے سپہام بلکہ پارچین تو پارچہ سو مسئلہ کر کے ایک بد و کو اور تین ہین کو دینے
 اور اگر دو تباہی اور ہیا حصہ جمع ہوں یا نصف اور دو چو حصہ ہوں یا نصف اور
 ایک تباہی ہو تو ان تینوں ہن تو تین مسئلہ پانچ سے جو گھم اول کی مثل اول کی
 ہین اور ایک بد و کو چہ ہین سو چار ہون چیکے اور ایک بد و کا اور دو دو تو
 بلکہ پانچ ہو تو اس کے ذم کی مثال سپہام اور بیٹی اور پوتی کہ سپہام کا اور او
 بیٹی کا اور چہ پوتی کا اور پانچ ہین سو چہ سپہام کالین تو مسئلہ بلکہ پانچ ہو تو تین
 اور تین سو کی مثال چہ ہین اور ہین کا نصف اور ان کا ایک تباہی
 سے اور چہ تین سو دو نو کے سپہاموں کا مجموعہ پانچ ہے اور اگر وارث ایک سو
 کے ہوں اور اس کے ساتھ سو سو ہین میں سو بھی کوئی ہو (سکوال و ہین کوئی
 تو اس صورت میں شوہر یا بی بی کے چلے گا اگر چہ وارث لکھنا حصہ اس میں ہو ورنہ
 چاہیے اور باقی کو ایک ہین کے دار و ان پر چلے کر دیا چاہیے (اگر نسیم
 ہو سکتی ہو چہ سو مسئلہ کا شوہر اور تین بیٹیاں ہوں (دو مسئلہ بارہ سو ہوا سو
 بلکہ سپہام دو نو کے گیارہ سو سو ضرورت نہ کی ہوئی تو شوہر کا حصہ چو تباہی
 تھا اور سکا کمتر مخرج دیا ہو اس میں سو اسکا حصہ ایک سپہام اسکو دیکر باقی تین
 سپہام جو چہ تین بیٹوں کو برابر ایک ایک پونچھ گیا) اور اگر باقی سپہام ایک سو
 کے دار و تین سو چہ ہین اور سپہام تین اور اس کے شمار میں کوئی ہو تو شہاد

کے دوق کو سو ہر یا بیسی کے کمتر مخرج میں ضرب کر کے مثلاً اوپر کی شالین بیسیان چہ
 برن (تو میں لہام لود پر پورے تقسیم ہو گئے اور تین اور چہ میں داخل ہو جسکو علم
 زائس کے ایسے مقام میں توافق ہو تغییر کرتے ہیں یعنی تین توافیق بالثلث بولینگے
 پس چہ کا توافق یعنی دو لیکر کمتر مخرج شوہر یعنی چار میں ضرب کیا تو آٹھ ہوئی نہیں
 سے دو سہام شوہر کے اور چہ سہام چون بیسیو ٹکے ہو گئے اور اگر سہاموں میں
 توافق یا تداخل نہ ہو بلکہ تباہ ہو تو کل شمار ذرہ کو کمتر مخرج مذکور میں ضرب کرنا چاہیو
 مثلاً مثال مذکور میں تعداد بیسیو کی پانچ ہو (تو میں سہاموں اور پانچ میں تباہ ہے
 بیسیو کی پانچ کو چار میں ضرب کر کے ۲۰ ہونگے پس میں سے پانچ شوہر کو اور پندرہ
 بیسیو کو یعنی ہر ایک کو تین تین لینگے) اور اگر شوہر یا بیسی کے ساتھ میں دو جنس کے
 وارث ہوں تو خیر وہ ہو سکتا ہے (اوسکے مسئلہ کے نکالنے کا طور اور پر گذر چکا ہے اس
 قاعدہ کے بموجب سہاموں سے انکا مسئلہ نکال لیا جائیو پھر شوہر یا بیسی کو اقل
 مخرج سے انکا حصہ دیکر باقی کو اس مسئلہ مذکورہ پر بانٹ دینا چاہیے (اگر بٹ سکے)
 مسئلہ میت کی ایک بیسی اور چار جدات اور چہ اخیانی بہنیں ہوں (کہ اس صورت میں اقل
 مخرج بیسی کے حصہ کا چار ہو اس میں کو ایک اسکو دیا اور جدات کا اور اخیانی بہنوں کا
 مسئلہ جو نکالا تو چہ حصہ جدات کا اور تباہی بہنوں کا ہو اسکو انکا مسئلہ میں سے ہوا
 اس میں پر مخرج ہر بیسی کو جو باقی تھا تو پورا ہو یعنی ایک جدات کا اور دو بہنوں کا
 حصہ ہر ایک بموجب قواعد گذشتہ اعلیٰ تصحیح کر لو یعنی ایک چار جدات پر نہیں تقسیم ہو سکتا
 نہ دو چہ بہنوں پر اسکو اول حصوں اور شمار حصہ وار و تین نسبت دیکھی تو چار جو ہر
 جدات کی ہو اس میں اور اوسکے حصہ کے سہام ایک میں تباہ ہو اور پھر بیسیوں کو لود

اور وہ ہیں جو اس کے سپہام میں داخل یعنی توافقی بالنعیض ہی تو چھ کا نصف لیا گیا
 ہے تو یہ اب دو نو تعداد وہ ہیں جو نسبت دیکھی یعنی چار اور تین ہیں تو تین میں ایک اس کے
 ہر کوئی تین میں ایک کیا بار ہو جو بارہ کو اقل نخرج تین میں ضرب کیا تو ۳۶ ہو گا
 اس سے سب کو سپہام پوری تو تین کے یعنی بارہ میں کو اور بارہ و چاروں جدات کو
 یعنی ہر ایک کو تین ہیں اور ۳۶ چون پہنچو تو کسی ہر ایک کو چار چار اور تین تین
 اس میں تاجہ کا یاد کرنا سہا ہے کہ اول سہاموں اور تعداد میں نسبت دیکھی ہیں ہر
 نسبت کی تعداد و تین نسبت دیکھتے ہیں اور سب کو جب مثال میں مشتبہ قسم کر کے
 اور اگر تین نخرج سے ہو رہا یعنی کے حصہ کے فیضانی بنجا ہوا دارشان مختلف کے
 سپہاموں پر پورا ہو تو خیر و ہو سکتا ہے اس کے سپہام کو تین ہر ایک کے فریق کے
 خیرات میں ضرب کرنا چاہئے ہر ایک کا حصہ دریافت کر کے لکھو تو ہر ایک کے سپہام
 کو خیر و ہو سکتا ہے اس کے مسئلہ میں ضرب کر دیا کہ تین میں ہر فریق کے سپہام کو
 و تین میں ہر ایک کے یا تین میں ضرب کر دیکھو اس مثال میں کہیت کی چار سیلیاں اور
 نو لکھیاں اور چھ جدات ہوں کہ کل مسئلہ ۳۶ ہو گا ہر ایک کے سپہام ۳۶ میں
 مسئلہ اقل نخرج بیسیوں میں یعنی آٹھ سو کے ایک لکھ دیا اور سات سو کے ایک لکھ
 میں دو لکھوں اور جدات کے سپہاموں پر یعنی پانچ پر تقسیم نہیں ہو سکے اس کو پانچ
 کو ہر یک میں ضرب دیا۔ تم سو کو اب بیسیوں کا سپہام جو ایک ہوا اس کو پانچ میں ضرب دیا
 اور ہر یک حصہ بیسیوں کا ہوا اور ۳۶ لکھوں اور جدات کے یہی یعنی سات جدات کے
 اور ہر ایک کو تین کے سپہام جو اب ہر فریق کے سپہام جو اب ہر فریق میں ہر یک کو
 تاجہ چھ جاتی کے تین مسئلہ کی کر کے لکھو پورا ہوا دیکھئے (یعنی اول سپہاموں)

اور تعداد ان خاص میں نسبت دیکھی مسئلہ تین یا یا ہر بیسوں اور لڑکیوں کی تعداد میں نسبت
 دیکھی تو تہ اور تہ میں تین یا یا دو نو کو ایک سو میں ضرب کر لیا ۳۶ ہو گیا ۳۶ اور جدات کی
 تعداد میں نسبت دیکھی تو تہ اور تہ میں تین یا یا ایک سو میں اصل مسئلہ یعنی تہ کو ضرب دیا تو کل صحیح
 ۳۶ ہو گیا اور ہر ایک کے سہا م کو لیا تو تہ میں ضرب کر لیا ہر ایک کا سہا م ہو جا دیا مثلاً
 بیسوں کے سہا م بائیس تھو انکو ۳۶ میں ضرب دیا ۱۲۸ ہو گیا اور ہر ایک حصہ چار دن زودہ کا
 ہوا ہر ایک ۳۶ یا دیکھی اور جدات کے سہا م تہ انکو ۳۶ میں ضرب دیا تو ۱۲۸
 ہو گیا حصہ چار دن جدات کا ہوا ہر ایک کو ۳۶ ہو گئے اور ۱۲۸ جو سہا م لڑکیوں کے
 تھے انکو ۳۶ میں ضرب دیا ۱۲۸ ہو گیا حصہ نو لڑکیوں کا ہوا اور ہر ایک کو ان میں سے
 ۱۲۸ پونچھیں گے۔ اگر مال کے تقسیم کرنے سے پہلے کوئی وارث مر جا دے تو (مثلاً)
 کرنا چاہیے اور اسکی صورت بھی کہیں پہلے اول میت کی تصحیح بموجب قواعد گذشتہ کے
 کر لیں اور سہا م ہر وارث کا اس میں سے دین پر دوسری میت کے مسئلہ کی تصحیح
 کرین اور جو کچھ اسکو پہلی تصحیح سے سہا م ملے ہوں ان سہا م میں دین اور دوسری
 تصحیح میں نسبت دیکھیں اگر وہ سہا م دوسری تصحیح پر پوری بن جائیں تو حاجت ضرب
 کی ہوگی دو نو مسئلہ تصحیح اول سے درست ہو جاوے گی (مثلاً ایک شخص مرے اور مال
 زودہ اور ایک چچا وارث چوڑی اور پیراوسکی زودہ مرے اور ایک سگا بھائی اور
 سگی بہن وارث رہیں تو پہلے میت اول کے مسئلہ کو جو دیکھا تو ۱۲۸ سے نکلتا ہے
 جس میں سے چار سہا م یعنی تہائی مال کو اور تین زودہ کو اور باقی بائیس سہا م چچا کو
 ملیں گے اور دوسری میت کی جو تصحیح کی تو تین سے ہو گیا جس میں سے دو او سکے بہائی کو
 اور ایک بہن کو پونچھو ہیں اور تین سے سہا م زودہ کو تصحیح اول سے ملے تھو پونچھ

یہ تین خانہ

اسکے وارثوں کے سہام کو ضرب کر و حاصل ضرب وارثوں کا حصہ ہوگا اور میت
ثانی کے وارثوں کے سہام کو (در صورت ثانی اور اسکے) کل باقی البتہ میں (یعنی
پہر سہام اور سکو میت اول جو بے غرضانہ ضرب کر و اور (در صورت توافیق) اسے
الید کو دفع میں (حاصل ضرب ارثان میت ثانی کے سہام صحیح کل میں سہارونگی اور
اگر حصہ ایک وراثت کو میت اول کے وارثوں میں سوا اس حصہ میں ضرب کر و جس میں
اصل مسئلہ کو ضرب دیا ہو تو حاصل ضرب حصہ ہر فریق کا ہوگا (جانتا چاہیے کہ اگر
پہر وارثوں کے سہام دریافت کرنے کی ترکیب لکھی ہو اس سوا واکل سہام کل
وارثوں کے ہیں اب اس بیان کی ترکیب ہر فرقہ کے علیحدہ علیحدہ حصہ معلوم کرنے
کی بیان کی مگر مناسخ میں کل سہاموں کے دریافت کرنیکی چندان ضرورت نہیں
ہوتی لہذا ترکیب دوم استعمال کرنی کافی ہے) اور میت ثانی کے ہر فریق کا حصہ بھی
اسی طرح معلوم کرنا چاہیے کہ ہر وارث کے سہام کو کل باقی البتہ یا اسکو دفع
میں ضرب دینا چاہیے اب ہر فریق میں سو ایک ایک شخص کا حصہ دریافت کرنا چاہیے
تو دیکھیں کہ اصل مسئلہ سوا اس فریق کو کہنی سہام ملے ہیں جتنی اسکو سہام اصل
مسئلہ میں سہارون انکو اس فرقہ کی شمار ہو نسبت لگا دین کہ ان سہارون سو ایک کو
کتنا ملتا ہے جتنا حساب سو بڑی و ستا ہی اس حصہ میں اصل مسئلہ میں ضرب ہو
اسکو دین (مثلاً مثال بالا میں میت کی چار بیٹیاں اور نو لڑکیاں اور چھ جد
تہیں انکا اصل مسئلہ ہم تھا اور اسکو ۴۳ میں ضرب کر کے تقصیر کی تھی ۴۳-۱
اور چار زوجات کا حصہ اصل مسئلہ میں سو ۴۳ تھا اور پانچ میں سو ۴۳ کو دیکھا تو سوا
پہر چھتا ہی اگر ۴۳ کو سوا یا کریں تو ۴۳ ہوتے ہیں یہی حصہ ہر ایک کا ہوتا ہے لیکن

پہلے ترکیب یہ ہو کہ ہر فریق کے سپہام بموجب بیان سابق دریافت کر کے انکو
فریق کے شمار پر تقسیم کرنوں خارج قسمت ایک کا حصہ ہو گا مثلاً مثال مذکور میں
چار زوجات کا حصہ پانچ ضرب گوی ہو جو ۱۲۰ میں ہیں یعنی ۱۰۰ لکڑا سکوا اگر ہم تقسیم
کر دیں تو خارج قسمت ۱۲۰ ہوتے ہیں جو حصہ ایک زوجہ کا ہوتا اور اگر سنا خیمین
دوسری زیادہ میت ہوں تو دوسریوں کی تقسیم بموجب بیان سابق کر کے اسکو بجای
میت اول کے شمار کریں اور سوم کو بجای دوم اور وہی قواعد عمل بین لادین جہاد پر
مذکور ہوئی اگر میت کے ترکہ کو دار ثمنین تقسیم کرنا ہو تو تقسیم میں جو جتنا ایک وارث کو
بہتر ہو اسکو کل ترکہ میں فیسہ کر دے اور حاصل فیسہ کو تقسیم پر بانٹ دے (خارج قسمت وارث
مذکور کا حصہ ترکہ میں ہو گا مثلاً مثال گذشتہ بالا میں میت کے چار زوجات وارث ہیں
اور چہ جہات نہیں اور تقسیم ۱۲۰ اسو حسی اور حصہ ہر ایک زوجہ کا ۳۰ اور لڑکی کا ۱۵
اور جہاد کا ۲۴ تھا اگر ترکہ میت کا نو سو روپیہ فرض کریں اور دریافت کیا جائے کہ ہر
وارث کا کیا حصہ ہو گا تو اول ایک زوجہ کا حصہ دریافت کیا یعنی ۳۰ اسکو سپہام تھی
اسکو کل ترکہ یعنی ۹۰ میں ضرب کیا تو ۳۰ ہوئی اسکو تقسیم پر یعنی ۱۲۰ پر تقسیم
کیا خارج قسمت ۲ ہوئی ۱۲۰ پر اس کے آنے کے تو ۲۴۰ ہوئی اور گویا ۱۲۰
پر بانٹا تو ۱۲۰ خارج قسمت ہوئی اور گویا ۱۲۰ پر بانٹا تو ۱۲۰ پر بانٹا تو ۱۲۰
تیرہ آنے ہوئے ہیں اور لڑکی کے حصہ ۱۵ کو ۹۰ میں ضرب دیا ۱۰۰۰ ہوئی انکو
۱۲۰ پر تقسیم کیا تو پورے سات نکلا معلوم ہوا کہ لڑکی کا حصہ سات سو روپیہ ہیں اور
جہاد کا حصہ ۲۴ ہو گا ۹۰ میں ضرب دیا تو ۳۰ ہوئی اسکو ۱۲۰ پر بانٹا تو
۱۲۰ پر بانٹا تو ۹۰ پر اس کے آنے کے ۱۲۰ ہوئی اور ۱۲۰ پر بانٹا تو ۱۲۰ پر بانٹا تو ۱۲۰

بجای اول کے شمار کریں اور سوم کو بجای دوم اور وہی قواعد عمل بین لادین جہاد پر مذکور ہوئی اگر میت کے ترکہ کو دار ثمنین تقسیم کرنا ہو تو تقسیم میں جو جتنا ایک وارث کو بہتر ہو اسکو کل ترکہ میں فیسہ کر دے اور حاصل فیسہ کو تقسیم پر بانٹ دے (خارج قسمت وارث مذکور کا حصہ ترکہ میں ہو گا مثلاً مثال گذشتہ بالا میں میت کے چار زوجات وارث ہیں اور چہ جہات نہیں اور تقسیم ۱۲۰ اسو حسی اور حصہ ہر ایک زوجہ کا ۳۰ اور لڑکی کا ۱۵ اور جہاد کا ۲۴ تھا اگر ترکہ میت کا نو سو روپیہ فرض کریں اور دریافت کیا جائے کہ ہر وارث کا کیا حصہ ہو گا تو اول ایک زوجہ کا حصہ دریافت کیا یعنی ۳۰ اسکو سپہام تھی اسکو کل ترکہ یعنی ۹۰ میں ضرب کیا تو ۳۰ ہوئی اسکو تقسیم پر یعنی ۱۲۰ پر تقسیم کیا خارج قسمت ۲ ہوئی ۱۲۰ پر اس کے آنے کے تو ۲۴۰ ہوئی اور گویا ۱۲۰ پر بانٹا تو ۱۲۰ خارج قسمت ہوئی اور گویا ۱۲۰ پر بانٹا تو ۱۲۰ پر بانٹا تو ۱۲۰ تیرہ آنے ہوئے ہیں اور لڑکی کے حصہ ۱۵ کو ۹۰ میں ضرب دیا ۱۰۰۰ ہوئی انکو ۱۲۰ پر تقسیم کیا تو پورے سات نکلا معلوم ہوا کہ لڑکی کا حصہ سات سو روپیہ ہیں اور جہاد کا حصہ ۲۴ ہو گا ۹۰ میں ضرب دیا تو ۳۰ ہوئی اسکو ۱۲۰ پر بانٹا تو ۱۲۰ پر بانٹا تو ۹۰ پر اس کے آنے کے ۱۲۰ ہوئی اور ۱۲۰ پر بانٹا تو ۱۲۰ پر بانٹا تو ۱۲۰

خارج قسمت ہو تو اس کی معلوم ہوگا کہ ہر جہ کا حصہ ۲ روپیہ ۱۰ آنہ ہوتے ہیں۔
 - اسی طرح (اگر) قرضخواہوں کا مختلف قرضہ (میت کے ذمہ ہوا اور اسکا ترکہ سب کو
 وفا کرے تو سب قرضہ کی تعداد کو بجا ہی تقسیم کرنا چاہیے اور ہر شخص کے قرض کی مقدار
 کو بجا ہی ہر وارث کے سہاموں کے اور ایک شخص کے قرضہ کو ترکہ میں ضرب دیگر مجموعہ
 قرضوں پر بانٹ دینا چاہیے (خارج کی تعداد اس قرضخواہ کو یلیگی مثلاً زید کا قرضہ
 میت کے ذمہ ۲۰ روپیہ اور عمرو کا ۲۰ روپیہ اور بکر کا ۲۰ روپیہ اور خالد کا ۱۰
 روپیہ ہے اور ترکہ میت کا کل ۲۰ روپیہ ہے تو اب کل قرضوں کی جمع کر کے جو دیکھا تو
 ۱۰۰ روپیہ ہو تو اسکو بجا ہی تقسیم رکھا اب ہر ایک کا حصہ ۲۰ روپیہ نکالا کہ اول زید کے قرضہ
 یعنی ۲۰ کو ترکہ میں یعنی ۱۰۰ میں ضرب دیا ۲۰ ہو تو اسکو ۲۰ پر تقسیم کیا تو ۵ آ رہا
 پانچ آنے اور ایک تہائی آنے کی یعنی چار پانچ زید کا حصہ ہوا اور علی کے ۱۰ الفیال
 اور دو کا حصہ نکال سکتے ہیں) - اگر میت کے وارثوں میں سے کوئی کچھ مال لیکر صلہ کرے
 تو اسکو ایسا سمجھ لو کہ گویا وارثوں میں تہا ہی نہیں اور ترکہ میں سے وہ مال نکال ڈالو جس پر
 اس صلہ کی ہوا اور باقی کو باقی وارثوں میں تقسیم کر دو (یعنی اولیٰ تقسیم سہلہ کی مع اس وارث
 کے کرنی چاہیے ہر اسکو سہا ہم تقسیم میں سے خارج کر دینا چاہئیں تو گویا بعد نکالنے کے
 جتنی رہے وہی تقسیم صلہ بھی جاوے گی اور باقی ترکہ کو بقیہ وارثوں میں بموجب قواعد
 مصرعہ بالا تقسیم کر دینا چاہیے) **وَأَخْرُجُوا آلَ الْكَافِرِ لِيُغَارِبُوا**

قطعہ تاریخ ختم ترجمہ از مترجم غفر عنہ

نہو دیویر جسکو دیکھو سو نفس شائق کا
 لکھو گنج حقائق ترجمہ کنز الدقائق کا

ہوئی قضی مسائل میں کتاب بنظیر احسن
 سن ختم اسکا میں جا تو الف غیب ہو دولا

